تحریک وتواریخ
پوگلی زبان وادب
اور
کلامِ مشتاقؔ پوگلی

مصنف :۔ عزیز مشتاقؔ پوگلی

تحریک وتواریخ

پوگلی زبان وادَب

اور

کلام مشتاق پوگلی

اِشاعت سال : ماہ اپریل 2021ء

نام کتاب : تحریک وتواریخ پوگلی زبان وادب
اور کلام مشتاق پوگلی۔

مصنف : عزیز مشتاقؔ پوگلی

سرِ ورق : عبدالخالق گنائی۔ ایم اے بی ایڈ

ترتیب کار : طارق فاروق کٹوچ

کمپیوٹر کمپوزنگ : عبدالرشید گنائی۔ شاہ آباد باہو فورٹ جموں۔

چھاپ خانہ : روہنی آفسیٹ پرنٹرز رہاڑی جموں

تعداد صفحات : 580

تعداد کتاب : 500

قیمت: 800

ملنے کا پتہ : ا۔ مشتاق پورہ پوگل

۲۔ امام آباد مشتاق چوک رام بن

پبلشر : عبدالعزیز مشتاقؔ پوگلی (مشتاق پورہ پوگل)

فہرست مضامین

تحریک وتواریخ پوگلی زبان وادب

عبدالخالق مالیگامی، حال رام بن

جموں وکشمیر کی حسین ورنگین اور مردم خیز تحصیل جس کا نام پوگل پرستان ہے، جموں اور سرینگر سے سوا سو کلو میٹر کی مسافت پر واقع ہے، نندی مرگ اور ہنس راج کا کوہ پیمائی سِلسلہ اِس کو کشمیر سے الگ کرتا ہے۔ اور اِن ہی پُر اسرار کوہستانوں اور گھنے جنگلوں کے دامن میں پوگل پرستان کی تحصیل آباد ہتے۔ یہ علاقہ رنگینیوں، رعنائیوں اور روح پرور و دِلکش مناظر سے بھر پور قدرت کی نیرنگیوں کا حسین مرقع ہے۔ یہاں تھکی ہوئی طبیعت میں بشاشت اور پژمردہ دلوں میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ یہاں کے پہاڑ قدرتی خودرو پھولوں سے لدے، جڑی بوٹیوں سے بھرے اپنے دامن میں گھنے جنگل، سرسبز میدا، ہری بھری وادیاں، شاندار مرغزار، ترنم خیز جھرنے، گنگناتے آب شار سموئے، سروں پر برف کی سفید ٹوپیاں پہنے، رنگین، دِلچسپ روح افزا اور دِلکش و پُر لطف نظارہ پیش کرتے ہیں۔ اِن کوہساروں سے ناگن کی طرح بل کھاتی سرکتی پانی کی صاف وشفاف ندیاں، ٹھنڈے پانی کے اُبلتے چشمے، جھومتی گھٹائیں، پُرفیض فِضائیں، صبح کے وقت شبنم کے قطروں پر چمکتی دمکتی سورج کی کرنیں، پُرلطف بادِ صبا کس قدر فرحت بخشتی ہیں۔ جنگلوں میں مختلف جانوروں کی آوازیں اور رنگا رنگ پرندوں کی بولیاں اِنسان کو محوِ حیرت کرتی ہیں۔ ہنس راج کے دامن مالن سر کی ایک خوبصورت جھیل اور دِلکش میدان سے جس کو دیکھنے کے لئے ہزاروں آدمی آتے

ہیں۔ راقم کو سراز میں کشتواڑ کا تاریخ سے دِلچسپی رکھنے والا ایک آدمی مِلا جس نے اِس جھیل اور ہنسراج پہاڑ سے متعلق عجب انکشاف کیا اُنہوں نے کہا ککہ پوگل پرستان کشتواڑ کے راجواڑے میں شامل تھا اور کشمیر۔ سے حملہ آور آئے اُن کے مقابلے کے لئے راجا نے اپنا بیٹا کنور ہنسراج بھیجا جو لڑائی کے دوران اِسی مقام پر مارا گیا اُس کے نام پر اِس پہاڑ کا نام ہنسراج رکھا گیا اور اس کے بعد اِس کی ماں اِس مقام کو دیکھنے آئی اور یہ تالاب بنوایا۔ اور اِس کا نام مالن سر یعنی ماں کا تالاب رکھا گیا صحیح مورخ ہی بتا سکتے ہیں ممکن ہے یہ ایک مفروضہ ہو۔ پرانے لوگ یہاں کی بستیوں کے متعلق مافوق الفطرت اور محیر العقول کہانیاں اور داستانیں سُناتے تھے۔ کہ یہ پریوں ،جِنوں ،دیوی دیوتاؤں کا دیس تھا۔ بعد میں آبادی اِنسانوں کی آنے سے اُنہوں نے پہاڑوں کے غاروں اور تنہائیوں میں ٹھکانہ بنایا۔ اِسی لئے اِس کو پوگل پرستان یعنی پریوں کا دیس کہتے تھے۔۔

پوگل پرستان زمانۂ قدیم سے تہذیب وتمدن، علم وادَب کا گہوارہ رہا ہے۔ اِس مردم خیز زمین نے عہدِ پارینہ سے بڑے ادباً ،فضلاً ،علماً ،صوفیوں ،درویشوں ،قلندروں ،سنتوں ، دانشوروں ،مسوروں ،خطاطوں، انشا پر دازوں ، قلمکاروں، موسیقاروں، سخنوروں ، سیاستدانوں، ،قانون دانوں ،قدآور رہنماؤں اور سر برآوردہ شخصیتوں کو جنم دیا ہے۔ اور جِن کی صنوفشانی سے پورا علاقہ فیضیاب ہوتا ہے اور یہ سِلسلہ تا ہنوز جاری وساری ہے۔ تمام پوگلی بولنے کا تعلق ہند آریائی شاخ کے کھاشا راجپوت قبیلے سے ہے۔، جو بڑے بہادر دلیر اور جنگجو تھے۔ جب اُن کا دائرہ تنگ ہوا تو وہ راجستھان اور دوسرے علاقوں سے ہجرت پر مجبور ہوئے

۔اُن کا کا لڑائی کرنا ور اپنے قبیلے کی حفاظت کرنا ہوتا تھا۔اُس وقت سڑک اور آمد رافت کے ذرایع نہ تھے اِس لئے اُنہوں نے پہاڑوں کا رُخ کیا۔اُنہوں نے اپنی شناخت برقرار رکھنے کے لئے اپنے ساتھ رسم ورواج، رہن سہن کے طریقے ،صبعت وحرفت ،تہذیب وثقافت ،اپنی ذات پات اور زبان برقرار رکھی۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ وقت کیت گذرنے اور دوسری زبانوں کے میل جول سے اصل زبان میں ملاوٹ ضرور ہوتی ہے۔اور تھوڑی تبدیلی ہوتی ہے۔ چنانچہ جو قبیلہ جس جگہ آباد ہوا، اُس نے اُس جگہ کا نام اپنے علاقے کے نام پر ہی رکھا چنانچہ جو راجستھان پوگل سے آئے اُنہوں نے یہاں کا نام پوگل رکھا اِسی طرح سے جو راجستھان سیراز یا راجگڑھ سے آیا اُس نے یہاں اپنے علاقے، جہاں آباد ہوا سیراز یا راجگڑھ رکھدیا۔ جو بھرت پور اور راز گڑھ سے آئے اور جن مقامات پر آباد ہوئے، اپنے ہی نام رکھے۔ابتدأمیں سب ہندوقومیت کے تھے وقت گذرنے کے ساتھ اِن میں سے کچھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔لیکن بھائی چارہ، رسم ورواج، ثقافت وحرفت یکساں قائم رہی، مسلمان برائے نام تھے، دیوی دیوتاؤں اور متبرک جگھوں کو سب مانتے تھے۔ صرف چھ پشتوں سے ہی شاخیں الگ ہوئیں۔اب بھی یہ قومیں ایک دوسرے کو چاچا ماما وغیرہ کے آداب سے بولتے ہیں۔آپ ہی اندازہ کیجئے کہ دیو ہیرا کا جو کلدیوتا مندر سے اس کے سب ہندو مسلمان ماننے والے ہوتے تھے اور اِس کا پجاری (دیوالہ) رمضان بٹ ہوا کرتا تھا۔اور مندر پر چڑھانے والا بکرا حلال (ذبح) کیا جاتا تھا۔مالیگام تھنہ میں ایک باوَلی پراچین کال کی ہے جو پتھروں کی گھڑائی ہے اور نل بھی خوبصورتی سے پتھر کا بنا ہے۔اس کے قریب ایک مورتی بنی تھی (جس

کی طرف کچھ اِس طرح سے چیزیں چپکی ہوتی تھیں کہ بچپن میں ہم دیکھتے تھے کہ تروتازگی ہوا
کرتی تھیں لیکن تاریخ خاموش ہے) پرستان میں بھی ایسے بہت سے آثار ہیں جو وضاحت
طلب ہیں پرانی بستیوں کے آثار دُور دُور تک پہاڑوں اور جنگلوں میں دکھائی دیتے ہیں اِن
میں سے کچھ ڈینگ بھٹل میں رہے اور مُلملا کے ذریعے پہاڑوں میں وارد ہوئے چونکہ یہ جنگجو
قوم تھی انہوں نے مختلف راجواڑے بنائے اور پوگل کے راجے کا مسکن موجودہ کھاروان کا قلعہ
تھا اور یہ راجے اپنے علاقے کو وسعت دینے کیلئے آپس میں لڑتے تھے۔ یہاں کا راجہ قتل کر دیا
تھا اور لاش کو ناچلانہ کی طرف لے گئے۔ اِس کا سر دھڑ سے الگ کر لیا گیا تھا اور راجہ جے سنگھ کو
بصورت ثبوت لے جا رہے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ناچلانہ تک اُس کی آنکھیں حرکت میں تھیں۔
بہر حال یہ کشتواڑ کے راجواڑے میں شامل تھا اور اِس میں پوگل پرستان، نیل کھڑی سب شامل
تھا اور شیر بی بی کے پاس ایک پتھر ہے جو اِن کی مملکت کا نشان سمجھا جاتا ہے یہ راجے آپس میں
جنگ وجدل، قتل وغارت اور لوٹ مار کیا کرتے تھے۔

بیسویں صدی کے آغاز سے یہاں کے لوگ تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔
کھوڑہال سے مولوی احمد اللہ بالی حصولِ تعلیم کے لئے راولپنڈی اور لاہور پیدال گئے
وہاں اُنہوں نے دینی اور دُنیاوی علم حاصل کیا اور واپسی پر یہاں کے لوگوں کو علم کی دولت
سے بہرہ ور کیا۔ تب تک یہاں بدعات، شرک توہمات اور دیگر خرافات میں لوگو مصروف
تھے۔ نئ تعلیم دینے اور علم کی روشنی پھیلانے میں بڑی دِقتوں کا سامنا کرنا پڑا لوگ راسخ
العقیدہ تھے توہم پرست تھے، رسومات بد میں گرفتار تھے۔ اُنہوں نے علمأ کا ایک گروہ

تیار کیا۔ جن میں (۱) مولوی عبدالسبحان صاحب جو مولوی احمد اللہ کے بھانجے تھے (۲) عبدالسبحان شال جو مولوی صاحب کے خالہ زاد بھائی تھے۔ (۳) مولوی سخی محمد نائیک جو مولوی صاحب کے ماموں زاد بھائی تھے۔ (۴) مولوی محمد یوسف بالی جو مولوی صاحب کے بھتیجے تھے اور (۵) قاضی محمد رمضان صاحب جو علم سے فراغت کے بعد صاحب کشف وکمال تھے۔ مولوی عبدالسبحان صاحب نے ۱۹۲۶ء میں مالیگام میں کشفیہ مڈل سکول کی بنیاد ڈالی اور اساتذہ کرام کو لاہور، راولپنڈی، جموں وکشمیر اور ریاست سے باہر سے تعینات کرایا جہاں دینی اور دوسری مروجہ تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ اس سکول کی شاخیں نیل، پرستان، چملواس، کھڑی اور کشمیر میں بھی قائم ہوئیں۔ ۱۹۴۴ء میں چملواس کے محمد ایوب خان اِس ادارے کے ہیڈ ماسٹر تھے اور اِس سکول میں بلا امتیاز مذہب وملت، رنگ ونسل تعلیم حاصل کراتے رہے لیکن مُلک کی تقسیم کے وقت بُری طرح متاثر ہوا اور اِس کے فوراً بعد مولوی عبدالسبحان صاحب، قاضی محمد رمضان صاحب اور عبدالرحیم بالی صاحب یکے بعد دیگرے اِس دارِ فانی کو لبیک کہہ گئے۔ ۱۹۵۳ء میں مالیگام پرائمری سکول بنا۔

پوگل سکول:۔ یہ سکول ڈوگرہ دور میں ۱۹۲۳ء میں پرائمری سکول دیا گیا۔ یہ کوٹ سے ہوتا ہوا کھوڑ ہال بڑی مدت تک قائم رہا۔ قریباً مڈل سکول تک پہنچا۔ اور پھر اپر پوگل قریباً پچاس کی دہائی کے آغاز میں منتقل ہوا۔ اِس میں نامور اُساتذہ کرام نے کام کیا محی الدین روشن پہاڑی جو یہاں کی پوگلی زبان بھی سیکھ گئے تھے ۴۵-۱۹۴۴ء میں مشہور ومعروف ادیب وشاعر غلام مُصطفیٰ عشرت کشمیری جو کشتواڑ کے رہنے والے تھے جنہوں نے پوگل میں قیام کے دوران

تاریخ پوگل پرستان لکھی جو نایاب ہے۔ بعد میں وہ بی ڈی او ڈوڈہ اور اسمبلی کے ممبر بھی رہے۔
ستر کی دہائی میں جب میں اور عبدالرحمان رونیال صاحب اُردو روزنامہ ''سندیش'' اور ''سچ''
کی کتابت کرتے تو ادارت کے لئے دفتر آیا کرتے تھے۔ پوگل علاقے اور لوگوں کی مہمان
نوازی کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ اُن کو زبان اور بیاں پر قدورت حاصل تھی انہوں نے
تاریخ کشتواڑ بھی لکھی ہے۔ ممکن ہے اُس میں بھی پوگل کا ذکر ہو۔ پچاس کے بعد کچلو صاحب
کشتواڑ سے اور ہمارے دیوی داس ٹھاکر صاحب مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے اس کے بعد
۵۶-۱۹۵۵ء میں سکول کا چارج قابل قدر میرے اُستاد عبدالرشید خان صاحب مرحوم نے
بڑے تزک واحتشام سے لیا۔ اور جرائت مندانہ قدم اُٹھا کر اِس سکول کو اپنی ذمہ واری پر ہائی
سکول کی دہلیز پر کھڑا کیا۔ وہ حسن وجمال کے مالک ایک آتش بیاں مقرر تھے۔ اُنہوں نے
سکول کی تعمیرات کی بنیاد ڈالی اور اِس سلسلے میں اُن کی تنخواہ دو سال بند رہی۔ پوگل کی اُس
وقت مرکزی حیثیت تھی نیل، پرستان، رام سو بٹرو، تاجنہال سے لڑکے پڑھنے کے لئے پوگل
آیا کرتے تھے۔ پوگل کی ایک شان تھی، ایک رعب تھا، ایک دبدبہ تھا۔ غیرت تھی اتحاد واتفاق
تھا تعلیمی لحاظ سے رام بن بانہال میں چھا گیا تھا۔ لیکن ہماری کمزوری اور نا اتفاقی سے
مرکزیت کھوتا گیا۔ حقوق کی پائمالی ہوئی بینک، ڈاک خانہ، ہسپتال، کالج، تحصیل، بلاک وغیرہ
جو پوگل کا حق تھا سراسر محروم رہا۔ آپ ہی اندازہ کیجئے ہائی سکول سے ہائر سیکنڈری بننے تک
تریسٹھ (۶۳) برس لگ گئے جبکہ معمولی پرائمری سکول سیاسی پشت پناہی پر کالج کے درجے
تک پہنچ گئے اور ہمارے تمام حقوق سلب ہوئے۔ ارباب اختیار بھی اپنے تھے راہنما بھی اپنے

تھے۔۔سرگلی جو سیر وتفریح کا واحد مقام ہے اِس کو سٹیڈئم نہ بنا سکے، سیاحتی نقشے پر نہ لا سکے۔ اگر ہٹس بنائے جائیں تو سیاحوں کی دلچسپی کا مرکز بھی بن سکتا ہے۔لیکن جب تک سرکار ہوش میں آئے تک ہیت بدل چکی ہوگی۔

پوگلی زبان:۔ یہ زبان صدیوں پرانی ہے اور تاریخی کتب میں تحقیق شدہ زبان ہے۔اندرون ملک اور بیرون سے لِسانی ماہروں نے اِس کی تحقیق کی ہے۔اور جائزہ لیا ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں گراہم بیلیے نے ناردرن ہمالین لینگویجز (شمالی ہمالیائی زبانوں) کی تحقیق میں اِس زبان پر تبصرہ کرتے ہوئے قواعد اور ضوابط بیان کئے اور اِن کے ہمعصر جارج گریرسن نے ''لنگوسٹک سروے آف انڈیا'' (ہندوستانی زبانوں کا لسانیاتی جائزہ) کے تحت تحقیقی جائزہ آٹھویں شیڈول کے دوسرے حصے میں کیا ہے۔اور اِس زبان کے قاعدوں اور صرف ونحو کے متعلق تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ اِس بات کی اصلیت اور پیچیدگی کا اندازہ اِس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی اہمیت اور افادیت پر تیس صفحے صرف کئے ہیں جبکہ اُردو زبان پر صرف دو صفحے رقم کئے ہیں۔ ماضی قریب میں پیٹر ٹک نے بھی اِس زبان کا جائزہ لیا اور اِس کے گرائمر صرف ونحو اور تلفظ پر تنقیدی جائزہ لیا ہے۔راج ترنگنی میں کلہن نے پوگل اور پوگلی زبان کا تذکرہ کیا ہے۔ کشمیری شعرأ نے پوگل اور پوگلی زبان سے متعلق لِکھا ہے غلام مصطفٰے عشرت کشمیری نے پوگل میں ملازمت میں قیام کے دوران تاریخ پوگل پرستان لِکھی تھی جو نایاب ہے۔گزیٹر آف جموں کشمیر لداخ میں بھی اِس زبان اور علاقے کا ذِکر مِلتا ہے۔ اِس کے بعد مرغوب بانہالی صاحب اور اُن کی صاحبزادی منیر فاطمہ نے بھی مقالے لکھے اور اِس

زبان کو کشمیری کی اصل شاخ قرار دیا ہے۔ ہمارے ایک نامور محقق محمد اقبال نیلوی نے بڑی محنتِ شاقہ اور عرق ریزی سے جدو جہد کر کے اِس زبان سے متعلق ''پوگلی زبان کا صوتیاتی نظام'' کے عنوان سے ایک کتاب مرتب کی ہے اور پوگلی زبان اور صوتیاتی نظام سے متعلق جامعہ اور مکمل بحث و تمحیص کی ہے۔ اور بہت سے پہلوؤں کو اُجاگر کیا ہے۔ یہ کتاب نہائت معنی خیز اور دلچسپ ہے۔

(نسانی عمل میں تحقیق اور تخلیق کے درمیان صدیوں کی مسافت درکار ہوتی ہے۔ جب زبان ارتقاءٗ کی ایسی منزل پر پہنچ جائے جہاں سوچ وفکر والا ذہن اپنی انمول صلاحیتوں سے اور محنت شاقہ سے ایسے منزل پر آ کر اپنے خیالات کا اظہار دوسروں تک پہنچانے میں کامیاب ہو جائے تب ادب کا تخلیقی تمام وجود میں آتا ہے)

پوگلی زبان میں فنون لطیفہ کا جمالیاتی پہلو زمانۂ قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ پرانے زمانے میں جب تحریری سِلسلہ نہ تھا۔ پرانے لوگ مافوق الفطرت کہانیاں، پریوں، جنوں، دیوی دیوتاؤں کے محیر العقول افسانے وقصے سُنایا کرتے تھے۔ اور یہ قصے پشت در پشت اگلی نسلوں کو سُنایا کرتے تھے لیکن اِن قِصوں کو محفوظ نہ رکھ سکے۔ پرانے زمانے سے لوگ اپنے جذبات، احساسات، تخیلات کو گیتوں، نغموں، گھاتوں، یداکھ، چنوں، تڑکوں اور اونچی سُریلی آوازوں میں پہاڑوں اور جنگلوں میں سُنایا کرتے تھے۔ اور کبھی مرد وزن سوال وجواب بھی چنوں کے ذریعے سحر انگیز آواز میں سناتے تھے۔ اِس کے بعد پیر مشکور کپرن والے اور محی الدین روشن پہاڑی کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ اُنھوں نے پوگلی

زبان میں شاعری کی ہے۔ مگر تحریری ثبوت ندارد۔

پوگلی زبان وادب کا تحریری مواد کا آغاز عبدالعزیز مشتاق پوگلی سے ہوتا ہے۔ یہ پوگلی زبان کے ایک کہنہ مشق تجربہ کار اور نامور شاعر وادیب ہیں۔ انہوں نے 1942ء میں ایک متوسط گھرانے محمد رمضان صاحب کے ہاں جنم لیا۔ کچلو صاحب، ڈی ڈی ٹھاکور، عبدالرشید خان، ماسٹر اودھم سنگھ، جگت رام وغیرہ سے پوگل سکول سے تلامذہ کیا۔ پڑھائی میں ذہین وفطین تھے۔ مڈل کلاسز سے ہی شاعری کا شوق تھا۔ قریباً ۱۹۶۰ء میں پوگل ہائی سکول سے میٹرک پاس کیا حسن وجمال اور بہترین چلا ڈھال کیساتھ اللہ نے عقل وشعور اور فہم وفراست سے بھی سرفراز کیا ہے۔ اُن کو اُردو، ہندی، انگریزی، کشمیری، ڈوگری، پنجابی زبانوں پر بھی عبور حاصل ہے۔ اور ہر زبان میں صنف شاعری کی کامیاب طبع آزمائی کی ہے۔ پوگلی زبان وادب کا بانی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ انہوں نے مادری زبان پوگلی میں درجنوں کتابیں مرتب کیں ہیں اور ہر خاص وعام کی پذیرائی دادِ تحسین حاصل ہوئی۔ کمال تو یہ ہے کہ اِن کا کلام مدرسوں میں صبح گاہی اسمبلی میں سُریلی آواز میں پڑھایا جاتا تھا۔ اور ایک دفعہ اِمناڑی کے اِمام صاحب نے خطبے کے دوران اور دعائیہ کلمات کے وقت مشتاق کی نعتیہ نظم اور دعائیہ اشعار پڑھے میں بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔ یہ اتنے مقبول اور ہر دلعزیز شاعر ہیں۔ عین عنفوان شباب میں شوقیہ طور (منشی) ہماچل ڈلہوزی کسی فرم کے ساتھ کام پر گئے وہاں اُنہوں نے پوگلی، اُردو، کشمیری میں سخنوری کی خوب مشق کی بعد میں سرکاری سکول میں مدرس تعینات ہوئے اور اِس سلسلے میں ۱۹۶۲ تا ۱۹۶۷ء میں سنگلدان میں اِن کی شاعری پروان چڑھی۔ ۱۹۷۰ء میں

مشتاقؔ صاحب منظوم کتاب ''مئیں خیال'' منظر عام پر آئی جس پر حرف اول کی صورت میں الحاج محمد امین وانی صاحب کا تبصرہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ اِس میں مختلف موضوعات کو نظم کیا گیا ہے اِس مختصر سے کتابچے میں زیادہ تر گیت شامل ہیں۔ انہوں تخلیقی سفر جاری رکھا اور بہتر پیش کش کی صورت میں دوسرا شعری مجموعہ ''مئیں کوہستان'' زیور طبع سے آراستہ کیا۔ جس میں عشرت کاشمیریؔ کے دو لفظ کے علاوہ بال کرشن چوہان اور راقم کے تعارفی کلمات بھی ہیں۔ فارسی کا مشہور مقالہ ہے۔ ''نقاش نقش ثانی خوشتر کشد زاول'' مشتاقؔ صاحب نے غیر زبانداں کی سہولیت کے لئے اِس میں بارہ نظموں کا اُردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ پہلی کتاب کی نسبت اِس کی زیادہ پزیرائی حاصل ہوئی۔ ضخامت اور چھپائی کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔ شاعری میں دعائیہ کلمات اور رمانیت اور روایتی انداز بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ ''مئیں کوہستان'' کی پزیرائی اور حوصلہ افزائی کے بعد مشتاق صاحب نے ۸۰ صفحات پر مشتمل تیسرا شعری مجموعہ ''ہرساوٗ پرستان'' زیور طبع سے آراستہ کیا۔ یہ 81-1980ء میں تصنیف ہوئی اور اِس کا ایک حصہ نثری ہے جس میں مصنف نے پوگل پرستان سے متعارف کرایا ہے۔ اور دیگر موضوعات کو بھی چھیڑا ہے اُن کا ادبی سفر سلسلہ وار جاری رہا۔ مشتاق صاحب ایک دیندار شخص ہیں، انہوں نے دو دفعہ سفر محمود کامیابی سے سر کیا۔ اور دینیات کے ماہر ہیں۔ اُس کے بعد کا طرز نگارش اسلامی اور مذہبی راہ سے زیادہ تر تعلق رکھتا ہے مثلاً 1980ء کے بعد ''محمدؐ اور اسلام'' صورۃ عم کا ترجمہ اور تفسیر شہلائی با ترجمہ و وضاحت سفر محمود نعتیہ کلام اور ہدائت وراہنمائی حجاج کرام کی سہولیت کے لئے لوگوں کے اصرار پر تصنیف کی اور پھر ''منظوماتِ شرواٗ'' ایک بہترین شاہکار ہے۔

جس میں ترجمہ اور تشریح بخوبی کی گئی ہے۔ مختلف دانشوروں، علماٗ، ادباٗ کے تاثرات قابل دید ہیں، علاقے کے قد آور شخصیت جناب مولوی عبدالرشید صاحب ڈپٹی سپیکر کے تاثرات بھی اِس میں شامل ہیں۔ کشمیری، اُردو، ڈوگری اور گوجری زبان میں سخنوری کے علاقہ پوگلی زبان کے مختلف لہجوں میں بھی کامیاب طبع آزمائی کی ہے۔ اور مختلف شاعروں اور ادبی محافل میں دادِ تحسین حاصل کی ہے۔ انہوں نے بڑی جدو جہد اور تگ دو کے بعد پوگلی بزمِ ادب رجسٹرڈ کرائی اور دو سال اس بزم کی صدر کی حیثیت پوگلی زبان میں مشاعرے منعقد کرائے۔ اور شعرأ کی حوصلہ افزائی کے طوع انعامات سے بھی نوازتے رہے۔ اُس وقت اُنہوں نے عبدالجبار منظورؔ پوگلی، ذوالفقار عبدالرشید رونیالا اور مولانا محمد اسماعیل اثریؔ کی مشاورت سے پوگلی بزمِ ادب تشکیل دی تھی جس سے زبان کو فروغ حاصل ہوا۔

۱۵ اگست ۲۰۱۵ء محترم فاروق شاہ بخاری ڈپٹی کمشنر رام بن جو تحریک بقائے اُردو کے ریاستی یونٹ کے صدر بھی ہیں نے یوم آزادی پر خصوصی ایوارڈ سے نوازا اور ابھی تک ادبی خدمات میں سرگرم ہیں سخنور کے علاوہ ایک بہترین مقرر اور خوش نوا موسیقار بھی ہیں۔ ادبی میدان میں مشتاق صاحب کو اولیت حاصل ہے۔ اِن کے ہمعصروں میں منظورؔ صاحب اور ذوالفقارؔ صاحب بھی صاحبِ کتاب ہیں ان کے بھی پوگلی زبان میں نثری اور شعری مجموعے شایع ہو چکے ہیں۔ محمد اسماعیل اثریؔ صاحب نے بھی پوگلی زبان میں طبع آزمائی بڑی دیر تک کی لیکن اپنے کلام کو زیور طبع سے نہ سنوار سکے۔ البتہ ''تاریخ پوگل پرستان'' کے نام سے ایک ضخیم کتاب مرتب کی۔ اِس کتاب میں بھی اسقام کی گنجائش

ہے عنوان کے ساتھ انصاف نہیں ہے۔ پوگل پرستان کی جغرافیائی اور تاریخی حدود سے تجاور کی ہے اور اہم شخصیات کی سوانح عمریوں اور کارہائے نمایاں پیش کرنے میں بخل سے کام لیا ہے۔ تاہم بڑی تگ ودو اور محنت شاقہ سے مواد جمع کیا ہے۔ اور تاریخ میں اپنا نام ثبت کیا ہے ناظرین کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے۔ پوگلی زبان کے اب ان گنت ادیب وشاعر ہیں، عبدالروف راہیؔ، فردوس احمد گلبازؔ، عبدالطیف پروازؔ، حفیظ الرحمان شاہینؔ، بشیر احمد بشیر، محمد شفیق رونیال، غلام رسول شاہین، رئیس احمد بالی، عبدالرشید مخذوب، محمد یوسف خان، محمد اقبال کٹوچ، محمد حسین نائیک صاحب، غلام عباس صاحب عبدالطیف بُلبُل، غلام عباس مسرورؔ محمد اقبال نائیک نیلوی، ارشد جہانگیر مجروحؔ، فاروق احمد نادم صاحب۔ اِن میں سے محمد حسین نائیک صاحب غلام عباس صاحب عبدالطیف بُلبُل اور نادم صاحب صاحبِ کتاب ہیں ان کے شاعری مجموعے چھپ چُکے ہیں۔ اِس کے علاوہ رفیق احمد صاحب لیکچرر نے ماسٹر الف دین (مرحوم) کے نام سے ایک معلوماتی کتاب مرتب کی ہے۔ جو اہمیت اور افادیت کے لحاظ سے ہاتھوں ہاتھ بِک گئی، اِس کے علاوہ عبدالروف صاحب نے بھی ''روداد کوہستان'' کے نام سے ایک ادبی کتاب مرتب کی جس میں مختلف دانشوروں کے مضامین شامل ہیں اور جو کافی دلچسپ ہے۔ میں اگر اپنے ایک عزیز ساتھی کا ذکر نہ کروں تو بے انصافی ہوگی۔ اُن کا اسمِ گرامی عبدالرحمان رونیال مرحوم ہے وہ میرے قریبی ساتھی رہے ہیں وہ ذہانت ادب وفن کے لحاظ سے منفرد تھے اور بہت ہی خوبیوں صلاحیتوں اور اوصاف کے مالک تھے۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ اُنہوں نے درجہ اول میں

ایم اے کیا تھا۔ وہ قد آور زباندان تھے۔ اللہ نے اُنہیں سحر انگیز آواز سے سرفراز کیا تھا۔ وہ بہترین ادیب، بلند قامت موسیقار اور قابل قدر افسانہ نگار تھے کالج کے دوران اور اِس کے بعد پوگلی زبان میں خود غزلیں تیار کر کے بہترین ساز وسوز کیساتھ گایا کرتے تھے۔ اور افسانے بھی لِکھتے تھے اُنہوں نے ایک افسانہ شرنگل کے پتے کے نام سے لِکھا تھا جس میں محمود گدری کی داستان تھی۔ اُن کی غزلیں اور افسانے گم نامی کا شکار ہوئے وہ جموں سے ایک ہفتہ روزہ اخبار ''پرستان ٹائمز'' بھی نکالتے تھے۔ اِس کے علاوہ ایک بہترین خوش نویس تھے، کتب اور اخبارات کی کتابت کیا کرتے تھے۔ بدقسمتی سے عنفوان شباب میں ہی حادثے کا شکار ہوئے۔ اب بھی بہت سے ادبأ وشعرأ زبان کی خدمت میں لگے ہیں۔ کاش کہ پوگلی بزمِ ادب کی بازیافت ہوتی اور کارواں از سرنوراں دواں ہوتا۔ ادبأ حضرات پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مادری زبان پوگلی کے فروغ وترقی ترویج کے لئے کام کریں اور جو بنیادیں شعرأ نے ڈالی ہیں اِن کو مضبوط کریں۔

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر　　نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

نیاز کیش:

عبدالخالق مالیگام پوگل حال رام بن

نبذ زجناب الحاج عبدالعزیز مشتاقؔ صاحب

نام کتاب:۔ تحریک پوگل زبان وادب

مصنف:۔ حاجی مشتاق عبدالعزیز کٹوچ صاحب پوگلی

سندیں ضبط تحریر کی دِکھاتی ہیں راہیں کامیابیوں کی تابناک مستقبل کے پانے کو
دین اور دُنیا کی کامیابیوں کا راز مضمر ہے تحریری اسناد میں اِنسانیت کے پانے کو
خیالات وجذبات ضبط تحریر کے بخشنے میں شہرت دوام اِنسانوں کو
وگرناں تو بعد مرگ قریب کے بھی یاد کرتے ہیں عام انسانوں کو

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو آیا پھر چلا گیا۔بس پھر رفتہ رفتہ اِس کے وجود کے نِشانات دِل ودماغ سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مِٹ جاتے ہیں۔ اگر کوئی چیز اِس ہستی کو یاد کرائے تو وہ اِس کے کارنامے ہوا کرتے ہیں اور کارنامے بھی جو ضبطِ تحریر میں لاکر آنے والی نسلوں کیلئے ایک اثاثہ کی حیثیت رکھتے ہوں۔طویل تفصیل کا مقام نہیں ہے البتہ مختصراً جناب ولی محمد اسیر کشتواڑی صاحب کی کتاب ''کشیر تہٕ جمس منز کاشُر زبان وادب'' (تواریخ تہٕ تنقید) میں مصنف موصوف نے مشتاق صاحب کی مطبوعات پوگلی زبان میں شعر وشاعری کا تذکرہ تفصیل سے کیا ہے۔ اِس میں مشتاق صاحب کی پوگلی زبان میں لِکھی ہوئی نظمیں ،غزلیں ، مرثیے وغیرہ کا پورا پورا احوال دیکر پوگلی زبان وادب کو اُجاگر کیا ہے۔ اِن کی اِسی متذکرہ کتاب میں جناب عبدالخالق صاحب مالیگامی

اور بالکرشن چوہان ایم اے بی ایڈ نے بھی اپنے قلموں سے مشتاق صاحب کی کاوشوں کی سراہنا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پوگل کے مایہ ناز سپوت شری مشتاق پوگلی مبارک بادی کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے اپنی نعمتوں وغزلوں کا ایک کتابچہ "میون خیال" کے نام سے چھپوا کر آنے والی نسلوں کیلئے ایک قیمتی تحفہ عنائت فرمایا ہے۔

آج تک جناب مشتاق صاحب کی نظم ونثر کی متعدد کتابیں منظر عام پر اائی ہیں۔ اصل میں مشتاقؔ صاحب کی غرض وغائت یہ ہے کہ پوگلی زبان وادب کو دُنیا کی زبانوں کی طرح منظر عام پر لایا جائے۔ پوگلی زبان کو بھی عام زبانوں کی فہرست میں شامل کیا جائے۔ اِس گُمنام بولی کو بھی زبان کا درجہ حاصل ہو۔ اِس میں شک نہیں کہ یہ بولی صوبہ جموں کے اکثر مقامات پر بولی جاتی ہے لیکن بدقسمتی کی بات ہے کہ اِس کی تشہیر نہیں کی گی ہے۔؛ عام لوگ اِس بولی کی اہمیت وافادیت سے بے خبر ہیں۔ اکثر کُتب میں مشتاقؔ صاحب نے اِس علاقہ یعنی پوگل پرستان، نیل، بانہال وغیرہ کے خوبصورت اور قدرتی مناظر خوبصورت ودِلکش میدانوں، سبزہ زاروں، جھیلوں، چشموں عمدہ چراگاہوں، گھنے جنگلوں، اونچے پہاڑوں۔ عمدہ وقیمتی جڑی بوٹیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ تاکہ حکومتی سطح پر حکمران لوگ، عوامی نمائندے وغیرہ اس طرف توجہ دیکر یہاں کے قیمتی اثاثوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اِس علاقہ کو "ٹورازم" کے نقشے پر لاکر یہاں کی پسماندگی، غربت وغیرہ کا کاتمہ کرایا جائے۔ پوگلی زبان وادب کا دائرہ ضلع ریاسی کے گول گلاب گڑھ اودھم پور کے چھینی۔ بشٹ۔ ٹکری اولڈ ڈسٹرکٹ ڈوڈہ اور جدید ضلع رام بن کے اکثر علاقہ جات تک پھیلا ہوا ہے۔ البتہ بکھرا ہوا ہے۔ جس کے لئے ضرورت ہے کہ ذی شعور حضرات اِس متبرک خواب کی تعبیر کو صحیح ثابت

کرنے کے لئے یکجاہوکرکوشش کریں تاکہ مشتاق صاحبکی کوشش رنگ لائے۔

کہا جاتا ہے کہ پوگلی بولی میں زمانہ قدیم سے ہی شعروشاعری کی جاتی رہی ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ تحریری شکل میں مواد کچھ بھی نہیں ہے۔ حقیقت میں پوگلی زبان کی شعر وشاعری کا آغاز جناب مشتاق صاحب نے اپنی جوانی تقریباً 1967ء سے کیا ہے۔ پوگلی زبان وادب کو ضبط تحریر میں لاکر زبان کی خدمت کا سہراان ہی کے سر جاتا ہے۔ جس کا ثبوت اِن کے تحریری مواد (۱) میون خیال (۲) میون کوہستان بہ ترجمہ اُردو (۳) ہرساؤ پرستان با ترجمہ اُردو (۴) محمد اور اِسلام (۵) منظومات شرواُ (۶) شہلائے عازمین حجاج کرام وغیرہ درجنوں کتابوں کو شائع کر کے پوگلی زبان وادب کی خدمت کرنے کا صحیح اور فائدہ مند مواد آنے والی نسلوں کیلئے وقف کر کے رکھا ہے۔ اِس خدمت بے لوث کا اجر اعظیم اِنہیں اور اِنکی آنے والی نسل کو تادیر ملتا رہے گا۔

جناب مشتاق صاحب کی خدمات کو سراہتے ہوئے سال 2015ء میں یوم آزادی کے موقع پر آنریبل سٹیٹ منسٹر جناب بشارت بخاری نے انہیں اعزازی ایوارڈ رام بن کے مقام پر نوازا تھا جو پوگلی بزم ادب وزبان کے لئے باعثِ فخر وحوصلہ افزائی ہے۔

اتفاقیہ طور پر ایک روز راقم کو پوگلی زبان وادب تنظیم کا بنایا ہوا دستور پڑھنے کا موقعہ ملا یہ دستور ایک کتابچہ کی شکل میں ہے اِس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بزم ادب چلانے کا ایک جمہوری طرز کا مشن ہے جس کے اندر قواعد وضوابط قائم کر کے کاروان کو چلانا ہے۔ اِس میں ذکر کیا گیا ہے کہ صدر بزم ادب کا انتخاب ہر دوسال کے بعد عمل میں لایا جاتا رہے گا۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اِس پر عمل

کرنے کے بجائے اس دستور کی دھجیاں اُڑائی جارہی ہیں۔ یہاں پر میں مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ ہر چھوٹے بڑے ذمہ دار ممبر کو اِس کا احترام کرتے ہوئے فرائض کو انجام دیکر اپنے بڑے پن کا ثبوت دے نیز گذارش ہے کہ اِس دستور کے اندر ایک محاسب کا عہدہ بھی قائم کیا جانا چاہیئے تا کہ کوئی بھی معاملہ بے لگام نہ چھوڑا جائے۔ حسبِ ضرورت دستور کے اندر تبدیلی کی جا سکتی ہے جس میں بزم کے تمام افراد و ارکان کو یک رائے ہو کر فائدہ مند قدم اُٹھانا چاہیئے۔

جناب مشتاق صاحب سرزمین پوگل کے باشندے ہیں جو 19 جون 1942ء و پیدا ہوئے۔ بعد فراغت تعلیم محکمہ تعلیم میں بحثیت اُستاد 14 مارچ 1962ء بھرتی ہوئے محکمہ تعلیم میں ایک مثالی اُستاد کے طور پر یاد کئے جاتے ہیں۔ اور 30 جون 2000ء کو بخیر و عافیت اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوئے اِن کے والد مرحوم اپنے وقت کے علاقے کے ایک دیندار۔ دیانتدار اور رئیس ہستی تھے۔ علاقہ پوگل تحصیل پوگل پرستان ضلع رام بن کا وہ خطہٗ زمین ہے جس نے ایسی ایسی ہستیوں کو جنم دیا ہے جو مُلک ہندوستان کے چوٹی کے اہم شخصیات میں شمار کئے جاتے ہیں جن میں خاص کر جناب ڈی ڈی ٹھاکور صاحب اور ٹی ایس ٹھاکور صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ اِن کی خدمات کے عوض اِن کا نام تا دیر زندہ رہے گا۔

آخر میں مشتاق صاحب کی کاوشوں کی سراہنا کرتے ہوئے اللہ سے دستِ بدعا ہوں کہ اِن کا تحریری مواد آنے والی نسلوں کیلئے سودمند اور خود اِن کیلئے توشۂ آخرت ثابت ہو۔ اللہ انہیں جزائے خیر کے ساتھ ساتھ تا زیست مزید فیض بخش اثاثہ قوم کو مہیا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

راقم الحروف: عبدالرحمان گنائی۔

ریٹائرڈ سینئر ہیڈ ماسٹر

پوگلی بولی پر تاثرات

اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل عزیز مشتاقؔ

قلمکار آتے گئے تحریک پوگلی زبان وادب بنتا گیا

اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو مختلف نعمتوں سے نوازا ہے۔ جن کا شمار کرنا بے حد مشکل کام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود بھی قران کریم کے اندر فرماتے ہیں تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں شمار کر سکتے اِن کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت زبان ہے۔ جس کی وجہ سے اِسے اشرف المخلوقات کا درجہ ملا ہے۔ دُنیا میں لاتعداد زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اِس طرح ہماری بھی ایک اپنی بولی ہے۔ جو پوگلی بولی کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اِس بولی میں بھی وہ ساری حلاوٹ و مٹھاس موجود ہے جو باقی بولیوں میں ہے۔ اِس کے بولنے والے بھی اِس زبان کے ساتھ پیار و محبت رکھتے ہیں اور بولتے وقت فخر محسوس کرتے ہیں مجھے یاد ہے یہاں کے نائب وزیر اعلیٰ جناب ڈی ڈی ٹھاکور جب یہاں کے لوگوں کے ساتھ ملتے تھے وہ دوسری زبان میں لوگوں کو بولنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے میں جب یہ زبان بولتا ہوں میری زبان کو تروتازگی اور جسم کو راحت ملتی ہے۔

جو چھُتھ زوِ کس تی جو چھُتھ منظور چھم زو کو چھُتھ

زوِ کس فرماش کرسِم حاضر مہ جان کو چھُتھ (عزیز مشتاقؔ)

پوگلی ابھی تک بولی ہے زبان کے مقام کی منتظر ہے۔ اِس وقت یہ جموں و کشمیر کے طول وعرض

میں بولی جاتی ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ زبان کہاں سے آئی ۔ ماہرین لسانیات اِس بات پر متفق ہیں کہ یہ زبان پوگل میں ہی پلی بڑھی اور اِس کا مقام پوگل ہے۔ بھلے ہی گور ونواح میں اِس کا لب ولہجہ تھوڑا مختلف ہے مگر اصل پوگلی پوگل میں ہی بولی جاتی ہے۔ اِس زبان کا نام کچھ اور رکھنا اِس کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔ اِس زبان کو تحریر میں لانا تھوڑا مشکل کام ہے مگر یہ زبان کشمیری اور ڈوگری سے ملتی جلتی ہے بعض لوگ اِس زبان کو دوگری اور کشمیری کی بہن کہتے ہیں لہذا اِس زبان کو بھی آسانی سے حوالہ قرطاس کیا جاسکتا ہے۔ ابھی تک یہاں کے چند مخلص لوگوں نے اِس پر زبردست محنت کر کے متعدد کُتب لکھ کر شائع کئے اِن میں الحاج مشتاق عبدالعزیز کٹوچ ذوالفقار عبدالرشید رونیال اور منظور پوگلی کا نام قابل ذکر ہے لیکن اِن میں سرفہرست اور شاعر اول اِس زبان کے مشتاق صاحب کو کو گردانا جاتا ہے۔ اِن کے تصانیف ''میُن خیال'' ''میُن کوہستان'' زیر طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں ۔انہوں نے پارہ عم کا ترجمہ بھی پوگلی زبان میں کیا ہوا ہے۔ مگرت اِن کی نئ تحریر ''تحریک پوگلی زبان وادب'' اُن کا ایک کمال کا کارنامہ ہے اِس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مشتاق صاحب نے نہائت ہی دریادِلی اور اولوالعزمی سے اِس زبان کی خدمت انجام دینے کا ارادہ اپنی اوائل عمر میں ہی کر لیا تھا۔ پوگلی زبان کے باقی شعرأوادیب ابھی تک اِس کے ہم پایہ اور ہم پلہ نہ ہو سکے ہیں۔ اُن کی اِس لگن ، انتھک محنت ، جوش وولولہ اور زبان کے ساتھ محبت کو دیکھ کر میں یہی کہوں گا ؎ آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو''

لہذا میں آ کر میں یہی کہوں گا۔ پوگل کے رہنے والے یا پوگلی بولنے والے اگر پہاڑ

کے دامن میں بستے ہیں بھلے ہی میدانی علاقوں سے آنے والے لوگوں کو اِس زبان اور خطے سے رغبت نہ ہو۔ مگر یہاں کے نواسی جب دوسری جگہوں میں اِن پر عرصہ حیات تنگ ہوا تو یہاں کی فطرت کی آغوش میں آ کر انہوں نے دم لیا اور سکوں و آرام تا زیست پانے کے ساتھ ساتھ اپنے پرچم جگہ جگہ لہرائے۔ اِن کو فقیری اور غریبی کا احساس کبھی نہ ہوا۔ اپنے آپ کو شاہ کے برابر تصور کرتے ہوئے اِس زبان کے ساتھ لگاؤ اور محبت کرتے رہے اور یہ دعویٰ کرتے رہیں گے کہ یہ زبان پوگلی زبان ہے اِس کا نام کبھی بھی تبدیل نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہو گا۔ جب عزیز مشتاقؔ جیسے جیسے شعرأ و ادیب مزید اِس دھرتی سے پیدا ہونگے تو وہ وقت دُور نہیں کہ اِس زبان کو نصاب میں بھی شامل کر لیا جائے گا۔ جیسے کشمیری اور ڈوگری کو تعلیمی نصاب میں شامل کرنے کی پالیسی پر بھی موجودہ مرکزی سرکار کام کر رہی ہے۔

1890ء میں جو مردم شماری ہوئی تھی جس کے مہتمم رائے بہادر بھاگ رام تھے۔ اُس میں بھی اِس زبان کا نام پوگلی زبان رکھا گیا ہے۔ لہذا جب تک زبان بولنے والے زندہ ہیں اِس زبان کو پوگلی زبان کے نام سے یاد کیا جائے گا۔ اِس زبان میں سادگی و پرکاری ہے۔ باقی زبانیں بولنے والے اِسے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ یہ لچکدار زبان ہے۔ لہذا جس محنت اور لگن کا مظاہرہ عزیز مشتاقؔ پوگلی، ذوالفقار عبدالرشید رونیال اور منظورؔ پوگلی نے کی ہے میری دُعا ہے کہ اِن کی طرح دوسرے تعلیم یافتہ اہل پوگل بھی اپنی زبان کی خدمت کے لئے آگے آئیں۔ (آمین)

عبدالقیوم بٹ، ایم اے بی ایڈ، ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر
موجودہ سرپنچ پنچائت مالیگام (اے)

زِندگی وفاتھ

غنیمت ذانے زِندگی سنی بہار — یسینوات نہو چھُ بار بار
غنیمت سمجھوے شوق عِلم تہٕ عمل — جوانی، صحت زِندگی پَل پَل
یہٕ زِندگی چھنتھ نہ ہمیشہ کٔچھن — نہ چھنتھ یہٕ دفاو فنا کٔچھن
مہٕ سمجھوے بشر چھُس تُو خاک سنو — چھس تُو فہم فراست ادراک سنو
بناوٕے زندگی سنو تہنو نِظام — یوتھِ بکار تیر ابدی زندگی بکار
گُستھِ دُنیاوی زندگی سجہ وتہٕ منزٕ — تیر کی زندگی چمکدار وتہٕ منز
بُزرگن دوستن خبردار کری — بے خبرن عزیزن ہوسیار کری
مشتاق عزیز چھنتھ پرمے موڑس ذاگی — سامان گوس اگی نسی پوشاک چھس لاگی

☆☆☆☆☆☆☆

"کرونا" مُلکی احتیاطی تدابیر

۱۔ ماسک پہن کر رکھنا۔۲۔ گھر میں ہی قیام، کرنا۔۳۔ صابن سے ہاتھ اچھی طرح دھونا۔۴۔ سماجی دُوری کو قائم رکھنا۔۵۔ کھانسی یا چھینک آنے پر منہ ناک کو ٹشو پیپر یا کپڑے سے بند کرنا۔۶۔ آمد ورفت کی جگہ تھُوکنا یا ناک صاف کرنا منع۔۷۔ کھانسی زکام پر ہیلتھ مِشن کو بولنا۔۸۔ اچھی اور تازہ طعام صفائی سے کھانا۔۹۔ خود سُر کھشید دوسروں کو بھی سُر کھشید رکھنا۔

(محمد معروف التھانوی کا خط نسبت ترجمہ عم پارہ قرآن پاک پوگلی زبان میں)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

اُون کم وُ مُر کم پانے محکمہ تعلیمَس منز سرکاری سکولن درس وتدریس دے چھُس میلُن نام محمد معروف بن عبدالعزیز التھانوی چھُ اللہ حُکم پن نے بندس کر چھ بندہ حرکتس منز یے چھُ یہ رضا اللہ سِن آستھ بہر حال خاک سارُس بزرگ محترم عبدالعزیز مشتاق الحاج پوگلی اطلاع دِتی ہ قرآن پاک سورہ ’’عم‘‘ سُن ترجمہ پُگلی زبان منز مکمل کر گچھ قرآن پاک سِن اشاعت دُنیا و یو ابدی زندگی کچہ اجر دارین چھُ مہ نا چیز محسوس کو اوَن تے پس کارِ خیرُس منز ہینکھ حصہ نیلوا انشاللہ جناب عبدالعزیز مشتاق پوگلی اِت اگِ کافی مطبوعات پوگلی زبان منزّ منظر عام منظر عام تفوئض گچھ مگر محمد اور اسلام کتاب غیر زبان بولنے والن کچہ بنیادی اِسلامی ارکان طریقہ عبادت روجہ کچہ مفید نہ قبول ثابت گے۔

ضلع رام بن منز خصوصاً ایمائے حضرات یا اجتماعن منز خطیب حضرات پوگلی زبان منز مقتدین یا سامعین دینی واقفیت دینے منزّ کامیاب چھُ ماشااللہ پوگلی زبان تھ صوبہ جمعس منزّ یکھ خاص اہمیت رچھ تھِ بلکہ مذکورہ الحاج صاحب تھِ زبان وادب سِن آہنی رجسٹریشن سال 2001ء منزّ مکمل کمیتھ اوَس پن نے کمبہ سنے طرفہ عبدالعزیز مشتاق صاحبُس مبارک کر چھُس۔

پارہ عم سُن آغاز کرتے مصنف سورۃ فاتحہ احتہ پوگلی منز ترجمہ شروع گچھُ یو کارِ خیر معصوم بچن تہَ نوجوان تعلیم یافتن تہَ خصوصاً بزرگن کچہ مفید تہَ اجر دارین چھ اوَس پن نے پانُس خوش نصیب سمجھو چھُس اللہ سنے دربارُس دُعا کر چھُس کہ مینے بزرگن ابا وجدادن، قرابت دارن ادعام مرحومن مغفرت تہَ زندن نیک ہدائت، محبت تہَ اتفاق، دین سِن خدمت مُسکینن تہَ غربین سُن احساس ،مظلومن پانت رحم صدقات، زکواۃ سِن ادائی جذبہ عبادات تہَ سخاوت قبول گس را (آمین)

خوش نویس:

خاکسار محمد معروف بن عبدالعزیز التھانوی پوگل ضلع رام بن۔

پوگلی بولی اور زبانیں

موجودہ آفات

برصغیر ہندوپاک میں لاتعداد بڑی چھوٹی زبانیں وبولیاں بولی جاتی ہیں، ان تمام کے خطے علاقے حدبندیاں۔ لہجوں کی وجہ سے مقرر ہیں یہ زبانیں کاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اِن میں قدیم ترین اور جدید ترین زبانیں موجود ہیں۔ تمام زبانوں نے ایک ساتھ رہ کر مشترکہ خصوصیات کو اپنایا ہے۔ انٹرنیشنل زبان انگریزی سے لیکر پسماندہ ”پوگلی“ بولی تک باہم ہیں۔ بیشتر زبانوں کے نام خطوں اور علاقوں کی نسبت سے قرار پائے ہیں جیسے بنگالی۔ بنگال کی نسبت ہے اور اسی طرح سندھی، گجراتی، پنجابی، لداخی، کشمیری، پوگلی، کشتواڑی، بھدرواہی، ڈوگری البتہ یہ علاقہ سے منسوب نہیں ہے۔ یہ صرف صوبہ جموں بولیوں کے ساتھ سمندرر کھنے کی خاص ضرورت ہے۔

ڈوگری زبان نے ریڈیو کے ذریعہ گوجری زبان کو اپنا حصہ تفوئض تو کیا ہے ابھی تک دیگر بولیوں کو بھدرواہی چھوڑکر اپنا حق ملنا باقی ہے۔ بولیوں میں پوگلی کو حقوق حاصل کرنے میں اہمیت کی حامل ہے۔ اور کلچر کے لحاظ سے ہماچلی زبان کی طرح مناسبت رکھتی ہے۔ گو پوگلی کو قدیم بولیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو شامل کیا جانا چاہیئے۔ کیونکہ بوگلی بولی کھڑی زبان کا ایک خاص حصہ ہے۔ یعنی مغرب

میں ہریانوی، شمال مشرق میں کھڑی بولی اور جنوب میں برج بھاشا یہ تینوں بولیاں اُردو کی تشکیل وارتقاءٗ کی بنیاد ہیں۔ جبکہ اُردو کی پہچان نہ صرف برصغیر بلکہ بیرون مُلک میں بھی موجود ہے۔ جبکہ پوگلی بولی صوبہ جموں میں ضلع رام بن کے علاوہ پورے صوبے میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور یہ کھڑی بولی کا ایک خاص حصہ ہے۔ جو تحقیق طلب ہے۔ غیر مُلکی محققین نے کسی حد تک پوگلی بولی کا تحقیقی حق ادا کیا ہے۔۔ لیکن مُلکی قلمکاروں کو بھی اپنا کردار نبھانے کی خاص ضرورت ہے۔ اگر یہ قدیم بولیوں کی صفِ اول میں ہے تو اِس کی بنیادی تلاش کو بھی حق بجانب سمجھنے کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے قلمی یعنی تحریری، اشاعتی ،نشریاتی حصہ داری میں شامل رکھنے کی انتہائی مناسبت ہے۔ کیونکہ ہمارا مُلک آج کے دور میں پسماندہ اور اقلیتوں کو ترقی دینے کے حق میں ہے۔ قدیم خطۂ چناب یا ضلع ڈوڈہ جس میں جدید پہاڑی ضلع رام بن کے اطراف واکناف میں پوگلی بولی ہی کثرت سے بولی جاتی ہے۔ بھلے ہی مہاراجہ گلاب سنگھ نے ناس بن کے بجائے رام بن رکھا ہو۔ لیکن ہمارے مُلک بھارت کو کشمیر سے ملانے کا مقام رام بن ہی ہوسکتا ہے۔ اس سے قبل بھی لکھا جاچکا ہے کہ ریاست میں اکثر آبادی مال مویشی پر گذر بسر کرنے والے موسمی لحاظ سے کنڈی و پہاڑی علاقہ جات کے خانہ بدوش مائیگرنٹ ہیں وہ بھی اسی مقام سے راہ بنڑ کہتے گذرتے رہے ہیں۔ اُس دور کے راجہ نے راہ بنڑ کا نام پسند کیا ہو۔ ہمارے لہجہ میں آج بھی راہ بنڑ ہی ہے۔

لسانیات سے جڑے پہاڑی دُور افتادہ ،پسماندہ قدیم طرز زندگی گذارنے والے علاقہ جات ہی ترقی کے منازل طے کرسکتے ہیں۔ کیونکہ زبان ہی

ترقی وخوشحالی کی ضامن ہے۔ جبکہ مغربی ممالک دُنیا پر سائنس وٹیکنالوجی کی صفِ اول میں زندگی گذار رہے ہیں۔ کبھی کبھی کمانڈر بھی پریڈ میں بھاری غلطی کر سکتا ہے۔ کیونکہ اُس کا کرتب فطری نہیں ہوتا ہے۔ اُسے کمانڈری کرتب سکھایا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کو حق و حلال کمائی اور پھر کھان پین میں فرق کا علم نہ ہوتے ہوئے فطری بیماری میں مبتلا ہونا پڑا اور پھر اس کی دوائی او پائے سے بے خبری رہی اِس کا نتیجہ (رزلٹ) تمام دُنیا کے سامنے آ گیا۔ جہاں فرد واحد کی لاپروائی سے تمام دھرتی کو بھگتنا پڑے وہاں ہر انسان کو زندگی میں احتیاط کی سخت ضرورت ہے۔ خالق قدرت نے حیوان ناطق کو خصوصاً ہدایات سے نوازہ ہے۔ حلال وحرام کی تمیز سے باخبر کیا ہے۔ اُس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ دُنیا پر ہر مُلک کے سربراہ نے فوری طور اِس لاعلاج بیماری سے بچنے کیلئے اپنی رعایا کو احتیاطی عوامل سے باخبر کیا۔ ہمارے مُلک کے سربراہ وزیر اعظم مودی جی نے سخت الفاظ و پریم سے تاکیداً نویدن کی اپنا آپ بچائے اور دُنیا کے انسانوں کو احتیاطی ہدایات سے بچائے عمل پیرا ہو جائے۔ مُلک کے ہر فرد اُن کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یک جُٹ ہو کر مہلک بیماری کو پھیلنے کے بچاؤ کو اپنایا۔ حالانکہ یہ پھیلنے والی آفات موسمی یا اپنے مُلک کی نہ تھی جبکہ خالق قدرت نافرمان بندوں کو آخری وقت تک زندگی وابدی زندگی کے اسباب سِکھاتا رہے۔ بہر کیف اچھے احکام کی تعمیل کرنا بھی اور کرانا بھی خالق قدرت کا فرمان ہے۔ ہمارے مُلک کا بچہ، جوان بوڑھا، ضعیف

مرد وعورت سب اس مہلک بیماری کے پھیلاؤ کو روکنے کیلیئے رات دن کوشاں ہیں ۲۱ ایام تک خصوصاً۔ حالاں کہ اجتماعی عبادات کو انفرادی طور پر ادا کرنے پر تمام لوگوں نے اتفاق کیا اور عمل کرتے ہوئے مالک کائنات سے گُناہوں قدرتی آفات اور دُنیاوی آفات سے بچاؤ نجات کی دُعائیں مانگی اور آئندہ تمام سماج کے حق میں صحت یابی، خوشحالی امن وسلامتی کے آنسوں بہاتے ہوئے شب وروز مانگتے رہیں گے۔ مالک کائنات ہماری کا تاہیوں کو پسِ پشت رکھتے ہوئے قبول فرمائے۔ اُسی کی رضا سے زندہ رہے تو اپنی پناہ میں رکھے۔ اور اگر جا چکے تو اپنے قریب تحفظ میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے! (ثم آمین)

پوگلی: پھلو اڑنَ پھُل زہاڑنیس نہ صرف دُرنٹھی چھَ
لگا تار ذَیلہ فِرِہ رؤ دذ ہاڑنیس تے قصوروار چھَ

پوگلی ٹھکر لہجہ

نرپی دھوکودے چھس کیماٹھکُل لے چھس۔ ذیئر تیر نیپ دائیں ِکسی ژرُہل چھس مہٖ کوُگو مینا بھاگن گنٹھ دیتے آوَں دھاگن۔ شکیل کرہام باغن ِکسی تو دُورنش چس مہٖ رچی موقودئیں کری دو پہر وفون می کرے۔ چندن آحت لیکری زیما ہولہ کر چھس مہٖ جو نمتی تینی شکل چھتہ عقل ِکسی گھٹی چھتھ؟۔ پشنے لائے نقل چھتھ ضیران ِکسی کر چھس مہٖ

پوگلی بولی کو اور کوئی نام حاسدانہ ناکام کوشش

کھاشا قبیلہ ہے۔شناخت پوگلی ہے۔بولی پوگلی ہے

قدرت کاملہ کے اندر کسی چیز یا نام کو حقیقی طور پر ثابت کرنے کیلئے سچائی سے دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔پوگل پرستان مُلک بھارت کی ریاست جموں و کشمیر میں زمانہ قدیم سے جانے پہچانے ایک خوبصورت گاؤں کا نام ہے۔جس کا خصوصاً ''مال ریونیوُ ریکارڈ نہ صرف راجدھانی دہلی بلکہ بٹوارے سے قبل لاہور پاکستان میں موجود ہوگا۔ بھارت دیش کی ہر ریاست کے لوگ (جنتا) اکثر ہجرت ہافتہ مائیگرنٹ کے حالات میں چلتے رہے ہیں۔جموں و کشمیر کیلئے ہجرت کوئی نئی بات نہیں ہے۔غیر مُلکی محققین اور آزادی کے بعد مقامی ریسرچ تحقیق کاروں نے قلمی تحریروں کو بدستور قائم رکھا ہے۔اور آج تک قلم ہجرت یافتہ لوگوں کے حالات زندگی لکھنے سے تھکی نہیں ہیں۔

غیر مُلکی قلم کاروں نے ریاست جموں و کشمیر کے قدیمی ضلع اودھم پور اور آج کے جدید ضلع رام بن میں ہجرت یافتہ لوگوں نے حالات زندگی، رہن سہن بھاشاؤں کی بول چال کے حالات لکھنے میں پہل کی ہے۔بعد ازاں مقامی محنت کش ادیبوں، شاعروں، تنقید نگاروں، تحقیق کرنے والوں نے قریب سے جائزہ لیتے ہوئے اصل حقیقت کی طرف توجہ دیگر سچائی کی طرف قلم بڑھائے ہیں جیسے قدیم بزرگوں کا کہنا تھا کہ موجودہ ضلع رام بن خصوصاً تحصیل پوگل پرستان کے لوگ ہجرت یافتہ ہیں۔جبکہ راجاؤں کے دورحکومت میں اکثر اُس زمانے سے قبل کے دانشور کہا کرتے تھے کہ زمانہ قدیم میں کسی وقت انقلابی

حالات میں اکثر لوگوں نے ریاست راجستھان سے ہجرت شروع کی اور کئی عرصہ تک گھومتے پھرتے ہماچل پردیش کے پہاڑوں پر پناہ لی۔ چونکہ راجستھان کی وادی آب وہوا کے لحاظ سے گرم ہے۔۔لوگوں کو ہماچل کی پناہ کچھ وقت کیلئے سازگار لگی اور یہ زندگی کے ایام پھل فروٹ اور جنگلی شکار پر ہی گذر بسر کرتے رہے۔ وقت گذرنے کے بعد کسی اور انقلابی دباؤ پر وہاں سے بھی بھاگنا پڑا۔ دشوار گذار جنگلوں پہاڑوں سے پیدل کٹھن راستوں کو عبور کرتے ہوئے رام بن کے جنگل قُلملا قیام کیا اب بھی یہ لوگ آگے بڑھتے گئے روزی کی تلاش میں پہاڑوں کو عبور کر کے کشمیر تک بھی جاتے رہے۔ بہر حال چند لوگ "مُملا" رام بن خصوصاً "کٹوچ" آج بھی بسمین ہیں اور کچھ پوگل پرستان کی وادی میں آگئے۔ بلکہ نیل سے آگے کھڑی بانہال ٹھٹھار پہاڑ کے دامن تک پھیل گئے۔ بزرگوں کا کہنا تھا کہ یہ لوگ بھاشا بھی اپنے ساتھ لائے تھے اور پوگل پرستان اور راجگڑھ وغیرہ نام بھی رائے کھاشا (قبیلہ کو کھشتری حفاظتی سیکورٹی کا کام ہی پسند تھا)۔ دوسرے مقام پر تفصیلاً سب کاسٹ کٹوچ منہاس، بالی، سوہل، ملک، رونیال، وغیرہ اپنی قدیم بھاشا "پوگلی" لیکر زمینی حصہ داری میں آباد ہیں۔ ان کھاشا قبیلہ کو مقامی لوگ "کھا" کہتے ہیں۔ اِن کی بھاشا نہ کوہستانی ہے اور نہ ہی کھاشا ہے۔۔ چند نا لج کے نابیناؤں نے پوگلی بولی کو کبھی کوہستانی اور کبھی کھا بغیر دلائل کے ناکام الفاظ ذاتی مفاد کے لئے کھڑے کئے ہیں۔ ان کو پوگلی کیلئے اولاً بزرگ قابلِ احترام ڈاکٹر مرغوبؔ بانہالی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اگر تشفی نہ ہو تو مُلک کی راجدھانی رینیو (مال) ریکارڈ کو نمن کرنا چاہئے۔ ورنہ گریرسن اور امریکہ پیٹرِک کی (تحقیق سٹڈی) کرنی چاہیئے تا کہ اصل حقیقت سے باخبر ہوں۔

پوگلی: پیشہ ور اور وائرس وباہ

کاری گر پہلے سوز وساز کا شوقین بعد میں فرزندانِ لالہ واحمدو نے لوہے کے آلات واوزار بنانے کا کام کیا۔ بہت عرصہ تک اپنے زمینداروں کو تسلی بخش بنائے رکھا ،صوم وصلواۃ کے تمام کنبہ پابندرہے۔ باری تعالیٰ جنت نصیب کرے۔

نیل باٹو میں برتن بنانے والے کاریگر بھی مٹی کے برتن بنانے میں مشہور تھے۔ نیل میں موچی (شیخ) خاصا کنبہ تھا جو زمینداروں کے چمڑے والے جوتے بناتے تھے۔ اُن کی نسل میں آج کچھ مائیگرنٹ رام بن چلے گئے اور کئی تعلیم یافتہ ملازمت کرتے ہیں۔ پوگل کے جمال واتل (موچی) ۱۹۴۷ء سے قبل ہی وطن بدر کردئے گئے۔ وطن کے وزیراعظم مودی جی کا ''من کی بات'' میں کہنا تھا میک اِن انڈیا۔ اِن غریب وپسماندہ گاؤں میں جلدی ہی مٹی کا کچا مال دستیاب ہوتا کہ بے روزگار نوجوان اپنا آبائی کاروبار انجام دیکر اپنے بچوں کو روزگار و تعلیم دے سکیں۔ بلاشبہہ اگر ہمارے گاؤں کے کاریگروں کو مٹی کے برتنوں کی سفید پالش دستیاب ہو تو معاشرہ جلدی ہی بلکہ خوشی سے سٹیل کے بدلے چینی مٹی کے برتن تسلیم کرے گا۔ ایک وقت تھا جبکہ ہم سب ہی ہندو مسلمان مٹی کے برتن استعمال کرتے تھے۔ جن میں پکانا کھنا لزیز ہوتا تھا اور برتن بھی پائیدار اور خوبصورت ہوتے تھے۔

بھلے ہی اِس دور کو قدیم کہا جائے گا لیکن یہ جدید ہوگا اگر کرونا وائرس اچھی

طرح بھاگ گیا تو زندہ لوگ چینی پالش والے برتن کا لُطف اُٹھائیں گے۔ احتیاطی تدابیر شامل رکھتے ہوئے گھر میں ماسک سنی ٹائزر، صابن سے ہاتھ دھونا سماجی دُوری کو برقرار رکھنا۔ صاف کپڑے اور صاف برتن سوچالے وسوچھتا کا پالن کرنا۔ کووڈ۔19 کو ہرانے کا بس یہی ہتھیار ہمارے پاس میں ہے۔ اِنشاﷲ ''کرونا وائرس ہارا'' اور ہم جیت جائیں گے۔ اگر وہ میدان اکھاڑے میں ہوتا تو لڑائی جنگ آمنے سامنے ہوتی وہ بے ایمان تو غائبانہ گھات لگائے ہے۔ اور سوچنے کا مقام ہے کہ آدمی ''منُش'' کو ہی ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ کیونکہ آدمی ہی وائرس دُشمن کی مدد کر کے موت کا بہانہ بنتا ہے۔ لگتا ہے سماجی ترقی پسند مما لک ہی دُنیا میں دُشمن وائرس کیلئے زرخیز ہیں۔ بہ نسبت وطن عزیز کے ہمسایہ دُنیا کو تا حال بہت نقصان ہوا ہے۔ اِس پر افسوس ہے۔ دُعا ہے یہ ہارے بھاگے۔

☆☆☆☆☆☆☆

دَم شہلَلتیئے حال زٕپھیتھ ہیٚمہٕ گھڑ یکھ۔ کم نہ گَس چھم دِلسَ دبرائے غزل ونہیے گھڑ یکھ

چھتھ خبُرتیٚ سفر چھتھ خمدارتہٕ دشوار۔ پھر پھیری نظرہ چھتھ بھری پیار کرے گھڑ یکھ

حکم چھتھ گی رہے شب روز قفس چھتھ دل دوز حرکت کرے گھڑ یکھ

لاک ڈاوَن چھُ فقط کروُنس ماسک لیگ کری وی منٹ صبر کری گھڑ یکھ

تجارت پیشہ بیروں اور پوگلی زباں وادَب

موجودہ ضلع رام بن پوگلی زبان وادَب کو ابتدأ سے ہی تجارت پیشہ بیروں نے اور خصوصاً دوکانداروں نے بولی وادَب کو تقویت بخشی ہے۔ خصوصاً خاص رام بن کے علاوہ بانہال۔ رامسو، ناچلانہ، مکوموٹ، چملواس، نیل راجگڑھ، ڈ، گڈول، سنگلدان، گول، بٹوت، پوگل پرستان کے دہی علاقہ جات میں آکر تجارت کاروبار چلایا ہے۔ جبکہ اکثر کاروباری لوگوں نے اودھم پور جموں اور دیگر مقامات سے مستقل طور پر روزگار کے علاوہ پوگلی بولی کو بھی اپنایا ہے۔ قصبہ رام بن موجودہ دور میں بھی تجارت پیشہ لوگوں کی اکثر آبادی موجود ہے۔ جو مقامی پوگلی ومعاون پوگلی کے اشتراک سے ہی کاروبار چلانے میں کامیاب ہیں ۔اِسی طرح سے مکرکوٹ، رام سودیگر ناچلانہ بانہال وغیرہ دیہاتوں میں ڈوگری ماتر بھاشا کے باوٗجود پوگلی بولی کو پریم بھاوٗ سے بولتے ہیں۔ جبکہ اکثر یہ تجارت پیشہ لوگ ۱۹۴۷ء سے قبل کاروبار دیگر سماجی معاملات میں جڑے ہوئے ہیں۔ قصبہ رام بن کے خاص قدیم بزرگ دوکاندار لالہ فقیر چند دیال چند۔ نیل کنٹھ۔ کشن لال، لالہ لبھو رام جو پریجاپریشد کے نیتا بھی تھے رام سو ومکرکوٹ کے لالہ گھگھوشاہ، ۔من پرکاش، ایشر داس بٹرو کے گلاب چند، سنگلدان کے لالہ ہنسرج ۔بنسی لال، نیل کے کشن چند گنیش داس دوکانداری کے علاوہ جنگل کے فارسٹ لیسز بھی تھے۔ اس کے علاوہ پوگل میں بھاگمل صاف ستھری پوگلی بولنے والے تھے۔ ۔اُن بزرگوں کے کنبہ جات نے بھی پوگلی زبان وادب سے گہرا تعلق

رکھا تھا بلکہ مستوران جوان لڑ کے ولڑکیاں مقامی لوگوں کے ساتھ خالص پوگلی بولی میں گفت وشنید کو خوش آئین مانتے تھے۔ گویا پوگلی بولی نے بیروں پوگلی کے لئے راہیں ہموار کرر کھی ہیں۔ آج بھی غیر پوگلی ملاز مین نہائت شوق سے بالکل قلیل وقت میں پوگلی بولی اپنا لیتے ہیں۔ یوں بھی یہ پہاڑی علاقہ جات ڈوگرہ راج کے اندر پلے بڑھے ہیں۔ جب سے ڈوگری زبان نے آٹھویں شیڈول میں مقام حاصل کیا ہے۔ یا ریڈیو، ٹی وی، نشر واشاعت سنبھالا ہے۔ پوگلی بولی کو نزدیکی ہوتے ہوئے بھی تا ہنوز فراموش رکھا ہے۔ اُمید ہے کہ گوجری زبان کے شانہ بشانہ پوگلی کو ہمنوا بنا کر سفر نشر و اشاعت، سنگیت وموسیقی میں شامل حال رکھتے ہوئے نو جوان طبقہ کو وطن پیار کا اظہار کرنے میں شراکت دی جانی چاہیئے تھی۔ بہر کیف وہ دِن دُور نہیں جبکہ پوگلی بھاشا (بولی) کو دُوردرشن جموں سے مقام حاصل ہوگا۔ جبکہ ریاست جموں وکشمیر صوبہ جموں کے ضلع ڈوڈہ جدید ضلع رام بن اور ضلع اودھم پور کے عام لوگوں کا کاروبار زمینداری اور مالمویشی پر ہے۔ اور ضلعی دیہاتوں میں اکثر پیشہ وروں کی سب سے زیادہ ضرورت درپیش رہی ہے۔ زمینداری و باغبانی کے لئے آلات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِس کے لئے لوہے کا کام کرنے کیلئے لوہار کی انتہائی ضرورت ہے۔ آبادی تیزی سے بڑھنے کیلئے حجام کی ضرورت ہے۔ شادی وبیاہ کے لئے زیورات بنانے لازمی ہیں۔ چادر کپڑا بُننے کیلئے جولاہے کی ضرورت ہے اِسی طرح سے درزی کمہار اور چمیار کے علاوہ گوال گدی اور باپھندے (ختن حال کیلئے) کاریگر اور دوائی کیلئے حکیم کی ضرورت ہے۔ یہاں پر پوگل کے بزرگوں سے منسلک پیشہ وروں کا

ذکر خیر کیا جائے گا۔ یوں تو دوسرے مقام پر بھی سرسری جائزہ لیا گیا ہے بہر حال ہمارے یہاں بزرگوں نے نہ صرف پیشہ پر سنجیدگی سے اپنے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں بلکہ پوگلی زبان وادب کو بھی دانستہ طور پر پُر خلوص انداز میں بحال رکھا ہے۔ اگر گہرائی سے سوچ وچار کیا جائے تو ایسے مرحومین نے اپنے اخلاق وکسب اعلیٰ سے اِن علاقہ جات کو صدیوں سے آباد رکھا ہے۔ ہمارے پوگل کیل ''وگن'' کے رمضان (جٹوُ) (ہمزہ) کے بزرگ وہاب کمہار کے آٹھ بیٹوں نے پوگل کی تواریخ میں طاقت کا سِکہ بحال رکھا تھا۔ اور بعد کے بزرگوں نے اپنے کسبِ اعلیٰ سے برتن مٹی کے بنا کر زمینداروں کی عزت وآبرو کو قائم رکھا تھا۔ دائم کی اولاد نے بھی پوگلی زبان کو احترام سے جانا ہے۔ اِس کے علاوہ (رمضان ورملو حجام کے بزرگوں نے بھی دیانتداری سے پوگل میں اچھے مراسم اپنے ہمسایہ زمینداروں کے ساتھ رکھے تھے۔ پوگلی زبان کو خلوص وشرافت سے مالا مال کر دیا تھا۔ بلکہ اِس کی ساخت کو بدستور آج تک قائم رکھا ہے آج اُن کی نسلیں علم وادب سے مالا مال ہیں۔ اپنے کنبے کی بھاشا غیر پوگلی کے باوُجود بھی اِس بولی کو گلے لگایا ہے۔

''مستری جمال لوہار'' زمانہ قدیم کے کاریگر تھے۔ پُر خلوص دیانتدار تھے اِن کی نسل میں مستری عبداللہ، اکبر، رحیم تھے اور دوسرے کنبہ سے رحمان کے گُل محمد، محمدو، صمدو، حبیب، سلطان وغیرہ تھے شریف طبیعت جو سُر نائی ڈھول ڈول وغیرہ کے شوقین تھے۔ ''لسو'' ۱۹۴۷ء کے بعد ہجرت یافتہ بقول خود سوہل خاندان سے تھا۔ کام کی وجہ سے لوہار کہلایا۔

ضلع ڈوڈہ میں

جدید ضلع رام بن گذرگاہ خطۂ چناب

مہ اژہڑے میینے ارمانن نِسے توپنیاں وتن سے

بارُوئے سئینت اتچھنِ چھتھ ہوتھ کنُ دے پینچھ متن سے

ضلع رام بن بحوالہ حد بندی ریاسی اودھم پور کشتواڑ تحریک پوگلی زبان وادب میں ذکر تحریر ہو چکا ہے ۔قدیم ضلع ڈوڈہ وادیٔ چناب کے بالائی علاقہ جات اکثریت میں جنگلات سے مالا مال ہیں ۔جنگلی جڑی بوٹیوں ، رنگ برنگی چرند پرندوں ، معدنیات پن بجلی (Hydrolic Power) کی دولت سے مالا مال ہے ۔ وادی چناب کشتواڑ پاڈر نہ صرف مُلک بھر میں بلکہ دُنیا میں نیلم دھات کھان کے لئے مشہور ہے۔اس خطۂ عرض کے ڈھلوانوں پر محسور کُن شاداب سیرگاہیں وچراگاہیں ، پانی کے چشموں کی ڈھلوانوں سے بہتی آبشاریں چھم چھمؔ کے گیت گاتی مختلف صاف وشفاف تحصیل پوگل پرستان کی ندیاں جیسے پرستان کی مدھومتی پوگل کی نابت ندی وتاریخی کھیل کا میدان ''سرگلی'' پرستان کے بالائی خوبصورت سنسیری میدان اوروادی نیل سے بہتی ''مُدرکول'' کے علاوہ بھدرواہ کومِنی کشمیر کی حیثیت سے جانا تھاہے۔ بھدروہ کشتواڑ سے لیکر ٹاپ نیل راجگڑھ ، دیسہ پرستان ، شرواٗ مالن سر، ونبرہ ، چنگ وادی نیل چملواس ، کھڑی ، چانٹاری ، امکوٹ ، دِل کشی وخوبصورتی کی

وجہ سے سیر وسیاحت کے لئے موزوں ہیں۔ پُل ڈوڈہ سے آگے فلک بوس پہاڑ بھلیس ،
دربشالہ دوطرفہ بلند پہاڑ پوگل پرستان کے بلند پہاڑ نون کوٹ شرواُاور ہنس راز ٹریکنگ کیلئے
موزوں ہیں۔ کوہستان ڈھلوانوں پر دیودار چیڑ، فر، پڑتل، کائل کے جنگلات ہیں۔ کشتواڑ
زاعفران اور زیرہ کیلئے اور رام بن ذیتون کیلئے مُلک بھر میں مشہور ہے۔

اِس خطہٗ ارض میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ بستے ہیں اور یہاں
کی سیکولر روایات مذہبی وسماجی ، سیاسی ورواداری مشہور ہے۔ حیف اس کی تعمیر وترقءکیلئے
پسماندہ، بے روزگاری، غربت ، افلاس ان پڑھتا ناخواندگی کو دُور کرنے کیلئے پچھلے ستر
سال سے سردخانے کے شکار ہیں۔ اِن علاقہ جات کے پچھڑے پن کا سب سے بڑا ثبوت
ایس آر او 272 سال 1994ء جس کے تحت اِس خطے کے 655 گاؤں میں
سے 562 گاؤں کو پسماندہ واقتصادی اعتبار سے پسماندہ قرار دیا گیا تھا۔ اِس خطے کی
ہئیت وسعت اوع پہاڑی ہونے کے پیش نظر اِس کے آمدورفت کے ذرائع بہت کم ہیں۔
اِس کے پچاس فیصدی گاؤں خاص گاؤں آج بھی سڑکوں وہیکل پُلوں، اور مواصلاتی نظام
سے محروم ہیں۔ ترجہی پلاننگ کیلئے بھی پسماندہ لوگ مدت سے منتظر ہیں۔ تعجب وقابل غور کا
مقام ہے کہ اِسی خطہٗ ارض کے تحصیل پوگل پرستان میں ایک بالائی مقام مشتاق پورہ کی بستی
کو پینے کا صاف پانی بجلی کی روسنی اور بچوں کی تعلیمی سکول کگی سہولیات سے مضرومیت
ہے۔ جو مقامی نمائندوں کی کوتاہ نظر کا باعث ہے۔ بجلی، آبپاشی ، زراعت وباغبانی ،
دستکاریوں کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ یہاں کے جنگلات سے اربوگھر بوں مالیت

کی تعمیری لکڑی سرکاری اور غیر سرکاری طور پر نکالی جارہی ہے۔ تعمیری لکڑی جڑی بوٹیاں، بیرون ریاست جارہی ہیں۔ جنگلات کے بچاؤ کیلئے کوئی خاص خاطر خواہ بچاؤ وتحفظ نہ ہونے کے مساوی ہے۔ جبکہ یہ سبز سونا بُری طرح سے ضائع ہورہا ہے۔ Desert area development scheme پر کروڑوں روپے خرچ کئے جارہے ہیں۔ جدید ضلع رام بن میں خاص توجہ نہیں خطۂ چناب کو غربت و بے روزگاری کو ختم کرنے کیلئے نوجوان تعلیم یافتہ کیلئے Technical professional کالج کھولے جائیں۔ تاکہ جوان تربیت حاصل کرکے ترقی کی راہ پر گامزن ہوسکیں۔ تعلیمی میدان میں یہاں کے دیہاتی طلبا کو وہ سہولیات میسر نہیں ہیں۔ ۵ اگست ۲۰۱۹ء کے بعد اور ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۹ء تک تعلیمی ادارے بالکل بند پڑے ہیں۔ حوصلہ افزائی کیلئے اعلان ہوا۔ مختلف سبجیکٹ ٹیچرس آن لائن درس دیں گے۔ جہاں گاؤں میں بجلی کی روشنی نہیں ہے۔ نادار اور غریب بچے کیسے لابھ اُٹھا سکتے ہیں۔ آج کل پوری دُنیا کی مخلوق کو وبائی بیماری سے مشکلات کا سامنا ہے۔ جو وبا کی زد میں آجائینگے۔ اُن کا والی وہی جس نے پیدا کیا۔ جینے والے اپنی روزی ایک دوسرے سے دُوری احتیاط رکھ کر کمائینگے۔ اِس میں کوئی چارہ کار نہیں۔ وبائی بیماری کی دوائی ویکسین، طبی عملہ کی تلاش بھلے ہی جاری رہے چیچک جیسی بیماری کا بھی زمانہ قدیم میں کوئی ویکسین منظر عام پر نہیں تھی۔ بچانے والے نے جس کو بچایا اُس کے چہرے پر داغ ثبوت ہمارے پاس تادم موجود ہیں۔ اِسے خالق مخلوق وباہ موجودی کی دوائی اپنے شفا کے ساتھ دستیاب کرتا کہ تیرے بندے خوشحالی کا سانس لے سکیں۔

ڈوگری زبان و پوگلی بولی

پوگلی میں جڑی بوٹیوں کی تازہ تحقیق

نمبر شمار	پوگلی	ڈوگری	اُردو
۱	نِگر	نِگر	مضبوط
۲	مارو	مارو	مرنے والا
۳	پَچھان	پَچھان	پہچان۔شناخت
۴	دَتھاہ	دَتھاہ	پُولا
۵	اَس اَسی	اَسی۔اساڑی	ہم۔ہماری
۶	تُس۔تُسہائے	تُسی۔تُساڑی	تم۔تمہیں
۷	دھوڑ	دھوڑ	گردہ
۸	بکھا بکھائے	بکھ بکھ	علاحدہ۔الگ
۹	اَس ۔اسہائے	اَس اسہاڑی	ہم۔ہماری
۱۰	چھِنڈا	چھِنڈا	فاصلہ۔دُوری

پوگلی میں جڑی بوٹیوں کی تحقیق:

۱۔ گیئوتھیر۔۲۔ ژِھور۔۳۔ چڑماک۔۴۔ گونڈھا کُچھ۔

۵۔ حُبل ۔ ٦۔ ژُورو۔ ۷۔ مندھو۔ ۸۔ ناگر پرژی۔ 9۔ ژریہکڑ۔ ۱۰۔ شاپُت مکائے۔ ۱۱۔ پرمژائن ۔ ۱۲۔ گھاس ہاڑ ذلیل ۔ ۱۳۔ مُلٹھ ۔ ۱۴۔ ہی پوش۔ یہ چودہ قسم کی جڑی بوٹیوں پر زمانہ قدیم سے تحریک و تحقیق جاری رہی ہے۔ اِن جڑی بوٹیوں کو قدیم الیام سے دوائی کے طور پر استعمال کرتے رہے ہیں۔ ادویات ویکیسن تیار کرنے کے دور میں یعنی دورِ جدید میں بھی اپنے طور سے زیادہ تکلیف، بیماری لاحق ہونے پر استعمال میں لائی جاسکتی ہیں۔ اِن کے علاوہ ۱۔ اددولی اِس کا پھول پیلا ہوتا ہے۔ ۲۔ شیشویہ بھی سطح زمین پر پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ ۳۔ حند کشمیری میں بھی حند کہتے ہیں۔ ۴۔ کال اگرٹھُ اِس کا پھول خوبصورت اور جڑا کھجور کی شکل کا ہوتا ہے۔ ۵۔ پہل کچھ یہ چاروائیوں کیلئے بہترین غذا ہے۔ ٦۔ اُفلاک:۔ یہ جانور بہت کم کھاتے ہیں۔ ۷۔ رام گاس:۔ اِس کا ذائقہ میٹھا پتے لمبے ملائم ہوتے ہیں۔ ۸۔ پُودینا:۔ بہت اچھی مُشکدار جو چٹنی بنانے کے کام آتا ہے۔ 9۔ پہی فکلی بھی پودینہ جیسی ہوتی ہے۔ ۱۰۔ وٹ کرم:۔ درمیانہ ملائم پتا سبزی پکا کر کھانے میں لذیز اور طاقتور اکثر گوہالہ مالیگام بنوں میں دستیاب ہے۔ ۱۱۔ پیڑ درلمبا پتا مول اِس کا فمش گول پتے سے مختلف مول جڑ یکسان اِس کی سبزی اکیلی تیل اور تھوم سے زیادہ مزیدار بنتی ہے۔ اور جٹ دوائی کے کام آتی ہے۔ کسروڑ:۔ اِس کو دُنیا جانتی ہے۔ اِس کی دُم لنگور کی طرح جڑ سے لیکر سر کی گولائی تک سونا رنگ بال ہوتے ہیں۔ کھانے میں بہت لُطف آتا ہے۔ ۱۲۔ جرموٗ۔ یہ گرم تاثیر کی سبزی ہے دُودھ میں گڑ کا کرا اکثر چھلکے کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ ۱۳۔ وانی:۔ یہ کسروڑ کی شکل بہت ہاضمہ جنگلی سبزی ہے

ڈوگری زبان و پوگلی بولی

بحوالہ تواریخ تہ تنقید مصنف ولی محمد اسیرؔ کشتواڑی 590-591

مشتاقؔ پوگلی، منظورؔ پوگلی۔ ذوالفقارؔ پوگلی چھ ایمہ بولیہ ہیند صاحبِ تصنیف شاعر مرغوبؔ صاحبن تہٓ منشورؔ صاحبن یہٓ کہنہٓ شعار لِکھی متیِ دویمین شاعرن منزّ چھمولانا اثریؔ ،عبدالروف راہیؔ، محمد حسین نیلویؔ، فاروق احمد نادمؔ، شاہین وارابزرگ تہ نوجوان یم اتھ بولیہ پوچھرتہ وسعت دِنس منزّ سرگرم چھہٓ۔

ترقی ادب پوگل اُکھڑ ہالس ۱۹۸۲ء منز مشتاقؔ (کمیٹ) ادب صاحب رودی واریاہس کالس امیکِ صدر آزکل ۲۰۱۷ء چھ روف راہیؔ صدر غلام رسولشاہیں سیکرٹری پوگلی قلمکارن چھہٓ واریاہ محنت کرنچ ضرورت۔

بحوالہ عزیز مشتاقؔ کسی بھی انجمن، سوسائٹی این جی او یا بزمِ ادب کی رجسٹریشن کے لئے منشور بنایا جاتا ہے۔ اُس کے دستور پر ہی کام چلایا جاتا ہے۔ روف راہیؔ نے ۲۰۰۳ء غیر آئینی طور پر چناوٗ پوگلی بزم ادب کا کروایا جبکہ یہ خود مصنف اسیرؔ کشتواڑی کو (روئیدادِ کوہستان) ۲۰۰۶ ص ۸) حوالے سے بیالیس پوگلی شعرا سے آگاہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے چھ ممبران پر نام نہاد چناوٗ کرایا تھا۔ اور ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۵ء تک بحوالہ منشور پوگلی ادب جائز تھا۔ مدت گذر جانے پر دوبارہ چناوٗ کروانا تھا ۲۰۰۳ء سے مذکورہ ۲۰۱۷ء اور پھر تادم ۲۰۲۰ء تک کتنے چناوٗ کراوائے اور بزم کے سینئر مصنفین وشعراؑ کو نااہل قرار دیکر بہانہ سازی سے مالیات کا احتساب سترہ سال کا کس سردخانے میں رکھا ہے۔ کیا بولی کو زبان

کے درجہ تک لے جانے میں یہ بالکل ظاہری ناکامی بیالیس شعرأ دیگر ادب سے تعلق رکھنے والوں کیلئے دھوکہ فریب نہیں ہے؟ چھ ممبرانپر صدر موصوف بے اختلاف والی کوہستانی وکھاشا جماعت کا کھل کر ساتھ دیا۔ جناب فرید احمد فریدیؔ کی حاضری پوگلی مشاعرے میں بحوالہ راہی بیالیس تھی کیا یہ سب ہی نا اہل تھے؟ ضابطہ دستور بزم موجود ہے۔ بٹوت میں ڈی ڈی ٹھاکور کی رہائش گاہ پر پوگلی بھاشا کی معاونت کیلئے آپ کے سیکرٹری نے رقم مالیت عبدالرشید مجذوبؔ کی دیانداری میں رکھے ہیں۔ کیا وہ پوگلی بزم کے پاس ٹک میں ڈالے ہیں؟ جبکہ کئی بلکہ اکثر شعرأنے بارہا اظہار کیا تھا۔

ہماری پوگلی بزمِ ادب نے ۱۹۸۲ء سے ۲۰۰۳ء تک سنجیدہ اور قابل تعریف ادبی کام انجام دیا ہے۔ اس کے لئے ضلع اِنتظامیہ نے دادِ تحسین اور آنرز ایوارڈ سے نوازا ہے۔ مصنفین کی نگاہوں میں ایسے کارہائے نمایاں ہی دیانتداری کا صِلہ ہوا کرتے ہیں۔ پوگلی ماتر بھاشا کو دودہائی بیک رکھنے پر اور حذب اختلاف کو ہوا دینے پر سکون حاصل کرنے اور لُطف اُٹھانے والوں کو نہ خالق اور نہ مخلوق اللہ بخشے گا۔ اِنشا اللہ عزیز مشتاقؔ کا لٹریسی نام نہ صرف ریاست بلکہ بیرون ریاست تک چھا گیا ہے۔ ہمارے پوگلی لِکھنے والوں نے بے سود لغو بلکہ خودساختہ نمود، ریاؔ، حسد واختلاف کی باتیں نامور قلمکاروں، تواریخ دانوں، سنجیدہ مصنفین کو ذاتی ''پت'' دکھانے کیلئے دی ہیں۔ قلم کو سچائی کی تلاش ہوتی ہے۔ قلم کو تب سہارا ملتا ہے جب جھوٹ بددیانتی اور تخریب کاری کو شکست فاش دے اور ناکام ہونے پر بھی وہ تاوقت دم اپنے کرنے کے غم میں مبتلا رہے۔ اور وہ غم جسمانی مرض کا کارن بن کر بھاگ جائے۔ قلم کاروں کو غلط توجہ دیکر ذاتی نام اور ادبی تحریک کے ساتھ جوڑنا بلنڈر رہے۔

آج علاقائی بولیوں کو حقیقت میں تلاش کرنے کیلئے قدیمی انگلش محققین کی تعمیری تنقید میں مصروف کار ہیں۔ تحریر دیگراں سے اپنا نام مصنفین کے صفوں میں جوڑنا آسان ہے۔ پھر قابل تخلیقات نہ ہوسکا تو تادم اُس کیلئے حجالت وشرمندگی ہے۔ اِس کے لئے دیئے کی روشنی کیلئے تیل کی جگہ مصنف کا خون جلتا ہے۔ ادب سچائی ہے گھپلا بازی نہیں ہے۔ ہمارے پوگلی لِکھنے والوں کو شیر کشتواڑ مصنف اُردو وکشمیری زبان کے علمبردار، تواریخ دان کی کتب ہائے کا مطالعہ کرنا چاہیے تب اِس ادبی میدان میں اُترنا چاہیے۔ (اسیرؔ کشتواڑی) ہمارے لِکھنے والوں کو پوگلی بولی میں اور کوئی نام ''کوہستانی یا کھا'' بغیر کسی دلیل کے پسند ہو تو پوگلی بزم ادب سے اُن کا ہرگز واسطہ نہیں ہے۔'' پوگلی بولی کے اُمیدواروں نے پوگلی زبان علاقائی زبانوں کے ساتھ مقام'' انگلینڈ، امریکہ، کے محققوں نے پسند کیا ہے۔ اِنشاءاللہ چین اپنی بھاشا کو دُنیا میں پھیلانے پر کمر بستہ ہے۔ مہاماری کورونا وائرس ہٹنے کے بعد ہوسکتا ہے کہ چائنا یونیورسٹی کا کوئی سٹوڈنٹ پوگلی بولی کی تلاش کیلئے ہجرت سفر شروع کرے۔ جیسے امریکہ کے پیٹر ہک نے پوگلی بولی کی تلاش تسلی سے مکمل کی تھی۔ پوگلی بولی کو گھر کے چراغ سے دو دہائیوں میں ناقابل طلافی نقصان ہوا ہے۔ یہ ماں بولی کا خسارہ جہالت، حسد اور اختلاف وسیاسی اقتدار حاصل کرنے کی غرض سے کرایا گیا۔ یہ پوگلی بولی کو مِٹانے بلکہ نیست ونابود کرنے کے ناپاک حرکات تھے۔ ورنہ ناکام ہونے کی صورت میں مقامی مجسٹریٹ سے رجوع کرنا چاہیے تھا جیسا کہ پوگلی بزم کے قواعد ودستور میں ہے۔ پوگلی بزمِ ادب دیانتداری سے دو دہائیوں کا تخلیقات ادبی آفیشل ریکارڈ پاس بُک چاہتی ہے۔ اِنشاءاللہ یوتھ پوگلی بزمِ ادب نے آج ضلع سطح تک ادبی کام سنبھالا ہے۔ جس کا رہبر اعلیٰ ضلع رام بن میں عزیز مشتاقؔ پوگلی ہے۔ اِنشاءاللہ

گریٹر کشمیر منز پوگلی سنو تذکرہ

اے گریٹر آف کشمیرس منزّ پوگل علاقہ سنو یاؤن ذیل لفظن تذکرہ کرنے آمُچھ۔

Latitude 33-20 Langitude 75-20 the name of vallay lying towards the South east end of the Banihal, Now Ramban District.It is drained by the Sandri or Pogal Strem, which takes its rise on the southern Slopes of the Nandimarg نندی مرگ پہاڑ Mountain to a Junction with the partan Sieam a tributory of the Bichliri river 25.

گریرسنن چھُ کشتواڑی تہٕ سراجی سیت سیتی پوگلی بولیہ ہنٛد تہٕ اَکھ مفصل لِسانی جائزہ پننیہ کِتابہ منزّ شامل گورمُت۔سُہ چھُ پوگل پرستان متعلق لیکھان۔گریرسن انگریز نے اپنی کتاب نوشتہ انگریزی میں لکھا ہے کشتواڑ کے مغرب میں اور پیر پنچال کے جنوب میں اور وادی کشمیر حد بندی میں دو ندیاں پوگل و پرستان جو بش لڑی ندی میں جا ملتی ہے۔گریرسن محقق نے ان ندیوں کو دریا لکھا ہے۔اور بش لڑی کو بھی ندی سے ظاہر کیا ہے۔جبکہ یہ بھی ندیوں سے ملکر بڑی ندی جو آگے جا کر دریائے چناب میں ملتی ہے اب ندیوں کے نام یوں ہیں، نیل کی ندی ''مدھر کول'' پوگل کی ندی ''شربتی'' پرستان کی ندی ''مدھومتی'' اِسی طرح سے بانہال کی ندی اور کھڑی کی ندی یہ

سب ہی مل کر بش لڑی کا حصہ بن کر چناب کا اضافہ کرتے ہوئے دھرم کنڈ سے آگے سلال پروجیٹ سے اکھنور کی طرف بہہ جانے والا چناب ہے۔

محقق گریرسن نے ''بائیلی Bailey'' کے حوالے سے تحقیق کا ذکر کیا ہے۔ اُنھوں نے شائد کسی وجہ سے دریائے چناب عبور نہ ہونے کی وجہ سے قیافہ با قلم Bailey پر ہی اکتفا کیا ہے۔ ورنہ محقق گریرسن نے جغرافیائی طور پر یا علاقائی مناظر قدرت جیسے حس راز پہاڑ اور چور کوٹ کے دامن میں خوبصورت جھیل مالن سر ونبرہ۔ مُنل گوٹھ، جابا، مان دری، ذھوڑا، ٹپُر وان، گوہالہ زوڑ، دودھ پاؤ۔ یمُل تلاؤ، جمائے نال، ذیوٗن، ناگترہ، تلاؤن م راہوٗن، واسئے مرگ، سونا سیری، شرؤ پہاڑ جہاں ''چنڈی ماتا دیوی کا مندر'' آج موجود ہے۔ گویا نون کوٹ کے دامن خیر کوٹ کسکوٹ میں مگر کوٹ سے لیکر عدل کوٹ، چندر کوٹ، چور کوٹ، پوگل کوٹ، بنکوٹ، خصوصاً وادی سر گلی کا خاص ذکر کیا ہوتا۔ پھر بھی محقق مذکور نے سیراز'' دیگر پہاڑی علاقہ جات جہاں پوگلی بولی کی دشوار گذار بستیوں تک تلاش رہن سہن ادب وزبان مشکلات ونا مصائب حالات کے پیش نظر بھی قائم رکھتے ہوئے بڑی محنت ومشقت سے کام کیا ہے۔ بزرگوں کا کہنا تھا کہ غیروں کی سرکار میں مذکورہ کوٹ انفرادی عدالتیں تھیں جس طرح آج کل کووڈ-19 کے دور میں انتظامیہ کے زیر سایہ تمام سرکاریں چل رہی ہیں۔ گویا ہر ایک ریاست تمام تر نظامِ حکومت چلانے کی مُلک کے سہیوگ سے ذمہ دار ہوا کرتی ہے۔

U.S.A لیٹریسی محقق پیٹر ہک Paitir Hok نے پوگلی بولی کی قبل از غالباً ڈھائی تحقیقیں مکمل کی مصنف کو بعد میں معلوم ہوا لوگوں سے دریافت ہوا کہ وہ شدت کی بارشوں کڑکتی دھوپ کھان پین کی دشواریوں رات دِن کے قیام و آرام کے مشکلات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کام لگا تار تندہی سے کرتے رہے۔ پہاڑی بستیوں میں جا کر فُٹ پاتھ پر چلنے والوں، گدیوں جنگل میں مال چارنے والوں، سکولی بچوں، بوڑھوں، جوانوں، ہر مردو خواتین سے پوگلی زبان وادب کی تحقیق میں دِل کی گہرائیوں سے جڑے ہوئے تھے۔ چند لوگوں کا کہنا تھا کہ عرصہ تین سال میں وہ تین بار ہر جگہ گئے۔ پہلے خود پوگلی بھاشا سیکھی پہلے پوگلی ہندولہجہ میں لکھتے اور بولتے بھی تھے۔ چونکہ وہ جوان وہاں کے یونیورسٹی کے طالب علم تھے۔ دن کی گرمی سفر اور کبھی کبھار جنگلوں، جھاڑیوں اور بارشوں میں بھی آرام کر لیتے نظر آتے رہے۔

مصنف کی مطلوعات میں ا۔ ہرساوٗ پرستان۔ ۲۔ میُن خیال جو باترجمہ اُردو تھیں اپنے ساتھ امریکہ لے گئے تھے۔ مرحوم عبدالجبار منظور کے ساتھ پیٹر ہک کے ساتھ رابطہ رہا تھا۔ حالات کے پیش نظر اور منظوؔر پوگلی کی وفات کے بعد خاص معلومات نہ ہو سکے۔ ہاں بقول اُن کے پوگلی بولی کو ایکاڈی یو ایس اے میں آفیشل مضمون کے طور پر سلیبس میں جگہ دی گئی ہے۔ (واللہ عالم)

ماڑو موٹو (پوگلی)

گُجری زبان برصغیر بھارت سنی قدیم زبانّن منزّ شمار تھیِ کرنے۔ گُجری زبان عموننّ ہند پاکس تۂ خصوصاً ریاست جمے کشیرہ منز بولنے یے تھِ۔ ۱۹۷۵ء آحتہ قبل گُجری زبان پانت خاص توجہ نہ آحتی شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ ریاستی سرکار سنبھالتئے گُجری زبان بکھا توجہ دِتی نہ صرف نشر و اشاعت بلکہ کلچرل اکاڈمی جمعے کشیرہ طرفہ گُجری زبانٔی بکھا خاص توجہ دینے آئے گُجری، ڈوگری، پہاڑی، کشتواڑی، پوگلی سنا اکثر الفاظ ہمعنی چھَ۔

ماڑو:۔ گجری تۂ پوگلی منزّ (خرابُس ون چھَ) ماڑو موٹو چھوٗ''معاوٗرہ'' گویا ''ماڑہ'' پوگلی بولیا منزّ (انٹرہ گھڑوٗئی) موٗچھہ زن اَیس گجری منزّ ماڑو سُنو اُلٹ گو''چنگو'' پوگلی بولیا منزّ ماڑہ سنو اُلٹ گو''جوانمتو یا پٹھ متو'' خوشالہ متو۔ ماڑو یا ماڑہ چیز آسرہ جگہ آسرہ یا اِنسان ''مہن'' آسرہ تیس چنگیس پٹھیس یا جوانمتِس سیئت کنزِس واسطہ نہ چھُ ماڑہ چنگیس خوشحالُس تے پانُس شھو بناوی لیوی۔ ماڑہ سِنی خصلت تھی عموماً ''خراب''، نجل، اُلکمتِ میوہ پیٹی منزّ بھرائے کرتے یکھ تے خراب زخمی دانہ گو تمام پیٹی سنو مال خطرِس اُحتہ خالی نہ راہ چھُ۔ اگر سماجی ماحولُس منز خراب تخریب کار اِنفیکشن شامل گو سو برابر کو وڈ اُنیس سنو ساتھی، دوست، مددگار بنی گو۔ خرابی یا تخریب کاری یا بِگاڑ سنیاں حرکتہ عموماً معاشرت آلودگی والیا ناکام کوشیشاً آس چھَ۔ یاوٗن اُحتہٗ دوٗر رہنوٗ یکس قلمکارُ سیا نیک خیرُیس پرہیز کرنوٗ لازمی چھُ نہ ذاتی مفادس رِکچہ مالیا زبانٔیا بولیا حقیر بلا دلیل اعلان یا نشر حماقت تۂ شرمندگی ہِوا کینژ نہ حاصل چھُ۔ تحریر یا تقریر منز ٹھوس دلائیل اظہار کرنے بعد پڑھنے یا سامعین تاثر یا عمل سنی توفیق مِلتھِ تلاش کرنے والن زبانٔی تۂ ادب سنی شناخت آس تھِ۔ اَن زان تۂ لاعلم تحریک اَدبُس کٹ ذانُن تۂ پہچانُن۔

دوست بدلہ جا سکتا ہے

ہمسایہ بدلنے سے بالاتر ہے۔

داناؤں کا کہنا ہے کہ دوست بدلہ جا سکتا ہے۔ ہمسایہ اِس سے بالاتر ہوتا ہے۔آپ بیرون ممالک سفارت کی وجہ سے جا سکتے ہیں یا بیرون سفات کار آپ کے مُلک میں یا برائے سیر و سیاحت آتے رہتے ہیں۔اِس طرح سے آپ کے دوستوں میں اضافہ ہو سکتا ہے مان لیا جائے کہ ایک سیاح جاپان سے برائے سیاحت آپکی وادی سرگلی میں ٹینٹ لگا کر بیٹھ گیا اور آپ کے ساتھ دُودھ کی لاگ پر دوستی ہوگئی۔ یہ آپ کا گہرا دوست بن گیا، اِسی طرح سے دوسرا سیاح انڈونیشیا سے سیر و تفریح کیلئے آیا اُس نے "مالن سر" جھیل کے بغل میں ٹینٹ لگا دیا برسات کے دو مہینے وہ آس پاس کی سبزی سے لُطف اُٹھاتا رہا۔آپ پھل فروٹ کے بیوپاری ہیں۔اس وجہ سے آپ گہرے دوست بن گئے، مگر قلیل عرصہ صرف دو ماہ جاپان کا دوست بھی دو ماہ اور انڈونیشیا کا دوست بھی دو ماہ آپ کے ساتھ رہے۔ بھلے ہی آپ اُن کے ساتھ خط وکتابت، فیس بک یا فون پر ملاقات دوستی نبھاتے رہے۔تیسرے سال کسی اور مقام سے آپ کا دوست بن جائے گا۔گویا دوست مختلف مقامات کے ہو سکتے ہیں۔حالانکہ اپنے مقامی ہمسائیوں میں سے بھی گہرے دوست ہو سکتے ہیں دوست میں ہمدردی کا

درجہ، محبت، شفقت، بھائیت بدریعہ اُتم ہوتا ہے۔ مگر دوست بدلتا ہے۔ ہمسایہ اس کی نسبت مقامی ہوتا ہے اور خاص کر تحریک پوگلی زبان وادب دوست بہتر ہے۔ ہمسایہ کے ساتھ ٹکراؤ بھی ہوتا ہے۔ غلط فہمی بھی ہوتی ہے کیونکہ وہ مقیم ہوتا ہے خوشی غمی کے اوقات میں کام آنے والا ہوتا ہے۔ گویا ہمسائیے کے ساتھ بھی دوستوں کی طرح کافی توقعات وابستہ ہوتے ہیں۔ ہمسایہ بدلہ نہیں جاسکتا ہے، کیونکہ ہمسایہ ہر مقام پر برابر کا شریک ہوتا ہے۔ عبارت میں، عیادت میں قیادت میں نظامت۔ مشاورت میں اجتماعات میں غرضیکہ ہمسایہ شراکت میں بھی برابر کا حقدار ہوتا ہے۔ کہیں کہیں نوک جھونک اور رنج وملال اور کبھی کبھی گِلا ولہانہ ایسے برتاؤ ہمسائیگی کے ساتھ زندگی کے ایام گذارتے ہیں اِسی لئے کہا جاتا ہے کہ دوست بلکہ گھرے دوست بھول بھی جاتے ہیں۔ لیکن ہمسایہ بھولتا نہیں وہ اِس لئے بھی کہ وہ چوبیس ۲۴ گھنٹے خوشی غمی میں بالکل ہر معاملات میں شانہ بشانہ ہوتا ہے۔

ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہمسایہ کے ساتھ نارمل برتاؤ رکھا جائے بلکہ ہر فرد کو سنجیدگی سے پیش آنا چاہیے۔ کم فہم وجاہل ہمسائیے سے بھی نجات دعا مانگنی لازمی ہے۔ شعر یوں ہے:۔

بڑھاؤ نہ آپس میں مِلت زیادہ۔ معادا کہ ہوجائے نفرت زیادہ

پوگلی: رِچی مسجد منڈرس نمن کری سلام کری۔ گوٹھونس کری ہمسائیس دُعا یہ کلام کری

قدیم دوستی

گُلاب گڑھس پگُلس تہٕ راز گڑھس

(پوگلی)

پوشیدہ چھَ اِتی کیتاہ خزانہ پہاڑن منزٕ
یوہوس اِرہ بکھاشا مہیتھ نیل ٹاپن منزٕ

ہجرت یافتہ بالاچسپی علاقہ گوُل گلاب گڑھ گوُل ڈگن ٹاپ پگُل چیڑ پتنی نیل ٹاپ، راز گڑھ یا سیراز نیل ٹاپ ترتیب وارتہٕ سِلسلہ وار قدرت والے بناوَتہٕ یاوَن منزٕ ظاہر تہٕ پوشیدہ کیتاہ بیشمار خزانہ شوبدار بولین سنِ مالا تے رلونِ تہٕ مِلونی سیراز یا راز گڑھ سنِ تحقیق فرید احمد فریدیؔ یا بیشتر بھدرواہی کمتھ تہٕ ظاہر کیُچھ کہ کشتواڑ سنے جنوب مغرب کونتواڑہ تا پگل زندھارتاں سیرازی بولین سنا تاثرات چھَ ذرایوں محقق حضرات زوندھاری شعری بکھاتے غور کرتاہا: (ا) پیٹھانہ مُتھی سے لُکڑی نہ ڈالی پوجی گئے پرنٹرے کودھین بیالی۔ پاٹڑی تہٕ تیپو سے نلکہ چھَ خالی ناگ تے شوکی گاکیمہ یوی خوشحالی۔ اب ذوندھاری اشعار میں اسی فیصدی پوگلی ہے۔ اِس سے صاف ظاہر ہوا ڈِ کڈول، گنڈت ہوت، ماروگ، گام بلہوت، نیرہ پلی، حالہ، کرول، چکہ کُنڈی ململا تان پُگلی بولیہ سنو چھلیجاوٗ، بدستور قائم چھُ بلکہ مُلملہ پوگلی کٹوچ راجپوتن سنِ بنیادی

وراثت آستِمتھ ۔ کشتواڑی پوگلی تہٕ بھاٹلی قدیمی راجن سنی کھیتی آستِمتھ ہجرت سفرٕس آحتہٕ سرکاری کارگُذاری، بیگاری شخصی دورٕس تاں بدستور شانہ بشانہ راہنچھُ ۔ گول ڈگن ٹاپ نِس کری ''لاڑ'' گُلاب گڑھ پوگلی سُنوئی بول بالاتحریرتہٕ تقریر بلکہ سنگیت سنِ ترٹپ بدستور رواں دواں تھ آذ بڑا گُنڈ اشمار، ہڑوگ، سُمرٹ، بھیم داسہ، کلی متہ پوگل سنیاں شاخی نوا پھب تازہ کُچھ البتہ زوندھار پگل آحتہٕ کونتواڑہ، ناڑشیلہ، سیرازیل زن کشتواڑی تہٕ پُگلی بولیا چھ قدیمی آحتہٕ واس مصافہ کری نالتوکری ماشا اللہ گواڑی بھڑتُند چھ بڑگام یا جھٹکلی، کنٹھی یاوٕن منزّ پوگلی سیرازی کشمیری بولی تے بولنے پیتھ ۔ ڈاکٹر پریتم کرشن کوتوال چندر بھاگا ہندی منزّ کتابہ تھ تیون چھُ چناب خطس منزّ ژوارن بولین ۔ا۔ بھدرواہی ۔۲۔ سیرازی ۔۳۔ پوگلی ۔۴۔ پاڈری سنو ذکر کھتوٕ۔ چھپھتر، شامٹھی، ٹاپ نیل تہٕ بھڑسی اول سنادینی گامن ہندو برادری سنی آبادی دیمے دنی گامن مسلمانن سنی غلبہ آبادی تھِ کاستی گڑھ چھُ اُنا تحصیل سنوٕ درجہ دینے آمُت ۔ یسوے شُلام منزّ دھندل تہٕ زاڑان سنادی گام یاوٕن چھُ مسلم آبادی منزّ گُرمل چیڑی بکھا چھُ کُڈ دھار پہاڑی ٹاپُس پانت اَتھی تھِ رَلہ مِلہ آبادی حلان للوریاوٕں دیِ گام گوجر برادری سنا۔ ورنگے ریڈیو گیتن سنی رونق سو چھ بھارت دوراُنس چھہ سٹیشن گرزکوتے ۔ جناب غلام نبی آزاد نے دوٕرُس منزّ بھا گواہ اُس تحصیل سنو درجہ دینے اُمُچھ ۔ یِس ورتی پرتی چھ چھترو، کھڑوت، کیکا، مشرق منزّ کانہال، بجارنی تہٕ سزان یوٕ چھُ تھجر وُس ٹوکریس پانت فوروان اُبھائی چھُ منواس گام اتھی زیارت گاہ تھِ ۔

تندواہ تہٕ بون ڈور ہند پنٹی ماتر بھاشا بولتے چھ ڈوڈہ محقق حضرات لکھ چھ سراز
سنو دِل چھ واقعی اگر یو اِناری نہ ایسھی تیلہ پوگلی سنی چھاپ ڈوڈہ تاں ایسھی بلکہ پُگل نیل
ٹاپ سیرازتہٕ گول ڈگن ٹاپ آخیر یاؤں ٹاپ Top تی چھ فرہنگی حُکمران سا نام گُر کہ
اِنگلش بھاشا منزٕ تھجرُس ٹاپ Top وَن چھ ۔ اناری سرگلیہ ٹاپ ۔ راہون ٹاپ ۔ ٹمرٹاپ
گریرسنُس اِگیٕ ٹی گراہمی بیلی سیرازی بولیہ منزٕ کافی محنت کُمِتھ تسھو
ذکر کر چھ رائیل ایشاٹِک سوسائٹی طرفہ ۱۹۰۸ء منزٕ چھاپنے آمُتُ The
languages of the Northen India گریرسنُس گراہمی بیلی علاوہ تہٕ کُسھی سرازی تعلیم والے تیس دوُرس
بولیہ سنی جان کای دِتمتھِ ۔ پروفیسر اسد اللہ وانی صوبہ جُمس منزٕ تواریخ تہٕ تنقید
مَنف والی محمد اسیر کشتواڑی منزٕ سرازی نسبت پنہٕ خیالاتن سُن حقیقت منزٕ اِظہار
کُمت ۔ واقعی کنڑٕس زباٗن یا بولیاسِن تحقیق گرائیڈ تلیلائے یوئی دُرست کرنی
اگر محقق ماہر زبان اَلیس غیر زبانہ محققین سرکاری سرپرستی اَستُمِتھ دریاوٕ یا تیز ندی
پار کرنے یا کٹھن پہاڑی وتہٕ عبور کرنے سنیاں دِقتہ درپیش آسنے باوٕجود اُڈُم
لیکھی تحقیق انجام نہ بنی ہیکیِ ۔ اگر یاوٕن علاقائی تحقیق کرنے والہٰ نہٕ آسھون ماٗ
لِکھ ہگھون دیسہ احتہ نِس کری کونتواڑہ تان پوگلی بولیا جادواثر بدستور قائم چھ
چھپنس منزٕ رُونڈی ژینڈی کری گراہم بیلی سنو اعتبار کری گریرسنی پوگلی بولیا سنو
سرسری ذکر کرنے آمچھ تیس منزٕ تے لہجن سنے معمولی فطری فرق یو آہٹن کلومیٹرن

آس چھُ آز تاں تحقیق طلب چھُ ۔ بہر حال پروفیسر وانی ، جناب بشیر بھدرواہی، فرید احمد فریدی ، ڈاکٹر پریتم کرشن کوتوال سرازی تہٕ پوگلی دُوئین ضلعہ ڈوڈہ سنیاں بھاشاہن سنی تحقیق مثبت طریقس منز انجام دینے رکچہٕ زرین تجاویز تحریرٕ کمچھ قلم کار مہاماری اُحتہ خیر اِلیس اَدبی شوق رکھنے والہ، ہجرت والیا بولین تحقیق کری کھوٗڑ کاڑنیس کامیابی حاصل کرنِ تہٕ یاوٗں پسماندہ پہاڑی ضلعہ ڈوڈہ سنی لِسانی خدمت تے پائے تکمیل واتِل کری تھک کرنُ آں ! وبائی مہاماری کورونا وائرس سنیاں احتیاطی طریقن آنی کری (۱) سماجی دُوری تھٕ ضروری ۔۲۔ دُنیاوٗس ژور دُوس ذینوادَ نہو بینو (۳) صابن سینٹ آحت چھلنا (۴) شین فُتن سنی سماجی دُوری (۵) برُس نستیٔ ماسک لاگنوٗ (۶) یکسا جائے نہ بِمنو یا گسنوٗ (۷) دُعا قدرت والوٗ نیست ونابود کررہ ۔یہٕ وبائی شِدت

منُش سے منُش کی دُوری مہاماری کا خود منُش قصوری

ڈوگری تہٕ پوگلی بھاشا سو چھ بھارت سنِی زوٗڑتھٕ
ڈوگرہ تہٕ کاشرہ یکجاہ سوچھتا بھارت سنِی لوڑتھٕ

ظُلم وعدل قائم ودائم

فطری امر ہے کہ خالق قدرت نے دِن کے بعد رات کو قائم ودائم بنا کر رکھا۔
دِن اُجالا اور رار اندھیری بنائی جبکہ اِسکے ساتھ سیکنڈوں سے لیکر صدیوں کا احتساب
اپنے پاس رکھا۔ خالق قدرت نے کائنات کا نظام جانداروں میں حیوان ناطق اِنسان
کیلئے ترتیب وار مرتب کر کے رکھا ہے۔ دِن کا اُجالا حرکت روزگار وعبادات کا اور
شب کا اندھیرا ابنی نوع اِنسان کو آرام وعبادات کیلئے مخصوص کر دیا۔ کیونکہ یہ نفس رکھنے
والا بندہ بشر ہے۔ اِسے دُنیاوی زندگی میں عدل وراحت کی ضرورت ہے۔ چونکہ
عدل اُجالا ہے۔ اِس میں محنت وجفاحق ہے۔ اور ظُلم اندھیرا ہے۔ اِس میں راحت
وعدل کی نفی ہے گویا ظُلم کرنے والا ظالم فانی ہے۔ اور راحت دینے والا عادل ہلے۔ یہ
فانی ہے۔ بہرحال ظالم اور عادل وقتی طور پر فُٹ پاتھ پر ایک ٹھوکر اپنے کام میں مجاز
ہیں۔ ورنہ اپنے مقام کو خالی کرنے والے ہیں۔ مثال کے طور پر فُٹ پاتھ پر ایک ٹھوکر
ہے۔ جو ہر مسافر کو سفر طے کرنے میں پیش آتی ہے۔ یہ ظلم ہے۔ اِس ظُلم کا آلہ کار ظالم
تھا وہ فانی ہو گیا۔ ٹھوکر کو ہٹانے والا عدل کا آلہ کار کوئی عادل فوری طور ٹھوکر ہٹا کر
کارواں کے سفر کو راحت میں بدل دے گا۔

بہرحال ظُلم غیر فانی ہے۔ زمانے میں کوئی جابر ظالم اپنی عادت نشے کو پورا

کرنے کیلیئے ظُلم کا لبادہ اوڑھ کر پھر وہی ٹھوکر اُسی جگہ کھڑی کرے گا۔ ظلم کو پھر سے جاری کردے گا۔ یہ سلسلہ تاوقت جزا جاری ہوگا۔ ہر کوئی اپنا اپنا حصہ محفوظ کرتا جائے گا۔ خالق قدرت کی رضا سے ہی دُنیاوی کارہائے نمایاں انجام پاتے ہیں۔

خالق قدرت نے کوئی جاندار یا بے جان چیز بے مطلب پیدا نہیں کی ہے۔ کووڈ۔19 سے باریک جراثیم (وائرس) سے لیکر بہت بڑے جانور ہاتھی یا گینڈے تک کو اپنے ضابطہ حیات پر ہی عمل کرنا ہے۔ اب حیوان ناطق پر غور کیا جائے۔ کہ ضرورت سے وافر آزادی کا استعمال کرنا کووڈ۔19 کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ بزرگوں اور انتظامیہ کی احتیاطی ہدایات پر بھی بے لگام سواری والے کی طرح عمل کرنا حیوان ناطق کا نہیں حیوانِ درندہ کا ہے۔ نمائندگان مہذب، سیاست، معاشرت، اجتماعیت، اِنسانیت کے قلم وبیاض، زبان وحلق، دستِ انگشت بھاشن وتبلیغ دیتے ہوئے تھک گئے۔ موجودہ دور کے جوانوں کے سنگِ دِلوں کو خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔ اِنشااللہ ہوگا۔ لکھی پڑھی نسل خصوصاً سائینس وٹیکنالوجی کے حامی نوجوانوں کو باقی بیماریوں کی خبرداری تو ہے! وہ بھی مشینوں کی وساطت سے کورونا کی ویکسین تیار نہ ہوسکی۔ تو قدرت والے کے پاس کورونا کا کوئی (اوپائے۔ چارہ) تو ضرور ہوگا۔ یہ ایسا معاملہ ہے کہ اِنسان سے اِنسان کو گرفت کرنے والا وائرس اور اِنسان کی دستِ انگشت بیماری کا ذریعہ ہے صابن سے خوب ہاتھ دھولو دستانے پہن کر بھی خطرے سے خالی نہیں، ۔ اگر ضروری احتیاط نہ برتی جائے۔

ہمارے یہاں قدرت والے نے بکرمی ۲۰۲۰ ساوَن کے آخر تک برسات نہ آنے کا پیغام دکھایا۔ ہمارے مذہبی رہنماؤں نے مسجدوں، مندروں کے علاوہ سنسان اونچے پہاڑوں پر جا کر برسات آنے کیلیئے توبہ تائیب کر کے بارش مانگنے کا پروگرام بنایا۔ اگلے دِن کپڑے صاف کرنے کیلیئے سکولی لڑکیوں نے پریس کر کے رکھے۔ اب سب ہی بطرفِ ''ڈیمل''، ''ہنس راز'' وغیرہ اونچے مقامات پر برائے توبہ گئے۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ آج کی نسل کو کس حالت میں توبہ قبول ہوتا ہے۔ جبکہ بزرگوں، اوتاروں نے کہا ہے پرانے ٹاکیدار کپڑوں میں گھر سے عاجزی آنسوں بہاتے جھُک کر اِنکساری سے دُعا اور پھر گُناہوں، پاپوں کی معافی حسد و بغض ریا و عناد سے پاک رہ کر ہی مالکِ حقیقی قبول کرتے ہیں۔ آج کل کے نئے پریسکر کے کپڑے پہن کر جیسے ''میلہ پٹ'' کیلیئے جانے کی تیاری ہے۔

خالق قدرت ہمارے تمام حالات سے باخبر ہے۔ وہ عفو کرتا ہے گُناہوں کو ایک مرتبہ توبہ ہے۔ بار بار نہ نیک کاموں کی انجام دہی ہے ماندہ گُناہوں کو معاف کرنے کا طریقہ بھی خالق قدرت نے عطا کیا ہے۔ ہمارا یہ حال دیکھا اور سُنا تو عظیم قدرت والے نے رحمت باراں اپنی رضا و منشاءہ سے عنائت کی اُس کے پاس (اللہ) کسی چیز کی کمی نہیں۔ ہمیں مانگنے اور دینے میں بھی طریقہ عدل و اِنصاف کا فقدان ہے۔ ظُلم و عدل قائم۔ ظالم و عادل یکے بعد دیگرے فنا و فانی۔ جان بھی ایک دِن جانی۔

(’من کی بات‘:۔تن، دھن، گن اور چن)

(چاند کی بات بھی) پوگلی میں

حکمران اعلیٰ نریندر مودی جی مُلکی سُدھارُس کچہ ’’من کی بات‘‘ سنو یکھ طریقہ تلاش کو یو
چھُ۔صرف بھارت دیش سنے عوامُس خصوصاً نوجوان طبقس ترقی سنیاں ہدائتن پانت
عمل کری وطن عزیز مضبوط پایئے دار باوقار بناوٗنو۔

بھارت دیش سنے ہر فرد بشرُس پننے مُلکس حفاظت کرنی فرض بنوٗ چھُ حکمران
اعلٰے ہند نریندر مودی جی موبائل پیغام ’’من کی بات‘‘ مختلف حالاتا مدنظر کری تعلیم یافتہ نو
جوانن صفائی تہٖ روزگار ’’تربیت یافتہ ہُنر مندی سِنی شکھشا دینے سنٖ کوشش جاری
رچھتِ۔گوٹھمن ملکن سیاحت کری باپار تہٖ کاروبار ’’میک اِن انڈیا‘‘ سنی خبرداری
دائیں بیداری تہٖ ہوشیاری دِتِ یو یکھ خوش آئین قدم چھُ۔

صفائی ستھرائی پانہ جھاڑوٗ ’’میتھوٗ‘‘ رٹی جنتا احساس دینے آوٗ کہ زندگی سینیتی پٹن ماحول آس
پاس یا پاس پڑوس ’’جائے‘‘ مکان، آنگن موم جام گوٗڑہ کرکٹ ’’لژھ‘ سوچھ بھارت‘‘
(دوٗڑمتی گروہ)۔غبار دوٗر کروٗ گیندنس منزٕ ہُنر ہینچھ نس مہارت حاصل کروٗ کھیڈ کری
کھیڈ یاری بنژوٗ‘‘۔عرب مُلکس منزٕ جہالت دِورس کُوٗری بیٹی زندئے درگور یعنی قتل کری
دھرتی منزٕ دفن کری یکھ گُناہِ کبیرہ ’’مہاپاپ‘‘ عام رواج آختوٗ (بیٹی بچاوٗ بیٹی پڑھاوٗ)

حُکمران اعلیٰ مودی جی عام اعلان حکم کونعرہ بُلند کو ''بیٹی بچاوٗ بیٹی پڑھاوٗ'' یو عمل یکھ کارنامہ چھوٗ تعلیم یافتہ بیٹی پینے والیہ نسلہ سِنی بنیاد تھِ قوم سِنی سُدھار تھِ تعلیم صفائیٖ ،سوچالے یکجا با اتفاق ، وطن سنوٗ پریم ،محبت ، دہشت گردی سِنی نفرت، امن وچین ۔سکون وآنند سنوٗ درس دینے آوٗ۔

چُست ہندوستانی سنوبَل تے دینے آوٗ یو تعلیم ،کھیل ،حرکات اِنسانی کرِشی (زمینداری) صفائیٖ ،ورزش (یوٗگ) کرنے سینٹتی چُست ہندی فِٹ Fit Indian بنونے سنا حقدار بنی ہگ چھسم ۔یوٗگ دُوس مختلف ریاستن منزٕ مناوٗنے آوٗ یسیئے پذیرائیٖ تہٕ حوصلہ افزائیٖ تے کرنے آئے ''من کی بات'' منزٕتن کی بات'' یے گے ۔ بھارت مُلکس منزٕ زبان دراز یئے بھاری گفلہ کری مُلک آحتہٕ گوٹھا دوئین مُلکن دھن جمع کو غربت سِنی شکار بنے گے یسٕ حالتہ منزٕ امیر امیر تہٕ غریب غربت منزٕ ڈوبی نظرِ گس چھُ ۔نوٹ بندی منزٕ ظہار گو گفلہ والن کیتوہ دھن بلکہ کالا دھن رٹنے آوٗ کالا دھن رچھنے والن ضبط کرنے علاوہ سزا دینے آئے ۔غافلن تہٕ بددیانتی منزٕ آز کینژہ نیتا جیلن منز سزاوار چھَ

دھن سنوٗ اعلان کرنے آوٗ بینک کھاتن منزٕ اکاوٗنت گُل بچہ بالا بڈھا مرد گُرڈمہنیاں کھُولونا دارتہٕ اضیعفین پینشن تہٕ اسکولی لڑکن گُوڑن وظیفہ بنک کھاتن منزٕ تراوٗنے یوی بافر دھن والن بُگس تہٕ تجارت کاروباری افرادن اِنکم ٹیکس لاگنے آوٗ ہسپتالن ، تہٕ سکولی عماتن پانت دھن سِنی منظوری دینے آئے گیس مچن ،دوائین (گیس سلینڈرن تہٕ مچن چولہن) پانت

سرکاری گرانٹ منظور کری بھارتین سہولیت دینے آیۓ۔ مفاد پرست خودغرضا یۓ دھن سٕنۆ غلط استعمال کری غریبن سٕنۆ حق ضائع کو۔ دھن کی بات ہر بستی والے گریس، گامُس، علاقس، مُلکس کرنے پےتھٕ یس سینٛتی واسطہ پے چھُ دھن تعمیرتہٕ حفاظت رٕچھ تے درکار چھُ۔

گن Gun بندوق یِکھ مہلک ہتھیار آسنے باوُجود رچھنو پے چھُ کُنڈے کہ پنٛشن حفاظت مُلک سنی سیکورٹی،، فصلن تہٕ پالن جانورن سنیاں حفاظتہ رٕچھیا نہتائی ضروری تھٕ خُدا مہٕ کرہ جنگ گن Gun بندوق گن سینٛتت ہار یا جیت کرلتھٕ۔ اَسو حکمران اعلےٰ ہرگز جنگ سنو حامی نہ چھُ صلاح صفائی اَمن چین، اتحاد، تعمیر و ترقی، خوشی تہٕ خوشحالی سٕنۆ نو بھارت بناوٗنے منزٕ وِچار تلاش منز مصروف کار چھُ۔ تعمیر وترقی، تعلیم تہٕ سماجی یعنی جنتا خوشحالی گُذشتہ سترن ورہن سنی کثر نسی گرٛھی جمعے کشمیر نیوی ریاست بنی گرٛھی۔ اگر نو بھارت بناوٗنوٗ چھُ اداییۓ نیوی ریاست بنوئ گن صرف حفاظت کیچھ تھٕ بلا شک صرف حفاظت رٕچھ آسرہ۔

پن:۔ کاشری منزٕ ''پن'' دھاوٗس (دھاگا) ون چھ دھاوٗ ''پن'' کافی جائین بکار یے چھُ یولباس، پوشاک علاوہ نکاح لگ بندھن'' بیس'' بہن بھائی بارُن رکھشا بندھن تہٕ سِلائی ڈوری، فرشی چادر بلکہ زندگی سنے اکثر معاملاتن منز پن (دھاگا) بکار یے چھُ

یَس بولیا سنی مردم شماری کری ٹی وی تہٕ ریڈیو پروگرامُس منزٕ نشریاتی منظوری سنی انتہائی ضرورت تھٕ غالباً شہٹس سترن ورہن اَس 'چن' کی بات کرتے رہنسم، ریاستی حکمرانا یۓ کینژ توجہ نہ دِتی۔ پوگلی زبانی (بولیہ) زانی معانی کری چیڑ پٹنی رچھنے سنیکوشش جاری رہنی۔

پوگلی ہندہ مسلمانن سڑ کہ آحتہٗ دُور پہاڑُس بسنے والن سنیِ قدیم تہٗ پرانی جائیدادتھِ یہ پننُ حق حاصل کرنے منز محروم رہی گے۔ چَن پوگلی ''لوک گیتن'' منز مشہور مصنف کارچھُ آز تے جنگلن ، دھارن تہٗ دارن تھدے کوہسارن ، پیارن ، یارن سُنومن پسند گیت نالن تہٗ کھولن سوٗ شودچھُ ۔کاش! اگر پوگلی بولیہ تے نشرواشاعت سنی منظوری دینے یوہی پوگلی چنا تے لوک گیت بنی کری ڈوگری تہٗ گجری سازُس سینٹی مان مانی کری وطن عزیز دیش سنا گُن گاوٗہون پوگلی گلوٗ کارن تے بھارت دیش سنو''پوگلی پرسیمی لوک گیت پوگلی بولیہ منز''چن'' گاوٗنے سنوشوق پورا گرِھی۔چن :۔چاند:۔چندریان ہمارے مُلک کے سائنس دانوں نے چندریان تحقیق وتلاش کے لئے بھیجا ہے۔خلائی مراحل میں چندریان کے گرد کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔گویا من کی بات سیتی تن دھن ، گن ، چن ، تھن ، یودودھ سنو ذریعہ تے بھارتی وراثت سنو یکھ خاص حصہ چھُ ۔یسوٗ پالن تہٗ حفاظت تے زمیندارُس لازمی چھُ۔

ماشااللہ ۲۰۲۰ ءسنو چناوٗ عمل حکومت سازی رکچہ مکمل بنونے والو چھُ یس منز سماجس وچن کرنے آمچھ بیک ٹو ولیج Back to village نوڈل آفیسران برائے تلاش تعلیم وترقی ، بہبودی وخوشحالی آوٗ کوتاہ اندیش افرادن سنی غیر زمہ دار پورٹ رگن کری واپس گیوہ پنچائت راجس منز چناوٗ تے آدُم لیکھےٗ بے سہارا ، تعلیم ، پینے سنو پائیں ، بجلی گواش ، وتن دھونوں ، انتظامیہ خطابن سیئت یلہ تاں ظاہری الیش نون چھُ آفسرن شاہی منز تے حق وانصاف نصیب بنورا۔

بسمِ اِللہَ الرحمانَ الرحیمَ

مصنف کا درسی سفر

۱۴؍ مارچ ۱۹۶۲ء تا ۳۰؍ جون ۲۰۰۰ء
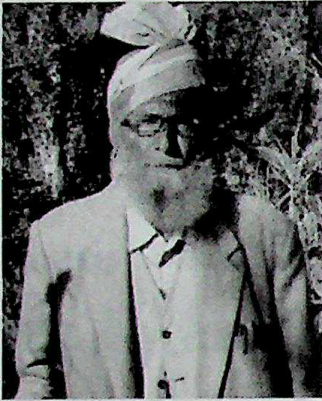
مصنف نے ۱۲ ؍مارچ ۱۹۶۲ء مرحوم غلام محمد مختیار ڈائریکٹر ایجوکیشن ریاست جموں وکشمیر کے آرڈر پر تحصیل ایجوکیشن آفیسر عبدالاحد بانیال کے حُکم پر ۱۴ ؍مارچ ۱۹۶۲ء حلقہ بی اے سکول سنگلدان اشمار (بڑا گُنڈ) موجودہ تحصیل گول جوائن کیا۔ جبکہ اکتوبر ۱۹۶۱ء مرحوم الف دین گنائی نے یہ بیسک ایکٹوٹی سکول کے طور پر کھولا تھا۔ مرحوم کا تبادلہ اُن کی پوری سروس میں ایک ہی مرتبہ مالیگام مڈل سکول سے long stay in کے طور پر شائد محکمہ تعلیم نے سہون ہی کیا تھا۔ مصنف کو یاد ہے غالباً اکتوبر ۱۹۶۱ء ہفتہ میں ہی مرحوم اسد اللہ میر کا دورہ پوگل ہوا۔ ہائی سکول پوگل میں جلسہ منعقد ہوا۔ پوگل کی جنتا نے پہلا مطالبہ کیا کہ الف دین ماسٹر کو واپس لایا جائے۔ میر صاحب منسٹر کے ساتھ ساتھ ریاستی اسمبلی کے سپیکر بھی تھے۔ سگنل پر ہی تبادلہ کر دیا اور مصنف کو اُنکی خالی پوسٹ پر بعد میں تعینات کیا۔ جیسا کہ آغاز میں کہا گیا ہے کہ حلقہ پٹوار سنگلدان میں (بڑا گُنڈ اشمار) اِنتہائی غربت و پسماندگی کا شکار تھا۔ دُور دراز کی بستیوں سے تحریری کاغذ یا مالیہ رسید مرحوم ''عبدالرحیم بٹ'' کے پاس لاتے تھے۔ سکول اِن کے ہی مکان میں بغیر کرایہ چالو کیا۔

مصنف نے سب سے پہلے سکول میں بچوں کی تعداد بڑھانے کے اقدام پر زور دیا۔ اُس کے بعد جگہ اور سکولی عمارت اور گراؤنڈ پر محنت ولگن سے کام کیا۔ یہاں کے لوگ سکول کی نسبت بچوں کو بکریوں کے ساتھ رکھنے کو ترجیح دیتے تھے۔ مصنف نے اصغر علی سرپنچ، لہنوں نمبردار، احد بٹ چوکیدار، اور مقامی طور پر عبدالرحیم بٹ اُن کے بھتیجے محمد شفیع بٹ نے ہی سکول کی منظوری متعلقہ منسٹر محمد ایوب خان سے کروائی تھی۔ مصنف نے شونکارام بلی سے اراضی سکول کا بندوبست کر کے تعمیر سکول کا کام ہلہ شیری وڈونیشن سے کرایا اور بچوں کی تعداد ستر سے تجاوز کر گئی۔ درس وتدریس اِس قدر بیدار ہوئی کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت سے مصنف کی نہ صرف مقامی لوگوں نے بلکہ ٹھٹھارکہ گول کے لوگوں نے مصنف کی ڈیمانڈ رکھی جبکہ بچوں کو ڈبل پرموشن کراتے ہو دوسال میں رستم دین محمد وشان چوتھی جماعت اور ثناؤاللہ دین رُسلا ڈار عبدالحمید بن عبدالرحیم بٹ تیسری جماعت دیگر ہونہار بچوں کو بھی ترقی دلاتا رہا۔

مصنف کو تعمیری شوق فطری تھا، سکول کی عمارت پائیدار اور تمام لکڑی تعمیری دیودار کی لگائی۔ مصنف نے ۱۹۶۵ء کے ہنگامی حالات میں شیر سنگھ تحصیلدار دیگر ایمرجنسی آفیسران کے شانہ بشانہ لوگوں کو راحت وتحفظ دیتے ہوئے بچوں کے درس وتدریس کو عزیز جانا۔ یوں تو خاکسار کا نام بھی عزیز ہے۔ بیسک سکول سنگلدان بھلیس کے محمد شریف نیاز جو جناب غلام نبی آزاد کے خالہ زاد بھائی ٹیچر تھے۔ جو مصنف سے عمر میں چھوٹے کالج لائف ہی میں تھے۔ ہنگامی حالات میں گھبراتے

تھے۔ اُن کا کام بھی نبھایا۔ اور اُن کے سکولی طلباء کی بھی نگہداشت رکھی جب تک وہ امن کے بعد واپس لوٹے پورے حلقہ پٹوار مین دیگر محکمہ جات، جلسہ جلوس، خوشی، غمی میں ہندو مسلم ایکتا بھائی چارے میں لوگوں نے مصنف کو بہت قریب رکھا۔ اُن بزرگوں کو بھول نہیں سکتا جنہوں نے مجھے ۱۹۶۵ء میں اپنے کنبے کا خاص جانا۔ اُس دور میں جنگل کے راستے ٹھٹھارکہ سے ریاستی وزیر زراعت ایوب خان کو دعوت دیکر بھاری جلوس کی صورت میں سکول کے ننھے بچوں کی تعداد ایک سو اور لوگوں کا جلوس پیشوائی کی حالت میں جلسہ سکول میں کرایا۔ تعلیم کی وہ حالت تھی کہ سپاسنامہ مصنف کو تحریر کرنا پڑا۔ ریاستی وزیر کو مصنف کے کام سے تسلی واطمینان ہونے پر عرصہ سات سال کے بعد تبادلہ اُسی مڈل سکول مالیگام میں کروایا جس میں وہ انجمن کشفی مالیگام پوگل میں بحیثیت ہیڈ ماسٹر تھے۔ مالیگام ۱۹۶۷ء مصنف نے بہمراہ مرحوم الف دین گنائی سکول بلڈنگ کا کمرہ تعمیر کروایا۔ باقی کمرہ جات کی مرمت اور گراؤنڈ کی توسیع کروائی ڈاکٹر مرغوب بانہالی تحصیل ایجوکیشن آفیسر نے مصنف کو مارننگ اسمبلی کارکردگی اور ڈسپلن کا جائزہ لیتے سراہنا کرتے ہوئے دی سورس فل اُستاد کا خطاب دیا اور ساڑھے تین سو طلبأ کے بہتر تعلیمی انتظامات کو مزید فعال بنانے کے لئے محترم اُستاد الف دین گنائی و پرائمری سکول باس کے محمد اسماعیل رونیال ٹیچر کا باہمی تبادلہ آرڈر بر موقع کیا۔ اِسی ادارے سے ہم پانچ ساتھی BEC ٹریننگ کے لئے بھدرواہ ڈیپوٹ ہوئے۔ ۱۹۶۹ء تربیت یافتہ ہوکر مصنف کو پرائمری سکول تُلھال تعینات کیا گیا اور

۱۹۷۰ء پرائمری سکول کی عمارت پبلک ڈونیشن سے کروائی۔ بچوں کی مزید ایڈمیشن کرتے ہوئے تحت ضابطہ عوام سے ٹُھہال سٹیٹ لینڈ کا قبضہ سکول کے نام پر وقف کروایا اور ایک ہی ہال کمرہ تعمیر کرانے میں کامیاب ہوا۔ اور تعداد طلباً کا رول پانچ مہینوں میں ہی ۹۵ تک کر دیا۔ درس و تدریس کو احسن طریقے سے انجام دیتے ہوئے پوگلی زبان و ادب کی خدمات بھی انجام دیتا رہا۔ اِسی دوران میرا اِکتا بچہ شکل (کتاب مئُن خیال) بزبان پوگلی کلام) پوگل پرستان ، نیل ، کھڑی ، وغیرہ مقبول عام ہو چکی تھی۔

(۱) توچھس یکھ مالکِ دِنی جہانن اَس ماچھسم تینا ناچیز بندہ)

پوگلی کلام سکولوں میں بچے صبح پریئر میں ’’ خوش الہان آواز میں پڑھنے کے قابل ہو گئے ۔ دُعا ئیہ کلام اللہ قبول فرمائے ۔ آمین

(۲) ’’توچھس ایشور دوئیہ اللہ تعالےٰ ربُ الرحیم دوئیے بخشونے والو‘‘ والدین ایک آواز میں اپنے بچوں کے الفاظ ترنم سے سُنتے وہ بھی پوگلی بھاشا خصوصاً مستورات ہندو مسلم خوش ہوتی تھیں ۔ پرائمری سکول ٹُھہال سے ۱۹۷۴ء میں مصنف کا تبادلہ ہائی سکول پوگل ہوا۔ یہاں بھی سکول کی عمارت اور کھیل کے میدان کو وسیع کرنے میں مڈل اور ہائی کلاسز بچوں کے ساتھ تن دہی سے کام انجام دیا۔ آفیسران نے کریکٹر رول اور سکول کے لاگ بُک میں اچھائی اور کامیابی کے الفاظ میں حوصلہ افزائی کی ہے۔ جو آج تک موجود ہے۔ ہائی سکول پوگل مصنف اُردو کا ٹیچر رہا ہوں۔ بالغ

داڑھی والے طلبأ کے ساتھ کھیل کھیل میں گرائمر وخطوط کی جانکاری دیتا رہا۔ چار سال کے بعد تبادلہ پرستان ہوا۔ اس کے بعد پرستان پرائمری سکول کو بھی دیوار کی تعمیری لکڑی سے تعمیر کروایا۔ لوگ بہت خوش ہو گئے اور مصنف کے تجربہ تعمیرات پر مبارک کرتے رہے۔ جبکہ شہید شدہ مسجد شریف پرستان کو قابل نماز مرمت بھمراہ چند بزرگان دین عمل پیرا ہونے میں کامیاب ہوا۔ اسی دوران ریاست کے وزیر مرحوم ڈی ڈی ٹھاکور نے مختلف محکمہ جات کے اعلیٰ آفیسران کو غربت وافلاس، پسماندہ علاقہ جات کا جائزہ رپورٹ لینے کے لئے پرستان بمقام سینا بھتی دودن کے دورہ پر لایا۔ ٹھاکور مرحوم نے پوگلی بولنے والے لوکل اُساتذہ کو باقاعدگی کے ساتھ تعلیمی ادارہ جات میں کام کرنے کیلئے مبارک بادی سے مزید حوصلہ افزائی کی۔ محکمہ تعلیم کے ضلع آفیسر شیخ غلام محمد بھدرواہی تھے۔ سکول کی بلڈنگ سینا بھتی میں رات کو قیام کیا۔ پوگل کے اُساتذہ نے عام طور پر پرستان اور آلنباس دیگر سطح سمندر سے بُلند ترین علاقہ جات کے سکولوں میں ڈیوٹی انجام دی ہے۔ اور خاص کر پرستان کو تعلیمی لحاظ سے پوگل کا خاص حصہ جانا اور مانا ہے۔ بلکہ تندہی اور خوس اسلوبی سے اپنے تعلیمی فرائض کو انجام دیا ہے۔ آج تحصیل ہیڈ کوارٹر اُکھڑہال، پانچل سے لیکر سینا بھتی تک کے اُساتذہ دیگر تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مادری بھاشا پوگلی کی طرف خاص دلچسپی نہیں ہے۔ جبکہ علاقائی رہبر مرحوم ٹھاکور نے ہر مردوزن کو ہدایات بارہا دیئے تھے کہ وہ پوگلی ماتر بھاشا کا سچے دل سے احترام کرتے ہوئے اس کی ترقی، افادیت کا خاص خیال

رکھیں ۔لیکن نتیجہ اِس کے برعکس ہے۔ گویا ہمیں اپنے ماتا پِتا وجنم بھومی کی عقیدت واحترام میں خاص توجہ نہیں ۔ بلکہ پوگلی بھاشا کی نسبت غیرت بھی محدوم نظر آ رہی ہے۔ پوگلی بولی کے تحفظ وخوشحالی سے ہی ہماری آئندہ آنے والی نسلیں ادب واحترام ،ترقی کے حقوق تحریر وتقریر نشر واشاعت سے کامیابی کے منازل طے کرسکتی ہیں۔ کیونکہ ہماری ماتر بھاشا پوگلی نے ہی ہمیں بنیادی دیگر زبانوں میں حصول تعلیم کا راستہ دکھایا ہے۔اس کے علاوہ ہماری پوگلی بھی علاقائی بولیوں کو زبان کا مقام دینے کیلئے متمنی ہے۔اور پوگلی بولی کو زبان کا درجہ ملنا اشد ضروری ہے۔ بعدازاں مصنف کو گرلز مڈل سکول نورہ میں دو مرتبہ درسی فرائض انجام دینے کا موقع ملا۔اپنے ساتھیوں کی ہمرائی میں ہمسایہ سکول کے زمینداران سے کچھ رقبہ وقف اور علاوہ بلڈنگ گراؤنڈ، باتھ روم وکچن کیلئے سٹاف وپبلک ڈونیشن سے فراہم کیا۔خالق قدرت نے مصنف کو اتحاد و بھائی چارہ، خلوص وحکمت سے سماجی بہبودی کیلئے ذہن عطا کیا ہے۔جس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ کاش! اگر اِس گرلز سکول کی تعداد طالبات معیاری ہوتی۔آج لڑکیوں کا ہائی سکول بھی نورہ پوگل میں اپ گریڈ ہوا ہوتا۔

مصنف پھر ایک بار ہائی سکول پوگل میں تعینات ہوا۔اور اِسی ادارہ سے جون ۲۰۰۰ء میں سبکدوش ہوکر تحریک پوگلی زبان وادب کے خادم کے طور پر شب روز باعمل ہوں ۔اللہ قبول فرمائے۔

قدیم پوگلی پر منحصر تبصرہ

پُرانے پوگلی بولنے والے بزرگوں کی تحقیق سے یہ پوگلی قدیم کا قیمتی سرمایہ جمع کر کے خصوصاً پوگلی شوقین محققین کی خِدمت میں اِس کے علاوہ بھی مزید دیگر صفحات پر اندراج ہیں۔ اِس کے معنی مقامی بولیوں وزبانوں کیلیئے خصوصاً انگریزی ،کشمیری، ڈوگری، سیرازی، کشتواڑی حضرات اِستفادہ کرینگے۔ اِنشااللہ کام اب انگریزی English کا بہت کم رہا ہے۔ جبکہ گذشتہ دانشوروں نے پانچل کی جگہ ’’پانژالہ‘‘ اور ناچلانہ کی جگہ ’’نلکا‘‘ لکھا ہے۔ پھر بھی مقامی بولیوں کی تلاش کیلیئے ہر قسم کی قربانی دی ہے۔ جو ناقابل فراموش ہے۔ اور قابل غور بات یہ ہے کہ دشوار گذار دُور دراز کوہستانی موسمی حالات کی مسافت طے کر کے تیز، ندیوں، دریاؤں، اونچے برف پوش پہاڑوں کو عبور کرتے ہوئے بھی تحققیق کام انجام دیا ہے۔ فیس بُک یا دیگر ذرائع کی مدد سے موجودہ دور میں ریسرچ کرنا زیادہ مشکل نہیں بلکہ آسان ترین ہے۔ صرف اور صرف تندہی، سماجی جذبہ ایثار اور قومی، مُلکی تحفظ وغیرت پر عمل کرنے کی خاص ضرورت ہے۔ ایک وقت ضرور آئے گا، پوگلی بولی علاقائی زبانوں کی ہمنوا ہوگی بلکہ نشر واشاعت ،گلوکاری میں صفِ اول کا مقام حاصل کرنے میں منزل مقصود طے کر کے ہی دم لے گی۔ اِنشااللہ۔ علاوہ ازیں مصنف کو

ریاست جموں وکشمیر میں ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۳ء تک جناب مرحوم محمد اسمائیل رونیال اثری آزاد کے نیک مشاورت سے پوگلی بولی میں مطبوعات منظر عام پر لانے کا موقع ملا۔ اِس طرح سے بزمِ اَدب پوگلی کو تقویت ملی۔ خصوصاً نو جوان شعرأ کا شوق شعروادب اُجاگر ہوا۔ اِسی دوران مصنف کو مسز کی بیماری کی وجہ سے برائے علاج جموں جانا پڑا۔ چند اقتدار ومفاد پرست افراد نے غیر آئینی طور فراڈ چناؤ کرایا۔ جس کا ثبوت موجود ہے۔ اراکین بزم نے ریاست کے کلچرل آفیس ڈوڈہ کو فریاد کی ۲۰۲۰ء سترہ سال سے پوگلی بزمِ ادَب گویا سرد خانے میں ڈھول چاٹ رہی ہے۔ اور جذبۂ شوق وادَب پوگلی انفرادی طور پر تخلیقی کام میں مصروف ہیں۔ آخری مشاعرہ جو ہائر سیکنڈری سکول اُکھڑہال میں منعقد ہوا تھا، کلچرل آفیسر جناب صلاح الدین کو موجودہ پوگلی بزمِ ادَب کی نسبت گذارش کی تھی کہ اطلاع کے باؤجود بھی وہی نام نہاد لوگ خاص کر عبدالروف راؔہی صدر اور غلام رسول شاؔہین سیکرٹری کو مشاعرے میں نہ حاضر ہونے پر پوگلی بزم اَدب اُکھڑہال کو مسترد کیا جائے۔ یا ضلع رام بن کی ایک شاخ کے طور پر پوگلی زبان وادب کی تقویت کو بحال رکھا جائے۔ جبکہ ضلع سطح پر (پوگلی اور معاوَن بولیوں) پر نو جوان شعرأ زبان وادب کے خواہاں ہیں۔ جبکہ مصنفین وادبأ کی طرف سے عزیز مشتاؔق نے محبوبہ مفتی جی وزیر اعلیٰ سے عوامی دربار ۲۰۱۵ء کلچرل آفیس کی منظوری کی درخواست دی تھی ا، انتظامیہ کی طرف سے تادم زبان وادب کو منتظر صبر سے ہی تسلی ہے۔

قدیم پوگلی کے الفاظ (ترجمہ اُردو)

پوگلی	اُردو	پوگلی	اُردو	پوگلی	اُردو
گڈ	ندی	مشرلنو	بھلانا	ننوٹ	کوٹنے والا
غڈ مڈ	ٹیرہ میڑھ	زپلنو	بُلانا، دعوت	ننکوالی	سِل جس پر کوٹا جائے
ژڈ	اُلٹ کرنا	اُوتھلنو	کھڑا کرنا	ژڈُن	اُلٹی آنا
الہڑ	بغیر ہل نکلے	کوُکنال	مٹی کا بنا برتن	ڈڈ	سِلا کپڑا
ڈمنو	اکٹھا کرنا	تیچی	مٹی سے بنی قدیم کھانے والی	اڈ پھٹ	آدھا مردہ
کاڈ	انگڑائی	فرکلنو	اُلالنا	شنگول	سونا رنگ کیڑا
جد	بدعا	ترَبش	چھوٹی کیڑی جو کاغذ کاٹتی ہے	رڈھ	بے ہودہ بات
ہرکلنو	خشک کرنا	تریڑ	سردی لگنے پر بیہوشی	چھڈ	چھوڑنا
دھڑکلنو	دھڑکن	کریڑ	ایک کانٹے جھاڑی	بڈھ	کاٹنا
ژملنو	جذب کرنا	بندھ راس	شور ہنگامہ	دھوشنو	رگڑ کر صاف کرنا
اڈ	آدھا	نِکھول	نِکھول آلودگی والا	نیتول	بالکل صاف پانی
فِشنو	چاٹنا	سٹ	زور سے مارنا	دھمکلنو	ڈرانا
اُپزلنو	دِل میں آنا	تکڑو	مضبوط، طاقتور	نِگر	مضبوط، پائیدار
شوبلنو	سجانا	مُشکلنو	سُنگھانا	شواڑو	پورا چہرا ایک سائیڈ
ژُڑکلنو	چھڑانا	زُہڑکلنو	چھڑانا	زہنٹرکلنو	جھٹکا دینا
شونگلنو	سُلانا	شاوُلنو	دکھانا	تروش	پھرتیلا، ہوشیار
اُزلنو	بیدار کرنا	پھٹلنو	مارنا	ٹیرو	ایک آنکھ سے کم نظر
ہینچھلنو	سکھانا	گنٹھلنو	بندھوانا، اریسٹ کرنا	درلنو	پھینکنا

جناب ولی محمد اسیر کشتواڑی کے تاثرات

ریاست جموں کشمیر کے مصنف، محقق وشاعر جناب ولی محمد اسیر کشتواڑی نے بحوالہ انجمن تحریر کیا ہے کہ راجہ کاہن پال نے ۶۳۷ ء سے لیکر محمد تیغ سنگھ ۱۷۸۴ء تا ۱۸۲۱ء تک لگ بھگ ۳۲ راجاؤں کے تفصیلی حالات ضبط تحریر میں لائے ہیں۔ جیسے راجہ کاہن پال ہندوستان کا راجپوت تھا۔ راجہ نے کشتواڑ پر قبضہ جما کر بھنڈار کوٹ کے مقام پر اکبر بادشاہ کو شکست دی تھی۔ اِس کے بعد کہیں راجاؤں نے راج کیا۔

۱۹۰۹ء میں کشتواڑ اور رام بن دو تحصیلوں کو تقسیم کر کے ضلع اودھم پور میں شامل کیا گیا۔ جبکہ راجگاں کشتواڑ کے تخت کا پتھر آج تک موجود ہے۔ اِس تخت کے کھنڈرات سے ظاہر ہے کہ تخت کی عمارت بہت وسیع تھی۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ پوگل، ڈینگ بھٹل اور کشتواڑ کی آپسی قرابتیں آج ہی نہیں بلکہ زمانہ قدیم سے ہیں۔

جیسے بحوالہ اسیر کشتواڑی :۔ تحقیق میں اشتراک کے مصنفین (۱) بشیر شیرازی۔ ۲۔ ماسٹر کیول کرشن۔ ۳۔ ڈاکٹر سُریش کمار سین پلماڑی۔ ۴۔ بشیر احمد رونیال پوگل کا انتہائی مشکور ہوں۔ مصنف ضلع ڈوڈہ کے قلمکاروں (۱) فرید احمد فریدی۔ ۲۔ بشیر بھدراہی۔ ۳۔ ڈاکٹر پریتم کرشن کوتوال ہندی لکھاری۔ ۴۔ محمد اسد اللہ وانی مرمت۔ ۵۔ عبدالرحیم وانی۔ ۶۔ ٹھاکر

چڑھت سنگھ ۔ ۷۔ دینا ناتھ رانا۔ ۸۔ بھگت سنگھ رانا۔ 9 ۔ مُلکھ راج شرما ۔ ۱۰۔ عبدالرشید راشد۔ ۱۱۔ نائب چند سراڑی ۔ ۱۲۔ سرجیت کمار ۔ ۱۳۔ بشیر سیراڑی کے علاوہ شعرا ٔ سرازی بولی جو پوگلی کی ہم پلہ معاوُن بولی ہے۔ قابلِ داد تحریری کام انجام دیا ہے۔ سراڑی بولی کی تحریر سے ایسا لگتا ہے جیسے سرازی اور پوگلی آپس میں گفتگو کر رہے ہوں۔ زوندھاری اور رام بنڑی بھی سبزی میں نمک ومصالحے کا ''صواد'' ذائقہ دیتی آرہی ہیں۔

بشیر شیرازی کم کہنا ہے کہ سرازی ادب سے جڑے ساتھی یہ ہیں۔ شنکر ناتھ بھاگواہ۔ اوم کرشن ڈوڈہ۔ بھارت بھوشن ڈوڈہ۔ علی محمد شیوہ ۔ گردھاری لال جودھ پور۔ نارائین کٹوچ بجارنی۔ لچھمن داس جھیٹلی ۔ دینا ناتھ بھگت برشالہ وغیرہ ہیں۔

اگر پوگلی اور سرازی کو اشتراک سے کام کرنے کا موقع ملا، تو یقیناً مادری بولی کی حق ادائیگی ہوگی ، تادم گذشتہ سرکاروں کی عدم توجہی سے یہ بولیاں مُرجھانے کے قریب ہیں۔ اِن کی آبیاری کیلئے قلمکاروں کو کمر بستہ ہو کر قلم کو مزید آراستہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور تمام ریکارڈ پوگلی بزم ادَب تحت دستور یوتھ پوگلی بزم ادبَ کو دیانتدری سے حوالہ کیا جائے تاکہ زباں وادَب کی تحقیق وتحریک کو کسی قسم کا نقصان نہ ہونے پائے۔ معلوم ہوا ہے کہ فیس بُک پر گروپ پوگلی زبان واَدب کے شوقین بھی بنیادی ریکارڈ کی تلاش میں ہیں اور تعلیم یافتہ موجودہ شعراٗ کلاکاروں ، گلوکاروں کا کہناہ ہے کہ اگر ۲۰۲۰ء دسمبر تک ادبی سرمایہ پوگلی زبان وادَب برآمد نہ ہوا تو متعلقین کو قانوناً جواب دہ ہونا پڑے گا اور ادبی نقصان کے ذمہ دار بھی وہی لوگ ہوں گے جواب بھی کوتاہی ولاپرواہی کے شکارِ ہیں۔

مینُ وطن تہٖ مادری زبان (بولی)

مشتاق مصنفِ پوگلی زبان وادب بابرکت آسرتھ
عالمِ برزخ یہ ادبی جفا محفوظ امانت آسرتھ

☆☆☆☆☆☆☆☆

بحوالہ انجمن مصنف اسیر کشتواڑی

ماہندہ پہنہ کے مصنف ناگسین کشتواڑی تھے۔ اُنہوں نے اِس کتاب کو کشتواڑی بولی میں لِکھا ہے۔ یہ قابلِ دادتحریری انجام ہے۔ جبکہ تا حال کشتواڑی زبان اپنے مقام تک نہیں پہنچ پائی ہے۔ مصنف کی بھی قلمکار مذکور کو دادِ تحسین پیش ہے

دورِ قدیم مین کشتواڑ ایک وسیع ریاست کی راجدھانی تھی۔ جس کی سرحدیں جوہرٹنل سے لیکر ڈینگ بھٹل مہور موجودہ تحصیل گول تحصیل پوگل پرستان ،ضلع رام بن کے راج گڑھ ، بٹوت ، بھدرواہ ، بھلیسہ ، ٹھاٹھری ، کھلینی ، مرمت ، عصر ، بگر ، چاپئے لودہ ، ٹنگر ، بھٹنی ، کبھی ، گاندھری ، بلکہ سومبڑ ، ہڑوگ ، دوتھن ، بھوماگ تک پھیلی ہوئی تھی ۔انگریزی محققین کے علاوہ بھی مقامی قلمکاروں نے مقامی بولیوں ، زبانوں میں قابلِ کاروستائش کام انجام دیا ہے۔ ہاں ابھی تک راجاؤں کا تفصیلی حال تحقیق طلب ضرور ہے۔

پوگل پرستان کا رقبہ و آبادی

گول کے شعرأ

جغرافیائی اعتبار سے موجودہ پوگل کا رقبہ ۱۱۶۸۲۸ ایکٹر یعنی ۱۶۴۴ کلومیٹر (۱۳) اور آبادی لگ بھگ پندرہ ہزار نفوس سے تجاوز پر مشتمل ہے۔ لسانی تناظر کے لحاظ سے پوگل کا رقبہ ۸۳۲۰ مربع کلومیٹر ہے۔ (۱۴) اور پوگلی زبان بولنے والوں کی تعداد ۷۰ ہزار سے تجاوز ہو جاتی ہے۔ جبکہ رام بن، گول گلاب گڑھ اور ضلع اودھم پور اور ضلع جموں میں پوگلی بولنے والوں کی تعداد اِس کے علاوہ ہے۔ اور اگر تحقیقی لحاظ سے جائزہ لیا جائے تو زُندھاری۔ رامنبڑی اور سراجی بولی بھی پوگلی کی تغیر یافتہ شکل قرار پائے گی یا پوگلی کی معاوٗن بولیاں قرار دی جاسکتی ہیں۔

منافرت ہٹا کر شکستہ دِلوں کو جوڑ دو ۔ دورِ جدید ہے شکوے گِلے ہی چھوڑ دو

موجودہ تحصیل گول کے چند شعرأ و ادیب:۔

۱۔ غلام رسول وانی ولد خواجہ عبد الغنی دلواہ۔

۲۔ محمد رفیق ولد جمال دین چندیل

۳۔ عبد الحمید مصروف آف بڑا کُنڈ۔

۴۔ نظیر احمد ساکنہ لدر گول گلاب گڑھ

۵۔ کیل احمد جملان۔ ۶۔ بشیر احمد ساکنہ بدر۔

۷۔ شکیل احمد گلوکار۔ ۸۔ محمد مبارک بلمت کوٹ

۹۔ شکیل احمد دھنی چانہ ۱۰۔ عبد الغنی دشازہ۔

پوگل بولی محتاج تحقیق سرمایہ دار ہے

دِچم نظر پوشہ واڑن خوشبو تے آم

دوگلاٹ گوم منزّ سترس تنی دِچم پام

دوگلاٹ قدیم پوگلی لفظ ہے۔ پوگلی میں دوگلاٹ گولائی میں گرنے کو کہا جاتا ہے۔ اِس لفظ کی انفرادیت ہے اور قابل تحقیق ہے۔

کُکڑا اڑتا سبزی واڑہ تیوئیں ستیہ ناس کو

براڑہ بچہ پش کری کُٹ کُٹاس تیوئیں دھُمراس کو

کُٹکُٹاس مرغے کی آواز ہے۔ دھمر اس کا لفظ پوگلی میں وہ شور ہے جو بھاگتے دوڑتے ہنگامے کی صورت میں ایمرجنسی کی کیفیت کا اظہار کے قابل تحقیق ہے کہ یہ کسی بھاشا سے لیا گیا ہے۔

دُوسلے بعد آئے رودہ جھڑی ناگن تے گھنگھول گو

دیگرن بعد دھرو نستو پائیں تلاوٗن تے نِتول گو

یہاں پر جھڑی ڈوگری کا ہمعنی لفظہ ہے ناگ بمعنی چشمہ گھنگھول یا گیر گھول پوگلی زبان میں لیکویڈ کو خوب ہلا کر ملانے کو کہتے ہیں۔ ''دھرو'' بارش یا برف کے تھمنے رُکنے کا معنی دیتا ہے۔ یہ لفظ پوگلی کا اِنفرادی سفر ہجرت کا ہے۔ ''نیتول'' پوگلی زبان میں صاف خالص لیکویڈ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ قابلِ تحقیق ہے۔ دُھرے ہندو لہجہ پوگلی کے معنی (رُکو دیکھو)

تینے، کچھ کیو ہام مشکل تہٗ زہٹہ تے سفر طے

حتیٰ ایے کری دُور دُوری گے ادتنہائی ئشنو پے

''زہٹہ'' بمعنی لمبے سفر اور ''ئشنو'' دونوں ٹھیٹھ پوگلی الفاظ ہیں۔

سفر چھُن چڑھائیے منزّ تیوں تے دھوں چھسم تھک تھکائیے

گو پیار چھن بھری رگن اُترائیے منزّ چھن دق دقائیے

پوگلی پیار کا اظہار تخیل چڑھائی اور اُترائیے میں جذبات بھرے الفاظ میں برابر دیکھتا ہے۔ یہ برطانوی اسکالر ہیں Herman Robngh آج کل Duicidwe اور bombing کی ریسرچ مسلم یونیورسٹی کے تحت کر رہے ہیں Resessment۔

پوگلی تعلیم یافتہ کا فرض ہے کہ وہ مادری بھاشا کو اپناتے ہوئے آگے آجائیں تاکہ غیور کہلائیں۔ پوگلی کے ہی چند زبان وادب دُشمن غالباً دو دہائیوں میں غیور نہیں بلکہ مغرور کہلا گئے۔ بزرگ ماتاؤں کے تعلیم یافتہ فرزندوں کے خواہشات، جذبات بہ نسبت زبان وادب ششدر و مایوس کُن کی دہلیز تک پہنچا گئے۔ یہاں افسوس کا مقام ہے کہ اِن لوگوں کو اب بھی سماجی انصاف کا ذرا بھی احساس نہیں حالانکہ سماجی امانت کی خیانت کا ذرا حساب دینا ہوگا۔

تعمیر مسجد و ادارہ سلفیہ اِمام آباد رام بن

خالق کائینات نے چھ ایام میں پوری کائنات کا کام انجام دیا ہے۔ (حدیث مبارک) بعدازاں روئے زمین جو کائینات کا ایک حصہ ہے۔ بلکہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اِس میں عادم علیہ سلام کو معبوث فرما کر دُنیاوی اِنسان اور اِس کی زندگی کا بندوبست فرائض، سنت، واجبات کے ہدایات نازل کیئے۔ غالباً ۱۹۷۰ء کی دہائی سے پوگلیوں کو پوگل سے برطرف رام بن ہجرت کرنا نصیب ہوا۔ قصبہ رام بن ہی نہیں بلکہ میترہ کے علاوہ گاندھری، کبھی، بلہوت، ٹنگر، بھٹنی چندرکوٹ، ناشری، سیراز، بلاوت، باگنی، بالائی مقامات تک پوگلی بولنے والے بسمین ہوگئے۔ اب فرائض قانون قدرت کی انجام دہی کیلیئے بنیادی بندوبست کرنا لازمی تھا۔ چن انجانے اِقتدار پسند افراد نے میترہ جامع مسجد تعمیر کرنے کی بنیاد ڈالی۔ مسجد شریف نئے جذبۂ صلواۃ کی وجہ سے بہت کم وقت میں تعمیر ہو کر آباد ہوگئی جامعہ مسجد مارکیٹ والی قدیم مسجد کے ساتھ کچھ دوکانیں تعمیر ہوئیں اور ہجرت یافتہ لوگوں نے تجارت کے لئے دوکانداری کے علاوہ سیاسی ٹھکانہ بھی بنالیا۔ میترہ رام بن میں مسجد شریف کو آباد رکھنا اور پھر جمعہ قائم کرنا تھا۔ بلکہ پانچ اوقات نماز ادا کرنے کیلیئے خاص حُکم ہے۔ ہجرت یافتہ چند اِقتدرپسند اور اُن کے حامی جمعہ کو بھی لباس جمعہ ملبوس کرکے مسجد مارکیٹ کی جامع مسجد میں نماز پڑھنے کیلیئے عادی ہوگئے۔ اکثر دیگر مقامی

لوگ اقلیت میں ہو کر بھی مسجد کے تقدس پر فرمانبردار رہے۔ حق تو یہ تھا کہ ہجرت والے مسلمان مسجد کو آباد رکھتے۔ لیکن اِقتدار اور سیاسی شیدائیوں نے نام نہاد جذبہ توحید دکھایا تھا عمل سے صرف بہر کیف اِقتدار پسند ہی خود پرست اور مفادات پرست ہوا کرتا ہے۔ اِسی آلودگی نے پوگل اور پہاڑی آبادی کو پسماندگی کی ذلت میں دھکیل دیا ہے۔ اور پھر سے تعمیرات و دیگر معاملات میں سیاست کیلئے اپنا کردار نبھانے پر تُلے ہیں۔ الحاج امام دین رونیال پوگلی اللہ کے نیک بندے نے کسی غیر مسلم سے مسجد شریف کیلئے اراضی کی بات کیپٹیر یا رام بن بتائی، وہ مان گئے۔ بلکہ کچھ رقم اُنہیں ایڈوانس بھی دے دی۔

مسلم آبادی میترہ چھوڑ کر پرنوت، کنگا، گھگھوال، پھیلتی اونڈ آبادی اِسلام آبیاری کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ گاؤں جامعہ مسجد کے حقدار تھے۔ مصنف نے چند معتبران مجلس میں چندروگ کے مقام پر بجائے کیپٹیر یا پار جامع مسجد تعمیر کیلئے ناچیز تجویز رکھی جو سو فیصدی اِنشااللہ کامیاب رہی۔ اِمام دین رونیال جو تجارت پیشہ کے علاوہ دین دار بھی تھے بلکہ دینداری کی صفِ اول میں تھے۔ اور اجرے دارین کی وجہ سے اِنشااللہ ابدی زندگی میں بھی عالم برزخ اعلےٰ مقام کے حقدار ہوں گے۔ بمقام چندروگ بنیادی طور پر مرحوم نے اراضی کچھ وقف کر دی اور درس گاہ کیلئے بھی خیال رکھا۔ البتہ یہ ڈونیٹ کرنی ہوگی۔ اِس کے لئے امام دین مرحوم تعمیری صدر اور مصنف کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔ چونکہ میں بھی اپنے مکان کی تعمیر کروا رہا تھا۔ رونیال صاحب

مرحوم کسی کام کے سلسلے میں جموں چلے گئے۔ تعمیر مسجد کی تمام ذمہ داریاں مصنف پر ڈال دیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے مصنف الحاج غلام محمد گنائی کی ہمراہی میں تعمیر مسجد کا کام چند ساتھیوں کے اشتراک سے دیواریں قابل لینٹر ہوگئیں۔ جموں سے مرحوم امام دین رونیال کی واپسی پر پہلی منزل مسجد کا لینٹر ڈال دیا گیا۔ ۲۰۱۳ء میں ماشا اللہ درس گاہ کیلئے اراضی بھی منتخب ہوگئی۔ مسجد کی تعمیرات کیلئے اب تک صرف گینتی اور بیلچے کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ تعمیراتی تمام کام کھٹنائی ومشکلات دستی مشقت سے انجام ہوا۔ صرف کرائے پر کسی کمپنی سے میکسچر مشین دستیاب ہوسکی۔ اِس کارواں میں ہمسفر پوگل کے الحاج مرحوم غلام محمد گنائی، مرحوم محمد حسین بوہرو وریٹائرڈ عبدالرشید کٹوچ، ماسٹر محمد یوسف کٹوچ عبدالرشید خان کے علاوہ محمد ایوب انجینئر کو بھی بھلایا نہیں جاسکتا ہے۔ یہ یہاں پر ضمناً مختصر لکھا جاتا ہے۔ بدیں وجہ اِس کارِ خیر کا تحریری وتعمیری آغاز بھی پوگل کشفیہ کے مدھم ہونے پر ہجرت کے تحریکی جذبات کا ثمرہ تھا۔ مسجد اِمام آباد کا برآمدہ ودوسری منزل مرحلہ وار تعمیرات میں لائی گئی۔ کلکتہ کے اعلیٰ تعمیری کاریگروں نے اِس اعلیٰ خانہ خُدا (مسجد) کو خوش اسلوبی سے تعمیر کر کے ہی دم لیا۔ دوسرا مرحلہ تعمیر ادارہ سلفیہ کا آغاز تھا۔ جو اِس طرح مختصر لِکھا جاتا ہے۔ شعر عرض ہے۔

سرکشی نے کردیئے دُھندلے نقوش زندگی
آؤ سجدے میں گریں لوحِ جبیں تازہ کریں

کشفیہ کی طرح یہاں کہیں رکاوٹیں آتی رہیں۔ کیونکہ تخم توحید خشک سرزمین

میں انگوری نکلنے کیلئے بنیادی جڑھیں پکڑ رہا تھا۔

شِرک ناخُداؤں کا شیوہ غارت گری ہے

مشغلہ نفس مقصد کارِیا تجارت ہواگری ہے

اِمام آباد کی بستی میں بسمین لوگوں کی تب تک کوئی ہستی نہیں جب تک نہ یہ خانہ کعبہ ''مسجد' وادار یہ سلفیہ کو آباد رکھیں گے۔

اب سلفیہ ادارہ کی نسبت مختصر تحریکی جائزہ قلمبند کرنے کو مناسب سمجھتا ہوں۔ جنرل سیکرٹری محمد حسین رونیال پوگلی (گاندھری) رام بن اِس دارِ فانی سے وفات پا گئے ہیں۔ اللہ جنت الفردوس عنائت فرمائے۔ جمعیت کا کام بھی بجائے عملی کے سابقہ چار سالوں سے فرضی عبوری ہی نظر آ رہا ہے۔ دینی لحاظ سے ریاست کی درمیانی جگہ ضلع رام بن میں نہ جانے کس کم بخت کی نظر بد لگ جاتی ہے۔ اِس میں عملی تعمیر و ترقی کی نسبت چناؤ آڑے ہاتھوں آتے ہیں۔ سربراہ اعلیٰ جمعیت عبدالطیف الکندی کو اِس حوالے سے خاص تجربات ہیں۔ بہرحال اِن کی دینی سرپرستی نہ صرف ضلع رام بن ہی نہ بلکہ پوری ریاست میں قابلِ تعریف اور سلفیہ ادارہ ضلع رام بن پر خاص نگاہ ہے۔ اِن کی اِس نگاہ کو اللہ بدستور قائم وتقویئت سے ہمکنار فرمائے۔ مدرسہ بنات گُنڈہ کو مرحلہ وار اگلی کلاس کیلئے منظوری اور پاس پڑوس پارٹائم درگاہوں کی افیلیشن کا اولین فراغت میں خیال رکھا جائے پوگلی بولی وادب بھی پُر اُمید ہے۔

تعمیراتی ودرسی مراحل

سلفیہ ادارہ اِمام آباد درام بن

یہ ادارہ ماشا اللہ تین مراحل میں تین منازل میں مکمل ہوا۔ پہلا بنیادی مرحلہ ہمسایہ جامع مسجد اِمام آباد کے مخیرّ حضرات کے مالی دستِ اِشتراک سے شروع ہوا جبکہ اراضی عمارت کا بندوبست جامع مسجد کے ساتھ ہی قبل از مقامی تعمیراتی صدر الحاج اِمام دین رونیال۔ نائب صدر الحاج عبدالعزیز مشتاقؔ پوگلی وعبدالرشید شیخ وممبران تعمیری کمیٹی ہوا تھا تعمیری کمیٹی کے اراکین نے پوگلی زبان میں بحث وتمحیث کے بعد طے کیا تھا۔ گویا سلفیہ ادارہ اِمام آباد درام بن کی تحریک کا آغاز مکمل طور پر یہاں سے ہی شروع ہوا۔ قبل اِس کے بچوں کو درس وتدریس ۲۰۱۳ء سے جامع مسجد کی دوسری منزل میں شروع کیا گیا تھا۔ جبکہ پلائی تختوں سے کمرہ جات کی پارٹیشن کی شکل میں برائے درس وتدریس دیگر قیام وآفیس وغیرہ کا بندوبست عمل میں لایا گیا تھا۔ اِس مقام پر تفصیلاً تحریر کردینا ناممکن ہے۔ جنرل سیکرٹری سلفیہ ادارہ کیلئے محتاج وضاحت احتساب ہے۔ سلفیہ مدرسہ پرنسپل عبدالقیوم سرازی قبل ازیں بحثیت اِمام مسجد کے علاوہ تعمیرات تعلیمات و دیگر معاملات میں بھی مشورہ جات میں اشتراک کے حامل رہے ہیں۔ البتہ

کاروائی ریکارڈ کی نسبت عام توحید پسند مقتدیوں کی معلومات کا اب تک فقدان ہے۔ شاید جلال صاحب کے اپنے وطن جانے اور ضلع ذمہ دار ترک کرنے یا مرحوم محمد حسین رونیال کے وفت ہونے پر ابھی تک دستیاب نہ ہوسکا ہو۔ بہر حال مصنف اپیل کروں گا کہ اولین فراغت میں تمام ریکارڈ کو ذمہ دار، تجربہ کار جنرل سکرٹری کے تحت ضابطہ کیا جانا چاہئے تھا۔ ورنہ کاروائی جامع مسجد و درس گاہ ریکارڈ کی جواب دہی روزِ جزا میں مکمل دستیابی ہوگی۔ اِنشاءاللہ۔

ماشاءاللہ مصنف نے کشفیہ تا سلفیہ تعمیرات میں مساجد و دینی درگاہوں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆

بِسمہ اِللہ الرحمٰنِ الرَحیم

اِمام آباد سلفیہ ادارہ عمارت کا آغاز

بذریعہ

جناب صدر جمعیت غلام محمد بٹ المدنی ۔۲۔ شیخ الحدیث محمد رمضان المدنی ۔۳۔ ناظم تعمیر شکیل احمد زرو ۔۴۔ انجینئر نثار احمد ۔۵۔ شیخ عبدالعزز المدنی ۔۶۔ شیخ رحمت اللہ بالی المدنی ۔۷۔ الحاج عزیز مشتاق پوگلی ۔۸۔ ایڈوکیٹ بہار احمد ۔۹۔ حاجی بشیر احمد ۔10۔ ماسٹر حفیظ الرحمان ۔۱۱۔ پرنسپل عبدالقیوم سراجی ۔۱۲۔ محمد حنیف بٹ ۔۱۳۔ شیخ محمد رمضان زائد المدنی ۔۱۴۔ عبدالرشید خان ۔۱۵۔ الحاج محمد حسین رونیال ۔۱۶۔ ماسٹر ہارون کٹوچ ۔۱۷۔ انجینئر محمد رفیق اُساتذہ ادارہ سلفیہ موجود تھے۔ ماشاءاللہ مسجد

زبانوں یا بولیوں کا وجود میں آنا

پوگلی بولی کے تناظر میں

مخلوقات کے وجود میں آنے کے ساتھ اِنسان اور باقی جانداروں کو بولیوں سے نوازا گیا۔ کشکی اور آبی جانداروں کو ہاتھی وگینڈے یا آبی ویل مچھلی سے لیکر حقیر سے حقیر جاندار بشمولہ چرند پرند کو بولی کی نعمت سے خوشحال کیا گیا۔

اِنسان کو مختلف بولیوں سے سرفراز کیا جو دُنیاوی نظام چلانے کیلیئے زبانوں کا روپ اختیار کرتی گئیں۔ برصغیر ہندوپاک میں لاتعداد چھوٹی بڑی زبانیں بولی جاتی ہیں اور اِن کے خطعے بھی مقرر ہیں۔ زبانیں یا بولیاں قدیم ترین بھی ہیں اور جدید ترین بھی ہیں۔ ایسا ہونے کے باوٗجود بھی اِن زبانوں اور بولیوں نے ایک ساتھ رہ کر بہت سی خصوصیات پائی ہیں۔ اِسی لئے برصغیر ہند پاک کو زبانوں کا عجائب خانہ کہا جاتا ہے۔ بر صغیر کی سنجیدہ معتبر زبان قدیم دور کے شعرأ سے لیکر مرزا غالبؔ تک اُردو کیلیئے لفظ ''پختہ'' کا استعمال ہوا۔ آج پورے برصغیر ہندوپاک اور بنگلہ دیش میں اُردو زبان بولی و سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ برصغیر میں بولنے والی زبانیں خاندانی بھی کہلاتی ہیں۔ اُردو کا تعلق برج بھاشا سندھی اور کھڑی بولی سے بھی رہا ہے۔ مقامی بولیوں میں عربی، فارسی، ترکی، پشتو وغیرہ کے الفاظ شامل ہو گئے، یہی الفاظ ایک نئی زبان کی پیدائش کا سبب بنے۔ جو آگے

چل کر اُردو کہلائی اور اپنے کمالات کی وجہ سے سارے مُلک میں پھیل گئی اور یہ ۱۸۳۵ء میں ہندوستان کی سرکاری زبان بن گئی۔

ہمارے مُلک ہندوستان میں جموں وکشمیر کے صوبہ جموں میں پوگلی بولی قدیم دور سے بولی جاتی ہے۔ چونکہ یہ بولی زبانوں کے اِنقلابی س اوقات میں زیادہ ہجرت سفر میں رہی ہے۔ اور ایسا لگتا ہے کہ ہجرت پڑاوٗں میں پوگلی نے دیگر زبانوں سے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ غیر زبان دانوں نے پوگلی بولی کا تحقیقی حق ادا کرنے کی بہت کوشش کی ہے۔ یہ اُس دور کی کوشش تھی جب آج کا ضلع رام بن تحصیل تھی۔ اس سے قبل رام بن بھی ضلع اودھمپور کے ساتھ تھا۔ بقول انجہانی ڈی ڈی ٹھاکور دو مڈل سکول۔ ا۔ بانہال۔ ۲۔ پوگل اور بعد میں رام بن کے علاوہ چھ پرائمری سکول اور چند پاٹشالائیں مدرسے تھے۔ آج سے دو دہائی تحقیق کاروں نے پوگلی بولی پر تلاش شروع کی ہے۔ وہ بھی اندھیری گپھا میں کنکر پھینکنے کے مترادف ہے۔ جو پوگل کو ''پہیو درخت یا پوہ پوش'' وجہ تسمیہ لکھیں اور کسی غیر پوگلی کے بقول کتنی حماقت ہے۔ اِن کے علاوہ چند نالج کے نابینا اور بھی ہوسکتے ہیں۔ جو بے چارے تحقیق سے کورے انجانے اور بے خبر ہیں۔ جو کھاشا قبیلہ کے بہادروں اور وطنِ عزیز کی رکھشا کرنے والوں کی شیریں پوگلی بولی ''بقول بزرگانِ پوگل'' ''کوکھا'' میں بدلنا چاہتے ہیں کسی مرحوم گُجری بھاشا کے سنجیدہ قلم کار نے کہا ہے (جس نے گھی نئ ڈیٹھیو اُس کے واسطے تیل بھی مِٹھو) یہاں غور کرنے کا مقام ہے مسز پول ۱۶۱۶ء میں اور ڈاکٹر جان نے ۱۷۸۷ء

میں اُردو کے لئے ہندوستانی لفظ استعمال کیا ہے۔ موجودہ دور میں ہمارے ہموطنی تعلیم یافتہ سکالر، ادیب شعرأ لکھنے میں مصروف ہیں۔ بلکہ طے دِل سے مالی، جانی، ذہنی، اخلاقی، انفرادی واجتماعی قربانیاں دے رہے ہیں۔ پوگلی بولی زمانہ قدیم میں راجاؤں کے دور حکومت میں کشتواڑ کے راجہ ڈینگ بھٹل کا علاقہ ڈینگ پال پوگل، پرستان، نیل، کھڑی، سومبڑ ہڑوگ، سیراز کی اکثر آبادی ڈوڈہ کاستی گرڑھ کی آپسی قرابتیں رہی ہیں۔ تعمیرات کارِ سرکار، کلچر ثقافت، رسم ورواج میں مساوات یکسانیت کے تاثرات آج بھی موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کشتواڑی، سیرازی اور پوگلی کے علاوہ بھاٹلی مقامی بولیوں کے ساتھ زُندھاری کے معرفت پہچان بڑھ رہی ہے۔ محققین، شعرأ ادیب مصنفین مذکورہ بولیوں کی ترقی وخوشحالی کے لئے قلم وفیس ٹک کے کام میں مصروف کار ہیں۔ ضلع رام بن کے قلم کار حضرات خصوصاً دونوں کمیونٹیز (ہندو مسلم) نوجوانوں سے نویدن کی جاتی ہے کہ وہ ایک پلیٹ فارم پر آکر نام نہاد خیالات وارادات کو ترک کر کے دُور دراز پہاڑی، پسماندہ بولی کو علاقائی زبانوں میں درجہ حاصل کرنے کی کوشش میں سرگرم رہیں تاکہ ہم اپنی ماتر بھاشا کے حقوق حاصل کرنے اور آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے تحریک زبان ادب کچھ خاطر خواہ کامیابی روشن ایام دیکھ سکیں۔ کیونکہ تحریک ماتر بھاشا وادب گروہ بندی سے پاک ہے۔ بہر کیف بھاشاؤں کے کام ونام محنت کش مصنفین کی ان تھک کاوشوں سے ہوتا ہے۔ اِنشاءاللہ پوگلی بولی کی تخلیقات یکے بعد دیگرے دانشمند سماج کی غیرت کا جذبہ

اُبھارنے واستوار کرنے کی کاوشیں رواں دواں جاری ہیں۔ انتہائی مسرت ہے کہ سیرازی تحقیق کاروں جناب بشیر احمد بشیؔر بھدرواہی، فرید احمد فریدؔی اور پروفیسر محمد اسد اللہ فانی نے حقیقت پر مبنی زُندھار سے کائیتوڑہ تک پوگلی بولی کے تاثرات کی ترجمانی تاریخ وتنقید صوبہ جمس منز کا شرزبان مصنف اسیرؔ کشتواڑی کی ہے۔ اِدھر شبیر احمد شبیؔر نے بانہال، نوگام، ٹھٹھار سے بھی پوگلی بولی کی تحقیق میں انفارمیشن کی طرف سے سال رواں میں مشاعرہ منعقد کرواتے ہوئے بمقام رام بن گردونواح کی بولیوں میں پوگلی بولی کو علاقائی زبانوں میں درجہ دلانے کی خواہش پر مختصر جامع بل دیا ہے۔ یہ کام آج سے قبل ایک دہائی مکمل ہوا ہوتا۔ پوگلی بزم کو بیالیس شعرأ کی کارکردگی اندھیرے سردخانے میں محض ''کھا'' والوں کو پوشیدہ حمائت دینا ثابت ہے۔ (روئیدادِ کوہستان) مصنف راہؔی

بزمِ ادب کے سیکرٹری غلام رسول شاہیؔن کا تفصیلی خط لیکچرار منظور کٹوچ کے نام پوگلی بھاشا کو ۲۰۰۳ء سے ۲۰۲۰ء سترہ سال غیر آئینی طور پر تخریب کاری کا شکار پوگلی زبان وادب کیا صاف ظاہر نہیں ہے؟ ایک خاص ذمہ داری سماج وقوم کی وہ بھی غیر آئینی طور پر تادم ذاتی مقاصد کی وجہ سے رکھنا پوگلی بزم ادب کو دودہائی لٹکائے رکھنا ناانصافی ہے۔

نافہم ولہامہ

جب سے کاشتکاری اور مل مویشی پالنے کا رواج وجود میں آیا۔ گاؤں میں رہائشی مکان ایک ہی ہال کی شکل میں تعمیر ہونے لگے۔ اس کے بیچ میں حسب ضرورت پر دہ دائیں طرف اپنا رسوئی و رہائش بائیں طرف مال مویشی تا کہ اِن کی دیکھ بھال اور خصوصاً سردیوں میں گرمی سردی کا توازن موزوں کے لئے۔ کھاشا قبیلہ کو زمانہ قدیم سے ہی اپنے وطن کے تحفظ اور اس کے بعد محنت ومشقت زمنداری کا خیال رہا ہے۔ اِسی لئے زندگی گذارتے ایام میں پیشہ ور انکے ساتھ ساتھ خوشحالی میں شان بن کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ شادی بیاہ کے موقعوں پر یہ دعوت دیا کرتے تھے۔ ترگام پوگل کے مرحوم رمضان حجام نے جو پوگلی بولی کے شائستہ اشخاص کی صفِ اول میں تھے ذاتی کسی کارِ خیر میں اپنے زمینداروں کو کھانے پر دعوت دی۔ وہ خود ہی حسبِ دستور ہر زمیندار کا دروازہ کھول کر دائیں جانب دُعا سلام کر کے دعوت دیتا رہا۔

آگے بڑھتے ہوئے ترگام سے نکل کر ولوگ کی طرف رُخ کیا۔ اُس کے ایک خاص زمندار کی رسوئی میں جو دائیں طرف تھی دعوت دیکر پوری آبادی کو اطلاع دعوت مکمل کر دی۔ کارِ خیر کا فنکشن انجام ہونے کے کچھ عرصہ بعد زمندار کی بہو نے مُخیر کو بعد دعا سلام والہامہ دیا اور کہا بزرگ آپ نے تمام بستی کو کارِ خیر کی دعوت دی، ہمیں چھوڑ دیا، بزرگ حجام نے در جواب کہا۔ نالا بابا ''دائیں طرف

دعوت دی تھی ۔ کیا تو وہاں شہرِ وساس کے ساتھ نہیں تھی ۔ زمندار کی بہو نے کہا میں بائیں طرف مال خانے میں الگ نکل گئی ہوں بابا ''مالا' قدیم پولی میں باپ کو کہتے ہیں اُسکے بعد ''بابا' آج کل نہ جانے باپ کو کیا کیا کہا جاتا ہے۔

مخاطب کو بزرگ نے سمجھاتے ہوئے کہا۔ بیٹی الگ نکلنے میں تم نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔ موسم بہار میں پہلے رہائشی مکان بنانا چاہیئے تھا اِسی طرح ایک کمرہ مال کیلیئے دوسرا اپنی رسوئی کیلیئے ہوتا جبکہ ہر کوئی دائیں طرف آکر دُعا سلام اور عزت واحترام زندگی کے برتاؤ سے پیش آتا۔ بیٹی دعوت دائیں طرف اِنسانوں کو ہوتی ہے۔ بائیں طرف چوپائے ہوتے ہیں۔ انہیں کون دعوت کرتا ہے۔ اگر انسانوں کے صف میں شامل ہونا ہوگا تو ہمت وغیرت سے کام لو مکان تعمیر اپنے اور مال مویشی کے لئے بناؤ۔ ورنہ لوگوں کو اپنے پیو کے والوں کو بلکہ سماج کو بھی بھول جاؤ گے۔ حتےٰ کہ اپنے قرابت داروں کو ولہامہ دینے کے قابل بھی نہ رہ سکو گے۔ شکر اللہ کا کرو کہ باپ نے مال خانے میں جگہ دے دی ہے۔ ورنہ ترپال کے شیڈ میں بستی دینے پر مجبور ہونا پڑتا۔ عقل ودانش سے کام لو۔ چوپائیوں سے نکل کر اِنسانوں میں شامل ہو جاؤ۔

(زندگی میں بزبان مرحوم خود مصنف کا نوٹ ہے)

ذوالفقارؔ عبدالرشید رونیال

ذو الفقارؔ بنیادی پوگل مالیگام حالہ گاؤں سے تعلق رکھنے والے اب ہجرت یافتہ
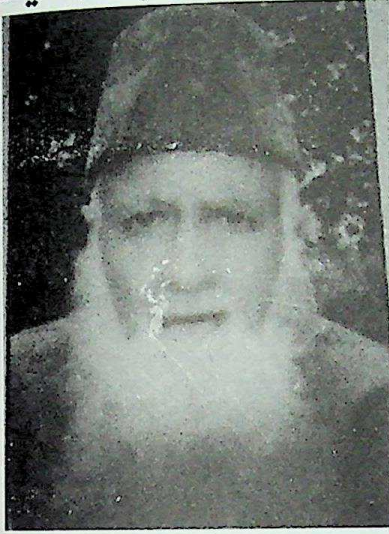
گاندھری باطلی کے باشندہ ہیں ۔ نہائت شریف طبعیت، حساس، سنجیدہ، کم گو، محنت کش و بردبار ہیں۔ اِن کے والد محترم محترم بھی جفاکش زمیندار تھے۔

ذوالفقار کا کِتابچہ یاداشت ذوالفقار نام سے چھپ کر منظر عام پر آیا۔ قبل اِس کے مصنف پوگلی بولی کی خدمت انجام دیتے سوچ میں تھے کہ کیا اِس تحریری سفر میں پوگل کی دھرتی سے ہمسفر ہوسکتا ہے۔ جوں ہی کِتابچہ نظر سے گذرا تو حوصلہ بلند ہوتے ہوئے ہر مطبوعہ کار میں اِسی کی چوگالی کرتا رہا۔

کافی عرصہ گذرنے کے بعد مرحوم عبدالجبار منظورؔ کا کلام ''تُوئی چھُس مہربان'' کِتابچہ بھی لیتھو پریس پر چھپ گیا۔ منظور پوگلی نہ صرف پوگلی شاعر تھے بلکہ یہ دیندار بھی تھے۔ آس پاس کے تعصب میں ملوث بغض وحسد کے ماحول نے اُنہیں نہ پہچانا۔ بدفطرت کے چندلوگ توارث سے ہی اِس پوگل کی پاک دھرتی میں نہ سُدھر سکے۔ بلکہ آج بھی بگاڑ وفساد کے حامل ہیں۔ اِسی طرح سے ذوالفقارؔ پوگلی کو بھی اُس دور کے ظالم، شاتر، مفاد پرست چندلوگوں نے بُری طرح سے حلقہ تنگ کرنے کا حربہ اختیار کیا۔ آخر اُنہیں ہجرت کرنے پر

مجبور ہونا پڑا۔ ایسا ہی شعرأ کو واسطہ قدیم میں بھی پیش آیا تھا جیسے دہلی سے لکھنو اور دہلی سے لاہور وغیرہ۔ مصنف نے غالباً ہر مطبوعہ کلام میں مرحوم منظورؔ پوگلی وذوالفقارؔ پوگلی کی تحریری کارکردگی کا ذِکر کیا ہے۔ اِن کے بعد جواں شعرأ جن کی مطبوعات پوگلی کلام میں منظر عام پر آتی رہی ہیں۔ حرکت قلم کی رونق بنتی رہی ہیں۔ گویا مصنف کا بنیادی قدم نسبت زبان وادب کارِ ثواب باعثِ دارین ہوگا۔ ذوالفقارؔ پوگلی نے ''منظوماتِ سنسیری'' پوگلی کلام میں لِکھی کتاب میں یا الٰہی، شروأ، غفلت، بہار آوَ، آوُں تے یئوا، قحط سالی، ریا کاری، آدم، فرض، حمد، آزُک لیڈر، محشرُس دُوس، دُنیا دارُ العمل نہایت قابل تعریف مضامین منظوم کیئے ہیں۔ جو مطالعہ خیز ہیں۔ جدید پوگلی شعرأ کو اِن سے اِستفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جیسے رُعبایات صفحہ ۱۳۰ میں لِکھتے ہیں۔

یو لِکھ تمت آلیس قِسمتن منزّ سُو مِلچھُ ضرور
آذیتن دُکھن سنیاں سُکھن سُن سرور

پرنٹ اوٹ کے بعد تاثرات لِکھنے والے حضرات کو پوگلی کلام اور محنت شاقہ کا پورا خیال واحساس پسماندہ پوگلی بولی کا لازمی ہے۔ بدقسمتی یہ تھِ کہ پروف ریڈنگ سنو پوگلی منزّ فقدان چھُ، پروف ریڈنگ پوگلی قلم کارسُنو پوگلی کلام ماہر آسنو لازمی آسھی۔

دُمیدوار چھس تہذیبسو تھدی تینی شان
ہوش رچھے قائم توُ اے پڑھایئے والا اِنسان

عزیز مشتاقؔ

مصنف پرنسپل شکیل الرحمان رونیال بن عبدالرشید رونیال کا مشکور ہوں کہ کلام ذوالفقارؔ چار عدد کتاب (۱) جہاد دہشت گردی (۲) دشوار راہ گذر (۳) جمہوریت بذبان

اُردو (۴) منظومات سن بندگی بزبان پوگلی اجراُ ہونے کے بعد عنائت کیں۔ بدیں وجہ مختصر طور پر ہی تاثرات قلم بند کر سکا ہوں۔ میں جانتا ہو کہ ذوالفقارؔ مصنف کی طرح جسمانی طور پر ضعیف ہو رہے ہیں۔ ادبی پسماندگاں پوگلی کیلئے قیمتی کلام منظر عام پر لانے کیلئے بھی اِنکی جسمانی کمزوری کا باعث ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اِن کے فرزند شکیل احمد رونیال پرنسپل نے کافی جدوجہد کر کے اپنے والد محترم کی دِلی اُمنگ کو پورا کر کے فرمانبرداری کا فریضہ انجام دیا ہے۔ ان کو اس کا اجر نصیب ہو۔ پرنسپل مذکور نے یہ کلام منظرِ عام پر لانے کیلئے قابل تعریف ادبی کام انجام دیا ہے بلکہ تحریک کا ایک حصہ ہے۔

اِنسان کے خصوصی تین درجات بچپن، جوانی اور بُڑھاپا ہیں۔ فوٹوگرافی ۱۹۷۸ء کتاب میں لکھی گئی صفحہ نمبر ۹۷۔۹۶ ''دشوار گذار''

بشیر احمد رونیال اب کمشنر سیکرٹری ریٹائرڈ ہیں اور محمد رفیق کٹوچ ماسٹر ریٹائرڈ کے ددمیان مصنف کی طرح ہی تادم تحریری محنت کش، اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۱۲ اور ۱۱۳ کے درمیان میں اپنے فرزند صالح شکیل الرحمان کے ساتھ اِنسانی اِن تینوں درجات میں قدرتی تفریق نظریات کی حامل ہیں۔ جوانی کے دور میں لاٹھی ٹیکنے اور جسمانی ضعیفی کا تصور بھی نہیں آتا بہرحال دُنیاوی دور بھی عارضی ہے اور زندگی بھی وفادار نہیں اللہ محنت شاقہ قبول فرمائے۔

رُؤ حامینا دَم دَم نِسنیا س یکدم
نہو چھس تُو یکلُوئی ملایک تہِ چھٔ ہمدم

عزیز مشتاقؔ

ستاوَن کو ستا سٹھ میں بدلنا پاپ ہے

''پچھڑے پن پر کام کرنے والے قلم کاروں حاسد و مفاد پرست چند افراد جدید تحصیل پوگل پرستان نے طرح طرح کے نئے نئے الزامات لگائے ہوئے اپنے تخریبی عادات کو ہمیشہ پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ غربت کے خاتمے اور مظلوم کو حقیقت سے آگاہی پر سچائی اور دیانت داری پر بجائے تعمیری تنقید کے بُری طرح سے ماحول کو آلودہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جب کبھی ستاوَن نے (۵۷) کو ٹیمپرنگ کر کے ستاسٹھ (٦٧) کا فراڈ بنا کر ذوالفقار عبدالرشید رونیال کو ویجی لینس تک لے جایا گیا (دشوار راہ گذر کتاب میری منزل) مصنف نے حالات کا تفصیلاً ذکر کیا ہے ۱۸۳ تا ۱۸۸، دوسری جانب عزیز مشتاق پوگلی کو ۲۰۰۲ء نومبر (۱) دُخترانِ مِلّت کا فراڈ کمانڈر کا الزام لگایا گیا۔ تاکہ حج بیت اللہ والدین کے ایصالِ ثواب سے محروم کیا جائے۔ اس سے قبل (۲) ریٹائرمنٹ کے عین ٹائم آنے پر ہی جی پی پوگل کا گفلہ نمودار ہوا جن کے دست مبارکوں نے یہ انجام دیا اُنہیں خالق اللہ تحفظ دے اگر نجات کا توبہ چاہتے ہوں تو قبولیت کا شرف ملے، اِسی پسماندہ ناخیز بستی والوں کی ماتر بھاشا پوگلی کی خدمات عرصہ آدھی صدی سے بھی زیادہ انجام دیتے ہوئے تنظیمی طور تحت ضابطہ دشوار تانہ بانہ جوڑ کر

شوقین زبان وادب کو راہ راست پر لانے کی کوشش اِنشااللہ کامیابی کے دہانہ پر لائی تھی کہ ۲۰۰۳ء میں انتشار پسند چند لوگوں نے وہی ذوالفقارؔ عبدالرشید رونیال ہیڈ ماسٹر گاندھری کے خلاف بنایا تھا۔ بیالیس تک شعراً کی تعداد حقیقت میں چند افراد نے دودہائی عزیز مشتاقؔ پر بھی ڈال دیا۔

پوگلی زبان وادَب کو مزید چھچھڑے پن کا شکار بنا ہی دیا۔ فیس بُک پر طوطلی زبان پر بولنے والوں کو سینئر بولی اختیار کرنا ہوگی۔ کیونکہ ابان وادَب بے خوف قلم کا کام ہے۔ یہ لڑائی میدان میں ہوتی تو جیتنے کے لئے زورآزمائی ہوتی۔ یہ لڑائی قلم سے کاغذ پر جیتی جاسکتی ہے، ہوا میں نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(پوگلی)

چندس اَیسہیم جفا سنو پترتہٕ شاوَل مہیس

دِل وفاَ چھُم سِینس پڑدس منزٕ کُت شاوَل مہیس

اُردو

کیا ہوا اِس آج کے ملبوس کو اُلٹا بھی نہیں سیدھا بھی نہیں

حیف ہے آج روزمرہ کلام کو یہ رنجیدہ بھی نہیں سنجیدہ بھی نہیں

سرگلی کا میدان

ریاست جموں وکشمیر صوبہ کے ضلع رام بن علاقہ وادیٔ نیل اور پرستان کے درمیان وادی پوگل کے ٹاپ پر سرگلی کا میدان واقع ہے۔ یہ جس طرح کشمیر جنت بے نظیر ہے بھارت دیش کا تاج ہے۔ اِسی طرح اگر سرگلی کو پرستان اور وادی نیل کا تاج کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا یا سرگلی کو دُلہن سے تعبیر کیا جائے تو پرستان کا ٹاپ ''سنسیری'' اور نیل کا ٹاپ ''وائو مرگ'' مذکورہ دُلہن کے جُھمکے آس پاس کے قیمتی خوبصورت زیورات سے سجی ہوئی سرگلی دُلہن کی جگری سہیلی 'مالن سر' جو شیرنی مرگ اور حسن راز کے درمیان دامن کوہ کارات کی چاندنی میں عکس لہروں سے تھرتھراتا ہوا اور عجیب سبزازار کھیل کا میدان بلکہ شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کا محبوب ترین خطۂ ارض ہے۔ جبکہ مرحوم نے چیف منسٹر جموں وکشمیر کی حیثیت میں ہوائی سفر طے کرتے ہوئے بہمراہ مادرِ مہربان، ڈی ڈی ٹھاکور اور فاروق عبداللہ ہزاروں عوام مرد وزن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اِس قدرتی میدان کی تعمیر توسیع کی ضرورت کو پورا کیا جانا چاہئے۔ ایسے خوبصورت مقامات یہاں کے باشندگان کیلئے قدرتی تحفہ اور مُلک کی جائیداد ہیں۔ سرکار کو ترجیحی مراحل میں تعمیر وتحفظ کو یقینی بنانا چاہئے۔ افسوس شیر کشمیر کو موت نے یاوری نہیں کی ورنہ

سرگلی کی وسیع خوبصورتی شیر کشمیر پارک کے نام سے جانی جاتی۔ بہر کیف موجودہ سرکار لیفٹینٹ گورنر جموں و کشمیر کی توجہ بحوالہ ٹورازم ایسے مقامات کی نشاندہی حق بجانب ہوگی جبکہ سابقہ ریاستی سرکار سے بھی جنتا نے بذریعہ قلمکاروں کے بالائی خوبصورت سرسبز میدانوں، جنگلوں، ندی نالوں صاف وشفاف میٹھے پانی کے چشموں کے حوالے سے ضلع رام بن کو ٹورازم کے نقشے میں لانے کی ضرورت ہے۔ ایسے علاقہ جات لنک روڈس سے جوڑنے کے اُپائے پر ترجیحی بنیادوں پر عملی کام شروع کروانے کی خاص ضرورت ہے۔ ''لہہ ونِ' بٹرو سے جو روڈ دھنمستہ کے لئے نکالا جا رہا ہے اُس کو دھنمستہ سے تُلہال اور وہاں سے براہ راہوُن سرگلی کا حق ادا کرنے پر توجہ دی جانی چاہئے۔ سرگلی کے میدان کو مشرقی جانب سے ہموار کر کے ''وائیگ ہندن'' تک بڑھایا جا سکتا ہے۔ اِس کی اونچائیوں پر فٹ پاتھ، شیڈ، جھولے وغیرہ لگائے جاسکتے ہیں۔ نہ صرف برسات میں بلکہ سیاح لوگ برف باری کے دوران سردیوں میں بھی سیر وسیاحت کا لُطف اُٹھانے میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ سرگلی کے بیک سائیڈ ڈُگون سرنگہ، لدھنیال، ٹاٹکہ کے خوبصورت ڈھلوان بستیاں ہیں۔ یہ نوے فیصدی پوگلی بھاشا بولتے ہیں یہ ریونیو میں داخل پوگل اور پنچائت کا ایک حصہ گاؤں کے آباد تھے، اب یہ الگ پنچائت ہے۔ ایسی ہی آبادیاں جو جنگلات سے جڑی ہوئی ہیں جیسے پوگل کے سامنے فرنٹ میں زندھار سے لیکر ڈِگڈول کے شمالی گندھوت، بلہوت ٹاپ،

پنتھال ٹاپ ،نون کوٹ ، دامن میں دردھی ٹاپ ، پھاگمولہ نرتھیال ہنگی ٹاپ ، نکی دھار سے بنگارہ کا شمالی حصہ نوگام شرواُ دھار کا جنوبی حصہ گجراہٹرہ آخری حد پرستان ٹوکرہ چونتھان، گُگھلی کا دامن جنگلات غالباً پچاس فی صدی لوگوں کے قبضہ وکاشت میں ہے۔

موجودہ دور میں پی ایم جی ایس وائی کے ذریعے اِن بستی والوں کیلیئے پنگارہ تک روڈ بھی نکالی گئی ہے۔ موجودہ سرکار کے ذریعے مکانات تعمیر کرنے کی گرانٹ بھی منظور کی گئی ہے۔ اب بچا کھچا جنگل اور اِس میں شجر کاری دیکھ بھال اِن ہی لوگوں کی سختی سے ذمہ داری ہونی چاہیئے ۔ جنگلات کے ملازمین یا سیکورٹی کوتحفظات فارسٹ کے لئے حکمت عملی سے کام کرنے کی ضروت ہے۔ اِس کیلیئے توتلی زبان نہیں بلکہ قانوی بھاشا درکار ہے۔۔ جیسے پوگلی بولی کی معاوَن سیرازی بولی ہے۔ پوگلی میں اخروٹ کواچھُڑ ، سیرازی توتلی بولی میں اتھولو، کہتے ہیں۔۔ اَچھڑ سے ہی اتھولو بنا ہے۔ کسی بھی زبان کی لاڈلی آواز زندگی میں دو بار آتی ہے۔ ایک شیر خواری کے زمانے میں اور دوسری مرتبہ بڑھاپے میں جب اسی فیصدی دانت جھڑ جاتے ہیں۔ اِس حالت میں توتلی زبان سے لفظ نکل جاتا ہے۔ بچپن اور بڑھاپے میں دانتوں کا کیپ ہوتا ہے۔ چونکہ زبان ہی بات کرنے کی آلہ کار ہوتی ہے۔ بات کوحلق سے آگے کنٹرول مین رہتا لفظ تو تلا نکلتا ہے۔ یون بھی بچے اور بوڑھے کی خواہشات ملتے جلتے ہیں ۔ بُڑھاپے کا نفس بچپن کی یاد

ہے۔ جنگلات کی سلمیت ہی جاندار خصوصاً انسان کی زندگی ہے۔ درخت نہ ہوں تو آکسیجن کہاں سے نصیب ہوگی جبکہ یہ زندگی کی ایک اہم چیز ہے۔ جنگلات سے ہی بارش کا برسنا ممکن ہے۔ بارش سے ہی یہ دُنیا قائم ہے۔ بارش سے ہی گلوبل تیسرا حصہ خشکی آباد ہے۔

دوسرے مضمون میں ہم نے شجر کاری، آبیاری، نظر گذاری، تیمارداری پر تفصیلی تجاویز پیش کیں ہیں۔ مصنف کو پیڑ پودوں کے ساتھ زندگی کا تعلق ہے۔ بید، سفیدے، پھلدار سیب، اخروٹ وغیرہ کے ہزاروں شجر نصیب کئے ہیں جو اب بلوغت میں ہیں۔ پوگل سطح سمندر سے موزوں اونچائی پر واقع ہے۔ یہاں ہر قسم کا درخت کامیاب ہوسکتا ہے۔ یہاں پر ڈیپارٹمنٹ ایگریکلچر، ہارٹیکلچر، فلوریکلچر، کے فسٹ ایڈ سینٹر ادویات اور کھاد وغیرہ کا بندوبست ہونا ہمہ موقع دستیاب عملی طور پر ہونا چاہیے۔

مٹی کی ٹیسٹنگ کا خاطر خواہ انتظام ہو۔ راہون تلاؤن، بڑترا گن، محرون، نوگام، دوہیرہ، گوہل زوڑ، کلمِن زیئون جیسے مقامات شجر کاری وقابل دید مناظرہ قدرت ، وتعمیرات کے منتظر ہیں۔ مصنف کی قلمی توجہ برائے سماجی راحت کا ایصال ثواب مرحومین کو ملے۔ آمین

آغاز کلچرل اِکاڈمی جموں وکشمیر 1985ء

حوصلہ بُلند رکھ سفر منزل دراز ہے
ہمت سے وفا کر منزل مسافت قریب ہے۔
مشتاقؔ مصنف پوگلی زبان وادب بابرکت آسرتھ
عالم برزخ یہ ادبی جفا محفوظ امانت آسرتھ
زخم پا پر کر مرمت سنگ راہ بھی دیکھنا
خیر خواہ تیرے ہم نوا بدخواہ بھی دیکھنا

☆☆☆☆

پوشیدہ رچھتُمت چھُ خاصا ِکس پُگل پرستان پہاڑن منزّ
شاوُلہا توسن سیلانی تھے پانہ جنگلن حتیٰ دیودارن منزّ
یوتے یکھ حصہ جنتِ بت نظیر چھُ فطرت سنا خزانن منزّ
جذبہٗ حُب تحفظ وطن عطا کیچھُ مولا اِتکہ جوانن منزّ
کُذے راہنو یو پتوہ تعمیر وترقی سنا سرکاری ایوانن منزّ
رہبر مقامی رہنا مشتاقؔ خود پرستی گفتگو سیاسی دوکانن منزّ

☆☆☆☆

ہنکھ خامی اَیس کشتی سے سہ کنارس واعتی نہ اکثر
ہنکھ سمندرس طلاطم آیس سہ ِکنارس واعتِ اکثر

چمن سنی مُشک رنگ برنگی چال پر زتمتی چھُم
مینی دُنیانہ صرف کنٹن سنی بلکہ پھُلن سنی بھری چھم

☆☆☆☆

۷ر جولائی ۱۹۸۵ء کلچرل اکاڈمی آرٹس کلچر اینڈ لینگویز سنو آغاز بنوتو تیلا مصنف دہمی جماعت بانہالہ بچن سینٹ آحتوس تیں دوَرسنا قلم کار، شعرأ، ادیب تہٕ نثر نگار خوشالہ گیوا۔ اخبارن رِسالن دوِیئے عام تحریری معموماتن منزٕ اضافہ بنوتے گو۔ دُور دراز سنی بولی ذتمتی پسماندہ بولی تسایئے ٹھایہ رہی گمتھ۔ اِنفارمیشن تہٕ کلچرل اکاڈمی جمعہ کشیر اپزی لیسا بولیہ سِن حوصلہ افزائی کرنی، کلچرل آفیس رام بن سطح پانت منظور کرنو وقتی اہم ضرورت تھِ، پوگلی پنچائیتن تعمیر اتُس سینٹی ماتر بھاشا سنو خیال رچھنو فرض بنو چھُ آئندہ ینے والیا نسلہ مالیہ زِوہ سینٹی منگنُ۔ دیونُ۔ پڑوُن لِکھُن ترا خوشالہ زندگی گُزارُن آہ تہٕ واہ کرنُ۔

شکریہ!

حصہ نظم   غزلیات

سین مالن سر سنوتہٕ کورونا

قلمی تحریر میرا جینا ہے۔ جفا ماتھے کا پسینہ ہے
سچائی میرے گلے کا پشمینہ ہے۔ یہ دستِ تحریر کا نگینہ ہے
آزاد شاعر شاعری:۔

اللہ وَن چھُ کُفر تراوٗ مینوٗئی منو
نافرن گیوتھ زندگی منز ہوش کروٗ تارگن گنُو
دِل قریب چھُ سین مالن سر سنو
اَتھی قریب بالو تچھنو رنگرول سنو
چھولہ نالن تھ سیٹروز تے جوڑی زن
تصویر پش چم منزٕ تلاوِس حس راز سِنی
تلاوَ تے اُنا ڈُھکی گچھ ملبہ سینٹ
مالی ہندرۓ تماشا بالتو تلاوَ سنو
ولڑ گوٹھ مان نِس تی بھری گستے تلاوَس
کراس احتی گستے اوورفلو تھک کرتے اُگمن
گوہالیہ زوڑسنی تے احتی کولن کرتے ڈُوگہ زَن
مانن خل بسنے والن زِندن نمن مرحومن جنت چمن

مزاحیہ شاعری

پوگل کا زُندھار ہے　　کشتواڑ کا نتواڑ ہے

سامٹھی کی اِک لاڑی ہے　　ذاڈان کا اِک لاڑا ہے

درجہ سیرازی بہال ہے　　پوگلی قدیم خوشحال ہے

سامنے منتظر مُتلہال ہے　　بٹرو کا ننھال ہے

کیری پر کھوڑہال ہے　　نورے کا ننھال ہے

کھاشا ایک قبیلہ ہے　　کھا کو کیوں ملال ہے؟

پرستان کو مس کال ہے　　پوگل ایک مثال ہے

سرے پر تُلہال ہے　　پیر میں برتھیال ہے

پارلی سائیڈ تاجہال ہے　　وارلی سائیڈ جرنال ہے

مُنڈ کھال وکا کھڑال ہے　　رونی گام اور مانڈی گام ہے

پوگل سائیڈ لدھنیال ہے　　بَرمجی بڈ نہال ہے

شاہ بستی بِمنہال ہے　　گُجر بستی چاہ ہمال ہے

ونده واوَمال بانہال ہے　　ساوا دار اکھڑہال ہے

روز فونی کال ہے　　سمیال یا بھوتیال ہے

پوگلی بولی پر دار ہے

باسن کا بامنہال ہے　　ڈوگے کا چھر نیال ہے

جنگل روڈ نرتھیال ہے　　برائیڈل روڈ اَڈہال ہے

لکڑی ہل فی الحال ہے　　مشینی ہل ونبال ہے

کھاشا قبیلہ زردار ہے　　پوگلی بھاشا پر دار ہے

دونوں کا بلند کردار ہے　　تعریف لائق گفتار ہے

پوگلی کا دستور ہے، منشور ہے　　نہ یہ مجبور ہے نہ اسے غرور ہے

پوگلی کرکٹ چوکہ چھکا بال ہے　　کھا بھُولا ہوا دَلال ہے

رب کا برتر جلال ہے　　ابلیس ابدی خوار ہے

کورونا وائرس

☆☆☆☆☆

کورونٙ مارا کیوہ اِنسان بے شُمار　　جدا گیوہ یکھ یکس یارانہ بے شُمار

کوویڈ-19 گو بہانہ مرگ وباَ　　زَن گواش شمع گیوٗہ پروانہ بے شُمار

مہِنس چھوُ آز کورونا وائرس دُشمن　　گُل مُلکن گیاہ ڈکی چھَ لاک ڈاوَن

کینژہ گیوٗہ رُخصت اکثر چھ زیرِ علاج　　مختصر ماسک پوش شناخت دِل قرار

☆☆☆☆☆

منع مشرب

وطن نام گن کری اُتھو نو جوانانؔ پُگلیو
میدان پر انو پُگل آذ چھُ پشیمان پُگلیو
بستی تھ آز تے سایئے نسل بستین منز
اہڑُ کوہور ِگمت آئیس سو قدیم روح جان پُگلیو
مشہوری ہر جائے نیک نامی پرانے پُگل سنی تھ
بحث وتکرار سینٔت کٔذی کو اَسایئے یو بدنام پُگلیو
حسد سینٔت تفاوت یہَ مرض لا علاج پُگلیو
بُغض وعداوت اُنائے دفا کروخوب پُگلیو
تلاش کرو ہنکھ یک سُو پرانو کر دار عظمت
بر باد مہَ کرتھن خواہ مخواہ وطن پیاروُ پُگلیو
اِبلیس کری شرارت یسائے مشابت منع
دُوین کچہ عدل رچھوُ بر قرار ایکسان پُگلیو
یو حق نیوی ہمسائیس سو محروم فردوس سائیس
جان واتی ہٹس پانت تیلہ پیوی یو پائیس پُگلیو
گتھن پُز اپز چھوُ مگر پُگل پنن وطن چھوُ
تعمیر یسائیے کرواره زوڑی کری بے وایا پُگلیو
لوکچہ بڑا مہٗ گسُ خوش روز تُس ریا بنو رس
سجرُس رچھتھن پننؔ دھیان بیان پُگلیو
ژاور گواہ چھو شامل صحت یاب وجوُدس
منع مشربُس مہَ دیو دام عام پُگلیو

فاضل کشمیری اور جگن ناتھ آزاد کے نام

27ستمبر2003ء بمقام اُکھڑ ہال پوگلی زبان وادب کے مشاعرے میں بر موقع تیار کردہ سامعین کے اسرار پر

پوگلی لہجہ ٹھکر

جے این آزاد چلے گو ۔ دے ماداغ رہی گو۔
اُردو چراغ چلے گو ۔ اُنہارے گُو کرم اُس۔
زِندہ موت لِکھ یقین ۔ رُواع کری کم نصیبن۔
ادبی جواب چلے گیوٗ ۔ کرہام سوال ادبین۔
رہی گسی اُسن طماع زیماۓ ۔ فاضل ادبی دیوزیمہٗ۔
محفل شباب چلے گو ۔ سوز وگذار رہی گو۔
سُکھی رہتا آتما تیون ۔ یوٗ وسرہ دُعا کرم اُس۔
مشتاق دوٗیئے کوٗ دیمن آس ۔ ادبی نصاب چلے گیوٗ

پوگلی زبان لہجہ نیل، چملواس، کھڑی

مستہ کولی نستم وُچھس نار۔ یاد ما کر تاس تینوٗئی پیار
صبری کر نیاس دِل بے قرار۔ پش مہین شکلہ یوہیم قرار
زاغ نیاس پنجہ پانت النباس۔ فراغت یوہیتھ پھُل ہیم گلزار
کرِمتھ پت پتہ قدمن شُمار۔ نالمتو کرِمتھ دیوسادیار
لیگ چھتھ سِکن لوٹسٕ کیپ۔ آحتو مکرّر اُتھوئی نیپ
ڈِکہ پٹی پیٹھمتی سُر من خُمار۔ شوبونیاں انچھن اِشک باپار

گہَ سے نِسی عقلہ اُحتہ اگوئی بکھن۔ یو وتہٕ گواش سفرس چھتھ شیشہ چھتھ انچھن بکھن پڑتھ سداہن ورہن باہمی تاں۔ مالو ونتی دُور چھو گر گھول بہی لمن تاں کابُجس گسہی منزلُس نظر دیوہی تاں۔ روز گار ملنو نہ ملنو فقط خُدایُس تاں زخم پایہ کرومت چھوت چھابھی دیکھنا۔ خیر خواہ تیرے ہمنواہیں کورونا جنگ بھی دیکھنا

21 / مارچ 2020ء بروز اتیوار وزیر اعظم نریندر مودی جی نے کورونا وائرس پر اگلے دِن 20 مارچ کو ہی تمام بھارت دیش میں کرفیو کا اعلان کر دیا۔ بعد ازاں 21 مارچ تک فی الحال اور اُس کے بعد مزید تین ہفتوں کیلئے احتیاطی طور پر ایک جگہ جُڑ نے بازار میں بھیڑ بھاڑ سے بچنے کیلئے عام گاڑیوں کی آمد رفت کاروبار کرنے کیلئے سوائے چند ضروری اشیأ کی دوکانیں، ہسپتال، خالص اپنے گھروں میں مقیم رہنے کا اعلان کیا۔ 24 مارچ شام کے آٹھ بجے خود جنتا سے اِس مہلک بیماری کی نسبت تفصیلاً سمجھاتے ہوئے مختلف راجیہ سرکاروں اور مرکزی سرکار کو وائرس سے باخبر کرتے ہوئے ایک سے ڈیڈھ میٹر کی دُوری پر رہنے اور ماسک پہنے رکھنے کے احکامات جاری کیئے۔ حکم ادولی کرنے والے کو دو سال کی سزا اور جرمانہ کیا جائیگا۔ یہ سب بچاؤ کیلئے کرنا لازمی ہے۔ صفائی ستھرائی ہر بار صابن یا ڈیٹول سے ہاتھ صاف کرنے آس پاس کی صفائی پابندی لازمی قرار دی گئی ہے۔ سماجی ہر فرد مایوسی کا شکار اور چاروں طرف پریشانی کے عالم میں مبتلا ہیں بھارت دیش کی عوام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وزیر اعظم نریندر مودی نے

احتیاطی تدابیر پر عمل کرنے کی سراہنا سے حوصلہ افزائی کی کیونکہ یہ مہلک بیماری انسان سے انسان تک پھیلنے والی ہے اور ابھی تک پوری دُنیا میں اس بیماری کی دوائی دستیاب نہیں ہے۔ صرف اور صرف پرہیز پر عمل کرنے پر ہی بچاؤ ہو سکتا ہے۔ گھر سے باہر جانے سے بھی بہت احتیاط ک برتنے کی ضرورت ہے۔ کھان پین ادویات اور بچوں کی تعیم سے گھبرانے کی خاص ضرورت نہیں ہے۔ اُمید ہے کہ وہ خالق کل بھی اپنے بندوں کی مدد کرے گا۔ انشاءاللہ

کیا ہی بہتر ہوتا کہ میڈیا کے ذریعے ہمسایہ مُلکوں کو بھی مذہبی پیشواؤں، سائنسی ہدایات کاروں نے حلال اور حرام کی پہچان خاص کر کھانے کے سلسلے میں زہریلے نجس جانوروں و کیڑے مکوڑوں کے شکار سے احتیاطی تدابیر اختیار کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆

(پوگلی)

جورت چھتھ ژڑ کُلیے تُو ظالِم اُحتَن تلوار۔ ظالم چھُ تیلے پٔہن معصوم مظلومن سوار ذرا ہنکھ نمن کری ادَ سرفراز بنی گہ۔ کر چھس کتھا دین سنیاں نمازی بنی گہ غفلت مہ کری خودی منزٕ محلفظ چھس تو پانیئے۔ مظلوم نیونٕی کثر وسُ کھل ظالمُس کری تو وار نہ خلوص چھُ عشقُس منزٕ نہ جوش عمل سنٔو۔ ارادہ چھُ سوچالے سنٔو دھیان کرم سوچھتا سنٔو تارگن گسھون یکجاہ دوٗس نئ مِثل زوٗسن بنی گسُن۔ کینژھک گسھون اتھاہ تیوں تے اڈی تنی گسُن جابر چھُ داوٗ تکتے پھیس یوٗ کیلہ ذاٗلس۔ صابر چھوٗ دُعا کرتے ہدائت دیس تُو پروردیگار

تیراک دیتے ڈُبکی (پوگلی)

جفا والہ دانشمند یلہ کرِنس پانت یے چھَ۔
بالُس چیر کری دریاوٗ چنابُس پھیری نی چھَ
پی پنچال تھدیس اتہٕ تھدوٗ کوہ ریاست سنو
یسی نِستو جوہر ٹنل وار پار وزیر اعظم جواہر لعل سنو
تیراک دے چھ ڈُبکی غوطہ انداز منز
کبوتر بھرتے اُڈار دیتے تیزی پر واز منزٕ
اَزضرورت پورہ کرتے اِنسان کائناتی سیارن تہٕ ستارن منزٕ
گُل دھرتی آز ملوس گیس گمِتھ کورونا وائرس منزٕ
سائنس تے ونتے احتیاطی تدابیر کرو پانۓ تھُب دئیں کری
آز دُوین اتہٕ پُرژتے طریقہ توبہٕ نجات سنو
یلہ قریبائے کمِتھِ سازش پریشانی زندگی سنی
حریف نہ یوی مقابل سومحتاج چھوٗ مدد سنوٗ
ژپی ژوریئے گمِتچھوٗ ویران خوشحالی زندگی سنی
شوبدار سطح زمین اِتی تلاش تے کرتے رَب سنوٗ
امالیس گدوٗدُس تھِ کورجگہ جنت بے نظیر سنی

آزادی تہ پڑھائیے

اَن پڑھتا، ناخواندگی اور جہالت عملی جمہوریت کیلئے رکاوٹ ہے۔ ہمارے ملک کے نمائندوں نے بشمولہ آنجہانی مہاتما گاندھی جی آزادی دلوائی، آزادی کے بعد ڈاکٹر بھیم راؤ امبید کر Dr.Bhimrao Ambedkar نے پورے ہندوستان کے دلتوں کے علاوہ پسماندہ طبقات کو جگایا اور ضابطہ قوانین انجام دیا۔ ساتھ ہی یہ نعرہ دلوایا اب آزادی حاصل کر کے (تعلیم پڑھو اور مُلک کی شان بناوٗ) واقعی تعلیم حاصل کرنے سے ہی ترقی وخوشحالی نصیب ہوتی ہے۔ پوری سماج کو گہری سوچ وسمجھ سے جان لینا چاہئے کہ دونوں بچوں اور بچیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کروانا انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ غربت اور پسماندگی سے نکلنے کا یہ ہی واحد حل ہے۔ تعلیمی تحریک کو مضبوط تھامے رکھنے کی از حد ضرورت ہے۔ مُلک کی ترقی، امن، شانتی کیلئے تعلیم اتحاد واتفاق، اور بھائی چارے کی خاص ضرورت ہے۔ دورِ حاضر میں سماجی برائیاں جیسے دھوکے بازی، دورُخی پالیسی، جابرانہ انداز وعمل، کمزوروں بے کسوں پر غاصبانہ تسلط اور طاقت کے زور پر ذاتی حمایت کیلئے دیگراں کو مجبور کرنا، نام نہاد نمائندگان کو بہت خوب لگتا ہے بلکہ اُن کیلئے جوئے شیر ہے۔ بکری کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ جیسے لبنان میں سرکاری زبان عربی ہے، عیسائی آبادی نصف سے کم ہے جبکہ شراب نوشی پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

☆ 2004ء میں مسلمانوں کی تعداد بھارت میں چوبیس کروڑ چوسٹھ لاکھ تھی 2020ء میں غالباً تیس کروڑ ہوسکتی ہے۔ ☆ ڈاکٹر جارج گریرسن اول سنو محقق لنگوسٹک سروے آف انڈیا کا شری زبان تہ یسایئے قریبی بلکہ قدیم بولی پوگلی دردی زبان تھِ۔ افغانی یعنی ہندوکش بالُس زوجیلا بالُس درمیان لداخ تہٕ گلگت بولنے والیہ زبان دردٔ ی ون چھَ

عبدالرشید گنائی، باہوفورٹ جموں

ہماری مادری زبان (پوگلی) کیسے زندہ رہے گی؟

مادری زبان کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ کائنات کے ذرہ ذرہ میں چھپے اشیاء کا اظہار جس خوبی سے انسان اپنی مادری زبان میں کرسکتا ہے وہ کسی دوسری زبان میں ناممکن نہ سہی لیکن محال ضرور ہے۔ مادری زبان کی اسی خصوصیت کو لے کر اس کی اہمیت بتائی جاتی ہے اور ماہرین کہتے ہیں کہ آج ہم اپنی مادری زبان سے بالکل غافل ہوتے جارہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری اگلی نسل کے لئے یہ زبان اجنبی بن جائے۔ اندیشہ ہمیں دعوتِ فکر دیتا ہے کہ ہم اپنی پوگلی زبان کے لئے بیدار ہوجائیں اور اس کی تعلیم کے لئے پوری طرح فکرمند ہوں کیونکہ دیکھا یہ جارہا ہے کہ آج ہم اپنی زبان کے لئے کچھ کرتے ہیں تو صرف یہ کہ بڑے بڑے مشاعرے یا سیمینار منعقد کرا لیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ چند پوگلی شعرا حضرات جن میں جناب مشتاق عزیز پوگلی اور جناب عبدالرشید رونیال ذوالفقار، قابلِ ذکر ہیں، نے سخت محنت مشقت اور ذاتی خرچہ کرکے پوگلی زبان میں کتابیں وغیرہ شائع کرکے اس زبان کو کسی مقام تک پہنچانے کیلئے بھرپور کوشش کی ہے۔ لیکن پوگلی بھاشا کو اپنے مقام تک لے جانے کیلئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ ناسازگار حالات سے گھبرا کر خود کو روک لینے سے منزل نہیں ملتی۔ یہ حقیقت ہم جانتے ہیں کہ زندگی کا وجود ثابت کرنے کے لئے مسلسل حرکت ضروری ہے۔ جہاں حرکت میں ٹھہراؤ یا جمود آیا سمجھئے کہ زندگی خطرے میں ہے۔ زبان کا وجود بھی زندگی کی طرح مکمل توجہ کا متقاضی ہے۔ جب تک ہم اس کی ترقی کے لئے سعی وجہد کرتے رہیں گے ہماری زبان زندہ رہے گی۔ لیکن جیسے ہی ہم اس سے غافل ہوئے اس پر جمود طاری ہوجائے گا۔ پوگلی زبان کی ترقی اور اسے ڈوگری، کشمیری، گوجری اور دیگر زبانوں کی طرح اپنا مقام حاصل کرنے کیلئے پوگلی بھاشا بولنے والے پڑھے لکھے قابل اور ذہین نوجوانوں کو اب آگے بڑھنے کی ضرورت ہے تاکہ پوگلی بھاشا (مادری زبان) کو زندہ رکھا جاسکے۔

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

بات کشمیری زبان کی پوگلی سے

عبدالعزیز مشتاق پوگلی

برِاعظم ایشیاء میں ہندوستان کے شمال اور ایشیاء کے شمال مغربی سرے پر کشمیری زبان سب سے بڑی اور معتبر زبان ہے۔ یہ کشمیر سے لیکر ہماچل پردیش اور پنجاب تک پھیلی ہوئی ہے۔ اِس طرح سے بانہال سے چمبہ ہماچل پردیش تک مختلف کشمیری زبان کی معاوٗن بولیاں پہاڑی بالائیوں اور گھنے جنگلوں کو چراغاں کیئے ہوئے ہیں۔ پوگل پرستان کا آبائی علاقہ پٹنی ٹاپ سے لیکر بانہال تک جرنیلی سڑک کے ساتھ ساتھ واقع ہے۔ اِس پورے پہاڑی علاقہ میں پوگلی زبان کا وجود صدیوں پرانا ہے۔
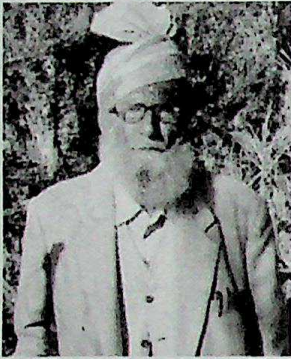
پوگل پرستان عالموں، پیروں، مفکروں کی آمدورفت کا علاقہ مانا جاتا ہے۔ یہ برف پوش اور گھنے جنگلوں سے لبریز پُرکشش ندی نالوں اور آبشاروں کا فطری عکاسی کا مجموعہ نظر آتا ہے۔ کشمیری شاعر رسول میر کا یہ علاقہ مرغوب رہا ہے۔ جناب سابقہ کلچرل اکاڈمی سیکرٹری محمد یوسف ٹینگ صاحب منظوماتِ شروٗ میں لکھتے ہیں کہ پوگلی زبان کا ذکر مشہور لسانیات سدھشورورمانے کیا ہے۔ اور پوگلی زبان کو کشمیری گھرانے سے ہونے کی تصدیق کی ہے۔ دراصل چمبہ، ہماچل پردیش تک کشمیری زبان کو پوگلی بولی ہمنوا ہو کر اِس

درمیانی علاقہ جات کے مقامات کو سیر گاہ کی حیثیت سے جانا گیا ہے۔ اِسی لئے پوگلی اور کشتواڑی کی باہمی قرابتیں استوار رہی ہیں۔ اور پوگلی کی معاوَن بولیاں سیراجی، زندھاری، رامبڑی خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ چونکہ پوگلی کشمیری کی بہت قدیم ہمنوا رہی ہے۔ اوران کو پنجابی ڈوگری اور پہاڑی زبانوں کے ساتھ ملاقات ہوتی رہی ہے۔ کچھ لے دے کر ایسا ہوتا رہا ہے۔ پوگلی بولی نے کشمیری زبان کا غالب حصہ قبول کیا ہے۔ ایم وائی ٹینگ صاحب نے بھائی کو پوگلی زبان میں باہُرن اور کشمیر زبان میں بائے بارون درست قرار دیا ہے۔ لیکن عورت کوڑمہین پر فکر ظاہر کی ہے۔ کہ یہ معلوم کرنا پڑے گا یہ لفظ کس زبان سے آیا ہے۔ اصل میں پوگلی زبان میں آدمی کو مٰہن کہا جاتا ہے۔ اور کشمیری زبان میں لڑکی کو کُور اور پوگلی زبان میں کوڑ کہتے ہیں، کوڑِ ہی بالغ ہو کر عورت کہلاتی ہے۔ پس کُرمہن آدمی مرّد کی مونث ہے۔ پوگلی اور کشمیری کے اشتراک سے ہی لفظ کُرمہن بن گیا۔ ادھر سے مرّد کُرمہن بھی مذکر مونث ہے۔ ماہر لسانیات پیٹر ٹک امریکہ نے پوگلی زبان کی تحقیق سروے کے بعد کہا ہے کہ پوگلی کشمیری زبان سے قدیم ہے۔ لیکن ابھی تک کِسی مصنف نے بنیادی تحقیق سیاحت سے باخبر نہیں کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ درمیانی بالیاں ایک جنگل کے پھولوں کی طرح حالات کے پیش نظر مرجھا رہی ہیں بلکہ ان کا وجود فنا ہو رہا ہے۔ اوران کے قیمتی گُل بوٹے قدیم محبوب سنجیدہ الفاظ غائب ہو رہے ہیں۔ جناب ٹینگ صاحب نے مشتاقؔ اپوگلی کی تصانیف ''مئین خیال مئین کوہستان'' ''ہر ساوِ پرستان'' اور منظوماتِ شروُ کا ذکر کرتے ہوئے پوگلی بولی کی سُریلی میٹھی تان سے تعبیر کیا ہے۔ اور مجموعہ بالا کلامِ کُتب کو فردوس کے ٹکڑے کی طرح اپنی دھرتی کی مداح کرتے محسوس کیا ہے۔ اِس کے علاوہ حُملہ ونعت شریف بھی موجود ہیں

جبکہ لفظیات سے اِس کی رنگا رنگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اِن بولیوں کو محفوظ کرنے کی از حد ضرورت ہے۔ جبکہ یہ بولیاں کشمیری تمدن کے جھمکے اور کنگن ہیں۔ گویا کشمیری زبان دُلہن ہے اور پوگلی، کشتواڑی، پاڈری راج گڑھی، رامبڑی وغیرہ بولیاں ہی زیبائش ہیں۔ پوگلی بولی علاقائی زبانوں میں پہاڑی کے بعد کثرت سے موجود ہے۔ اِس کو علاقائی زبانوں میں درجہ حاصل کرنے کا حق ہے۔ کیونکہ ابھی تک اِس پسماندہ دُور افتادہ بولی کی حوصلہ افزائی کی طرف سرکار کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ٹینگ صاحب لکھتے ہیں کہ پوگلی میں لکھنے والوں کیلئے کوئی حوصلہ افزائی موجود نہیں ہے۔ جو دراصل وادی کی گھٹی ہوئی سیاسی وقعت کا استخارہ بھی ہے۔

آخر میں رقمطراز ہیں کہ مشتاق پوگلی نے اِس کسم پُرسی کے عالم میں بھی اِس بولی میں کتاب لکھنے کا حوصلہ دِکھایا ہے۔ اس کیلئے ہمارے تشکر کے حق دار ہیں۔ دُعا ہے کہ پوگلی جیسی پسماندہ زبانوں کو مالک سرسبز رکھنے کے جذبے کو تحریک عطا کرے۔

(عزیز مشتاق)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پوگلی زبان بولنے والے پچھڑے پن کا شکار،
(شیڈول ٹرائب کا درجہ دیا جائے)

ضلع رام بن: پوگلی زبان میں لکھی کتاب (پھُلہار) مصنف مرحوم محمد حسینؔ نائیک کی رسمِ اجرا کے بعد پوگلی زبان وادب کے سینئر شعرأ مصنفین وادباء وجواں تعلیم یافتہ شوقین ادب نے سرپرست اعلیٰ عزیز مشتاقؔ پوگلی کی صدارت میں صوبہ جموں میں زباں وادب کا جائزہ لیتے ہوئے قدیم ضلع ڈوڈہ خصوصاً جدید ضلع رام بن میں پوگلی زبان وادب کو آج تک پہاڑی زبان کے ساتھ بھی شامل نہیں رکھا گیا ہے۔ جبکہ پوگلی بولنے والی کثیر آبادی بھی ایس ٹی کی حقدار ہے۔ گذشتہ سال رام بن کو کلچرل آفیس کی ڈیمانڈ کرتے ہوئے دُور دراز پہاڑی پسماندگی کا ذکر بھی کیا تھا موقع پر ہی محبوبہ مفتی وزیر اعلیٰ نے کہا تھا کہ اس عوامی جائز ڈیمانڈ پر غور کیا جائے گا۔ میٹنگ میں دُور دراز علاقہ جات سے آئے ہوئے بزرگوں ونوجوانوں نے موجودہ کولیشن سرکار سے استدعا کرتے ہوئے اپنے حق شیڈول ٹرائیب زبان کی وجہ سے منظوری دینے اور ضلع رام بن کو کلچرل آفیس اور لکھاریوں کو مالی امداد کی منظوری کیلئے حق کی ادائیگی کا اعادہ کیا تھا، اُمید قوی ہے کہ ریاست کی گذرگاہ ضلع رام بن کو حقوق جائز کی منظوری دی جائے گی۔

تاریخ پوگل پرستان مصنف محمد اسماعیل اثریؔ ۴۸۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ صاحب مطبوعات پوگلی زبان وادب کا ذکر آٹے میں نمک کے مترادف ہے۔ جبکہ پوگلی

بولی قبل از 60 سال سے زبان وادب کی خدمات لکھاریوں کی حیثیت سے انجام دے رہے ہیں۔ قلمکاروں کے حرکت قلم سے ہی تاریخ مرتب ہوتی ہے۔ صفحہ نمبر ۱۱۲ اور صفحہ نمبر ۱۱۳ کو دوبارہ لکھا گیا ہے، یہاں ترتیب کار مطبوعہ کی نظر ثانی ضروری تھی جیسے کہ صفحہ نمبر ۱۱۲ سے صفحہ نمبر ۲۹۹ تک علاقائی ملازمین وافسران کی تعلیمی ڈگریوں کا ذکر ہے۔

موجودہ دور میں عام ملازم یا آفیسر کو اپنی اور علاقہ کی تاریخ پڑھنے کی کہاں فراغت مل سکتی ہے۔ ہاں اگر کسی کو زبان اور ادب سے لگاؤ ہو تو وہ اپنی ماتر بھاشا کی عزت اور احترام کے ساتھ لکھ پڑھ سکتا ہے۔ اور لکھاری کی قدر اور حوصلہ افزائی کر سکتا ہے۔ کاش! اگر اثری صاحب نے بزرگ قلمکاروں سے بھی مشورہ لیا ہوتا جن کا نام تک تاریخ میں معدوم ہے۔ مشاورت سے کتاب میں مزید نکھار آ جاتا۔

اشعار صبر و شکر

طلب سے بہتر ہے اے مشتاقؔ قناعت ہی کر لینا
تناول ہو رحمت اللہ سے حمد وثنا ہی پڑھ لینا

عشق چھُ ژپ دب شباب چھُ تاچیئے
کنٹھہ واڑہ منزآ زگلاب چھُ تاچیئے

مشتاقؔ سو قرار تے گوکو سود وَ گوش یوی سوہائے
اُنا اِنکارتِی نہ آختوُ ادا اقرار چھُ تاچیئے

منگِنس اٲستہٕ بہتراے مشتاقؔ صبر کرٕنُوئی مناسب چھُ
رحمت اِللہ نفُسس واتی گے ثنأیہٕ شُکر کرنو مناسب چھُ

یہٕ شوقین جان بابا یاژور (۴) دُوس امانت۔ مٕچہٕ منز دِ عب گیس مٕچہٕ سٕن امانت
واعدس نہ چارٕیئے یٕینس تہٕ گسنِس۔ تہِ نیک کارن نبیؐ سٕن ضمانت

پٔژ توحید طالب شِرکس غالب۔ وصیت مصطفٰےؐ چھس سے دیانت
خوشی یا غمی بس تسوایئے اِشارن۔ بھُولیرِس اِبلیس سائے چھس شامت

یاد کر چھوٗ زمانہ تیوٗن اِنسانن۔ ڈق دے چھہٕ یاوٗں اکثر طوفانن
خوشالہ گیسی کری غمُس برداش کر چھہٕ۔ غمُس آٲستہٕ نہوشت تیوٗن اِنسانن

سرٕ توہوٗن نہ یُوٗسوٗئی پٔش چھٕسم اِتی مائس چھٕسم
کم حال آزلو کٔچن برٕڑن تینیٖ سرہ پٔیدا کوسم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تِلاوَت کلام پاک

وتہ سُن خرچ بناوے پانس یووقت چھُ گسنے وول
فِکر کرے ابدی وتن سِن تیرنہ چھُ کنژ سُرڑ گلنے وول
ہینکھ کرے اِت پلے کینژ یوئی نہ کینژ تیر امداد وول
عجیب دُنیا بھرتمیتہ اِت صرف سو اللہ عفو وول

قرآن شریف سِن تلاوَت بے حد ثواب چھُ قرآن سمجھون فِکرے ترنو انسانی روح سِن خوراخ تا عمل کرنو دُنِی یاوس پانت سعادت تہ آخرتُس نجات مِل تھِ قرآن پاکُس آحتہ غور وفکر کرنے بعاد عمل سِن خاص ضرورت تھِ اللہ تعالیٰ پانہ فرمالتے سورۃ ص ایات ۲۹ کِتاب اَنزلنا اِلیکَ لیدمُرو آلتہٖ ولِذکر اُولُو اِقلباب

اے مینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ مُبارک کِتاب (قران) تِی نازل کیم تا کہ خلقت لیس پانت غور وفکر کرنُ ادَ عقل والہ ہدائت رٹُن قرآن پاک دِلس ژمِل کرِ تلاوَت سینت ابدی مفاد حاصل گسُن ، عام تِلاوَت سینت ثواب تہَ اَجر ضرور چھہ مگر مالیا زبان منز قرآن پاک سنیاں آیات الگ الگ غور وفکر رچھ کری سنجیدگی سینت تِلاوَت مزید مفادُس منز چھُ دُونی یاوَ سنیاں ترقی یافتہ زِبانن منز قرآن پاک سُن ترجمہ کرنے آمچھ جمہ کشمیر ریاستہ منز اُردوُس علاوہ کاشری تہَ گُجری زبانِ منز کرنے آمچھُ یس منز جناب میر واعظ محمد یوسف شاہ صاحب تہَ نظر ثانی عبدالطیف الکندی صاحب کمتھِ ادَ گُجری زبان منز جناب المدنی محمد امین خان صاحب کمچھُ ،

کیتھہ خوش قسمتی تھِ یاوٕ ئے دیپائے حضراتئے علاقائی پُگل سنارہ نے والہٕ چھ ۔ اللہ مالکِ
یاوٕن جزائے خیر تہ مرحوم بُزرگن مغفرت عطا کرر امحمد اسماعیل اثری صاحب عم پارہ ترجمس نظر
ثانی درستی کمتھِ یون جزائے خیر آسرٕ اِناری پُگلی بول ہزہ آزتاں زباءنِ سُن درجہ حاصل نہ کر
ہیگٕ بل کہ پُگلی بول کاٗ شیر زباءنِ سن قدیم قدیم تھِ یاں یسائے شاخ تھِ یہٕ بولی ریاستہ
سِنے سُومنزسُ پُرانے ضلعہ ڈوڈے سنے پہاڑی بستی والن سن شان تہ عظمت پرانے زمانس
اہتہ تھِ یلہ یس بولیاسن تعداد لکھن منز گن گسِ یوُ دُعا کرم تہنوحق اِدائی وٗولُ رہبر یسِ علاقس
منز پیدا بنُو رہ یو پسماندہ پولیاسنی رائے شُماری پورے صوبہ جمس مکمل کری دم ژنڈرہ۔ مکمل کررہ

تقریر گام و شہر

گامن تہ شہر قصبن یاوٕن تقریر کر چھٕ کم؟
مطلب پٹن رٕگن کری کھم تراڑن سپ چھٕ کم؟
یقین دیتے بے عقلن ترغیب دے چھٕ کم؟
کیژن کرتے خوش آمد کیژن دیتے غم!
ژندرُس تہ تارگنن منز جلوع شاو لچھ کم؟
کائنات کُل پٹسیل کرِ پانس ژِلپچھ کم؟

ذلتے ژانگس

یکھڑ کھ سمجھوٗ چھ یُوصنعم دیوانہ چھوٗ بُت خانہ چھوٗ؟
اوٗشہ پترنَ قطرن منز تاپ لگتئے جاناں چھ!
آڑے وقتس اِمداد کرنیس پتّن چھوٗیا بیگانہ چھوٗ؟
بھمُر تہٕ پاپُرٕ مان مانی کری ذلتے ژانگن دیوانہ

مرثیہ

مریم بیاہی تھی حجاب میں پرواز کر گئی
فرضان بھی تھی شباب میں پہلے چلی گئی
ہر دو۲کو اللہ جنت فردوس عطا کرے
حیات خرد وکلاں کو دُعا کر گئیں
بندائیے نا چیز کو بخشیش دے گئیں
کر گئیں جفا نفس کنبہ کے واسطے
فرمان تھا کچھ ایسا ہی فرض ادا کر گئیں
عاصی کی وفا میں بھی کچھ کثر نہیں رکھی
آخر سبھی چھوڑ کر برزخ چلی گئیں

نصیحت کی تھی نماز کی روح جاتے جاتے بھی
اِخلاص کے درس کو دوہراتے چلی گئیں
باہم وہ زندگی میں امن کی تھیں مثال
پیار ومحبت کو بانٹے آخر چلی گئیں
کچھ سوچ بھی نہ تھی جوڑے بچھڑ جائیں گے
رضائے الٰہی زندگی دم پوری کر گئیں
اے اللہ عالم برزخ دیدار حق نصیب فرمانا

24دسمبر2017ء بروز اتوار نماز عصر ومغرب کے درمیان زوجہ ام مریم دارِ فانی سے رُخصت ہوئیں 25دسمبر گیارہ بجے مشتاق پورہ آبائی قبرستان میں سُپرد خاک کردئی گئیں۔ مشتاق پورہ کے علاوہ اپر نورہ میں بھی جم غفیر لوگوں نے نماز جنازہ میں شرت کی اللہ عالم برزخ علین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین

حق سنی وکالت

مینے ژپ دُب رَہنے سنی وکالت کم کرتے چھُ
پڑے بالم آز حق سنی وکالت کم کرتے چھُ
تیون اہل ہنر سنیاں نظرہ مہِ لبن رہی گمچھ
حتی رہِ کرَی مینے عیبنَ سنی شِکائت کم کرتے چھُ
آز تے مینیئے نامسُ دعوت پیغام مِلتے چھم
اگرتی مش گیمچھُ ادہ یہ شِکائت کم کرتے چھُ
تو خوشبو سُن با پار کرچھُسُ کنٹھ لائین منز
اے نافہم یہنی تجارت آز شہر گامن کم کرتے چھُ
گرے گرے پھرتے چھس آز پنیئے مفادُس مدِ نظر
جنّا ونتے قاعدس شیشنَ ورہن باڑِ انترِ ن رہتے چھُ
قدر چھتھ تی غریب، کم تر، معصوم محتاجن سئینت
نتیے کینَ ہیر پھیر کرنے والہہ آز آکودہ نالین چھَ
یو غریب ترہی بوچھوُ ہر بارتِ حق دیُں گس تے
نظر یکھ دیہسیں یو مُسکین کو رہے بستے چھُ
وتن سُن حال سو کم بال چھُ بند شین گذن منز
گاما لنک روڈ بند تمُرُس کئی ہفتن نہ کھُلتے چھُ
مشتاق کیلہ تاں کرم اِنتظاری ، بجلی گواشہ سنی
سروے گسہی بھونی دارہ روڈُس وتہ راوُ اُتھی چھُ

1967ء بانہال کو تحصیل کا درجہ

5 جولائی 2006ء ضلع رام بن کا اعلان ہوا

آپ لائے ہیں یہاں تشریف ہم مشکور ہیں
کیا کہیں ہم آپ سے کسقدر مسرور ہیں

(قلمکار چوک والا)

۱۹۹۱ء سرکاری مردم شُماری نہ ہوسکی پُرانے ریکارڈ سے ضلع ڈوڈہ کی آبادی ۶۱۲۶۱۵ اور رام بن کی آبادی ۱۴۴۱۷ بانہال کی آبادی ۸۸۵۵۸ یہ آبادی ۱۹۹۱ء سے قبل کی تھی۔ چوبیس سال کے عرصہ میں پرانے ضلع ڈوڈہ کی آبادی میں کافی اضافہ ہوا ہے۔

کیپٹن بٹین نے رام بن کو رام بنڈ لکھا ہے۔ یہ چندر بھاگا کے دونوں اطراف واقع ہے۔ اِسے پہلے ناس بن کہا جاتا تھا لا ولد وراثت کی وجہ سے ناس بن کہا جاتا تھا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کو ایسا نام پسند نہ ہوا، اسے رام بن نام سے رکھنے کا حکُم کیا۔ اب بدستور رام بن کے نام سے جانا جاتا ہے۔ چند پُرانے لوگوں کا کہنا ہے کہ اسے رام کا بن کہا جائے۔ ایسا اب بدلنا ناممکن ہے۔ کیونکہ موجودہ دور میں ناس بن بوجہ ردوبدل کے یہاں اِتنی آبادی بڑھ گئی ہے کہ تِل دھرنے کی جگہ نہیں اکثر لوگ پوگل سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہیں تحصیل بانہال کے دیگر مقامات سے بھی لوگ یہاں آباد ہیں۔ مگر ان تمام ہجرت یافتہ لوگوں کو مقامی لوگ پوگل کے نام سے ہی جانتے ہیں ہڑوگ دھرم کُنڈ سے لیکر بٹوت تک یہ ہجرت ہافتہ آباد ہیں۔

مرغوب بانہالی کے بقول راج ترنگنی کے حوالے سے ون شالہ کو بعد میں کشمیری انداز

سے بانہال، بن گیا۔ کیوں کہ ''حال'' آخر میں کئی گاؤں کے ہیں۔ اکثر پوگل پرستان اور نیل میں یہ گاؤں ہیں۔ کیونکہ بانہال اور رام بن کی درمیانی مسافت ۳۹ کلومیٹر ہے۔ سرینگر سے بانہال By Road ۱۰۷ کلومیٹر اور جموں سے بانہال ۱۸۷ کلومیٹر ہے۔ آج ایک نئی بستی رام بن میں گوبند پورہ، چندوگ مقامی مقامی بستی کے متفقہ ریزولیشن سے اب یہ اِمام آباد کی چھوٹی سی کالونی قصبہ رام بن کا وارڈ نمبر چھ ہے۔ جو دریائے چناب کے ساحل میترہ اور کنگا کے درمیان واقع ہے۔ یہ بستی ریونیو ولیج پرنوت کے ساتھ ملتی ہے۔ یہاں سے کنگا 9 کلومیٹر، دھرم گُنڈ ۲۲ کلومیٹر سنگلدان کلومیٹر، اور گول کلومیٹر ہے۔ جرنیلی سڑک پتنی ٹاپ سے اِس طرف راج گڑھ پوگل پرستان بانہال ٹنل مہومنگت، گول ساوٗلہ کوٹ پروجیکٹ بالائی سناسر مقامات سے گھیرا ضلع ہے۔ اِسی ضلع رام بن کے احاطہ میں بجلی کے دو اہم پروجیکٹ ساوٗلہ وٹ اور بغلیار ہیں اور بانہال سے کھڑی اندرون سُرنگ ''ٹنل'' سنگلدان کو اودھم پور سے ریلویلائن سماجی سہولیات ی غرض سے زیرِ تعمیر ہے۔ ضلع رام بن میں بٹوت سے بانہال سے فوروے کا کام بھی مختلف مقامات پر شروع کیا گیا ہے۔ کیونکہ پہاڑی سطح ارض اور ٹریفک کے دباوٗ کی وجہ سے اکثر برفباری اور شدید بارشوں میں آمدورفت میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ضلع رام بن ہماری ریاست جموں وکشمیر کی آمدورفت میں گذرگاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔، اسکی ڈیولپمنٹ کیلئے مرکزی سرکار اور ریاستی سرکار کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بلکہ چناب ہل ڈیولپمنٹ مین ضلع رام بن کا نام سرفہرست مناسب ہوگا۔ کیونکہ ابر آلودہ، موسم کے حوالے سے بھی خصوصاً سرما اور مرسات میں مسافروں کو دِقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ رام بن گول روڈ پہلا کلومیٹر اِمام آباد جو ۲۰۱۵ء کی شدید بارشوں سے

نقصانات کا شکار ہوا ہے۔ ابھی تک تعمیری توجہ کا مستحق ہے۔ کیونکہ یہ بستی ہجرت یافتہ سال 1995ء سے آباد ہے اور 1996ء سے مزید آبادی بڑھی ہے۔ اِسے سلفیہ کالونی اِمام آباد مقامی نئی بستی کا نام ہے۔ رام بن گول روڈ پر اس بستی کیلئے ایک لنک روڈ ہے اور چھوٹا چوک ہے۔ جو مشتاق چوک اِمام آباد کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہاں ہر صوبائی سطح پر ایک جامع مسجد ہے۔ پولیس لائن، فائر سروس آفیس، ٹی وی ٹاور اور موبائل ٹاور، محکمہ جنگلات کا چیک پوسٹ، درس گار سلفیہ اور ایک سرکاری سکول کے علاوہ چند دوکانیں ہیں اور ڈسٹرکٹ پولیس لائن ہے۔ یہاں پر گرمیوں میں درمیانہ درجے کی گرمی اور سردیوں میں سردی کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اِس کے دامن میں دریائے چناب خوبصورتی کا منظر بنا ہوا ہے۔

حالیہ مارچ 2015ء کی شدید بارشوں نے چند مکانات اور درس گاہ کو قابل کار نہ رکھا بلکہ اِس سطح ارض کو درہم برہم کر دیا جبکہ یہ بیکن اور آر اینڈ بی ڈیپارٹمنٹ کی نا اہلیت کا شاخسانہ ہے۔ جبکہ نالہ سیدھا چناب کو جاتا تھا۔ وہ زبردستی موڑ کر بستی کیلئے نقصان دہ ہے۔
۱۹۰۹ء سے ۱۹۴۸ء تک رام بن ضلع اودھم پور کے زیر سایہ رہا اور ۱۹۴۸ء سے ۲۰۰۶ء تک ضلع ڈوڈہ پر قائم رہا۔ غلام نبی آزاد نے بحیثیت چیف منسٹر (وزیر اعلیٰ) جموں وکشمیر رام بن کو ضلع کا درجہ دلایا۔ جبکہ انجہانی ڈی ڈی ٹھاکور نے رام بن کو اپنے دورِ حکومت میں اِسے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ بنایا تھا۔ اِس کے ساتھ ساتھ رام بن میں ڈگری کالج کی منظوری دی گئی۔ اِس کے علاوہ ڈسٹرکٹ ہسپتال اور گرلز ہائر سکینڈری سکول بھی ہائی سکول سے اَپ گریڈ کیا گیا۔ قبل اِس کے مفتی محمد سعید ایک تجربہ کار رہنما نے پیوپلز پارٹی کو سٹیٹ میں پیوپلز ڈیموکریٹک پارٹی (PDP) کی حیثیت سے کولیشن سرکار بنائی گئی، اِسے ہیلنگ ٹچ کے زخموں پر مرحمت کے

نام سے حکمت عملی کی سیاست اپنائی ۔زخموں پر مرمت کی غرض تب ہوتی تھی جب آئیندہ
کیلیئے ماحول سازگار، پُر امن اور سلامتی کا بنایا جائے ۔آلودہ ماحول میں ترقی اور خوشحالی کبھی
خواب میں بھی نہ آسکتی ہے۔قبل اس کے قائدین نے لاپرواہی کو قریب رکھا اور بڑھتی ہوئی
آبادی کے پیش نظر بے روزگاری نے زور پکڑا۔رشوت ستانی نے عوام الناس کو بُری طرح
سے رنجیدہ کیا۔نوجوان طبقہ کو مجبوراً جان ہتھیلی پر رکھ کر نکلنا پڑا۔قائدین کی مثبت سوچ غائب
رہی۔کھوئے اعتماد کی وجہ سے اکثر نتائج طول پکڑتے بڑھتے جاتے ہیں۔اِس سے سماجی
زیاں اور تعمیرات کی نفی اور خلوص و بداخلاقی اور تشدد کا ماحول تیار ہوا کرتا ہے۔ایسے ماحول
سے اختلاف رکھنے کیلیئے خلوص نیت سے جدو جہد پُر امن وشانتی کو دعوت دی جاسکتی ہے۔
اس کیلیئے حکمت عملی کی خاص ضرورت ہوتی ہے۔اِس میں رضائے الٰہی اپنے بندوں کی
آزمائش بھی شامل حال ہوتی ہے۔خود راہ راست پر آجانا اتنا مشکل نہیں جتنا دوسروں کو راہ
راست دکھا کر منزل حاصل کرانا ہے۔یہ امر نہ صرف عارضی زندگی میں کام آنے والی ہے
بلکہ اس کا منافع ابدی زندگی میں کثرت سے ملنے والا ہے۔ایسے رہبر جو شفاف سوچ رکھنے
والے اور عوام کے خیر خواہ ہوسکتے ہیں جن کے ارادے پختہ اور اعمال بہتر مسلسل ہوتے ہیں
ایسے اعمال کو نیک اور سچے اعمال کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔نیک اعمال جنت کو خرید
لیتے ہیں اور جنت کو نیک اور پیارے اعمالوں کے عوض میں برابری ہوتی ہے۔اِس میں صبر
وتحمل کی انتہائی ضرورت ہوتی ہے۔غنڈہ گردی نے نامصائب حالات پیدا کیئے۔لوگوں کو
مجبور ہوکر اپنے اپنے مقامات سے ہجرت کرنی پڑی۔ہر پہاڑی علاقہ فساد و دہشت پسندوں
کے شکوک میں بے گناہ مصائب کا شکار ہوتے رہے۔بہر حال امن ہی پُر سکون زندگی کی

کڑی ہے۔اِس طرح سے نامصائب حالات کے حوالے سے لوگوں کو راحت ملی۔گویا اس طرح امن وشانتی کا سانس لوگوں نے لیا۔ایک دہائی قبل کافی تکالیف اور مصائب کو سامنا کرنا پڑا تھا۔تمام لوگوں کو خصوصاً پہاڑی اور پسماندہ لوگوں کو جانی مانی اخلاقی اور معاشی حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ بہر حال ابھی تک پسماندگان کو دھیرے دھیرے ترقی کی راہ میں لے جایا جاتا رہا ہے۔ بہر کیف اس طرح سے لوگوں کے دلوں کو مرحم کیا گیا ہے۔لیکن یہ پائیدار نہیں ہے۔کیونکہ بھوسے کے نیچے انگارہ ہے۔

خیال چھم تر ہُوئے ادائے چھَم غم
سو کئز نہو آ وَ مینُ ہمدم

نالمتُ گر کری کیلہ مِلم
ملالہ دِلن سنا لکیلہ چھَلم

ڈ ڈ چھم ملہ تییں جم چھم
لائیگ چھُم کھدڑ تییں پشتم

لِکھا کینز رٹ چھُم قلم
منگاہ تسی ککری چھُم حلم

(عزیز مشتاقؔ)

1981ء میں بانہال کو تحصیل کا درجہ مل چکا تھا یہ سطح سمندر سے **5580** فٹ کی اونچائی پر واقع ہے۔بانہال کا اکثریتی اور اہم علاقہ پوگل پرستان ہے۔اس کے ساتھ نیل کا علاقہ بھی ہے۔یہ کوہ شرواؔ اور ہس راز کے نام سے جانا جاتا ہے۔

(1967ء میں بانہال کو تحصیل کا درجہ)

۱۹۶۷ء کو رام بن اور بانہال کو دو تحصیلوں میں بانٹا گیا۔ بانہال کو نیابت کا درجہ ملا قبل اس کے صرف رام بن تحصیل تھی ۔ گول گلاب گڑھ ۱۹۳۵ء سے قبل کولگام کشمیر تحصیل سے جُڑی تھی دور جدید میں یہ ضلع رام کے ساتھ ملائی گئی تحصیل ہے۔ زمانہ قدیم میں لوگ پیدل سفر طے کر کے تحصیل کولگام سے رابطے میں رہے۔ لیکن روڈ رابطہ نہ ہو سکا۔ بہر کیف اب گول سنگلدان کو ریلوے لائن سے ملایا گیا ہے۔ واقعی گول گلاب گڑھ بھی قدرتی مناظر سے خالی نہیں ہے۔ یہ پہاڑی دُور افتادہ بستیان قدیم دور میں ضلع اودھم پور اور اُس کے بعد ضلع ڈوڈہ سے منسلک رہیں آبادی کا اضافہ ہونے کی وجہ سے ڈولپمنٹ میں پسماندگی کا شکار ہو کر تا حال خوشحالی و ترقی کیلئے منتظر ہیں۔ تعلیم کا باضابطہ نظام تب ملا جبکہ ترقی یافتہ لوگ چاند پر جا چکے تھے۔

بہر حال آج بھی دورِ حاضر شکر و غنیمت کو گلے لگائے دعا گو ہے پس اس کرہ اراض کی تعمیرات کا بیڑا اُٹھانے کیلئے انصاف پسند قائدین کی ضرورت ہے۔ جو سماجی حالات کو قریب سے جائزہ لیکر پچھڑے پن کو بچھاڑ کر خوشحالی کی جدو جہد پر عمل پیرا ہوں گے۔

یہ عمل وہی لوگ انجام دے سکتے ہیں جو اس خطہ ارض کی معلومات رکھتے ہوں۔ اور جو غربت کا احساس رکھتے ہوں۔ جو امن و شانتی کے خواہاں اور ترقی و خوشحالی کے عامل ہوں جو تعصب، بدامنی اور رشوت خوری سے اختلاف رکھتے ہوں ضلع رام بن کے خصوصاً

پرستاسن پوگل اورنیل مناظر قدرت سے مالا مال جنگلات کی دولت سے لبریز ہیں۔ان تین تاریخی مقامات سے تین میٹھے پانی کی ندیاں بہتی ہیں۔ا۔ مدرقعل ۔۲۔ نابت ندی ۔۳۔مدھومتی اِن سے جاملتی ہے۔ اِن کی خوبصورتی جنت بے نظیر ہے۔آبشاریں اور جھیل مالن سر قابل دید ہے۔قدیم ضلع ڈوڈہ میں اِس کے علاوہ کوئی جھیل نہیں ہے۔یہ قدرتی غالباً ایک کلومیٹر لمبائی اور چوڑائی میں آدھا کلومیٹر تھی ۔اب یہ سُکڑ کر کم ہوگئی ہے۔ کیونکہ حس راز اور چور کوٹ کے بغل سے برف کے گلیشئروں سے پتھر مٹی وغیرہ سے جھیل مالن سر کو کافی نقصان ہوتا ہے۔تصویر ضلع ڈوڈہ مدیر اعلیٰ ولی محمد اسیرؔ کو بھی یہ جھیل فراموش ہوئی ہے۔ بیچاری کو لیش سرار کو ایسے صحت افزا مقامات کی نشان دہی کون کرائے۔

گائین چھول کے نام سے ایک آبشار کو خوصا برسات میں مخالف میں پوگل اور مالیگام دونوں کا بہترین نظارہ ہے۔جبکہ پرانے لوگ چھ ماہ کا اناج اپنی کاشت کاری سے مکی اور سرکاری راشن گندم اِن ہی چکیوں سے پیس کر زندگی کے ایام پر کمر بستہ تھے۔ماشا اللہ اب کے دور میں پورے سال کیلئے چاول اور آٹا گندم پر ہی زندگی بسر ہے۔مکر کوٹ سے اکھڑہال اور وہاں سے پرستان اور پوگل لنک روڈس نابت ندی اور مدھومتی ندی کے کنارے حد آخر تک موجودہ سرکار نے جانے کی کوشش کی ہے۔ جدید دور میں پوگل پرستان کو تحصیل کا درجہ دیا گیا ہے۔۔

نیل اور سینا بھتی کو نیابت سے نوازا گیا ہے۔نیل کو رام سو سے ملایا گیا ہے۔ اکھڑہال کو سیاسی نمائندگان نے ڈگری کالج کا اعلان کیا۔ اِس ے ساتھ پوگل کو ہائر

سکینڈری سکول کا بھی اعلان کیا گیا۔ قبل از بھی ایسے زبانی اعلانات سُنتے آئے ہیں نہ جانے اِن کو کس قسم کے دھیمک کی نگاہ لگتی ہے۔

بہر کیف یہ سماج ہی اُمیدوں پر قائم ہے۔ ورنہ پچھڑے پن میں یہ علاقہ سرفہرست ہے۔ پرستان اور نیل کو نیا بتیں دی گئی ہیں۔

"چلی اپنے گُل کے ہاتھوں لُٹا کر کارروان اپنا
نہ چھوڑا ہائے بُلبُل نے چمن میں کچھ نشاں اپنا"

جنگلات اب نہ ہونے کے برابر ہیں۔ پیڑ تو کٹتے بھی ہیں لیکن شجر کاری میں دونوں جنگل شعبہ جات ناکام ہیں مطلب فارسٹ اور سوشل فارسٹ سے ہے۔ حصہ جنگلات نصف سے زیادہ زیر کاشتکاری کے ہے۔ آدھے حصہ میں پلانٹیشن کرنے میں بھی حکمت عملی سے کام نہیں لیا جاتا۔ جنگلات کے قوانین صرف کاغذی کارروائی پر ہی مرکوز ہیں۔ اِس کے تحفظ پر باتیں بہت ہیں لیکن کام برموقع بالکل ناقص ملازمین جنگلات اس بے دریغ کٹائی سے بے بس نظر آرہے ہیں۔ تعمیراتی لکڑی فراہم کرنے کا بندوبست کیا جانا چاہیئے تھا۔ خالصہ سرکار اب ملکیت اور جنگلات کاشت خالصہ کی جگہ پر نظر آرہا ہے۔ پورے سماج کو کسی بھی قسم کی سوچ نہیں ہے۔ سبز پیڑ کو کاٹنا اور ماحول کی آلودگی کا خوف بھی غائب ہوا ہے۔ اِس سے ظاہر ہے غور وفکر کرنے والے سنجیدہ لوگ موجود نہ رہے یا اگر ہیں بھی تو اُن میں وہ مادہ مفلوج ہو کر ناکارہ ہو گیا ہے اور یہ اثر رواں دواں بدستور چلا جا رہا ہے۔ کیونکہ ریاستی ڈیولپمنٹ میں جدید تحصیل پوگل پرستان بُری طرح سے پسماندہ ہے

۔ اِس خطۂ ارض میں ڈی ڈی ٹھاکور کے بعد نظر انداز کیا گیا ہے۔ زبان وادب کلچر کے پچھڑے پن کیلئے مزید تشویش ہے اور سرکار کی جانب سے خاموشی ہے۔

حق (پوگلی)

گُل پیغمبر بشر آحتہ یاوئیں اولاد آدُمس حق سنی حمایت کر جابر مغلوب کو یوحقس احتہ رہ گس یس حق سنی تلاش کرنی پیوی اگر کنژ حقُس پانت غالب گوآدمن نے رکچہ تیار نہ رگیس یاں کنژس سماجی (عوامی) مفادُس ذاتی علاقہ پرستی کنبہ پروری کرنیس رکچہ جہاد حق قرار دینے آمُچھ اللہ تعالیٰ ادم پیدا کو اِبلیس تیلہ تے نہ من وُن نافرمان بنوتُ تا وقت قیامت گھاڑس منز گو نار جہنم حاصل گوس، رب کائنات ظالمن تہ جابرن روئے زمینُس پانت نصیحت جبرائیل قاسد پین کر آخرزماں نبی صلی اعلیٰ علیہ وسلمن امانت دِتی۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دبا دو گے۔
کین ژائے زوڈتی دھن تہ دولت کین ژائے ٹلتی عزت
کین ژائے بنٹتی درد محبت حاسدن گے خجالت
ہزاروں دُکھ اُٹھائے ہیں نہیں شکواہ کیا میں نے
بہت آہوں کو روکا ہے بہت آنسوں پیئے ہم نے
خُدایا یاوَں تینا مفلس بندہ گسن کورہ بکھا
اِت تبلیغ تے پانُس بکھا اِت تقسیم تے پانُس بکھا
خدایا یہ تیرے سادہ لوح بندے کدھر جائیں
یہ سلطانی بھی عیاری یہ درویشی بھی عیاری

آزاتِ مجلسن منز اُنا نہو دِل لگ چھُم
سوکم آئیس در دِلن منز یواحت آنی نخن پانت

یوکتھ کری دُکھن سنی اَداحت رچھی نخن پانت
پُھرتی کہر یکم چھُم اُنا ہُنو کینژ تگ چھم

یاگڈ احتہ اُٹ تلچم ونہا تی کنُس کھل
فرصت سہ کور آنہاہ ہر کھتا دِیوہا دِل

اُٹا پانت گوم کنٹھ سُوئی ما سذتے چھم
ہجرُس تھِ کتھ تہنی جگرسُ نار ٹُل چھُم

سحراوٗ کورہ تی یکم چھتھ نخرائے تی کم چھُتھ
آب روئے پرسُ احتی سوئی ماہ تی آذ نخن چھُتھ

کھیل کود

(بُلبُل نام سُن چترالی گھوڑ اسوار) افغانی بُلبُل)

رب کائینات جانہ ورن منز تے اِنسانن سینٹ سینٹ کھیل کودتاوقتِ دم بدستور رچھ تُو ادیہَ کھیل کود جادہ پہہ جوانی منز نظرے گس تھِ اُناری لوکچہ لوون انگریز جمچھُ یاں دُوےَ جنگلی جانہ وارن سنا بچہ مالیتاورتی پرتی گیندتے اُٹہ ٹُل چھ۔ اگرپن نے گی بغور با

لنے یوی براڑ بچہ دُودھ پی کر کِنار مالیا اگنی پتنی ژھالہ تہ اُوٹہ طلیچھ اد دھوں دھوں کر تے

براڑی فش کر درد بنٹی لیتے۔

اِنسان سنیاں کھیل منز طریقت اَس تھِ اِنسانُس رب کائنات عقل تہ شعور عطا کو

ین پانہ کھیلن سنا طریقن عمل کو آز کنژ مُلک یایَس منز بسنے وول جوان چھُ نہ یو کھیلن منز

حصہ نہ گِن چھُ بل کہ گیندنی وول کروڑن منز چھُ اِت اَسن پرانیاں (قدیم) کھیلن سُن

ذکر کرنو چھُ۔ پرانیاں کھیلن منز تلوارن سُن کھیل ''راخ شوڑیئے'' ''سِپ ژورایئے'' تہ

کبڈی گھوڑ سوار یاوَن کھیلن منز خاص سامان سِن ضرورت نہ اَحتی۔

اَسویئے مُلکس سنے ہمسایہ چترال تہ گلگت علاقن منز شِنا زبان تھِ یاوُں علاقہ بہہ

(۱۲) ہزار فُٹ سطح سمندُرس اَحتاہ تھدہ چھُ یسی علاقہ چترال سُن یکھ گھوڑ سوار بُلبُل نام سُن

اَدھیڑ عمر وائس آف امریکہ والن ریڈیو پروگرام دے چھُ سیا سمینہ جمیل خاتون لیس سینٹ

سوال جواب کر تھِ۔

بُلبُل نام سنے گھوڑ سوار نام کملتُمت چھُ۔ یو پن نے کنبہ سُن تعارف اِنار کر چھُ

لیس گُرمہنیاں علاوہ دِی (۲) نکہ بُڑ نِگو دووہن (۲۲) ورہن سنیاں ومرہ منز وفات گویُو

تے واقف تہ اصل اہل گھوڑ سوار اَحتوُلیس کچہ بُلبُل گہر جاجاتہ دُکھی سُن اظہار کر چھُ۔ لوکچہ

نِگوُ شئیمی پڑھ چھُ سینٹتی گھوڑ سوار سِن تربیت تے کر چھُ۔ بُلبُل پن نے گھوڑے سُن نام

دائیں کرتے افسوس کر چھُ کہ یسوُ زا سکاری ابلک گھوڑ تے اچانک دم فوٹ گس کر پھٹ

گوس جمیلہ جی ون چھس گھوڑے سُن یو عجیب نام کناری رچھ تتھ۔ در جواب وَن چھُ شِنا

زبان منز ژِ ترے رنگس یُو یئے نام وَن چھُ

بُلبُل پن نے گھوڑے سَنا کرتبن سُن ذکر ونتے کہ پن نے دورے حکومتس منز محترمہ بے نظیر بھٹو کرتب بالِ کر شاباشن دِلاسہ دِتم دُوئی اِنعام پیش کونیاں یو شاباش تہ مِہ رکچہ حوصلہ افزائی اُحتی۔

اِناری بُلبُل گھوڑ سوار ونتے پرویز مشرف تے مِہ شاباشی تہٓ انعام پیش کو یلہ آوَں مقابلس منز سرنی بدہی گوس۔ مشرف صاحب آحتو آرمی کیپٹن سنیاں حیثیت منز تے اکثر چترال ڈُوئی سنے دوران پہاڑی کھیلن خصوصاً گھوڑ سوار مقابلہ بالتے اد امتیازی جیت گسنے والن اِنعامات سینٹ حوصلہ افزائی کرتے آحتوُ خاص کرشِنا کلچر گانہ یاوَن اِنتہائی پسند دیدہ آحتہ۔

جمیلہ جی جوس پرانہ آحتہ پیرن درویشن تاویز گینڈ گھوڑن جیتنے رکچہ رگن تےِ لیس سینٹ چھوا کنژ اثر گستے۔ درجواب بُلبُل ونتے تیلہ اَن پڑھ دور آحتوُ دوئے یُو چھُ فراڈ تہ دھوکہ یاوَن دینے والہ چھُ پیٹ پوجا کرنے سن عادت اللہ سُن نام رگن رکر کنژ تے کار کرنے شروع کوتیس تھِ برکت بھرتمتِ کُذ کہ اللہ سن ذات تھِ عظیم بابرکت گویا بُلبُل شِنا زبان زانئے وول گھوڑ سوار تے چھُ توحید پسند، اللہ روئے زمین سنا مُسلمانن توحید سُن مفاد عطا کررا۔ آمین

چینی بھاشا کا تین

چینی	اُردو	پوگلی	انگریزی
نی چمایاں	آپ کیسے ہیں	تُو کہنو چھس	How do you do
ہائے کوت چھوُ	ٹھیک ہوں	جوان چھس	Quite well
ژاپئے چیں	پھرملیں گے	دُوئے مِلم	Again meeting

گجری	اُردو	پوگلی	گجری	اُردو	پوگلی
ہیلا	مرتبہ بار	ہیلہ	ہتھ ملنوکو لے	افسوس یاس	اَحت سروڑنوحتی
چوفیری	چاروں طرف	ژویاری	بانہہ	بازو	اُحت
گیری یا گدری	لڑکی	گرڈی	ٹھٹھا	مذاق	مخول
کلّنی	تنہا	یکلوُئی	اٹکا	روکا	اٹھکوتو
گال	گالی	لِکہ واہ واڑ	بڈیار	ریاکاری	بڈیمی
بھیڑا	بُرا	الکمت	سِنجان	پہچان	پرزنو
باجّ	بغیر	سِوا	مُڑ	واپس	پتوہ پھرنوُ
گلّ	بات	کتھ	دوہری	دوبارہ	دوئیے
سوہنی	اچھی	پٹھِ	اِچرروئی	جب تک	یلہ تاں
صواد	ذائقہ	صواد	بیس	بیٹھکر	بم کر
نکا	چھوٹا	نِکا	اِتوں	یہاں سے	اِت اُحتہ
ٹُرنا	چلنا	دھوں نو	جاسوں	جاؤں گا	گسا
بِھڑنا	لڑنا	بھڑنا	چِٹی	سفید	چھِتِ
سنجرنا	جذب ہونا	ژمنو	مُڑنا	چلنا	دھوں نو
تِلکن	سِلپ	ہیلو	دھیاڑی	دِن	دیوس
ڈونگولہہ	گھبراسیچے	دوگ کھلو	داخ	انگور	دچھ

جگری اور پوگلی کے کئی الفاظ ہمہ لہجہ اور ہم معنی ہیں، مثلاً ہیلا، نِکا، صافہ، سلوار، وغیرہ تعجب بھی مشترک پوگلی اور گجری زبان کا ہے۔ البتہ دِسالے اُردو میں دکھائے اور پوگلی میں شاو لتے بولا جاتا ہے۔ اور بوٹا اُردو میں درخت اور پوگلی میں کولو کشمیری زبان میں بھی کولُو اور ندی کو بھی کشمیری میں کُول کہتے ہیں۔

پس پوگلی زبان کشمیری اور گوجری زبان کی ہمنوا ہے۔ دوسری جانب زندھاری اور سِراجی کے اکثر الفاظ پوگلی قدیم بھاشا کی یاد دلاتے ہیں۔ بہر حال رامبڑ ی کا اکثر حصہ دوگری ہے۔ اور کچھ حصہ پوگلی سے ملتا ہے۔ زندھاری بولی میں لڑکے کو مٹھا اور رامبڑ ی بولی میں لڑکے کو مُنڈا کہتے ہیں۔ اور گُجری پہاڑی میں گدرا کہا جاتا ہے۔

غرضیکہ صوبہ جموں میں پونچھ راجوری سے لیکر کٹھوعہ تک بلکہ لکھن پور سے مڑھواہ واڑون اور بھدرواہ کشتواڑ کے علاوہ پوگل پرستان بانہال ٹنل تک ہر آٹھ کلومیٹر میں لہجے کا فرق اور کئی بولیوں کے مشترک ہم معنی الفاظ ہیں۔

گویا ریاست جموں وکشمیر ولداخ میں کشمیری۔ ڈوگری، لداخی، بتدریج ہیں۔ گوجری زبان نہ صرف ریاست کا حصہ ہے بلکہ یہ غالباً پورے مُلک میں پھیلی ہوئی ہے۔

پہاڑی جس کا علاقائی زبانوں میں مقام حاصل ہے۔ یہ ڈوگری، گجری، پنجابی، اور اُردو کا مرکب ہے۔ اِسی طرح پوگلی زبان بولنے والی آبادی سے ظاہر ہے کہ یہ بھی علاقائی زبان میں درجہ حاصل کرنے کی اُمیدوار ہے۔ کیونکہ اِس کے آس پاس بولیاں اِس کی معاوُن اور مددگار رہیں۔ پوگلی صوبہ جموں کے اکثر حصے پر غالب ہے۔ اِس کا حق ابھی تک در پردہ ہے۔ اِس کے وارث نہ جانے ابھی تک کامیابی کا دامن کیوں نہیں

چھو سکے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ماحولیاتی تعلیمی ادارہ جات کی وجہ سے پوگلی زبان وادب میں جدو جہد کرنا بے کار ہے۔ اِس زبان کی بڑھتی ہوئی آبادی نے یہ ثابت کیا ہے کہ موجودہ دور میں صوبہ جموں کے مختلف اضلاع میں تین لاکھ کے قریب ہے۔ ریاستی سرکار کو پوگلی زبان وادب کی تقویت کیلیئے مردم شماری کرائی جانی چاہیئے۔

چینی زبان میں ''عدیوُ شھیہ۔ شُکریہ کی کوئی بات نہیں

تُوئی کوئی شھیہ۔	کوئی بات نہیں
مئی کوعن شھیہ	میں شکریہ کرتا ہوں
سی کانگ شھیہ	آپ کا بہت شکریہ

چینی زبان سکھانے کیلئے جدوجہد

چینی ریڈیو پروگرام میں غیر چینیوں کا چینی زبان سکھانے کیلیئے زبردست جدو جہد جاری ہے چینی لوگ اُردو یا ہندی بولنے والوں کو لہجہ کی ادائیگی میں کافی فرق رہتا ہے۔ چینی زبان سے آسان افغانی اور اُس سے آسان لداخی یا نیپالی ہے۔ کاش! اگر اُردو بولنے والے کو چینی زبان پر عبور ہو تو لہجہ میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ کیونکہ اُردو بولنے والا حق ادائیگی کو دُرست انداز سے پیش کرے گا۔ اور کوئی زبان عربی رسم الخط سے لکھی جائے گی درست ہوگی۔ کیونکہ عربی زبان لکھنے والوں کو حرکات ثلاثہ زیر زبر اور پیش جزم تشدید وغیرہ کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ان ہی حرکات کی وجہ سے ادائیگی آواز درست ہو جاتی ہے۔ بہر حال مُلک چین کی چاہت زبان کو انٹر نیشنل زبان بنانے کا ارادہ ہے۔ وہاں بھی لہجہ کا فرق ہوسکتا ہے۔ لیکن چینی زبان پورے مُلک میں بولی جاتی ہے۔ انگریزی بولنے

میں بھی لہجہ کا فرق ضرور ہے۔ کیونکہ انگری اور غیر انگریز کے بولنے میں کافی فرق معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال دُنیا پر زبانیں اُسی کی عطا کردہ ہیں

پوگلی اشعار

مقابلہ سرگلیا

نہ کوتھن قتل مُلزم بے جُرم اَحتوُ
زنَ صداقت حق ادائی سُن جُرم تی اَحتوُ
مہ رو شُرم یار میں ظاہری تماشس رِکچہ
یوُ بالچھ زنٹر پرزنچھ ماہُن بھلائی رِکچہ
نظرہ سینت کوتھن قتل یوُکم جُرم اَیس ہیس
ہتھیار اَیس ہیس تلوار احتُس پرُژ گیر اَیس ہیس
تیر ژنڈ توُنی نظرہ سینت سُو ہونڈُ ما تیر اَیس ہی
تِن زہیل توُ بُڑ صبر سینت کنژ فیر ما اَیس ہیس
مسافر اَحتوُ ہجر سُن مخالف اَیسہی تھجر سُن
مقابلہ اَیسہی سَرگلیا واقعی سو اَیسہی نشیر زن
خطر ینیچھم یار محبت تار گردنُ مہ بنی گس رَم
مترہ عیا شناوَن منز خجالت مہ بنی اَیس رم
ونہ کُت یارا ہجر یکھ بُڑ بار رِگس گم چھُم
لرِٹ پرتِن سینت بتر دھاوَ انبار رِگس گم چھُم

اشعار

خوشی م کرے جادہ   اختیار خوشی چھتھ پنن غمخوار

خوشی بعد غم کرُس اختیار   غم چھتھ پانہ غمُس مختیار

سر نیاتھ تُس پٹھن پٹھُ

سُرتھ نہ تُس نرت آن گٹوُ

اُردو غالب

غیر لیں محفل میں جام کے

ہم رہیں یوں تِشنہ لب پیغام کے

رات پی زمزم پر مئے اور صبح دم

دھوئیے دھبے جامعہ احرام کے

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو

ہم تو عاشق ہیں تیرے نام کے

عشق نے غالب نِکما کر دیا

ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

ایمان مجھے روکے ہے کھینچے مجھے کُفر

کعبہ میرے پیچھے ہے کلیا میرے آگے

عاشق ہوں مگر معشوق پرسی ہے میرا کام

مجنون کو بُرا کہتی ہے لیلیٰ میرے آگے

روبہ خوش آمد

دولہ نظرن سنی چھن جوانمتی عنائت عنائت
اُنا دِیپایئے رٹم دو آز بعد ہدائت ہدائت
ہر گھیاڑے ادائی تھِ شکائت شکائت
ڈِکن نہٹہ دائیں دائیں دُوئیہ نا اُمیدی
ما شوبھی یھنی شرارت شرارت
چڑ پھیری نظر کری دھونو قدم تیز
بنی گے مِہ کچہ آز قیامت قیامت
سِلن منز دل چھن دِلن منز اُلفت
یسی ونتے حاسد حقارت حقارت
سِد ھارُن عزیزُس پنیرے تنقید رُوبہ خوش آمد
یھنیئے ہمراز یارن ندامت ندامت
یوہا کو نژھ بالنے یوٗ کِردار صنعم سُن
جنجالُس نہ یے چھم فراغت فراغت
یوہا بَیالیہ وزہ تینُ دیدارشب کرنے
کرہا بیالیہ نظر یکھ تینے قیامس تہ خواب گاہُس
آیسھیم ترنے گیٹس اجازت اجازت
ہمسفر ایسھیم عزیز مشتاق برابر تیر تاں
تینے دربارُس کتھہ کرنس یوہیم فراغت فراغت

گھاڑیئے نہ غفلت

دِلا غفلت مہ ٰکرے گیھاڑیئے یہ دُنیا ترائے لینی چھتھ
سلن غافل بنوتُس سے یہ عادت ترایئے لینی چھتھ
اِبلیس کری لیھے حرکت اَم حوا تے ٹھلی گھی اکثر
آدم آوَ پھری سعرُس سوتے پھلی گوھو مخصر
بشر چھُس زندگی سُن تُو یکا یئے ہیلہٰ توبہ کرنا یئے چھتھ
ہدایت آیا ہے اِنسانُس توسجہَ وتہ تُو ڈولسے ہر ِگز
آوَ احکام رسولنؐ پانت اُمت نا فرمان گیھے ہر ساعت
رحمت آیا یئے ضعیفن پانت یُوئی فرمان نُوئی چھتھ
نبیؐ آخر رسوُل تو حید وقرآن ِگن کری
عمل کر نیاس بہتر سے سایئے راحت ابدی چھتھ
مہَ کر نیاس پیار وُٹبر پٹُن قبر ما انتظارُس چھتھ
ترُس پُلصراطُس تیلہ قربانی کیمتی اِستھ
گرۂ ہین قربان ماہَ رمضانُس درہین روزہ پُورہ ِرت سے
فِکر رچھے روزے محشرسنی ہنہ ہنہ ِحساب دینُوئی چھتھ
قلم تلسے عزیزُن سے فقط خوف اِلٰہی سُن
گنہگار چھس سائیل آوَں شفا کرنیاس کریمی سُن
دِلا غفلت مہَ کری گھیاڑیئے یہ دُنیا ترائے لینی چھتھ

بھری بانڈ

مشرب گَہر چھم خطا کار چھس آوَں　　عفو تیری کرنیاس پروَردِگارا

تی پیدا کم چھس تُوئی رُوح نیِسم　　یقین یُوئی دِلس چھم پروَردِگارا

کوتاہی گَم چھم بشر ما چھس آوَں　　رحمان تُوئی چھس پروَردِگارا

تُوئی تار دے چھس ہونڈن بانڈن　　رنڈن تہٕ مُنڈن تُوئی چھس سہارا

تینی نِگاہ تھِ لنگن تہٕ لسن　　حرکت تُو دٕ چھس روح جان حِسن

دھرتی اَلل چھس شدید بُمبرِ لن سینٹ　　بندن اُڈل چھس ہوائی جہازن

کُولن تہٕ کنٹن ہردا ہُوخا پترن　　تُوئی جان نی چھس تُوئی جان دے چھس

کیمن تہٕ کرانٹن رزاق چھس تُوئی　　پکھیرن ہوا منز سہارا تُوئی چھس

من ونہ نہ من ونہ سرائے بندہ تینائے　　یاوَن خطا معاف کرنیاس پروَردِگارا

سوالی چھُ مشتاق تینائے برس منز　　بھری بانڈ دے چھس تُوئی دینے والا

غیور مزدور

گولمہ منجہن گنٹھے لوچہٕ منز منزل چھتھ دُور مزورا
بُخشہ گنٹھِ کری دنی نخن طولیئے یہٕ جفا مشہور مزورا

کٔذے بے کار بِمُس اُجاڑ پنجن کمبس چھس ذمہ دار
حرکت نہ کرُس نفس کریتھ بُڑو مجبور مزورا

مُلک سنی تُوئی شان چھس بلا شک کمزور تینِ جان
بٹن دبیل کری رہبرُس کوتھ حوالہ ووٹ مزورا

سیاست کارییٔے ایمان دھرم کو لُٹ مارمزورا
حالات بالیئے کم حال بنی گو رشتہ ناطن آز

غُربتُس منز یو نادار کوڑہ مالوٗ مجبور مزورا
نشہ چھتھ بڑی ذلالت بُرا ملامت نازک حالُس. آز

بیڑی سگریٹ ناستہ مُشک کرے دُور مزورا
اگر مِل گوتھ کار ٹوٹکھ سڑک گھڑنے سُن

بیلچا رتُس تیرتے بھری گس دھوڑ مزورا
غزل لکھِ کری سہارا دیئں ہیگی عزیز مشتاق ثے
جُھکے خُدائس سُوئی داتا غیور مزورا

غزلیں وقطعات

آوَ بیشاک تہ زہٹھ آخر پُٹھ مُت زندن رِکچہ آئۓ بہار پھر کر
توڑ ٹنشن گے تمام رُخصت دِنی دِلن آوَ قرار پھر ِکر
شین سیئنت گیوہا میدان خالی کولن آوَ سبزار پھر ِکر
ہر دہ گیوہا پتر سرہَ زہٹر درمنن تے آوَ نکھا پھر ِکر
زندگی سُن پنُر پُز بہار ایمان یوٗ موقع نہو یوی دوبارہ پھر ِکر
سفرِ آخر سُن کرے مشتاق ساماں تیار تیر نہو یوی سنسار پھر ِکر
خیال کرے تُو بے کسن تہ مدرسن سُن تیر نہو یوی یوٗ جنجال پھر ِکر
تارے پنِن ناوَ پرُن بکھا سُوئی واحد اَستھِ مدد گار پھر ِکر
بہتر کرے اِتائۓ عمل تُو تیر کنژ نہو مدد گار تیُن
گمُت پنِنُ یوتھِ بکار آخر تیر نہو کنژ یار تیُن
آیئس تیر نہ حمایت تینِ نہ آستھِ طرفدار تیُن
اللہ اُمید تھِ تینائے فضل وکرم سِن آم چھتھ گُنہگار تیُن
ییر تاں رچھتی تینی مولا ہمت بھری توفیق
اَیچھی سیئنت باگروتے سر، درد بمتئے اُٹھِ کری
معذورن ایئس فیر ہنکھ قدرت سنائۓ طرفہ بشرُس
نظر نہو دیتے اَد پنِنائیے عاشناوَتہَ یار پھر کر
ونے؟ کُنڈے سے گو یوٗ ماحول گڑ بڑ تہَ ابتر
مالوٗ مالی نہ دیتا اوَ.ئے خُدائی ہدائت چھوٗ بہتر

غزلیں وقطعات

رحمت رواں تھِرب سِن بَڑ بَڑ تے پریشان ثے
بے کار لوفرن سُن وقت نش تے غیرت تے حیران ثے
بدہی گے گُمراہی نِکن تہ گوڑن بس ژھوتے آسمان ثے
بے کار گم چھَ کوشش سار یئے رب نئ ائیس مہربان ثے
پھرتوٗ زمانُس زور یہوئی گرو ترائے کری نشتے گیوٗا
یہنی پھرِ تی ہوا شہر گامن بُزرگن دَور نشتے گیوٗا
گونن دِماغن فتور بھری تیسوں ادائے مغرور گیوٗا
قدرت بالے اے مشتاق مُجرم کینژہ بے قصور گیوٗا
ظالم گیوٗا پیدا تنی یوٗ بدلہ چھُ بد خصلت سُن
ژُپیئے رہ گیوٗا توٗئیں گُناہ تِسی خبرُ تھِ سرن کتھن سِن
دُرست کار کرنوٗ عالم سن خیال اَئس ذمہ وارین سُن
عقیدت احتی مومنین سِن عمل چھُ ماہ وارین سن
عشق نہ پُر ژتائے حسب نسب ذات کا سائے تھِ
تحریرِ احتی قلم قرآن ہین ہن تحریرِ حق تعمیرات تھِ
کنُڈے طبیعت پانہ واری گھابری گمتھِ
بالے اِرہُ محبت کنُڈ اِدم بکھی گاری گمتھِ
کمنی لگی گے پیارے یارُس مِلنے سنی
شائد فونُس زوزہ کتھ آز بھاری گمتھِ

غزلیں وقطعات

غفلت ِگس گے سُو پٹھُ بھری توبہ کری منظور اللہ
فخر کینژس ائیس دھن تہَ دولت پسند نہ تیسو غرور اللہ
خوف لیس آئیس موت قبرسُنِ معاف کرہی ضرور اللہ
پانہ کریے تُو نیک عمل مشتاق کنژسِ کرہی مجبور اللہ
کرے فکُر لیس گفتگو یسوہ تیِ دینو جواب چھتھ
کرہے سوچ حرکتن سِن ہنہ ہنہ دینو حِساب چھتھ
الک کارنِ جواب دیئے تُو مگر اُیگہ حذاب تے چھتھ
رچھے مشتاق اُمید رب سِن نیک عملن ثواب چھتھ
عبادت سِن قدرین کے سُو جیت گو کُھلے میدانن
غافل طھَ بالکل مست نشاہن دویئے خرافاتن
سُدرو تائے نہ ہرگِذ تیوں لکھِ پڑھ کری تے ادارن
جوانی منزیینِ رچھِ ذاتی جوانی سوئی پاس گو اِمتحانن
قسمتن بکھا لاگتے قسور وارن لِگ گستے پاز الک کارن
نہ پے تے باز الق کرنس ادَ گِلہ کرتے پنہِ یارن
سفر آختُو نیڑیئے ترائے لیھون شیطان با پارن
عمل کرہوں نیکی سنا ملامت کرہوُن بد کردارن
نہ خبُر گنتے ہمساین نہ پُرژھ غیر چھُ اعشاناوَن
صرف قدر تھِ تھدے پاوَن رِیا کارن تہ سپرفائن
سِد ہوُ نہو بالتے نا دارن سَلامہ کرتے سرمایہ دارن

غزلیں وقطعات

گرڈھِ کینژ دورنیش موت سنے کیشہ یو انجام ضروری یوی
ادَ یوی مسئلہ روزی سُن مگر رب سُن نام ضروری یوی
پرہیز ایئس فخر کرنس مگرسینتی ایمان ضروری یوی
پچھس بندہ بشر مشتاق کرے توبہ پٹھ انجام ضروری یوی
پتہ کاڑنے آوَپن نئے ٹھکانن دوُئے اے وطن دھیان تینوُئی
یہ گس ضرم سِن خطا اختیسز ا تے چھتھ بیان تینوُئی
ار کیوتھ سچائی سنا ہتو نہ کینژ تشریح قرآن تینوُئی
یے سی ون چھ آزمائش یوُئی اَحتوُ امتحان تینوُئی
تری گہَ پَرو نظر بچاوی کِر تقدیر مینن آزماتُھ
تینیاں عقلہ کار نہ کو سیر سفید نا حقایئے اُزہار رتُھ
لُنڈن تہ گُنڈن سُن اِوتدار دیانتدار بدنام آز
دِل کھٹومھٹی زبان قسم کرنس اِسلام ایمان آز
ذرہ سوچ کر کلام کر نیاس ولہامہ دیوس سلام کر نیاس
کیمتہَ کارگُل خام چھتھ تے انجام مالمن انجام کر نیاس
قدرت ربَ سِن عجب پشچم بے مچلب نہ مِلتم یار کینژ
سُکھسُ منز ہزار یار چھم اوکھے وقُتس نہ بکار کنژ

غزلیں وقطعات

یکہ ڈوس جان گس یلی تر کورمؔ بہار تہٓ سہارا مھنیس
رب گومش دِلس انترنِ تیر کور مِل قرار تہ سہارا مھنیس
پے تے قسمتن خیر کونژ ونتے پن نائے تعیت پن نی بکار اُس
طالب آس تے کمزور لِکھنِ پڑھنس ہرسال امتحانن گستے پاس
لیس پیسن سُن پیار ائیس تیس کور کینژ یار ائیس
یِس اقتدارسن چاو اَئیس سو تکلیف دے نسِ تیار اَئیس
عادت کرِس مجبور تیس سرمایہ کُذ نہ بے شُمار اَئیس
مشتاق دِل اگر کُشادہ اَئیس کُذِ نہ گیِ لاچار اَئیس

قلم نہ بی تائے لکھ لیتے حیات ومماتی
اَئیس حُکمِ اللہ سُن لِکھنس نہ شرموُ تے

انجمن کشفیہ تھنہ مالیگام پر ایک نظر

معلوم ہوا ہے کہ مستری نُور محمد مستری جان محمد اندرون شیرانوالہ پاکستان کے متواتر چھ ماہ تک مدرسے کا فرنیچر ودیگر سامان بناتے رہے۔ یہ انجمن کشفیہ کیلئے لکڑی کا سامان خالص ''اخروٹ'' اور ''حم'' بنچ، الماریاں کُرسیاں اور میز ودیگرٹی پائیاں بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ تیار کردہ مدرسہ کشفیہ میں موجود تھیں جبکہ مصنف سرکاری ادارہ 69-1968 میں جو مڈل درجہ تک دوبارہ چالو تھا بحثییت مدارس کام کرتا تھا اکثر اِسی ادارے کا خاص سامان ہمسایہ گھرانوں میں منتقل کر گیا تھا جو امانت داری کے منافی افسر تھا۔ ادارے کی لائبریری بھی اکثر لوگوں نے غبن کی تھی۔ آج دوبارہ کشفیہ آباد ہے۔ اور اِس گمشدہ املاک کا حقدار ہے۔ اِسے امانت کے طور پر واپس پاجائے۔

غزلیں وقطعات

جِگر پہ چوٹ لگتی ہے دِل فریار کرتا ہے
جِسے تُم بھول بیٹھے ہو وہ تم کو یاد کرتا ہے

سرُوتیر بیکار (مزاحیہ)

آز دوان تے بیکار ایوان تے بیکار
گیس مچہ سوچ آن قیادت بنی گے
بارنن تقاوت کنڑی ہنو طے کے
گرام سبھا آز سے ٹماٹر ہنو طے کے
کینڑ نہ ثے صداقت حمایت کری لے
سابرُس الف ۔ آئی ۔ آر شہادت بنی گے
ظالمُس تہ صادقُس تھِ تیلا یئے پہہ لڑائی
شہلائے سینٹ کنچنِ انچھ سلامت نہ رہنی
دی ہزار نوٹس صدلی بنی گے بدلی بنی گے

لہجہ ٹھکر

(نہ شوبی فرقہ پرستی)

سہَ گَس خبُر رہَ چھِ زمانہ سنے رفتارُس
گھڑِخ منز گُزری گستے زندگی شباب سنی

سبہٗ اَگس بھیت چھیِ ومرہ سنیاں رفتارُسن
گھڑخی ہوا ما اُڈی گستے زِندگی گُفتار سنی

جو بن تے رہَ تے ژور دُوس ذانیاں دوُس سنے لاڑو ذیمہ
گھٹو تے گھٹو تے گھٹی گستے گھراٹو بھائیں سنے بھاڑو ذیمہَ

ذ پتے کِس کرتے کِس عادت چھی نفع والے باپار سنیِ
ڈمُتے سرِوُ اَٹوُ بھوں آسرَہ آلودگی بازار سنیِ

بشروُ نہ ہرِگز شوب دے چھیِ فرقہ پرستی قوم سنیِ
یوِ کارا عذاب چھُ پاپ چھُ لیس ذمہ واری چھیِ قوم سنی

آخرشکایت آئے

باہمی جماعت سُن رزلٹ

باہمی جماعت سُن رزلٹ آوٹ گسنو قریب آختوٗیس منز عام علاقہ سنا تمام اُمیدوار نِکہ تہ کوٗڑہ خاص کر معززین تے انتظار احتہ بلکہ دیہی ترقی سَنا فیلڈتہٕ ورکر حلقہ صدوٗ رادٗ ذونل سرکردہ بڑ بے تابی سیئت زاٗگِ تا کہ منتری مایہٕ مبارک کرہون تہٕ لڈویا مِٹھائین بنٹ کرِ خوشی سناہوٗن رزلٹ آخرنٹ ورگُس نِس کرکشمیر ٹائمز اخبارسُن آوٗ۔ یکھ اَن پڑھ بلاک صدر بازرُس احتہ اخبار ِگن کرآوٗ۔ منتری بایہ تھوڑا تمُس تہٕ غمُس مبارک کرچھسہ وَن چھس ِکس سُن مبارک کرچھس بھائی صمدا۔

صدر صاحب وَن چھوٗ سہ پیرزادہ جناب سعید صاحب ہٕن فرزند بِلال گو باہمی پاس منتری بایہٕ وَن چھس تِی کم جو در جواب صدر جو تمام غریبن سنا کوٗڑہ نِکہ پاس گیوا یو ائیس نامیڈم جی! آخراخبارُس باٗلِ کر بلال سِرف اُردو پاس۔ باقی مضامین صرف دہ (۱۰) فیصدی یا تیس احتہ کم نمبرات منتری بایہٕ فوراً دیوان خانس گے منتری جی پننا پارٹی سنا مہنہ سمیتھ کُرسی نشین احتوٗ وَن چھس بِلال گو باہمی اُردو پاس منتری جی ون چھُ باقی مضمونن کورہو بکھاوات مُچھ پانہ بال چھُ اخبار دہ پرسنٹ فیل نمبرات لِکھ چھ۔

ادٗ گھڑِ کھ منتری جی مایوٗس گوادٗ گھاڑہ کھنجا بعدیوٗئی اَن پڑھ بلاک صدر ون چھُ منتری جی مایوس گسنا سِن ضرورت نہ تھی یمس احتو الیکشن میٹنگن سنے ماحوُلس شورشرابن

منزٚ بچارس اِمتحان سن تیاری نہ کرنے آئے ادا سہے کہے ناسخت تیاری الیکشن سن ادکئذ
ہار گئیو سم بِلال جی تیوں تے اُردو پاس کری لے۔ دوئن بائل کریس دہ پرسنٹ دوئن
مضامین فیل فیل نمبر تے آوٴ یو حال بلال بائل کر آس چھُ زیرو پرسنٹ منتری جی۔
پریشانی منزٚ بچارس بلاٴس چھُ تیوں تے مُبارک۔
منتری ون چھس بکواس کرے بند ورہِ گو ضائع بل کہ دہ پرسنٹ فیل بائل کر سُو
مالک زین کتاہ ورہِ گس ضائع بلاک صدر در جواب ونتے اہن ثے نتے پڑھایئے
کُت کرنو چھُ لیس زمانس۔ ادبلال باہمی تے پاس کرلیوی تہٕ کور ملازم بنوٴی آز چھَ ایم
اے ایم ایڈ، بی اے بی ایڈ، ایم کام وغیرہ ڈگری یافتہ نہ کونژ لگ چھَ ادکنژ مہِ بکھابال رہٕ
مہِ چھُ نہ سکول ژوٗہ تمُت حرف نہ پڑھ تمُت پوٗرے بلاٴس تلم پیٹھ کم چھُم۔ تعمیری کارن
منزٚ کنژ پاسہ کمیشن تہٕ فراڈ بلہ بناوی کر بنک والن سینٹ رل مل چھس آز پٹن پوزیشن
تے ٹھاٹھ سینٹ ورنکہ پہرس بائیک سوار گرٹھ مہین گن کر دپورتاں چکرس گس چھس، ایم
اے والہ تہٕ ڈگری والہ بچارہ ڈکنتری دائیں دوٗسس تاپ دیتے لُمرٹ فشتے چھَ۔
منتری جوس یمس یوٗ پلان نبھان دائیں لیتھ من مس بلاک صدر انشااللہ دہ ورہِ
آرام سینٹ نس سُن منتری جی چلو ٹھیک چھُ ادونے دوئین منترین سنے نِکہ کوٹرن سن کُت
حال چھُ پڑھائے سُن منتری بایہ موبائل ٹل کر منتری بائین پتہ کر سرن سُن یوٴی حال گو
اتِ اَسی اکثریت منزٚ آوٴسم آوٴں تمام ساتھی ہارو منترین یوٴی صلاح دِیوہ کہ دہ ہزار شوڑہ ۲۰۱۶
ءمنزٚ اَس پن نا نِکہ گوٹھ امریکہ۔ چین، لندن۔ برما۔ مدراس پین لوم تا کہ پڑھنے والن سنیاں

اینچھ تے پھسُن دوئی شائد ما تیر ٹیوشن پڑھ کریودس پرسنٹ فیل تہَ اُردو پاس سُن منجہ پانت سیون دُور ِگس ہی۔ واپس پھر کری تے نہ کینز حاصل گس نَنّ ییر تاں زندہ چھس پنشن پانت تے گذارہ بنویَ۔ اُنا کُت کرنو چھُ یہَ تھِ دراصل گرہن ِسن مار۔

دراصل حرام خورن آستھِ دُنیاوُس منزّ تے ذلالت تہَ ناکامی سن ماراصل منز منتری بایہَ دویہَ کھلُیا رچھ چس روپیہ یو گولوفر ِنکن سینٹ باغی بنیِ انوں اَحتوسُ پیر خاندانُس مہِ اَحتوُ بزُرگن سُن دُعا تہ پیری سُن لحاظ اد َبنوتُس منتری نتے اَحتی پگل اسنے یکس گُمبس حکمت بورڈن رشوت دینے ِسن اَناری ڈی ڈی او آفیسر تے بنی گستے ِلکھنے پڑھنے ِکچہ خدا حفاظت کرتے۔ خیر بلاگُس رم سپوئی یونیورسٹی سکریسی منزّ پیوی زان لاگنیِ ہزہ چھُ ومرہ لوکچھوُ ٹیچر آرٹی بنوی ادَ وارہ وارہ ماسٹر آخرُس ہیڈ ماسٹر بنی ِگس ِلکھنے پیرہ مہَ پیرہ۔ ِبل بناوَچھُ کنز ماسٹر جی آفیس انچارج آرڈر ِبگُس تے تیوی لکھُن بلاگُس صرف مُہرہ پانت دستخط کرنو منتری دُوییے پاسہ نظر کرونتے بلائے ِلیس آبائی پیر کار منچھل تمُت اُنسھی انَ پڑھ صدرون چھس آزکور پیرگی چل تھِ یاوُین توحید والہ وہابیائے پچھُ گامن پھرنو کامُن کیمتُ اد َبلاگُس تعویز کم بناوی دیوہی منتری جی جواب دیتے بکواس کرے بند تعویزن ِسن مہر بناوی لہو ہام ِبلال نہ چھُ گوٹھو پڑھنے لائے ییس چھُ کٹلے سُن لُٹس کٹ تہ کنن تارگی۔ آخیری شکائت ناکام گے۔

شخصی دورَاور جی ایم صادق

مہاراجہ پرتاب سنگھ کے دور میں برطانیہ سرکار نے مسٹر شارپ کو تعلیمی حالات کا جائزہ لینے کیلئے کشمیر بھیجا گیا۔ جنہوں نے شکایات جائز کو دیکھ کر اپنی سفارش کی لیکن عمل نفع میں رہا۔ اس کے بعد ہندوستان کے واسرائے دور ڈایانگ کشمیر آئے اُس وقت کشمیر میں چند مساجد اور ذیارت گاہیں تھیں۔ غلام محمد صادق صاحب پہلے ہی سے مُسلم کانفرنس کے اُمیدوار تھے **1932**ء میں شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کی رہنمائی میں (۱) محمد سعید مسعودی (۲) بخشی غلام محمد (۳) مرزا افضل بیگ عوامی تحریک کے ممبر تھے۔ صادق صاحب کو صدر دین شال کے مقابلہ میں کھڑا کیا گیا۔ اِس چناؤ میں سادق صاحب بھاری اکثریت کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ جبکہ چالیس ہزار ووٹوں میں سے ۳۳ ہزار غلام محمد صادق کو ملے۔ اور مخالف اُمیدوار شال صاحب کو صرف تین ہزار چار سو ووٹ ملے۔

جبکہ ووٹ دینے کی لازمی شرائط اس طرح سے سامنے اائے کہ وہ ۲۰ روپے لگان ادا کرتا ہو۔ اور چھ سو روپے کی جائیداد کا بھی مالک ہو۔ گتویا جی ایم سادق وادی کشمیر میں اقتصادی لحاظ سے سرفہرست تھے۔ پس مُسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں تبدیل ہونے کا اعلان اِجلاس ۳۰۔ ۳۱ ستمبر ۱۹۳۲ء اور یکم اکتوبر اِسلام آباد میں ہوا۔ تحریک مکمل و مُسلسل جاری رہی۔ سر والٹر لازنس لکھتے ہیں اِس دور میں لوگوں کو پچاس روپے ٹکٹس ادا کرنا پڑتا تھا۔ ظُلم و ستم کے حدود خوشی و غمی دونوں حالات میں بدستور قائم و دائم تھے۔ بہر حال کشمیری عوام کو طرح طرح کے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

کنبہ جی ایم صادق توحید پسند

سرگوپال سوامی آہنگر کے بعد مہاراجہ ہری سنگھ کو کشمیر کا وزیر اعظم مقرر کیا گیا، وہ صرف ساڑھے تین مہینے کشمیر میں قیام رہے۔ مہاراجہ سنگھ کے بعد سرکیلاش نارائین ہاکسر کو وزیر اعظم مقرر کیا گیا جو کشمیری تھے۔ ہاکسر نے لوگوں کو دنانے کا کام شروع کیا، اس کے خلاف زبردست جلوس نکالا گیا۔ اس میں چالس اشخاص پولیس کی گولیوں سے مارے گئے ہاکسر کو برطرف کیا گیا اور بی این راؤ کو وزیر اعظم بنایا گیا۔ اِس کے بعد رام چندر کو وزیر اعظم بنایا گیا۔

غلام محمد صادق صاحب کے والد برزگ حاجی عبدالغفار اور اُن کے دو بھائی احمد اللہ اور خواجہ عبدالصمد شال دست کاری کا کام کرتے تھے۔ اکثر کلکتہ میں دوکان تھی اور یہ زیادہ تر وقت کلکتہ میں ہی گذارتے تھے۔ صادق حاصب کا خاندان پیر فقیری اور آستان پرستی سے دور تھے۔ گویا ان کا کنبہ توحید پسند تھا۔ لہذا انہیں اہلحدیث دوسرے لفظوں میں وہابی کہتے تھے۔ اِن ے والد صاحب توہم پرستی کو سماجی ترقی میں بڑی رکاوٹ تصور کرتے تھے۔ خاصکر مولوی خواجہ احمد اللہ صاحب ضیعف اعتقادی پر مجاہد تھے۔ اِن کا توحید پسند ہمسائیوں اور خصوصاً اُس دور کے علماؒ پر گہرا اثر تھا۔ وہ فرعوئی مسائل اور رِیائی عبادات کے خلاف تھے۔ وہ واحد خد اور اُن کے نبی صلی اعلیٰ علیہ وسلم پر اعتقاد رکھتے تھے۔ اُن کا خاندان اقتصادی لحاظ سے مالدار لوگوں کے شانہ بشانہ

صدقات فی سبیل اللہ کے قائم تھے۔۔غلام محمد صادق صاحب جسمانی تین اجزاع کی معذوری کے باوٗجود بھی لوگوں کی بے لوث خدمت کرنے میں پیش پیش تھے۔اِنہوں نے ڈیموکریٹک نیشنل کانگریس پارٹی کے طور پر بھی کام کیااور جموں وکشمیر کے سرپرست اعلیٰ کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ریاست کے محکمہ تعلیم کا کام بھی وزیر کی حیثیت سے بہتر طور پر سرانجام دیا۔صادق حاصب اِنصاف پسند تھے۔غریبوں کے محتاجوں، مسکینوں، اپاہجوں کی مالی معاوٗنت اورحوصلہ افزائی تادم کرتے رہے۔

یارب تینے دربارُس رجوع کری دعا کرچھس کہ مینا ابدی خواہشات دُنیاوی خواہشات دُنیاوی خواہشاتن سنِ بنیاد بناوی کرپُور کرنیاس یارب تو کائینات بناوٗنے وول چھس کُذکہ خاکی اِنسان، ناری جنات،نوری فرشتہ سرہ تِ بکھاسجدہ کری چھگنا ہن سنِ مغفرت تُوٗی کرنے وول چھُس ایئے کائنات سنار با۔دھندہ مہِ کُچہ عقابی ذخیرہ بناویے نہ کہ دُنیاوی جمع مال۔یار بادُنیائی نفس سُن محاسبہ کری آکرت سن خوف ڈرچھم تِ سوالی چھُس یہ دُنیاوی جفاتہ جدوجہد نفس سِن محلسبہ کری خوف تہ بیت چھم۔اے مولا اِنصاف صرف تِ لبہ چھُ عاجز بندہ بشر تحفظ سنُ حقدار چھس۔کونژ اَشہ روئے سینٹت دامن بھرِ گس چھم کُذکہ آز تاں وت شاوٗ لنے والس اُحتہ دُوراحتوسُ گنا ہن منزدا گوڑی تمت باعزت اُبھ تُلیم، آحت زوڑِ کرسوالی آم چھس اے مولاقرآن، گیتا گرنتھ کنژ تے مذہب آسن نیک سبق دے چھُ کم فہم اگر یاوٗن غور کرے یقیناً سُو سِدھی وتَ حاصل کرہگ (اے مولا کلیم اللہ تجھ سے ہمکلام ہوا مگر دیدار نہ کرسکا) یلہ تیوں تینا پین تہ منتہ خلیفہ اُحتہ

اشعار قلم

قلم لِکھتی قضا رضا موت حیاتی
قلم یوٗ کِس حُکم خدا سُن لکھنوٗ نہ شرموتی
یوٗ اختیار چھوٗ لِکھنوٗ قلمُس سوچ کر سرائے
بادشاہ تے یَس لبع دم نہ ہگ چھُ بھری
یس ائیس حُکم خدایِے سُن سوٗ لیچھوٗ آخر کری
آز یوٗیس آحتُس منز آوٗ نہ چھُ ربُس بی تائے
رشوت کھیٔ کر اپُز لِکھ چھُ خدالہرُس نہ بی تائے
رائے گیمُچھ عدل انصاف دوٗکن پانت چھ دھوکھے
سمجھ نہ لوی خلقن ییر تاں پشُن دھوکھے
پاک قلم رِٹ کر اُحُس اد کرنی ناانصافی
سوچ کر قلم چلاوی یوٗتیں نہ ون کنزٕ پاپی
لشکر فوج بادشاہ سِن تے تابیعدار قلم سنٕی
گھاڑائے یہ نہ لکھنِس لگ تھِ یکھ لکیر قلم سنٕی
سرن تقدیر لِکھ تِی قلم یوٗ چھُ یکھ اِشارہ
لِکھ تمتِ کتھ کِس گے پُوری زَن چھُ یوٗ نظارہ
آدم جن ملا آئیک۔ سرت باڈٕ لُٹ خلو دبٕل چھَ
زحپ زحپ گر چھَ تارگن سارِیے اللہ وٗس لرزُو چھَ

اَپزوئ زوڑ روپین سُن بلڈنگ تھجاۓ بناوَتے اِتی
سنگ پڑی ژٹ کری عمادیۓ تہ سمودیۓ جائیہ بناوَچھااِتی
دوٗ سایۓ ہٗنل رہ حدیث قرآن کنزِ عمل نہ کرتے ہرگز
فریب اپزِ مِلاوَٹ کرتے اَدَ خوف خدا نہ کرتے ہرگز
بے موسم کونژح جھہڑی کہر سے اَدَ نہ رود تھمتاۓ ثے
دودھ رگن کنزِ جرسی گوترن ونِ دوس چھُ نہ زمتاۓ ثے
براڑ اُکھسوٗ تے تھدے کولیس دولہ ڈاُلس نہ بھمتاۓ ثے
شال اکھسوٗ تے بالی کری براڑس اَدَ سالم جان چھس کمتاۓ ثے
لکچوٗ بڈی کرِی بڑو بنوٗ چھُ آخر آمو دودھ چھُ زمتے ثے
سالم جھڑی پیوی بچہ والے کوٹھس اوتھو چھُ نہ تھمتاۓ ثے

رُباعی

بُچھہ تیس کھاللنوٗ سخاوَت زِندگانی چھتھ۔ترِ تیس پیولنوٗ اَجرسنی زندگانی چھتھ
مشقت کرے ڈھورن سینت غریبی نشی پتمالیۓ۔دِلاِسکھ دے بے سہارن اگرژروٗنی جوانی چھتھ
توٗ پنن حق دے چھس ہِگایۓ پہہ ایوانن ثے۔رہِ گوس پتوٗہ مشرب پلیٔ بے زبانی چھتھ
شاولنے آوَ کاغذی پھُل رنگین پتاوَن منز۔خوشبو کوٗریوی پھُلن سیاست بے زبانی چھتھ

مولانا شکیل الرحمان ندویؔ

بڑا گُنڈ (حال جموں)

آپ کی پیدائش مارچ 1973ء بمقام اشمار جو بڑے گُنڈ سنگلدان تحصیل گول گلاب گڑھ میں ہوا۔ آپ کے والدین نہائت پُر خلوص، ایماندار، مہمان نواز اور مشقت سے بھرپور خصائل کے حامل ہیں۔ اور دینی و عملی جذبات سے بھر پور ہیں۔ یوں تو آپ کے آبا و اجداد کسی زمانہ میں ڈوڈہ بجارنی سے ہجرت کر کے آئے اور بڑا گُنڈ میں آباد ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم بڑا گُنڈ اور میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول ٹھٹھارکہ سے پاس کیا۔ 1993ء میں دینی ادارہ مہاراشٹر مالیگاؤں میں ملت عالمیت کی ڈگری حاصل کی اور فضیلت ندواۃ العمائ لکھنو یوپی 1995ء تبلیغی جماعت میں لگاتار عربی کے دعایان دین کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔

آپ حفظ کے علاوہ دینی تبلیغ عالم دین جموں و کشمیر کی صفِ اول میں ہیں۔ آپ کے الفاظ کی ادائیگی میں اثر ہے۔ آپ کے بُلند تخیُل کی وجہ سے سامعین کی توجہ عملی حیثیت میں آپ کیلئے جلدی بے تاب نظر آنے لگتی ہے۔ آپ پُر خلوص انداز سے دینی خدمات انجام دینے میں صف اول کے مبلغ ہیں آپ نے 1997ء میں جامعتہ الصالحات کی بنیاد صوبہ جموں بھٹنڈی میں ڈالی ہے۔ اِسی ادارہ کے آپ چیئر مین کی حیثیت سے مصروف کار ہیں۔ اِس کے علاوہ آپ کے زیر سایہ کئی دینی ادارہ جات زیر

تعمیر جموں وکشمیر میں ہورہے ہیں۔ جبکہ مولانا ابوالخیر کے آپ حضرات مولانا ابوالحسن ندوی کے خاص قریب ہیں۔ آپکے والد محترم عبدالحمید بٹ محکمہ تعلیم سے سنئیر اُستاد سبکدوش ہوئے ہیں۔ یہ اعلیٰ پایہ کے دیندار ہیں آپ کے بزرگ دادا عبدالرحیم بٹ صلح کُن انصاف پسند، صابر اور ایماندار شخص تھے۔ آپ کا نکاح **1998**ء میں ٹھٹھار کہ کے معزز خاندان میں ہوا۔ اآپ کی صرف دو بچیاں ہیں۔ آپ کا نکاح ثانی بانڈی پورہ میں ایک عالمہ اچھے خاندان کے ساتھ ہوا ہے۔ تاحال اِنکےبطن سے کوئی بچہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ دینی خدمات مزید خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دینے میں کامیاب وکامران ہوں آپ نے خاکسار کا لکھا ہوا قرآن پاک پارہ عمہ ترجمہ پوگلی زبان میں ایک عظیم الشان اجتماع مرکزی جامعہ مسجد رام بن اپنے ہاتھوں سے اجرا کرنے پر اِنتہائی مسرت وشادمانی سے خطاب فرمایا۔ اور مصنف کی کوشش ہمت وجذبہ دینی خدمات پر حوصلہ افزائی کے ساتھ مبارک باد پیش کی۔ مزید براں اپنے علاقہ حلقہ سنگلدان کے اُساتذہ ومعلمین کے بنیادی اُستاد ہونے پر اللہ سے بزرگان مترجم قرآن پر دُعائے مغفرت سے اپنا خطبہ اختتام پذیر کیا۔ ناچیز غالباً آپ کے تمام خاندان کا بنیادی اُستاد ہونے کے ناطے بعد نماز دعائے خیر وبرکت تاحال کرتا ہوں اللہ قبول فرمائے۔ آمین

عزیز مشتاق پوگلی

پسو حِکمت سے اِنسان کی پناہ میں

پسو نے شیر کو کاٹا شیر کا خون پی کر مستی میں کود پڑا۔ شیر نے پنجے سے پکڑ لیا۔ اور اپنے ناخن سے مسلنے لگا۔ پسو نے عاجزی سے عرض کیا۔ اے جنگل کے بادشاہ مجھ جیسی ناچیز کو مار کر آپ کو کیا ملے گا جبکہ آپ تمام جانداروں کے خون کا مزہ لے سکتے ہیں۔ شیر کے منہ میں پانی بھر آیا اور پِسو کو آزاد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ شیر نے کہا میں تجھے چھوڑ دوں گا بشرطیکہ تم تمام جانداروں کا خون ٹیسٹ کر کے آؤ اور یہ معلوم کرو کہ کس جاندار کا خون مزیدار ہے۔

پِسو کود پڑا چلا گیا تمام جانداروں کا خون ٹیسٹ کرنے پر اِنسان کا خون سب سے زیادہ مزیدار پایا۔ یہ گہری تشویش میں پڑ گیا اور نتیجہ پر پہنچا کہ اگر میں شیر کو سچ بتاؤں کہ اِنسان کا خون سب سے مزیدار ہے تو یہ اِنسان کا خاتمہ کرے گا اور میں سردیوں میں اِنسان کے بستر میں پناہ لیکر اِسی کے مزیدار خون پر پلتا ہوں۔ پس بہتر ہے کہ اُس نے واپسی پر شیر کو اپنی رپورٹ دی کہ سب سے زیادہ مزیدار خون کُتے کا ہے۔ چونکہ کُتا برستی بارش یا برف میں ہی پناہ رکھتا ہے۔ اِسی لئے شیر کُتے کا جانی دُشمن ہے۔

کم تھیا گستے یکھ دی گھُٹ پینے سیئنت ساقی
کنجنے ارمانن غلط معنے کاڑوتے ثو تُو ساقی

ہمسایہ مُین

مَس مسہا یو روڈ نِستو چکرس چھتھ تِی پٹھ زوڑ سینٹ
دُعا کر چھتھ بالنے والہ تِی لیس زت مہ کھوڑ آسرا

خاموش خلقت آز گستے مست نظرن تینے سینٹ
مست ترائے چھتھ دنی وٹرن سینٹ پشتِ کمر شوب آسرا

انچھ بھومن تریل پھسَ چھتھَ گُلاب پوش حیران گو
دُعا کر چھوُ تینے حُسن حالُس بڑی و مُرتِی آسرا

مینے پیارسِ تُوئی ونہے کُڈے یو کرچھُ مان مانی
تیں مایئے سفرس کور وأت بھوں لال زاری آسرا

لکھنے والسِ نہو غم کینژ سو لکھِ لے چھُ کاغذن
کنژ لِکھی آز شوق سینٹ ہمہ پایہ مینُوئی آسرا

بالے مشتاق تینا اشعار پوگلی زبأن سینٹ سر بہ سر
تُپ ژانڈ کرُن پتہ زندگی بعد تیر خیر خواہی آسرا

سایہ مین

تیناۓ سِوا کنژ جوانمتی زوسناکھنڈی آسرا
نظرن نہ اُخسیوہی پھُل رَحتی ژڑی ژنڈی آسرا
تاپہ ٹکوُ زنَ تیناۓ مویُس چھُ آز خد وخال
تین کتھ آز دردہ بھری تھِ کُڈے نہ ژنڈی آسرا
ژپ دب گستے عالم تہ ظالم تینیاں یکی نظرہ سینت
کیتوہ مُدر و پیالن بھری چھُ سوالہ رختوُئی آسرا
تینُ گواش پشہا بیڑی زن تاقہ شیشن منز
یُو پُور سفرس تِی سینتی شب ساری آسرا
روع دار زخمن راحت دیوی شہلاییے تینِ
دولہ نظرن مہِ بکھا بالے توُ کینژ شمار مہ آسرا
نارہ فِرٹن پھُک دائیں رحِی نِستھِ ژارن اُبھی
وتن چھک چھَ نارہ فَرہ یاوَن خار زاری آسرا
جفا والِس کور کری ہیگ کنژ یکھ مان مانی
یُو پُور سفرس تہنوُئی کنژ شہسواری آسرا
غور کوا کنژی کور آوَسم زندگی پتہ کورہ گسم
مشتاقؔ آز اِسراف کہر ادا لاچاری آسرا

اِنسان آس حام

اگر اِنسان آسہام اَسی تڑفوحام نہ جھگڑوحام
صبر آیسِی دِلن منز بس نہ اُچھلوحام نہ بھڑکوحام
عداوت رٹِ تھِ دامن دژُ سخاوت رِگس گمَتی بے کار
بغاوَت آئیں نہ اِت سردار نہ جھگڑوحام نہ رگڑُوحام
اِنصاف گس گمتُ غائب گُوز گژہ رِگس گمتھِ بحال
غریبُس رِگس گمُت ہُونی حال بالہام لیں نہ جھڑکُوحام
پھُل ہی کنڑ اِتی گلاب زن نہ آیسِی سود لالے زن
تڑپ ایس ہیس غریبن سِن مِل کری تسِی مُشکوحام
مفلس اَیَس یکلوُئ کنڑ تیں بکھا نہو نگاہ کری کنڑ
طُلہام اُبھائے یتیمن اَس ادایئے اَس تے ژِلکُوحام
مشتاق وِمتے اُڑجڈن سے مہَ تراوَ قدم تُس گڈن ثے
کرہام عمل ہنہ ہنہ اَس ادایئے بڑھ لوُکچہ سُر تھوُ حام

سیاست نہ آس

سیاست آس تھِ واندرُ چال لیں ڈالُس تہ تیں ڈالُس
رہبر آیسِی تعمیری مقتبع کنڑ تیسی سرایئے مل کری مُشکوحام
غیرت گس گمتھِ ویران عاقل رِگس گمُت حیران
پڑھِ کری زڑی گمُت اِنسان نتے ترقی بکھا کڈے نہ سرگُوحام
کم کم جوان شُو بوتہ اشُگلتہ زمانن
مشرلتہ آز حسیں خواب تہِ زمانن

آدم تہ حوّا

دِلا غفلت مہ کری گھاڑیئے یہ دُنیا ترائیے لینی چھتھ
سلَن غافل بنوٗتُس تے یہ عادت ترائیے لینی چھتھ
اِبلیس کری لیہے حرکت حواتے بھُلی گھے اکژ
اُدم پھری آوٗ سفرٛس سُوتے بھُلی گوہو مخصر
بشر چھُس زندگی سُن توٗ یکائیے ہیلہ توبہ کرنائیے چھتھ
ہدائت آیۓ اِنسانُس سجہ وتہ ڈولسے ہرگِز
آوٗ احکام رسوٗلنؐ پانٛت اُمت نافرمان گسیے ہرگز
رحمت آیۓ ضیعفن منز یوٗئی فرمان مَثنوٗئی چھتھ
نبیؐ آوٗ آخری رسُول توحید وقرآن گِن کری
نہ یوٗئی اُنا کنژ پیغمبر ہدائت سنی کِتاب کری
عمل کرنیاس بہتر تے سائے راحت ابدی چھتھ
تراوُس پُلصراطس تلہ قربانی کمتِ آسیتھ
مہ کرے پیارو برُ پنُن ٹبر ما انتظارُس چھتھ
گژہین قربان ماہِ رمضانُس درہین روزہ سالم رِت
فِکر کری روزے محشرسنی ہنہ ہنہٗ حساب دینوٗئی چھتھ
دِلا غفلت مہ کری گھاڑیئے یہ دُنیا ترائیے لینی چھتھ

بُچھہ ہتیس کُت وُنس فُر ویٹر چھُ تیس پلاوٗ۔ نینده ہتیس کُت کرُس نیندر پے چھس گرٛ ده منز پڈه بھٔری تھٕ توڑشین اپچھی بھُومن اوش زن۔ بھُمر گنگرائے کرتے ژوپاری اُڈتے جہاز زن ترٛہی ہتیس حال بالو ونتے دام دیوہا سمندرن۔ عزیزٕس صبر چھ کافی کونژه ہم چھُ منز قلندرن یار کٔڈی چھم بیتڑ واره وارئی زپتے چھم۔ بیڑے بیڑے گستے چھس آوٗں دُور دُور نشتے چھم سٹھی دوله نظریکھ یاد پے چھم دیتے دیتیئے یاد آم۔ لورکولیس کاٹھ ٹھلِ کری پتھر وستائے یاد آوٗ

گھاڑیئے شِکائت

دوله نظرن سنی چھن جوانمتی عنائت
اُنا دیپایئے رٹُم دو ہدائت ہدائت
گُب پہہ ہُن چھسم دیپایئے تیلیئے پہہ
اَد ہر گھاڑیئے کٔڈی تھٕ شکائت شکائت
ڈِکن مہٹہ دئیں دُویئے نا اُمیدی
یتوہ کرِی تے شوبھا شرارت شرارت
چڑی پھیر نظر کری دھونتے قدم تیز
مہِ کِچھ آز بنی گے قیامت قیامت
سنٛس منز دِل چھن دِلن منز بھری درد
یسی ونتے حاسد حقارت حقارت
یوہا کونژه بالنے یو کردار خوش آمد
بیالیہ وز یوہا ٹیُن خواب گاه بالنے
گیٹس ترنے اَیسہیم اِجازت اِجازت
سِدھارُن عزیزٕس پتہ بیر تنقید روبائے خوش امد
یہنائے یار دوستن تھٕ ندامت ندامت

ریاست میں
زباں کی خیر خواہی بولیوں کی حوصلہ افزائی

کسی بھی زبان کو فروغ دینے اور اسے مقبول بنانے میں ادبی انجمنوں کا رول بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً ادبی تقاریب کا انعقاد کر کے لکھنے والوں کو نئی تحریک بخشتی ہے۔ ریاست جموں و کشمیر کی مختلف بولیوں کی ترقی و ترویج کیلئے ادبی انجمنیں اُنیسویں صدی کے وسط سے ہی سرگرم رہی ہیں۔ ادبی تواریخ کا مطالعہ کرنے سے صاف عیاں ہے کہ کئی ریاستوں میں مختلف بولیوں نے زبان کا مقام حاصل کیا ہے۔ یہ غیر سرکاری ادبی اداروں، مشاعروں، سیمیناروں، ادبی بحث مباحثوں اور تقاریب کا اہتمام کر کے ہی انجام پزیر ہوا ہے۔

ریاست جموں و کشمیر میں آزادی سے پہلے ادبی انجمن بزم سخن جموں نے اُردو زبان کی بے حد خدمات انجام دی ہیں۔ اِسے سرکاری زبان کا درجہ حاصل کرنے کے باوجود بھی سرکار اِس زبان کے تیئں وہ برتاؤ نہیں کر رہی ہے جو اِسے کرنا چاہیئے تھا۔

بزم سخن جموں کا قیام ۱۹۱۲ء میں عمل میں لایا گیا ابتدا میں اس کی دو میٹنگیں منشی غلام حیدر چستی کے گھر پر منعقد ہوئیں تھیں۔ اس کا مقصد شاعری کو فروغ دینا تھا لیکن ۱۹۳۲ء میں یہ محسوس کیا گیا اسکے اغراض و مقاصد کا دائرہ وسیع کیا جائے۔ اسلئے ۱۹۳۲ء میں اِس بزم کا قیام

نوجوانوں نے لایا۔ سرگرم نوجوانوں میں مرزا مبارک بیگ، شیخ غلام محمد خان عبدالحکیم شروانی، پیش پیش تھے۔ ۱۹۴۷ء تک یہ بزم قائم رہی ۱۹۴۲ء میں کشوری لعل کو اس کا صدر بنایا گیا تھا۔ بزم نے ادبی مشاعرے کروائے اِس سے جموں میں ادبی محفلوں میں چہل پہل ہوئی۔ صوبہ جموں کے ضلع ڈوڈہ موجودہ ضلع رام بن میں مختلف بولیاں بولی جاتی ہیں۔ اِن میں پوگلی اور اس کی معاوَن بولیاں زنُدھاری، رامبڑی، سیرازی اور بھاٹلی ہیں ۱۹۹۶ء سے قبل پوگلی بولی کے نامور شاعر عزیز مشتاق پوگلی نے لکھنے کی جدوجہد شروع کی غالباً ستر کی دہائی میں عبدالرشید ذولفقار اور مرحوم عبدالجبار منظور پوگلی نے بھی پوگلی میں لکھنا شروع کیا۔ ابتدا میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بہرحال لِتھو پر چھوٹی چھوٹی کِتابیں منظر عام پر آئیں۔ اِس کے بعد مشتاق پوگلی کی مکمل جدوجہد پر اِس کا نان پولٹیکل اور بعد ازاں ۲۰۰۱ء میں رجسٹریشن کروایا اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کو پوگلی زبان وادب کی جانکاری دی رفتہ رفتہ اُس وقت کے جنرل سیکرٹری جموں وکشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگوئجز جناب محمد یوسف ٹینگ کے ساتھ تعارف ہوا۔ جناب والا نے ''منظوماتِ شروا'' جو مشتاق پوگلی نے لکھی تھی اپنے مبارک قلم پوگلی کی اہمیت وافادیت پر تفصیلاً لِکھا ہے۔ نامسائب حالات کے ہوتے ہوئے بھی مشتاق پوگلی کو باجرأت قلمکار اور صبر آزما کہا ہے۔ مشتاق پوگلی نے بے شُمار مشاعرے ضلع رام بن کے اطراف واکناف میں کرائے اِس پر کافی پزیرائی ہوئی ۱۹۹۶ء سے ۱۹۹۸ء تک مرحوم اِسماعیل اثرؔ بھی ہمسفر رہے۔ علاقائی بے جا تنقید نے اُنہوں نے بزم ادب کی سرپرستی چھوڑ دی۔ مشتاق پوگلی اِس بزم کے نائب صدر تھے۔ پوری ذمہ داری اُن پر ڈال دی ۲۰۰۳ء میں چند اِنتشار پسند لوگوں نے اِس بزم کے تانے بانے کو منتشر کرنے کیلئے کوہستانی بزم کا ساتھ دیا۔ اور نام نہاد چناؤ

کروایا۔ جو اکیڈیمی سے گرانٹ مالی معاونت ہونے کے باوجود بھی ۲۰۰۳ء سے ۲۰۱۸ء تک بُری طرح سے ناکام ہوئی ہے۔ اِس طرح سے پوگلی زبان وادب سرد خانے میں رکھا ہے۔ جو پوگلی ادب سے کھلواڑ ہے اور بزرگ قلمکاروں اور خاص کر بڑھتی ہوئی پوگلی زبان وادب کو بُری طرح سے نقصان کا باعث ہے۔

شعرأ کے بارہا اسرار پر بھی اِن تخریب پسند لوگوں کو احساس نہیں۔ پوگلی بزم ادب کے ریکارڈ واملاک کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نام نہاد صدر سیکرٹری پر ٹالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ گویا لِکھنے کی صنعف کو بُری طرح سے مِٹایا جارہا ہے۔ خالق قدرت ہی ایسے زبان وادب کے وہ بھی پسماندہ دُور دراز سے تعلق رکھنے کے حریف تخریب کاروں کو نیک ہدائت دے

بندگی تھ بڑی عبادت زندگی ماکھیل تھِ۔ بندگی مشرلتمِتی اَیس شرمندگی ماترتھ زندگی مصروف نہ ایئس اتِ بڑی مُشکل تھِ زندگی۔ بندگی ایئس مکمل آسان بنوی ابدی زندگی

جوانی سنو چھُ یکھ بکھائے نشہ۔ نہ ڈر چھس کُچُھن نہ خوفِ خدا

جوانی منز اِنسان مغرور چھُ۔ ادائیے خدایوس آحتہ دُور چھُ

جوانی خطا اَن سنوُ نام چھُ۔ جوان خطا کری بد نام چھُ

کری جوانی منز کنژ نیک کار۔ فرشتن سیئت ایئس تیس تیر مقام

جوانی منز کری یوُ جھکِی کریِ دُعا۔ نہ کریس ہر حال مشرب لیس خدا

ژندرزن جوانی چند دُوس چھس۔ قدر کریِ نہ مشتاقؔ کم چارہ چھس

پوگلی زبان میں تحریر کتابوں کا اِجرأ

اُردو روزنامہ کشمیر اعظمیٰ

رام بن: ایم ایم پرویز ۱۶ جنوری ۲۰۱۴ء نواحی گاؤں سُندھ گلی میں منعقدہ ایک تقریب میں عزیز مشتاق کی تحریر کردہ دو کتابوں کا اجرأ ہوا۔ رسم اجرأ ممبر اسمبلی اشوک کمار ڈوگرہ کے ہاتھوں سر انجام پائی گئی۔ (۱) منظومات شرواً (۲) تحفہ عازمین حجاج (۳) شہلائے رسم رونمائی کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے ایم ایل اے موصوف نے کہاہ پوگلی زبان وادب سے مالا مال ہے اور اسے کتابی شکل دینے میں مشتاق کٹوچ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے کہا ریاست اور بالخصوص غیر منقسم ضلع ڈوڈہ ایک گل دستے کے مانند ہے۔ جہاں مختلف زبانیں تہذیب وثقاتیں پائی جاتی ہیں۔

تقریب میں موجود چیف ایجوکیشن آفیسر رام بن محمد اشرف راتھر نے کہا کہ پوگلی ادب اِس علاقے کی عظیم ثقافتی وراثت ہے جسے فروغ دیئے جانے کی اشد ضرورت ہے۔ تاہم اپنی آنے والی نسلوں کو یہ تحفہ پہنچاسکیں جو ہمارے اسلاف ہمیں امانت کے طور پر دیا ہوا ہے۔ تقریب میں زبان وادب دوست حضرات کے علاوہ مقامی شہریوں، طلاب اور اُساتذہ کی بھاری تعداد موجود تھی۔

خلوص وفا سُن جذبہ پیدا کرو دِلن منز — عداوت چھوز ہر دار مول تفاوت سُن
ظلم مِٹاوُ تھن فقط نور بھرو دِلن منز — صاف وپاک نیکی بھروُ پُورہ کرو دِلن منز

زبان وادب سے اُلفت

ریاست جموں وکشمیر کے نمائندگان بھی اپنی غیر معمولی فراغت میں تحریر وادب میں مصروف رہے ہیں۔ گویا زبان وادب کے خدمات انجام دینے کیلئے مصنفین نے گریز نہیں کیا ہے۔ جیسے آتش چنار شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ نے ۱۹۸۶ء میں لکھی ہے۔ (سرینگر) (۲)۔ داستان حیات سید میر قاسم کے قلم مبارک سے تحریر ہوئی ہے ۱۹۸۵ء (۳) یادوں کے چراغ جناب ڈی ڈی ٹھاکور کی تحریر کردہ کتاب انگریزی میں اور اسکا ترجمہ مرحوم محمد حسین حسینؔ زراڈ وادی نیل نے انجام دیا تھا۔ (۴) عمہ پارہ ترجمہ پوگلی بھاشا عزیز مشتاقؔ پوگلی (۵) تواریخ پوگل پرستان مصنف محمد اسماعیل رونیال اثریؔ۔

پوگلی زبان وادب دوست مصنفین کے علاوہ عام جنتا کیلئے سبق آموز ویادگار موجود رہے گی جبکہ انجہانی ڈی ڈی ٹھاکور نے کن مراحل سے طے کر کے قلیل عرصہ میں ریاست جموں وکشمیر کی جنتا خصوصاً اپنے پوگلی بھاشا بولنے والوں کے اہم کارہائے نمایاں پایہ تکمیل لائے تھے۔ اور پلاننگ میں رکھے کام اُن کی وفات کے بعد بھی مکمل ہوئے ہیں۔ بالا شخصیات کی آتماؤں کیلئے شانتی وراحت کی دُعا رب کائنات سے طلب کرنی چاہیئے۔

مُسلمان اور اِنتشار

تاریخ میں عروج وزوال کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ یہ خدائی قانون ہے۔اگر
اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا ہے لیکن اللہ
تعالیٰ دُنیا والوں پر بڑا افضل کرنے والا ہے۔قوموں کے زوال میں بھی خدائی حِکمت
پنہاں ہے۔اور قومیں اپنی ناعاقبت اندیشیوں کی بنا پر ہی زوال پذیر ہوتی ہیں۔چنانچہ
ایک دور تھا جب عالم اسلام اُفق عالم پر لہرا رہا تھا۔پوری دُنیا میں اسلام اور مسلمانوں
کا سِکہ چلتا تھا۔بری اور بحری تمام دُنیا پر اسلامی سلطنت تھی۔باطل اور شر پسندوں کو ہر
دم اپنی گوشمالی کا خوف تھا۔ہر جگہ امن وامان کی فضا قائم تھی لیکن جب مسلمانوں نے
دین اِسلام اور اپنی خودداری کا سودا کر لیا تو پوری دُنیا جہنم کدہ بن گئی خود مسلمان اپنی
شناخت چھپانے پر مجبور ہو گئے۔تاریخ کے مطالعہ سے عیاں ہے کہ تقریباً آٹھ سو سال
تک مسلمانوں کے عروج کا زمانہ رہا ہے۔اِس کے بعد جوں جوں اِن کے ایمان
ویقین میں تنزلی آئی اِسی پر دُنیا میں اِن کا رعب بھی کم پڑنے لگا۔

آج پوری دُنیا میں مسلمان مشکوک ومظلوم بن گئے ہیں۔اب اِس کے
خلاف ایسے ہتھکنڈے اور پراپگنڈے اپنائے جارہے ہیں کہ اِن سے بنرآزما ہونا
بھی مشکل نظر آتا ہے۔سیاسی سماجی معاشرتی اور علمی ہر سطح پر اِس کو دبانے اور کم تر
دکھانے کی مکمل سازشیں ہو چکی ہیں۔ایک وقت تھا کہ ایک مسلم قانون کی آواز پر

سلطنت اِسلامیہ کے کان کھڑے ہو جاتے تھے۔ مگر آج چاروں اطراف ہزاروں مسلم بہو بیٹیوں کی چیخ و پُکار ہے اور وہ اپنی عزت و آبرو کی دہائی دے رہی ہیں مگر کوئی اِن کی مدد کو تیار نہیں۔ اِس وقت پوری دُنیا میں پچاس سے زیادہ مسلم ممالک ہیں لاکھوں کی تعداد میں مسلم این جی اوز اور دفائی ادارے ہیں۔ ہندوستان میں بھی مسلم بے شمار ادارے کام کر رہے ہیں۔ مزید براں مدارس و علماً جن کو مسلمانوں کا سفینہ نجات بتایا جاتا ہے پوری دُنیا میں موجود ہیں۔ بلکہ صرف ہندوستان میں پچاس ہوار سے زیادہ مدارس ہیں اِس کے علاوہ دفائی تنظیمیں دیگر ادارہ جات ہیں۔ لیکن بے چینی کے شکار ہیں۔ مُسلم فرزندان کے خون سے دُنیا لالہ زار ہے۔ مستورات کی عزت و آبرو کو داؤ پر لگایا جا رہا ہے۔ نو جوان معصوم بچوں کو آگ کا ایندھن بنایا جا رہا ہے ان کے حال پر کوئی ترس نہیں کھاتا۔ کیا کبھی ہم نے غور کیا ہے کہ کِسی چیز کی تڑپ نے پیارے نبیؐ کی نیند و راحت کو روکا تھا؟ وہ کیا چیز تھی جس کی خاطر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا اور اسلام کی خاطر عمر فاروقؓ نے رات کو آرام کرنا ترک کر دیا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ نے شہادت کا جام نوش کیا۔ برعکس اِس کے آج مسلمان نوجوان شام کو مے خانے میں مست عیش و عشرت کے جام لُٹائے رقص و سرور کی محفلیں سجائے اِس ناپائیدار دُنیا کو جنت سے تعبیر کرتے ہیں۔ عیش و عشرت کے سامان کا ذخیرہ کرتے ہیں اور مالیات کو گھروں کے علاوہ بنکوں کی تجوری جمع رہنے میں مصروف کار ہیں۔ آج اُمت مُسلما کے حال پر غور

کرنے پر رونے ولا آنسوں بہانے والا درد و تکالیف قتل و غارت پر فکر کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اُمتِ مُسلما تو دُور کی بات ہے اپنے گاؤں ہمسایہ، پڑوسی یا قبیلے پر ترس کرنے والا بھی مسائل وملامت کا تصفیہ کرسکتا ہے۔ لیکن ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہم انفرادی ٹکروں میں بٹے اپنے رکردار و چلن کو کھو بیٹھے ہیں کوئی کسی مکتبہ فکر کی اتباع کرتا ہے۔ کوئی ایمہ اربعہ کی پیروی کرتا ہے تو دوسرے اُس کو بُرا بھلا کہنے والے ہیں۔ کوئی اولیاءَ اللہ کو پوجتا ہے۔ کوئی قبر کو مسجد بناتا ہے تو کوئی ماہ حرام میں اپنے جسموں کو لہولہان کر کے شہدائے کربلا کو خراج عقیدت پیش کرنے کے زعم میں مُبتلا ہے۔ غرضیکہ جس کے من میں جو آتا ہے کرتا ہے۔ کیا کوئی ایمانداری سے بتا سکتا ہے کہ وہ اِن اختلافات سے اُمتِ واعدہ کیلئے کچھ غور و فکر کرتا ہے۔

آج پوری باطل اور طاغیوطی طاقتیں مسلمانوں کے خلاف متحد ہو چکی ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ یہودیت اور عیسایت کا اتحاد نہیں تھا۔ لیکن اب وہ بھی متحد ہو کر مسلمانوں کے خلاف نت نئے تخریب آمیز کردار سے پیش آرہے ہیں۔ ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کی دیگر مما لک سراہنا کرتے تھکتے نہیں تھے۔ مسلمانوں نے راجپوت وشودر یا چھوٹی ذوتوں کے درمیان یکجہتی وہم آہنگی کے بیج بوئے تھے اور اعتماد ورواداری بلکہ مساوات کے نمونے پیش کیئے تھے۔ تاریخ اِس بات کی گواہ ہیکہ جہاں کہیں بھی فرقہ پرستی نے جنم لیا۔ اِس نے مُلکوں میں اِنتشار کا بیج بویا اور پیار والے دلوں کو توڑا۔ امن وسلامتی میں رخنہ ڈالا۔ بھائی چارے میں تفاوت ڈال کر

ذاتی مفادات پر ڈٹے رہے۔ اِس سے اِنسانیت کا بُری طرح سے زیاں ہوتا رہا۔

براعظم ایشیاءَ کا ایک مسلم مُلک اِنڈونیشیا ہے۔ اِس میں ایک چھوٹا حصہ تیمور ہے۔ جس میں عیسائی اکثریت آباد ہے۔ اِسی طرح سوڈان جہاں مُسلم حکمرانی تھی اِس کے ایک حصے میں عیسائی اکثریت ہے پوری دُنیا کے عیسائیوں نے ملکر اُنہیں اپنے ملک سے الگ کردیا۔ ان اِن دونوں ملکوں میں بٹوارہ ہوگیا۔

ہمارے ملک میں بھی اِسی قسم کی سازشیں چل رہی ہیں جو فرقہ پرستی کی ہوا پھیلا رہی ہیں۔ جو انتشار پسند لوگ ملک ی سلامیت کے حق میں نہیں ہیں وہ کیا ضمانت دے سکتے ہیں کہ سیکولر روایات کو لیکر امن وشانتی کا ماحول قائم رکھیں گے۔ کیونکہ ٹکڑوں میں بٹے ہوئے دوسروں کی مدد نہیں کر سکتے ہیں۔ آج کس قدر حیرت وافسوس کا مقام ہے کہ آنے والے دور میں اتحاد و بھائی چارہ کو چھوڑ کر باہمی تفریق کا شیواہ اختیار کیا جا رہا ہے۔ علم وحکمت سے منہ موڑ کر ذلالت وجہالت کو مقصد حیات سمجھ لیا ہے۔ اِس طرح سے قومی درد اور سود وزیاں کا احساس ختم ہو رہا ہے۔ اب دِل میں صرف اپنی اَنا نے جگہ لے رکھی ہے۔ ایسے لوگ پہلے فکری اختلاف کے شکار ہوئے اور پھر وہی اِختلاف زات کا مسئلہ بن گیا۔

اِسلامی تاریخ میں حضرت علیؓ اور حضرت امیر معادیہؓ کے مابین بھی اختلاف ہوا مگر اُنہوں نے کبھی بھی یہ اپنی ذات سے منسوب نہیں رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک عیسائی بادشاہ نے حضرت معادیہ کو حضرت علیؓ کے خلاف ورغلایا تو حضرت

معاویہؓ نے سخت الفاظ میں جواب دیا کہ ہمارے ذاتی اختلاف سے تم دھوکے میں نہ رہو۔ اگر تم نے حضرت علیؓ کی طرف رُخ کیا تو حضرت علیؓ کے جھنڈے تلے سب سے پہلا سردار جو ہماری گوشمالی کیلئے آگے بڑھے گا وہ معاویہؓ ہونگے۔

کاش! آج ہمارے دِل بھی ویسے ہی ہو جاتے کہ ہمیں بھی اُمت کا غم وفکر ہوتا۔ جب بھی ہم آنسوں بہاتے تو اُمت کیلئے اور اگر بولتے تو اُمت کی فلاح و بہبود کیلئے بولتے اور اگر چلتے تو ہمارا قدم اپنی قوم اور مُلک کی کامیابی کیلئے اُٹھتا ہے برعکس اِس کے ہمارے جذبات ٹھنڈے پڑے ہیں احساسات وافکار زنگ آلود ہیں۔ ہر جگہ بدنامی اور رسوائی ہے۔

ہندو مُسلم کی وراثت

پوگلی زبان وادب

دُنیا میں ہر جگہ فرقہ پرستی تعصب وتنگ نظری کا ماحول ہے۔ باطل اپنی تیاری کے ساتھ ہماری اشیائے خورد ونوش اور ذرائع مواصلات پر قابض ہے۔ مگر نا اُمیدی کُفر ہے۔ دورِ حاضر میں ہمارے لئے دو اہم کام ہیں اول مسلمانوں کے قلوب کو ایمان ویقین کی روشنی میں منور کرنا دوم اِس کی روشنی سے پورے عالم پر چھائی ہوئی جہالت کے تاریک پردے کو چاک کرنا ہے۔ ہمارے قائدین اور عمائدین مِلت اِس مسئلے کو حل کریں کیونکہ اب وقت آپسی اختلاف وانتشار کا نہ رہا۔ مناظرے اور مباحثے کا بھی وقت نہیں جبکہ تارتاریوں نے بغداد پر حملہ یا تھا۔ وہاں کے علماءٗ اس بحث میں مشغول تھے کہ آیا پانی سے استنجا کیا جائے یا مٹی سے کیا جائے اور کون سا اِستنجا افضل ہے۔ اگر ہم بھی انہیں جزوی اختلافات میں گھیرے رہیں تو جواُن کا حشر ہوا تھا اُس سے کہیں زیادہ بُرے حالات ہم پر بھی آنے والے ہیں۔ اسلئے ابھی وقت ہے کہ ہم عقل سے فروعی اختلافات بالائے طاق رکھ کر ایسے مسائل پر غور کریں۔ کیونکہ ارشاد نبوی کے مطابق پوری اُمت جسم کی مانند ہے اور اگر جسم کے کسی حصے پر تکلیف ہوگی تو اُس کا احساس پورے جسم کو ہوگا۔ درد تمام جسم پر سرعت کر جائے گا۔ اللہ قادر مطلق ہے اُن کے دربار

میں تحفظ کی دعا مانگی جائے تو یقیناً قبول ہوگی جیسے عبدالمطلب نے حفاظت کی دُعا مانگی تھی۔اور کہا تھا کہ کعبہ جس کا گھر ہے وہ خود تحفظ کرے گا۔لہٰذا ہم عزم کریں کہ قوم کے درد کو ہر دم اپنا درد سمجھیں جیسے آپؐ کے دِل میں موجزن تھا۔اور ہم زندگی کے آخری لمحات تک اللہ اور اُس کے رسولؐ برحق کے فرمان کے مطابق اپنی زندگی گذاریں۔ورنہ ہماری یہ ساری محفلیں ادارے اور ساری انفرادی کوششیں رائیگاں جائیں گی۔اور ہم اپنے مقصد میں کامیاب بھی نہیں ہوسکیں گے۔متذکرہ امور کی انجام دہی پُر خلوص زبان وادب سے ہی ممکن ہے۔صوبہ جموں میں خصوصاً پوگلی زبان کے تاریخ دان ادیب وشعراٗ کو تعصب سے پاک قلم تحریر کو بروئے کار لاکر انتشار تضاد اور علاقہ پرستی بالائے طاق رکھ کر زبان وادب کی خدمت کرنی چاہئے۔جبکہ یہ ضلع رام بن میں اکثر معاوُن بولیوں کے اِشتراک سے اور کشمیری زبان کی قدیم شاخ کی حیثیت سے علاقائی زبانوں کے ساتھ اپنا مقام حاصل کرنے کی حقدار ہے۔غالباً پونی صدی سے مصنفین کی جدو جہد جاری ہے، جبکہ پوگلی زبان کے دُور افتادہ پہاڑی وپسماندہ پُر اُمید ہیں کہ ہماری جموں وکشمیر سرکار اکثریتی زبانوں میں حق بجانب درجہ کی منظوری دے گی۔پوگلی زبان دونوں ہندو مُسلم کی میراث ہے۔ایسی وراثت کی آبیاری وتحفظ سب کا حق ہے۔اِس کے مستقبل کا تحریری پسِ منظر بھی درکار ہے۔

دورِ حاضر میں انٹرنیٹ

پُگلی زبان، کچہ تے کار آمد

موجودہ دور میں اگر سائنسی پیش رفت کا بول بالا ہے تو وہ یقینی طور پر انٹرنیٹ ہی کا ہے۔ اِنٹرنیٹ ایجادات میں ایک خاص ایجاد ہے۔ اس سے ہر کام آسان سے آسان ترین ہوا ہے۔ یہ زمانہ حاضر کی ناگزیر ضرورت ہے۔ اِنسانی زندگی کا شائد ہی کوئی شعبہ ہو جس میں انٹرنیٹ کا عمل دخل نہ ہو۔

دشنے آختُس موبائل سیٹ چھُم　　　یسی منز بھر تمُتو اِنٹرنیٹ چھُم

یہ مقولہ ہر ایک کی زبان زدعام وخاص ہے کہ موجودہ زمانہ کافی تیز گام ہے۔ حالانکہ روز وشب وہی ہیں ماہ وسال آفتاب ومہتاب کی وہی رویش ہے لمحوں منٹوں اور گھنٹوں کی رفتار میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہے۔

دراصل اِنٹرنیٹ نے ہی عصر حاضر میں تیز رفتاری لے رکھی ہے۔ لیکن قاعدہ قدرت وکلیہ کے مطابق جو چیزیں جس قدر کار آمد ہوا کرتی ہیں وہ کہیں گُناہ اُس سے زیادہ نقصان دہ بھی ہوتی ہیں۔ اگر اِس کا غلط استعمال عمل میں لایا جائے۔ خاص طور سے نوجوان اور بچے اِس کے مضر اثرات کے شکار ہیں۔ اثرات بھی ایسے جو ہمہ جہت ہیں۔ اِن مضر اثرات سے خصوصاً اِنسان کا دینی جذبہ سرد پڑ رہا ہے۔ تعلیمی سرگرمیاں

معطل ہورہی ہیں اخلاقی اورتہذیبی ڈھانچہ شکستہ فاش ہورہا ہے۔ اِنسان کا سماجی رویہ یکسر تبدیل ہورہا ہے۔ اِنسان آج منفی سوچ اور غلط راہ روش سے آشنا ہورہا ہے۔ جیسے وہ نفسیاتی ستائش سے دوچار ہوا ہے۔

سِتم ظریفی یہ ہے کہ کوئی لاکھ دامن بچانا چاہئے۔ اِن شیطانی پھندوں سے ضرور واسطہ پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ مذہبی معلومات اور روحانی عقل حاصل کرنے کیلئے بھی چند ناز یبا مناظر کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انٹرنیٹ کی کہیں پر بھی دُنیا میں پابندی موجودنہیں ہے۔ جس کے جو دِل میں آئے وہ اس کے حوالے کررہا ہے۔ یہاں ضابطہ اخلاق ناپائید ہے۔ اِس میں ہر کوئی بے مطلب گلی سڑی زہریلی اشیأ اس میں ڈال دیتا ہے۔ نوجوان پوگلی زبان کو اِنٹرنیٹ پر بامقصد ترقی وافادیت کیلئے کام کرنے کے حقدار ہیں یورپ ستاون فیصد بچے انٹرنیٹ پر بلاجھجک فاشی وعریانیت کے موادات دیکھتے ہیں۔ یہ لندن اِکنامکس ماہر کی رپورٹ ہے۔ جبکہ والدین اِن کی حیاسوز حرکت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ جو بچہ بچپن میں ہی انٹرنیٹ کی بھول بھلیوں میں کھوجائے وہ جوانی میں کب اور کیسے ماں باپ کا تابعدار ہوسکتا ہے۔ اور جس کی معصوم نگاہیں حیاسوز منظر بچپن میں ہی آلودہ ہوچکی ہوں۔ اُس کی توقع رکھنا عبث ہے کہ وہ آگے چل کر جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی پاکباز ہوجائے۔ اِس میں اعلےٰ اقتدار و کردار پایا جانا غیر ممکن ہے۔ خلاف توقع ہے کہ پوگلی زبان بولنے والے اکثر صوبہ جموں کے پہاڑی علاقہ جات میں گذر بسر کرنے والے ہیں۔ یہ مادری زبان کو پستی میں زیادہ دیر دیکھنا نہیں چاہتے

ہیں یقیناً ادبی شوق اور غیرت کو انٹرنیٹ کے ذریعے منظر عام تک لانے کی کاوشوں کو جاری رکھیں گے۔ جیسے بقول ڈاکٹر علامہ اقبالؔ

دِل سوز سے کالی ہے نگاہ پاک نہیں ہے

پھر اِس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے۔

دورِ حاضر میں نوجوان طبقے میں جو اخلاقی بگاڑ اور مذہبی بیزاری کا عنصر سر اُبھار رہا ہے اِس میں انٹرنیٹ کا کردار ہے انٹرنیٹ سے بلاشک دُوریاں قریب آگئی ہیں لیکن یہ مصنوعی طور پر کم یا قریب ہوئی ہیں۔ اصل حقیقت میں اِس دور میں پوری دُنیا میں خلا پیدا ہوا ہے جو روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے اس کی زندہ مثال سوشل نیٹ ورک میڈیا کی دُنیا میں گم نوجوان ہر طبقے سے تعلق رکھنے والا اکثر اوقات نیٹ ورکنگ کی مختلف ویب سائیٹوں سے جڑا اپنے قرابت داروں والدین اور ہمسائیوں سے گافل ہو رہا ہے۔

نِکا تو پیارو چھس سوشل نیٹ ورک چھس

رات دپوس اُتھی نظریہ آز خیر تے چھس

ایک بچہ بلا شعبہ اپنے والدین کے سامنے بیٹھا ہوا ہے لیکن وہ اپنے موبائل یا پرسنل کمپیوٹر کی مدد سے کہیں دُور سفر میں ہے بلکہ وہ دوسری دُنیا میں ہے۔ اِس طرح سے بچہ والدین کی نگرانی کھو بیٹھتا ہے۔ اگر یہی بچہ آوارہ گردی اور نافرمانی میں نظر آنے لگے تو معاشرے میں یہ کہاں مناسب دکھائی دے گا۔

انٹرنیٹ میں آپ کچھ دیکھ سکتے ہیں، دکھا سکتے ہیں کِسی کے ساتھ رشتہ استوار

کر سکتے ہیں۔اس خوف کے بغیر کہ مجھے کوئی دیکھ نہیں رہا ہے۔کسی کے ساتھ بھی میل جول رکھ سکتا ہے۔

اِس دور میں دُنیا بلخصوص مُسلم دُنیا دہشت گردی میں ملوث کی ہوا پھیلانے میں بھی انٹرنیٹ ہی قصوروار ہے۔عجب بات تو یہ ہے کہ آج یورب کے بعض لڑکوں اور لڑکیوں نے عیش پرستانہ ماحول میں داعش میں شمولیت اختیار کر دی ہے۔ایسا کرنے سے ان کے حقیقی وارث بھی توقع نہیں رکھتے تھے۔انہوں نے خفیہ ططور پر ایسی روش اختیار کی ہے۔اور تشویش کی بات یہ ہے کہ ان کے اپنوں کو ایسے افراد کنبہ سے کوئی معلومات نہیں ہیں۔

انٹرنیٹ کے غلط استعمال نے ازدواجی زندگی میں بھی زہر گھول دیا ہے۔جیسے ٹائمنر آف انڈیا کی خبر سے معلوم ہوا کہ انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے ایک شخص نے سمارٹ فون خریدا ہوا ایک ہنستا بستا گھرانے کو تفرقہ ڈال کر ویران کر دیا۔اِس نے فحش فلمیں دیکھنی شروع کر دیں اور اپنی اہلیہ کو بھی ایسا کرنے پر مجبور کر دیا۔باحیا بیوی نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔آخر میں بیوی نے خاوند سے چھٹکارہ حاصل کر لیا۔غرضیکہ انٹرنیٹ نے غیر حقیقی دُنیا پر حقیقی دُنیا قربان کر دی۔

اِنٹرنیٹ کو اِنسانیت سے اختلاف

انٹرنیٹ سے قبل کے دور میں کوئی اپنے رشتہ داروں کے ہاں مہمان جاتا تھا۔ وہ اُسے کافی عزت سے آؤ بھگت کرتے اور آپس میں پُرسکون زندگی پر گفت وشنید کرتے اور یکجاہ ہو کر قیام وطعام کرتے تھے۔ اُس کی نسبت آج مہمان کو کمرے میں بٹھا کر تمام افراد خانہ اپنے موبائل سے مُنسلک مصروف کار ہیں کوئی گفتگ گو نہیں اور مہمان بھی اپنے موبائل سے لگا ہوا نظر آئے گا جیسے کسی خاموش دُنیا میں ٹائم پاس کر رہا ہے اور افراد میں قرابت منعقود ہے۔ نفسی اعتبار سے بھی انٹرنیٹ نے آج کے اِنسان کو مفلوج کر دیا ہے۔

یہ بات تسلیم شدہ ہے انٹرنیٹ سے ہی بہتر یادہ بیماریاں معرض وجود میں آ گئی ہیں۔ عنقریب ہی اکثر اوقات مکمل موبائل دیکھنے سے آنکھ کی بینائی سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ اور کانوں میں تاریں لگی ہوں تو کسی سے بات سُننے میں بھی فرق آنا شروع ہو جائے گا۔ ازدواجی زندگی میں ایک دوسرے سے بات کرنے یا سُننے میں فرق آنے کی وجہ سے میاں بیوی میں اختلافات ہو جائیں گے۔ اِس طرح بچوں اور ماں باپ کے درمیان اختلافات زور پکڑیں گے اور بکھر جانے کا خاص احتمال ہو گا۔ پھر اِسے زندگی نہیں وبالِ جان کہا جائے گا۔ عام نوجوان کو عموماً اور پوگلی زبان و ادب سے تعلق رکھنے والے کو خصوصاً موبائل کا جائز استعمال کرنا چاہیئے تا کہ اُس کی زندگی تادم خوشی اسلوبی سے پایہ تکمیل تک پہنچ سکے۔

بشیر احمد رونیال (آئی اے ایس)

کمشنر سیکرٹری (ریٹائرڈ) جموں و کشمیر
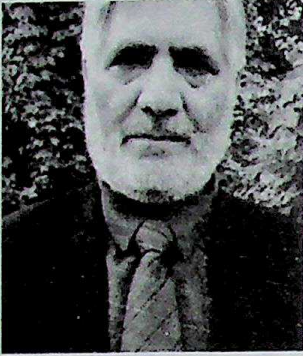
1954ء کا دِن مبارک وخوش آئین تھا جب بشیر احمد رونیال بخانہ مولوی عبدالرحمان رونیال بمقام پنلہ ملیگام حلقہ پٹوار پوگل ضلع رام بن تولد ہوئے۔ پرائمری و مڈل تک کی تعلیم مقامی مڈل سکول ملیگام سے حاصل کی اور میٹرک کا امتحان ہائی سکول پوگل سے امتیازی حیثیت میں پاس کیا۔

1973ء کمپاؤنڈ آرٹس بی اے کی ڈگری حاصل کی دوران کالج جریدہ ویری ناگ کے معاوِن مدیر رہے۔1976ء مزید تعلیمی اضافہ اِقتصادیات کے حقوق میں پوسٹ گریجویشن کی ڈگری سے فیضیاب ہوئے۔ آگے بڑھتے ہوئے K.A.S میں کامیابی حاصل کر کے 1977ء تحصیلدار کی تربیت کیلئے منتخب ہوئے محنت، دیانتداری، اور خوش دِلی سے انجام دیتے ہوئے اپنی لوکلٹی بانہال میں بحثیت تحصیلدار تعنات ہوئے اپنی پوگلی زبان بولی میں غریب کسانوں کو حقوق حاصل کرنے کی جانکاری دینے میں کامیاب رہے۔ غریب و پسماندہ تحصیل کے زمینداران کے انتقالات دیگر حقوق کی ادائیگی میں شب وروز مصروف رہے۔ اور ضلع ترقیاتی کمشنر کے آفیس میں بھی کام انجام دیتے رہے۔ ڈوڈہ تحصیل کے رُکے پڑے کاموں کو نبھانے کیلئے تحصیلدار (درجہ اول) کی حیثیت سے تعنات ہوئے۔ اِسی مقام سے ترقی پر موشن پر ایس ڈی ایم کشتواڑ اور شوپیان کشمیر جیسے علاقہ جات میں اپنی خدمات کو انجام دینے میں کامیاب رہے۔ بعدازاں اسسٹنٹ کمیشنر ضلع راجوری و ڈپٹی کمشنر سیلز ٹیکس کے طور پر بھی کام کیا۔ سلسلہ وار ترقی پا کر ایڈیشنل کمشنر سرینگر اور ڈی سی جموں، ڈپٹی کمشنر راجوری، ڈائریکٹر فوڈ اینڈ سپلائز و ڈائریکٹر دیہی ترقیات کشمیر، ایڈیشنل کمشنر اور ریلیف کمشنر جموں پر قابل ستائش کام انجام دینے میں سرفہرست رہے۔ جس کے عوض آپ کو حکومت ہند کی جانب سے گورنر جگموہن کی جانب سے

حوصلہ افزائی کی سند بھی عطا ہوئی۔ ۲۰۰۵ء میں آپ آئی اے ایس امتیازی کیڈر میں شامل ہوئے
۱۹۹۵ء میں دی گئی۔ آپ نے قدرتی آفات زلزلہ سے متاثرہ عوام اوڑی کشمیر کی بے لوث وقابل
ستائش خدمات کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایسے موقعوں پر حقوق العباد کا کام دیانتداری سے انجام دینے پر
درس دینا و ثواب دارین کا صلہ ہی عوض میں اِنشا اللہ ملنے والا ہے۔ ریلیف کمشنر کے طور پر آپ کے
کام قدرتی آفات پر سراہنہ کرتے ہوئے وزیر اعظم ہند کے ہاتھوں پانچ لاکھ روپے کا نقد انعام اور
(گولڈ مڈل سے نوازا گیا۔ جو ریاست جموں وکشمیر میں پہلی مرتبہ ایک سول آفیسر کو دستیاب ہوا
ہے۔ اِس کے بعد بھی آپ کو ریاست کی سماجی انجام دہی میں قابل اہمیت ذمہ داریوں کے عہدوں
سے نبرد آزما ہونا پڑا ہے۔ آپ ڈائریکٹر اسٹیٹس ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن، کمشنر سیکرٹری ٹیکنیکل
ایجوکیشن ریونیو اور بحالیات جیسے عہدوں پر بھی فائز رہے۔ پوگل کے خطہٗ ارض میں انجہانی ڈی
ڈی ٹھاکور کیطرح آپ کے جذبہ احساسات، غربت وپسماندگی کے بدرجہ اُتم اِنشا اللہ موجود رہیں
گے مادری زبان و پوگلی ادب کی ترقی بھی آپ کو عزیز ترین ہے۔ مصنف کو یاد ہے جب آپ اننت
ناگ کالج کے طالب علم تھے میرا گذر والدہ محترمہ کے ہمراہ ہوتا تھا۔ آپ تنہائی سٹیڈی میں مصروف
ہوتے تھے۔ آپ کے بزرگان دُعائے خیر بشمولہ والدہ محترمہ ہمیں الوداع کرتے تھے۔۔ یقیناً دُعا
ہی محنت، صبر و استقلال، دیانت داری، خلوص کا پیش خیمہ ہے۔ سماجی ذمہ داریاں سروس سے مکمل
کرنے کے بعد آپ دینی خدمات کشفیہ ایجوکیشن کالج پوگل کے چیئرمین کی حیثیت سے کام انجام
دے رہے ہیں۔ تعلیمی سُدھار۔ اپ گریڈنگ سکول، بجلی، پانی، روڈ، بلاک فٹ پاتھ، پُل نادار،
غریبوں کی امداد ضلع رام بن میں خصوصاً ریونیو ولیج مالیگام میں قابل تعریف خدمات آپ کا توشۂ
آخرت ہے۔ مزید برآں حلقہ پٹوار پوگل کے تعمیرات اور ماتر بھاشا پوگلی بھی تا وقت دم آپ کی نگاہ
سے اوجھل نہ ہوگا۔ قبل از تعزیت مصنف کے قلم سے اللہ کے پیارے قرابت داروں کے سہارے
ڈاکٹر نوید رونیال تحریر کر چکا ہوں۔ مرحوم ڈاکٹر نوید لکھتے آج بھی ہاتھ لرزتا ہے، قلم کانپتی ہے، دِل
دھڑکتا ہے۔ اللہ کی رضا پر کوئی چارہ نہیں۔ اُن کی روح اطہر کو خالق عالم برزخ میں اعلیٰ مقام عطا
کرے اور غمزدہ لواحقین کو صبر وجمیل کا سہارا دے۔ آمین۔

سماجی نابرابری

اِنسانی سماج کی ترقی میں ہمیشہ مسلسل عمل رہا ہے۔ اور یہی صورتحال تہذیب وتمدن کی ہے ۔ اِنسان اکیسویں صدی تک تہذیب وتمدن کی بہت سی منزلیں طے کر کے پہنچا۔ ہزاروں سال کی تاریخ سے اِنسانی قدروں کی پامالی ایک خوفناک تصویر سامنے آتی ہے اصل میں وجہ یہی ہے دُنیا میں عظیم خوفناک جنگیں لڑی گیئیں ۔ اِنسانی جان لیوا خطرناک جنگوں کو ٹالنے کا تدارک کیا جاسکتا ہے۔ ایران اور عراق کی جنگ میں دس لاکھ لوگ لقمہ اجل ہو گئے ۔ہٹلر نے لاکھوں انسانوں کا تہس نہس کیا۔

موجودہ دور میں ہم تہذیب کے ایک ایسے مقام پر آ گئے ہیں جبکہ ہم نے خلا کو تسخیر کر لیا ہے۔ سورج جیسی کائنات کی طاقت عظیم چیز ہے استفادہ پر بھی مطمئن نہیں دُنیا والے نابرابری دیگر برائیوں میں مایوس کُن حالات میں بے حد گھرے دھنسے ہوئے ہیں سماج کے مختلف گروہوں وطبقوں سے دُنیا کے تلخ حقائق کو سمجھا جا سکتا ہے۔ پسماندہ غربت زدہ خانہ بدوشوں کی طرز زندگی سے سابقہ پڑنے پر قریب سے جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ اِن کا مخصر اناج چند مویشی جنگلوں اور ویرانوں میں جھونپڑیوں میں گذارہ ہے۔ ان کو سردیوں وگرمیوں ہر دو موسموں کیا شدت کی گرمی اور طوفانی بارشوں کے خوف ناک گرج اور بجلی کی چمک کا مقابلہ کرتے ہوئے

زندگی گذرتی ہے مویشی کے چارہ کیلئے پُرخطر مقام کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ یہ لوگ دُنیا کے نشیب وفراز سے بے خبر ہیں۔ اکثر ہمالیہ یا پیر پنجال کی بالائی حدود میں دس سے پندرہ ہزار فٹ کی بلندی پر ڈیرہ ڈالے ہوئے گھبراتے نہیں جو کبھی ہوائی خوف سے اپنے مویشیوں کے ساتھ زیر زمین گھروں میں پناہ لیتے ہیں۔ اِن کے نسبت اونچی عمارتوں میں ڈن لپ آرام دہ بستروں میں سونے والوں ہر دور سے متعلق اور اِن کی قسمتوں پر غور وکر کرنے کی ضرورت ہے۔ آخر اللہ نے اتنی تفاوت اپنے بندوں میں کیونکر رکھی ہے۔ یہ تفاوت یا فرق اُسی خالق قدرت کی رضا ہے۔ اس کے پیچھے کوئی پوشیدہ شے ہے سخت چلچلاتی دھوپ یا گرمی میں پتھر یا اینٹوں کا بوجھ سر پر اُٹھائے مزدور نا گفتہ بہہ حالات زندگی بسر کرتے ہوئے پک ڈنڈیوں پر رہنے والے کھلے آسمان کے نیچے زندگی کی راتیں گزارنے والے اور برعکس اس کے عیش وعشرت اور بے انتہا دولت کی فراوانی لوگوں کو اس طرح الگ کرتی ہے گویا وہ اِس نا برابری غم، وتکلیف دینے والی دُنیا کے باشندے ہی نہ ہوں۔

صحبتِ صالح ترا صالح کُند
صحبتِ طالح ترا طالح کُند

پھندہ پھسی

جلہاری میں ٹوٹا پھنسا کر آٹے کی چٹی وصول

شربتی گڈیسا پرانے زمانن آحتہ شربت ندی ون چھ یہَ مالنِ سراَحتہ ضابیس اَنترنی ظہرنہِ ادَ کٹاڑی چاندری براڑسُول چھوُل ''آبشار'' بناوَتئے اُگمن دریِ نس کری ہالہ پنّنے اصلی رفتار منز واَتی گس تھِ یکس زمانس ہالہ دی گھرہٹ آحتہ یاوَں دیپائے آباد آحتا یکھ بزرگ (بڈھو) رِکستاں بٹ سنے نامُس شمالی گھراہتواِیُو دوُئی یکھ نوجوان جنوبی گھراہٹوالو شریر کنبہ سُنو اَحتوُ۔ یکھ دُوس لیس خیانت سنی تجویز یکھ سکیم شر پسندی سِن یسوییَے دِلس اُفزوتی حمہ سُنو ڈکٹروُپھلیل کری دی ٹکڑہ برابر چٹکائے سینٹ کری یکھ بُڈھے سنے گوڑ بکھا ژنڈی لینِ دُو یکھ ڈاکڑو (ٹکڑا) پننے گھراُٹس نالی سنیاں جلہاز ے منز پھساوی لینِ ماترہ گھراُٹس ورتی پرتی دی کلو آٹو رچھتنِ رچی گھراُٹس اُوتولُن بیمل کری پنچائت سنا ہم خیال بے ایمان زوڑی آنتنی۔ بُڈھے بٹس پنچی شروع گے۔ الزام لاگتسنی تی میںیاں گھراہٹ نالی ڈکڑو پھساَوی کری ڈھائے خری (کونٹل) آٹو نقصان کرتوُ پنچائت والییَے نالی آحتہ ڈکڑو کاڑتوُ بُڈھے گھراہتوالے سنے گوڑ بکھا ژنڈ تمتئے ڈکڑیس سینٹ زوڑ ٹُنائیے برابر ژُر گو بے گناہ بُڈھو بٹ قصور وار ثابت گوڈھائے خری آزُک ڈھائی کونٹل مکائے آٹوُ دستی چٹی غریبُس وسول بنی گے جلہاریے نالی منز ڈکڑے راتیِ ڈھائے خری آٹوُ کملتل لے حرام کھالنے والا ژورن یکدم سکیم حرام خوری یے گستھِ غریبی سُن خون (رت) کھالنے سنا آدھی تا کمنز رہَ چھَ کورنپھندہ پھسی بہرحال دُونی یاوس پانت بدکاری تہٰ بدخصلت سنا انجام آخرِس ظاہر گسِ چھُ۔ اللہ ہر بندس حفاظت کرِرہ۔ (مقامی سنجیدہ شعراان سُنو بیان)

کولیشن سرکار جموں وکشمیر

19 جون 2018ء

سول سیکرٹریٹ موصولہ اطلاعات کے مطابق جبکہ وزیراعلیٰ محبوبہ مفتی اپنے دفتر میں مصروف تھیں۔ میٹنگ کے دوران ہی گورنر این این ووہرہ نے اطلاع فراہم کروائی کہ بھاجپا نے اِن کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ اِس طرح ظاہر ہے کہ اُنہیں حکومت گرنے سے بے خبر رکھا گیا۔ اسی طرح 1953ء میں شیخ محمد عبداللہ کو جموں وکشمیر بظاہر پہلی حکومت گرنے سے بے خبر رکھا گیا تھا۔ اِسے تاریخ کشمیر کا اعادہ ہی سمجھا جائے گا۔ اِس سے قبل بھی کئی سرکاروں کو چھٹی کردی گئی تھی۔ جیسا کہ وہ دلی سرکار کی نظروں میں اپنی اہمیت اور افادیت کھو چکی تھیں۔ یہ نہ صرف پہلی بار کا واقع ہے بلکہ جمہوری مُلک میں سرکاریں بنتی بھی ہیں اور گرتی بھی ہیں۔ حکومت کا تخیل ہونا اور تشکیل ہونے کے پس پردہ کئی عناصر کارفرما ہوتے ہیں۔ آج کی بار گورنر راج نافذ ہونے پر اسمبلی کو تحلیل کرنے کی بجائے معطل کیا گیا۔ قانون اساسی کے مطابق یہ ایک ایسی اسمبلی ہے جو قائم تو ہے لیکن عوامل سے محروم چونکہ گورنر راج میں قانون سازی گورنر کے فرائض میں داخل ہوتی ہے ایسے حالات میں قانون سازیہ کے ممبران کی تنخواہیں بدستور اور قانون سازیہ کے اختیارات سے محرومیت ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ تب تک جاری رہے گا جب تک حکومت کی تشکیل اکثریت میں نہ آجائے۔ دو اسمبلی ممبران چاچا بھتیجا

عابد انصاری اور عمران انساری نے بغاوت کا پرچم لہرایا اور الزام ٹھہرایا کہ محبوبہ مفتی نے خاندانی راج قائم کیا ہے۔ جس کی دلیل اُنکے ماموں سرتاج مدنی اور بھائی تصدق مفتی کی پی ڈی پی میں برتری ہے۔ اُن کے ساتھ اور پی ڈی پی کے ایم ایل اے اور ایم ایل سی یہی راگ الاپتے رہے ہیں۔

حکومت کے بننے اور بگڑنے کی کہانی **1953**ء سے ہی شروع ہوئی ہے۔ یہ کہانی جہاں دیدہ مبصروں کیلئے ایک تاریخی درس کی حیثیت رکھتی ہے۔ شیخ محمد عبداللہ کی حکومت گرنے سے قبل یقین دہانی کروائی گئی تھی کہ نیشنل کانفرنس کی صفِ اول کی رہبری میں اِس حد تک ڈراڑ ڈال دی گئی ہے کہ اُن کے بعد حکومت وہی کچھ انجام دے گی جو دلی سرکار کی منشاہ ہو۔ بھارتی سراغ رسانی کے سابق انچارج بی این ملک نے تفصیل سے کارفروائی کے بارے میں تصنیف **My Tears with Nehru kashmir** میں ذکر کیا گیا ہے۔ میجر ہیرالال اتل نے اپنی تصنیف **Nehru Easissary to Kashmir** میں اسے فوجی کارروائی سے تشبیہ دی ہے۔ اِس کے علاوہ کئی مبصروں نے اپنی تحریروں میں کشمیر میں جمہوری عمل پر سوالات اُٹھائے ہیں۔ اب تک تسلی بخش جواب نہیں ملتا، شیخ محمد عبداللہ کے بعد کشمیر کی سیاست میں خلاءٔ پیدا ہوگیا وہ پورا کر کے بخشی غلام محمد نے وہ کام کیا جو اُن کے سپرد کیا گیا تھا۔ اُس کے بعد غلام محمد صادق کی قیادت اعلیٰ ایوانوں میں پڑی اور وزیر اعظم سے وزیر اعلیٰ کا مقام سنبھالنا پڑا۔ تادم بدستور رہا اور آئندہ کیلئے بھی وہی نقش قدم برقرار رہنے کے خدشات ہیں۔ آخر کار **(1965)** جموں وکشمیر کے آئین کی چھٹی

ترمیم سے وزیر اعظم بیک وقت وزیر اعلیٰ بن گئے اور صدر ریاست گورنر اور ایسے بھارتی آئین کی دفعات 356/357 کو ریاست میں نافذ کیا گیا۔ جمہوریہ ہند کے اختیارات کو وسعت دی گئی 1965ء تک ہنگامی حالات صدر ریاست کے پاس ایسے ہنگامی حرکات کو نپٹنے کیلئے تمام اختیارات ہوتے تھے۔ دلی کی ایما پر شیخ محمد عبداللہ کی سرکار کو ڈاکٹر کرن سنگھ نے ہی برخاست کیا تھا۔ غلام محمد صادق کی حیاتی میں ہی میر قاسم دلی کی نظر میں چڑھ گئے تھے۔ ریاست کی حکومت سید میر قاسم کے زیر سایہ میں آگئی 1975ء تک میر قاسم ریاست کی حکومت چلاتے رہے۔ اِسی دوران اندرا جی نے اپنے دورِ حکومت میں شیخ محمد عبداللہ کو نان پارٹی کے بنا پر ریاست کی حکومت چلانے کو کہا۔ البتہ وہ کانگریس کی قطعی حمایت سے سرکار چلاتے تھے۔

1977ء میں کانگریس نے ویسے ہی شیخ محمد عبداللہ کی وزارت سے حمایت واپس لی جبکہ مرار جی ڈیسائی وزیر اعظم بن چکے تھے۔ لہذا گورنر نے شیخ محمد عبداللہ کیسفارش پر اسمبلی کو تحلیل کر دیا اور نئے انتخابی عمل کا آغاز کیا۔ شیخ محمد عبداللہ کے پرانے ساتھی مرزا محمد افضل بیگ کی ہمراہی میں چناؤ جیت گئے۔ وہ 1982ء تک قایم رہے جبکہ ریاست کی جماعت اسلامی نے بھی اائین ہند تسلیم کر کے الیکشن میں حصہ لیا۔ 1982ء کے بعد سیاسی حالات بدلتے گئے چند سیاسی پارٹیوں نے آئین کو تسلیم نہ کرتے ہوئے علاحدگی اختیار کی۔ اِس طرح ریاست جموں وکشمیر کے سیاسی حالات نے تعلیم وترقی سماجی خوشحالی میں رخنہ ڈالا۔ ایسے ماحول میں مختلف پارٹیوں کو اتحاد اور امن سلامتی پر رجوع کر کے پسماندگان کی رہبری کرنی ہوگی۔

ماہرین تربیت ورکشاپ دہلی

نومبر 1986ء NIE کمپلیکس نئی دہلی منعقدہ ورکشاپ میں حصہ لینے والوں میں اُساتذہ صاحبان ماہر تعلیم اور ٹریننگ کالجوں کے اُساتذہ شامل تھے۔ نومبر 1987 میں منعقدہ NIE کمپلیکس نئی دہلی کے ورکشاپ میں نظرثانی کے بعد سینٹرل سکولوں کے اُساتذہ کی تجاویز کی روشنی میں قطعی شکل دی گئی۔

پروفیسر جے آر راٹھور چیئرمین
بورڈ آف سکول ایجوکیشن

عبدالرشید مشتاق ایڈوکیٹ

ایل ایل بی، آلنباس حال رام بن

مرحوم غلام رسول ملک سُن خوشالہ فرزند عبدالرشید مشتاقؔ پُگل پرستان سُن یکھ خاص گام آلنباس تولد بۄت یو والدین سُن یکلوٗئی پیارو دُنیاوٗس آوٗ لِکھ چھُ والدہ مرحومہ گُذروٗنے بعد ابا جان انتہائیخلوص سیئت تربیت کیے۔ غالبًا ژورن یا پانژن ورہن سُن آسہا والد محترم نِکاح ثانی کو اِناری مہِ شفقت تہٖ پیار سَن جگہ مالی گُذروٗنے بعد پوری گییٔ۔ اوِرہ مالیاسَن اصلی پتہ مہِ خاصا وقتس بعد لیگوٗ یتوٗ ہ مینے

مقدرُس منز لِکھ آختوُ مین تربیت پرورش تے کینیاں۔ مشتاق دُعا کرچھُ تیسائے محبت بھری پرورش ابدی زندگی رِکچہ رحمت تہ مغفرت نصیب بنورہ۔

مشتاق صابن تعلیم مقامی سکول آلنباس آختہ شروع گے۔ مڈل بورڈ امتحان ہائی سکول پُگل اد ہائر سکینڈری سکول اودھم پور جمعے یونیورسٹی آختہ گریجویشن پاس ا،ضافی ڈگری مصنفُس سینٹ جامعہ اُردو علی گڑھ آختہ پاس کیُونی۔ اَد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ داخل بنوتُ جنوری ۱۹۷۷ء منز جمعہٗ ہائی کورٹ باضابطہ پریکٹس شروع کینی۔

دُویے کنز ذریعہ نہ چھم لیس سینٹ دوُئن سُن وتہٗ شاوٗ لنے وولُ بنُوا۔ البتہ احباب یاردوست اقارب بے شُمار چھٗ مہِ چھُ نہ پتہ لگتے آوٗں کورہے کھِڑی چھس خیال کرچھس کینز نہ چھم معلوم گستے۔

بہرکیف مہِ رِکچہ کنز لوکچُو بڑوُ نہ چھُ۔ نہ لائق چاہنے سُن تعریف نہٗ اِنعام یا طوفہ سِن پروائے۔ خلقت سنی خدمت ذاتی توانائی مدِ نظر رچھِ کری بتوفیق بارگاہِ الٰہی۔ اکثر عزیز مشتاق پوگلی سنیاں تخلیقاتن منز حرکت قلم سینٹ پرت دیتے راہنُس خوش وخرم زندگی اللہ سنی رحمت۔ مادری زبان پوگلی چھم مصنفین ادبی کلام رِکتابچہ یا رِکتاب انگریزی مطالعہ نچپن سُن معمول مخصر اقبالیات سُن دِلدادہ متاثر۔ اللہ یر وعافیت منز تادم بدستور مقام دیے رس۔

ڈاکٹر عبداللطیف الکندی

دِتیں منگنے یوی پُر اثر عملہ سیٹت ۔ پین چھُ سوآبرو بابرکت فرشتن سیٹت عبداللطیف شیخ الکندیُس سعودیاہ تہٕ خصوصاً مُلک ہندوستانُس منز جمعے کشیر
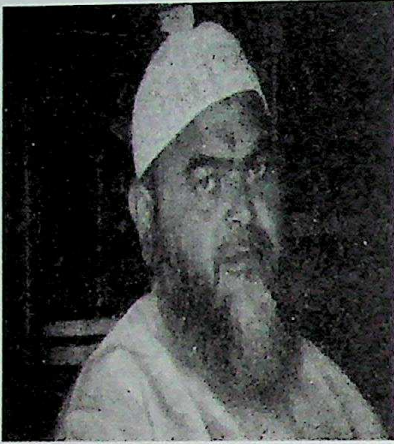
ریاستہ منز سُوکم نہ زانِنی یُو چھُ دی جولائی ۱۹۶۶ء بمقام کُنڈہ بخانہ الحاج عبدالرشید شیخ تولد بنُو تمت ۔ کنڈہ چھُ پُگل سُن یکھ مخصوص مقامی گام بنیادی تعیم یوین کُنڈہ تہٕ ہائی سکول پُگل حاصل کیے ۔ مصنفِ سنے انچارج ایڈیشن ٹیچر ہائی سکول پُگل سنے دورانُس غالباً ۱۹۷۹ء منز طالب علم لطیف شیخ ساتویں جماعت پاس فارغ کری الکتُبہ اسلفیہ بر بر شاہ کشیرہ داخل بنُوتُو آحٹن ورہن سُن کورس مکمل کری مدینہ منورہ ۱۹۹۶ء داخل بنُوتُو ۔ ۱۹۹۰ء گریجویشن سن ڈگری حاصل کرنے بعد اصول دین القعدۃ ماسٹر ڈگری حاصل کین ۔ یسی دورانُس ثناءُاللہ امرتسری اور باطل ادیان خلاف تحقیقی مقالہ لِکھتُویس لِکھنیس پانت امتیازی ایوارڈ یاوُن دینے آوٕ ۔ یاویں علمی سفر خوش اسلوبی ، محنت سیٹت مصنف عبدالرزاق موجودہ آثار تحقیق کیے یس پانت یاوُن ڈاکٹریٹ سِن ڈگری حاصل بنُوتی ۔

کم پہہ نہ کینژ یاوُن قیام متواتر اڈ داہن ورہن مدینہ منورہ منز رہنُ ۔ یاوُن دعوت دین تبلیغ خاص کری دوران حج تربیت ورہنمائی کافی روہن بدستور رہنی ۔ شاہ فہد کمپلیکس طباعت

قرآن کریم کشمیری ترجمہ سن نظر ثانی پتہ شائع بنی کری منظر عامس آو مصنفس دوران دیموج کشمیری ترجمہ سنا قرآن پاک تقسیم حجاج کرام ریاست منز وقف کرنے رکچہ دینے آو۔ ریڈیوتہ مکہ ٹی وی یاوَنہ کافی پروگرام نشر کرنے آو۔ دین تہٕ توحیدی سفر طے کرنے بعد کندیؔ صاحب وطن واپس ۲۰۰۵ سنہ ءوارہ کار آوٗ۔ سلفیہ کالجس سینئر مسلک تہٕ جمعیت منز تعلیمی امور سن نظامت مِشن چلاوُنس منز سرگرم رہٕن جمعیت اہلحدیث جےٚ کشمیر سُن جنرل سیکرٹری سُن منصب تے یاوُنی دینے آوٗ۔ جامع مسجد گُنڈہ پوگل سن تعمیر وقیام تے یاوُنی مبارک چھُ۔ خطبہ جامع مساجدن خصوصاً مسجد طاری بٹہ مالو اہلحدیث جامع مسجد گاوُ کدل جامع مسجد نُور رباغ قابل ذکر چھ دِیٚیٚ رہنٕو مچھ۔ بین الاقوامی دینی کانفرنس منز شمولیت کری کندی صاحب علمی مقالات کیمچھ ۲۰۱۰ سنہ ءرام لیلا گراوُنڈس دہلی دینی اجتماعُس منز اثر تی صاحب تہٕ کندی صاحب دینی عالمن سن شرکت ریاستی اہلحدیث صدر مرحوم شرکت شاہ سنیاں رہبری منز خاص مقام آٚسٕو۔ بعد ازاں ۲۰۱۴ سنہ ءمرکزی جمعیت اہلحدیث سالانہ کانفرنس سُن کنوینئر تے ڈاکٹر الکندی آٚسٕو۔

مُلک ہندوستانُس علاوہ نیپال تہٕ برطانیہ وغیرہ مُلکن رِسالہ جات سن مبارک بادی تے یاوُنے قلمس تھِ۔ ڈاکٹر لطیف لِکھتمت کتاب ''نُور محمد'' تے شائع بنی کری منظر عامیے گمتھِ ادٕ تہذیبِ نفس مدینہ منورہ آٚتہٕ چھپ کری وقف گمتھِ'' فضائل توحید اِنسانی زندگی پانت گُناہن سنا اثرات بدٕ'' تمام قلمکار خصوصاً پوگلی زبان سنا قلمکار دُعا کرچھسم یاوُن دینی رہبری کرنے سن مزید توفیق آس رہٕ۔ آمین ثُم آمین

ڈاکٹر عبدالوحید شیخ المدنی
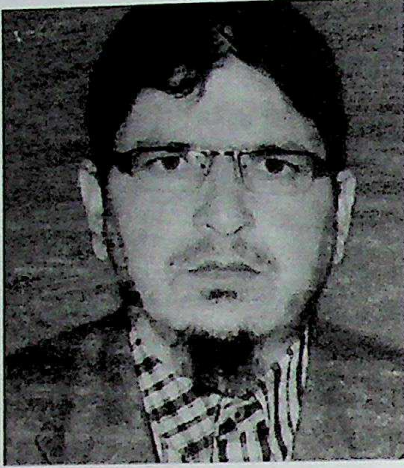
ڈاکٹر عبدالوحید شیخ پستاہ اکتوبر گنوہی

ہتھ ستر ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۰ء بمقام الحاج

عبدالرشید شیخ گُنڈہ پُگل تولد بنوٗتُ یسوٗ و بڑوٗ

باروٗن ڈاکٹر عبداللطیف الکندی سنیاں رہنمائی

تہٕ والد مرحوم سنیاں شفقت سیٹھ لوکچارُس

آحتہٕ دینی ماحولُس شامل رہُن۔ پرائمری سطح

تاں پڑھائی گُنڈے دٔہمِ ہائی سکول پُگل باہمیٖں دہ جمع دی اُکھڑہال ادارس حاصل کین اد ۱۹۹۰ء معیہ اسلامیہ مدینہ منورہ کورس مکمل کرنے بعد ۱۹۹۳ء ثانویہ فارغ کری ۱۹۹۵ء الکیتہ الحدیث اشرف ۱۹۹۹ء مکمل کین۔

اللہ سنیاں برکت سیٹھ تمام امتحانن منز اول درجہ (پوزیشن) حاصل کین ژورن ورہن ناچلانہ دینی ادارس منز تدریسی کار انجام دِتنوی۔ یسی دورانُس کشمیر یونیورسٹی شعبہ اربی سنِ ڈگری حاصل کین ۲۰۰۴ء پی ایچ ڈی رکچہ ژورنے آواد شاد حسین اندرابی سنیاں رہنمائی منز جدید سعودی ادب پانت تحقیقی مقالہ لِکھنے سیٹھ ڈاکٹریٹ سِن ڈگری نصیب بنوچس یسی دوران بٹہ مالو مومنِ آباد الکتیہ اسلفیہ تدریسی کار انجام دینیٖس مہلت نصیب بنوچس۔ ۲۰۰۷ء سلیکشن بورڈ محکمہ تعلیم منز بحثیت اُستاد تعنٔات بنوٗتُ اد غالبآدِن ورہن تسی ادارس ہائی سکول پُگل یس آحتہٕ مصنف سند

مرتب کری دینی تعلیم حاصل کرنے رکچہ بر بر شاہ کشمیر زیر تربیت مولانا اثری محمد اسماعیل فارغ کھوُ ڈیوٹی انجام دِچنی۔ اکتوبر ۲۰۰۹ء عربی لیکچرار گورنمنٹ گوُڑہ سکول بانہالہ تعینات بنوت برابر ڈائین ورہن کارانجام دینے بعد ۲۰۱۲ء اِسلامک یونیورسٹی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی عربی شعبس بحثیت اسٹنٹ پروفیسر بنوتُ ڈاکٹر وحید بچپن آحتہَ خاندانی خلوص بدستور قائم رچھ چھُ بل کہ بحثیت ریسرچ قابل، محنت کش مصنف مبلغ تہَ دینی اجتماعن منز اعلیٰ پایہَ سُن مکرر چھُ علم سِن امانت دوُین تاں اللہ واتلنے سِن مزید توفیق تہَ بڑی وُمر دے رس۔

تصنیف تہَ تالیف

تحقیقی مقالہ گوُڈمہ ریاستن عربی مجلّات منز بنوُ تمچھ یکھ کِتاہن (کِتابچہ) شاہراہ تربیت سنے کِنارسَ کینژہ ضروری مسائل تے چھپتمتی تھِ۔ یو دراصل عربی سُن اُردو ترجمہ چھُ ڈاکٹر معانی الجہنی الاراجعون اشامتہ سُن تیے ترجمہ کمچھُ اِنشااللہ سوتے چھپی۔

مرحوم عبدالرحمان رونیال

5 جون 1950 تا 1994
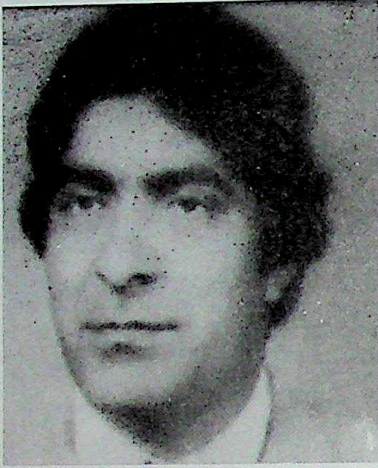
اعلیٰ پائے کے قلمکار، ادیب دانشور، افسانہ نِگار عبدالرحمان رونیال بخانہ غلام محمد رونیال المعروف (کلوُ) کے گھر بمقام پنلہ مالیگام پوگل تولد بنوت۔ ابتدائی پڑھائیے تھنے سکوُس حاصل کین۔ آحتمہَ تاں دہمہ اتیں وقتہ سِنے ہائی سکول پُگل حاصل کری ۱۹۶۴ء تا ۱۹۶۷ء تاں مکمل کین والدین سُن پیارو بھدرواہ کالجس منز داخل گویلہ زن مصنف زیرتربیت اُستاد بھدرواہ آحتوُ ۱۹۷۳ء منز بی اے سُن امتحان امتیازی حیثیت منز پاس کونی ادبدستور ایم اے یونیورسٹی جمعہَ آحتہ ایم اے پوسٹ گریجویشن اعزازی ڈوگری اُردو منز حاصل کینِ ۱۹۷۸ء میں اُردو اخبار ''پرستان ٹائمز'' شائع کری پُگل پرستان سُن نام تھدُ کونِ یسی دورانس ۱۹۷۹ء منز محکمہ ہینڈی کرافٹس منز منیجر سنیاں حیثیت سینت کارانجام دیتے رہنوُ اللہ سنی رضایۃً قضا پُگل پرستان سنیِ بدقسمتی ۱۹۹۴ء بمقام مکرکوٹ حادثہ سُن شکار بنی کری یار واحباب ترائے گوُ اللہ عالم برزخ راحت نصیب کررَس۔

(پاپڑُ چھ نیلا اُز لیئے گیند تیئے چھ مینے یارُس۔ اُزلن خیال کرنیاس دوماشُمار دیوہی)

ابو مصنف سُن پُگلی شعر ترنم سینٹ و نتے آختوُ اُش ٹھلرا یئے پیتے آحتہَ گویا
موت سُن خوف طاری گستے ظاہر آختوُ مُسکراہٹ منز پُرانچھی تھرکوۃ تے آواز منز و نتے
آختوُ عزیز کا کاکسَ وقتس پیوُ دِلس اثر بل کہ کھنجا کرنے وول خیال شعر لِکھ توُ تھ در
جواب مصنفُس تے کینژ نہَ فُرتے آختوُ بہر حال مخصر زندگی اِنسانُس یاوری نہ کرتیئے تھِ۔
پِتاہ اُردو اخبارات جمعہ َ تیس دورُس چھپتے آحتہٗ تیون منز ''پرستان ٹائمز'' سر فہرست آستے
آختوُ مرحوم سِن عبارت معنی خیز تہ اثر دار بار بار پڑھتے رہنے والی آحتیِ یکس اخبارُس
منز مرحوم مضمون تمہید اناری کری لِکھتی (ہائے میری کونچی سڑک نہیں پونچی) کونچی
اُکھڑ حالہ سخت پڑی منز دیوان چند بالی ٹھیکیدار کار کرلتے آختوُ لیس کارُس غالباً دی ورہی
لگیِ گیوا ''ابوُ'' مرحوم تیزی سینٹ پہاڑی علاقہ پُگل پرستان سِن ترقی تہَ خشحالی چاہتے
آختوُ زبانی تہَ تحریری حوصلہ افزائی پیار و محبت خلوص سنجیدگی منز مُسکراہٹ کلام برٹن لوکچن
سلام تیون بیان آختوُ پننے کُنبہ تہَ دادے سُن پیاروُ ''ابوُ'' نہ آز آسن سینٹ موجود چھُ
بل کہ تیونُ لِکھتُمت دھوتمُت ہستمُت گیند تمُت ساتھین یار دوستن اقارب ہمسائین
رشتہ دارن تازندگی یادرہیی۔ جنت نصیب آسرس۔

محمد خطیب گنائی حالہ پوگل

سینئر لیکچرار ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ

محمد خطیب گنائی ۱۸ اگست ۱۹۷۶ء مالیگام جنوب مشرق حالہ گامُس تحصیل پوگل پرستان تولد بخانہ عبدالرحمان گنائی بنؤتو۔ اِبتدائی تعلیم پرائمری سکول گوہالہ حاصل کین۔ مڈل تہٖ دھمی ہائی سکول تھنہ مالیگام پاس کینی۔ تعلیم حاصل کرنے سُن انتہائی شوق زہنیت تھکنے لائق ۱۹۹۷ء منز بی ایس سی ریاستی یونیورسٹی ااحتہٖ ایم ایس سی علی گڑھ ۲۰۰۲ء ڈگری حاصل کری بحثیت لیکچرار ۲۰۰۸ء منزاد بی ایڈ کشمیر یونیورسٹی آحتہٖ با آسانی حاصل کری یہٖ ڈگری یوئیں ۲۰۱۳ء منز حاصل کے آز سینئر لیکچرار بعض وقتس انچارج پرنسپل سُن کار انجام دے چھُ لکھنو اُردو انگریزی دی پائے مدبر تہٖ سنجیدہ طریقیس پانت چھس۔ والدصاحب سینئر ٹیچر سبکدوش گُمچھ آز تے زمینداری جدو جہد منز خوشحال نظر یئے یے چھُ خطیب صاحبن والدین حج بیت اللہ کری واپس آمچھ باصلواۃ نیک طبعیت چھُبڑ بارُون محمد الیاس ہائی سول سُن ہیڈ ماسٹر صوم وصلواۃ سُن پابند محنت کش ذہین درس وتدریس سُن ماہر سکول ایڈمنسٹریشن (نظم ونسق) سُن پابند چھُ۔ یوُن خاندان پوگلی زبان لکھنے پڑھنے بولنے سنا ماہر چھُ لوکچو بارُن طارق تے بی اے بی ایڈ خاندانی ذہنیت قابل اُستاد تعنات چھُ اِنشااللہ بارگاہِ الٰہی منز اُمید تھِ یاوَن بزرگن سنے نیک دُعا اَن سینئت اعلیٰ آفیسران سنے درجس تاں واتن خدا خیر کررہ۔

شوکت حسین شاہ وادیٔ نیل

شوکت حسین شاہ بن عبدالرشید شاہ نیل ضلع رام بن ۱۲ دسمبر ۱۹۴۹ء تولد بنوتُ ابتدائی تعلیم مقامی سکوٗلس حاصل ری والد محترم سنیاں رہنمائی منز اعلیٰ تعلیم سُن معیار تے تھدو مقام حاصل کونِی یاونو والد محترم مصنف سُن ساتھی تہٕ ہم اثر نیک صلاحیت باوقار تہٕ با صلواۃ شخص چھُ۔ شوکت شاہ آز محکمہ پولیس منز بحیثیت ایس ایس پی فائز چھُ یتھی مصروفیات آسنے باوجود یاوُن ادبی ذوق کھ کارنامہ چھُ دی مطبوعات تیوین طنز و مزاح منز منظر عام آمچھ گو اَسن دستیاب نہ چھَ نت شائد اُس تفصیل سینٹ ذکر تحریر کرہام۔ بہرحال مصنف دادِ تحسین اجرائے وقف کُتب ہردو پیش کرچھُس دوران ڈیوٹی سنگلدان گول گلاب گڑھ یہ کسِ خبرُ اَحتی کہ اِسیئے نسل تے اعلیٰ مقام حاصل کری ادادبی لسانی شعور تے پننے سماجُس منز تفوئض کرُن۔ بہر کیف آوں ربُس دُعا کرچھُس کہ شاہ صاحبُس عمرے خوشگوار مذید شوق لسانیات ادبُس برکت آسرا۔ یاونے والدین تہٕ کنبس دُعائے خیر سینٹ مبارک بادی پیش کرچھس۔

گٹھوُ تھیا یکھُ دی گھ پنیں پینے سینٹ ساقی۔ مینے ارمانن غلط معٰنی کاڑ سے توُ ساقی

عبدالرحمان گنائی

سینئر ہیڈ ماسٹر تھنہ مالیگام

تھدی نظر کتھ دِلس لائے جان دینے کِچھن
یُوئی چھُ اعلیٰ درجہ سفر میر کاروانن کِچھن

عبدالرحمان فرزند کبیر مرحوم اِمام دین گنائی ٹھنہ حلقہ پٹوار پوگل ۲۲ جون ۱۹۴۳ء تولد بنوٗت یاوٗن ابتدائی تعلیم (پڑھائی) پرائمری تاں مقامی پرائمری سکول تھنہ بنوتی مڈل تہٕ دہمی پُگل سکوٗلس پاس کونی ۱۹۶۲ء دہمی پاس کرنے بعد ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء منزی محکمہ تعلیمُس منز بحثیت اُستاد (ٹیچر) تعینات کرنے آوٗیاوٗنُ والد صاحب امام دین باصلاحیت ذمہ دار سماج سُن کارانجام تاحیات دیتے رہنوٗ یاوئیں ماسٹر جی سِن تعلیم متواتر بدستور جاری رچھنے سِن کوشش رچھتی ۱۹۷۱ء منز گریجویشن مکمل کری ۱۹۷۲ء منز بی ایڈ سِن ڈگری حاصل کے۔ ذہین تدریسی صلاحیت سینٹ ۱۹۷۶ء ماسٹر گریڈ حاصل کوادَ پرموشن ترقی ملتے گے ۱۹۹۳ء ہیڈ ماسٹر بنوتو۔ ڈیوٹی سُن پابند فرائض ادارہ انجام دینے سُن مثالی ماہر تہٕ اُستاد خلوص ادب احترام سُن نمونہ قدردان مہمان نواز سینئر ہیڈ ماسٹر ۲۰۰۱ء بنوتو۔ بہترین ڈیوٹی کارکردگی پانت یاوٗن SAWAB سنے طرفہ ایوارڈ ۲۰۰۱ء مِلتوس۔ سبکدوشی ریٹائرمنٹ بعد دینی تہٕ بھلائی کارن مصروف چھُ۔ اُردو تہٕ انگریزی سُن خاص ماہر مادری زبان پوگلی منز معتبر گفتار ادبی مجلسن منز شراکت سُن خواہشمند۔ خدا ارجان تہٕ ایمان دے رس۔

شیخ عبدالرحمان ۔ بھدرواہی

منزل عشق جو طے کرتا ہے بندہ کرد گار ہوتا ہے

کیا ستم ہے کہ تیرا دیوانہ آفتوں کا شکار ہوتا ہے

شیخ عبدالرحمان ولد شیخ عبدالصمد موضع خایو بھدرواہ ستمبر ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئے قبل از ۱۹۴۷ء مقامی سکول میں طالب تعلیم رہے۔ اقتصادی حالت کے پیش نظر جاری نہ رکھ سکے۔ یہ نامصائب حالات میں خالق قدرت کے تحفظ میں رہے جبکہ پورے مُلک میں جنگ کا عالم تھا۔ شیخ عبدالرحمان پھُرتیلے، سنجیدہ، بُردبار اور حاضر جواب بھی تھے۔ امن ہوتے ہی پرجا پریشد کے رُکن بنے جبکہ صوبہ جموں میں پہلے واحد مسلمان ہیں جو بعد میں کُل ہند جن سنگ مجلس عاملہ کے رُکن بنائے گئے ۷۰۔۱۹۶۹ء میں ریاست جموں وکشمیر اجلاس کے علاوہ سیری گراؤنڈ میں خطاب فرماتے تھکتے نہیں تھے۔ ان کی تقریر وجذبۂ تعمیر قابل تعریف مانی جاتی تھی۔ پریم ناتھ ڈوگرہ کی وفات کے بعد شیخ عبدالرحمان کو پارٹی کا ریاستی صدر بنایا گیا۔ یہ اسمبلی ممبر کے علاوہ پارلیمنٹ کے ممبر بھی کامیاب ہوئے۔ اپنے علاقہ کے غریب مستحق جنتا کے اچھے کام کئے۔ آخر میں اُن کو ایک اور کوشش ریاست جموں وکشمیر کو لداخ صوبے کی طرح ریاست کو ہل ڈیولپمنٹ کونسل کے دائرے میں لایا جائے۔ کیونکہ یہ پسماندہ رہ گئی ہے۔ یہ تحریک کا آغاز تھا مگر عمر کا بھی تقاضہ ہے۔

عبدالعزیز بالی،

بن مولانا محمد یوسف بالی پوگل کھوڑ ہال

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں

صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانے

برادر اکبر مرحوم عبدالرحیم بالی کے گذرنے پر عبدالعزیز بالی کم سن اکلوتے بیٹے والدین کے سہارا بنکر رہے نہ صرف خاندان کنبہ بلکہ تحصیل بانہال کے خوش مزاج خوش نویس خوش اخلاق پیکر فروشنی انکساری بلکہ بُلند تخیل ماڈل تھے۔ اُنہیں سرکاری ملازمت بھی دی گئی یہ پسند نہ آئی البتہ کچھ عرصہ بچوں کو درس وتدریس دیتے رہے۔ یہ آزاد خیال نفسیات پسند اور خوش پوش اور مطالعہ کے شوقین تھے۔ مصنف اکثر وبیشتر اُن کی ملاقات کیلئے جاتا تھا۔ اُن کا ''لفظ'' یارا بولنا پیار کو مزید قریب لانے کے مترادف تھا۔ اُن کے بستر یا پائی پر ضرور کوئی تفسیر یا کتاب ہوتی تھی۔

دو فریقین کا جھگڑا خوش اسلوبی سے طے کر دینا اُن کا ضمیر تھا۔ اتفاق اور بھائی چارے کو طے دِل سے پسند کرتے تھے۔ عمر ۹۰ سال جسم تناور بڑھاپے کی کوئی خاص

نشانیاں ظاہر نہیں تھیں ۔ مہمان نواز کسی کے آنے پر مسرت بھری سلام کہنے والا عزیز بالی
اب خلیق و شفیق دوستوں کے درمیان نہیں رہا۔ اُسی اللہ کی رضا سے ۴ نومبر ۲۰۱۷ء اپنے
گاؤں بمقام کھوڑہال اچانک دم توڑ گئے اپنے مرحومین کنبہ بزرگ والدین کے ساتھ
سپرد خاک ہو گئے ۔ اُنکی روح کو تسکین و راحت نصیب ہو۔ کھوڑہال سے ہڑنترہ تک
اُن کے مقامات نشست یار دوستوں سے گفت و شنید اور کتابوں کا مطالعہ خاموش بلکہ
سنسان روح انسانی سسکیاں لیتی ہیں ''پر'' وہ شخصیت پیوست ارض ہو چکی ہے۔ جو ہر
چھوٹے بڑے کو پیار سے ''یارا'' پکار کر مسکراتے تھے۔

اللہ روحِ اطہر کو علین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین

خط تعزیت

بنام الحاج عبد الحمید و ڈاکٹر وحید بالی

عزیز مشتاق پوگلی

بُزرگیئے ہدائت ومرایئے کیئے ہا زندگی سُدھارنے سنِ

دو وِتس مِل توُ یکھڑخ کتھ کین فقط بِگاڑنے سنِ

کیتاہ خزانہ اَبرسُ کھل گھڑیکھ پسی گھڑیکھ باندئے آسمانس منز

مُسلم نو جوان دو یوہون توحیدسُ مگر یوُن آستانن منز

عطر بھری آئیس سینس خوب چھکہین کُڈی گوٹھے بکھائے

کہر ہر جانہَ تہَ نقصان گو یوُ کیلہ تاں اَس ذِرلمنَ ثے

سِد ہوُئی اَکھوُس سِدھارُن زنَ راہ سفرُس وتہَ لگی آوُں

کراکُت چِن طرفن سے بس تلاش چھمَ خانہ کعبہ مغرب ثے

کیتھہ کرتے کوشش طماہی مطلب خاص نی نے سُن

کھالی اگر! کیتوہ کھالی مگر سینتی اظہار پی نے سُن

پڑھ پڑھ آز ڈِگری کار کور بنوی خالی خیالن سیئت

نوکری تھِ آڈُم لِکھی رشسِ پت نیو پوشیدہ دلالن سیئت

طابوطالبا توپڑوُ وجُفت کلاسنَ کراسِ بورڈ آٹھوُ (آٹھویں دہمی باہمی)

طابوطالبا توپڑوُ خوب طاق کلاسن آزتے بورڈ چھوُ (پنجم نہم پی یوسی)

کشفیہ ٹرسٹ کا سنٹر ذیل شرائط پر

پانچ رُکنی کمیٹی کا چناؤ عمل میں لایا گیا۔ جو ادارہ ہذا کا سینٹر تجویز کرنے کے مجاز ہوں گے۔ کمیٹی ممبران اِس طرح کے ہیں (۱) عطا العزیز کٹوچ (۲) الحاج محمد ابراہیم بالی (۳) قاضی محمد حسین باس (۴) عبدالرشید رونیال ٹھیکہ دار گوہالہ (۵) مولوی محمد عبداللہ شیخ گُنڈہ موقع پر ہی قاضی محمد حسین کو کمیٹی کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔

جنرل باڈی کے اِجلاس میں بحث و تمحیص کے بعد مرکزی ادارہ ہذا کے شرائط ذیل ہیں:۔

۱۔ اراضی دس کنال سے کم نہ ہو۔

۲۔ یہ کہ اراضی ملکیتی ہو خالصہ سرکار یا شاملات دہہ نہ ہو۔

۳۔ یہ کہ اراضی وقف کردہ ہو کیونکہ مرکز اس پوزیشن میں نہیں کہ اراضی قیمتاً خرید کر سکے اس لئے اراضی فری آف کاسٹ ہونا ضروری ہے۔

۴۔ اراضی جس جگہ پر دستیاب ہو اِس کے آس پاس کی نزدیکی آبادی میں اتنے کارکُن میسر آسکیں جو کُلیہ کے انتظامی معاملات کی بغیر اُجرت دیکھ بھال کر سکیں۔

۵۔ درج بالا تمام شرائط کے ساتھ کسی بھی تجویز کو حتمی فیصلہ کیلئے مشاورتی کمیٹی میں پیش کیا جائے گا۔ (تاریخ پوگل پرستان صفحہ 334)

(صفحہ نمبر 338 تاریخ پوگل پرستان)

الحاج محمد ابراہیم بالی وعبدالعزیز مشتاقبار ہا کہتے رہے ہیں کہ موجودہ دور میں ادارہ کا سینٹر تھنہ کے علاوہ پانچل کی حدطبدی سے لیکر براڑسول تک روڈ سائیڈ کا خیال رکھتے ہوئے رکھا جا سکتا ہے۔ اُسی مقام پر جہاں اراضی ی قلت سے گردونواح کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ٹرسٹ کالج کوسمانا مُشکل ترین نظر آرہا ہے۔اِس میں شک نہیں کہ پیروں مجاہدین دینی علوم نے تھنہ کے مقام کو ہی بنیادی مرکز مانا تھا۔اب سوگناہ کا اضافہ ہوا ہے۔ ہمارے نظریات ٹرسٹ کالج کی نسبت محدود نہیں ہونے چاہئیں۔ پانچ رُکنی کمیٹی نے کوئی بھی خاطر خواہ فیصلہ مشاورت میں نہیں دیا ہے۔ گویا مسئلہ تذبذب کا ہی شکار رہا ہے۔

مشتاق عبدالعزیز پوگلی نے دُور کے بچوں کو رہائش کا کوئی بندوبست نہ ہونے کی بارہا گزارش کی ہے۔اگرچہ نزدیک کے بچے بہ آسانی ادارہ میں درس وتدریس میں آسکتے ہیں۔ یہ سینٹر ادارہ کی غیر موزونیت کا ہی مسئلہ ہے۔جبکہ بچوں کے ہوسٹل کی جگہ بھی کم یاب ہے۔موجودہ دور میں بھی شرائط ۔ا۔اراضی دس کنال کی جگہ وہی ڈھائی کنال برموقع ہے۔باقی سکڑ کر ہڑپ تعمیرات میں ہو چکی ہے۔اب سرف نام ہے۔

(ٹرسٹ کالج مالیگام پوگل)

اللہ دُنیاداری ی جگہ دین داری کو تقویت عطا کرے۔

ضلع رام بن قبل از دو دہائی مسافت کا تخمینہ

۱۔	بانہال دیوگول سے رام بن۔	۲۹ کلومیٹر
۲۔	بانہال سے سرینگر۔	۱۰۷ کلومیٹر
۳۔	بانہال سے جموں۔	۱۸۷ کلومیٹر
۴۔	بانہال سے ڈوڈہ	۹۶ کلومیٹر
۵۔	رام بن سے سرینگر۔	۱۴۶ کلومیٹر
۶۔	رام بن سے ڈوڈہ۔	۸۲ کلومیٹر
۷۔	رام بن سے جموں۔	۱۴۸ کلومیٹر
۸۔	جموں سے سرینگر۔	۲۹۶ کلومیٹر
۹۔	بٹوت سے سرینگر۔	۱۷۱ کلومیٹر
۱۰۔	بٹوت سے جموں۔	۱۲۳ کلومیٹر
۱۱۔	بٹوت سے ڈوڈہ۔	۵۳ کلومیٹر
۱۲۔	بٹوت سے رام بن۔	۲۹ کلومیٹر
۱۳۔	ٹھاٹھری سے ڈوڈہ کشتواڑ	۲۹ کلومیٹر
۱۴۔	ٹھاٹھری سے بھدرواہ۔	۶۰ کلومیٹر
۱۵۔	ٹھاٹھری سے گندھوہ	۳۵ کلومیٹر
۱۶۔	رام بن سے کنگا	۹ کلومیٹر
۱۷۔	رام بن سے سنگلدان ۲۸ کلومیٹر گول:	۳۹ کلومیٹر

ریلوے ٹنل کی وجہ سے بانہال سرینگر نوگام مسافت کم ہوگئی ہے۔اوراسی طرح رام بن سے جموں فوروے ٹنل کی وجہ سے پرانے چھوٹے ٹنل جموں اوراودھم پور کے درمیان لیکر ۱۵ منٹ پہاڑی زمین کے اندر سُرنگ سے گذرنا پڑتا ہے۔اِس طرح یہ سفر بھی رب کا تحفظ شامل حال ظاہر کرتا ہے۔رام بن پیڑہ سے بانہال فوروے مکمل ہونے سے وہیکل کو شارٹ سفر ہوگا۔جموں وکشمیر کی مسافت میں کافی کمی آئی ہے یہ کام، مشینوں کی فراہمی سے ممکن اور آسان ہوا ہے۔

اکثر دریائے چناب سے یعنی خطہٗ چناب کی پناہ میں ہی مقامی مسافت کے مقامات میں اور ضلع ڈوڈہ وجدید ضلع رام بن جو۱۱۶۹ مربع کلومیٹر پر قدرتی خوبصورتی سے مالامال سرسبز وشاداب جنگلات، برف پوش کوہسار۔سُریلے گیت گاتی ندیاں، بارونق پہاڑی وادیاں دِلکش مناثر قدرت سے بھرپُور ہر شوق نظر کو اپنے جانب دعوت دیتے ہیں۔

آج کے دور میں خشکی اور پانی دونوں آلودگی کا حصہ بنا ہوا ضلع (۱) فور وے (۲) سلال پروجیکٹ (۳) بفلیاز پروجیکٹ وریلوے رام بن صبر آزما ہے۔ اوررام بن کا قدیم جھولاپُل جو غالباً تین تحصیلوں کورام بن سے ملاتا ہے۔موت کی گھڑیاں گذارتا ہوا نظر آتا ہے۔جو تحصیل گول تحصیل بٹوت، کھترہ اور راجگڑھ تحصیل بھی لہراتے پُل سے متاثر ہے۔ ہوسکتا ہے فوروے مکمل ہونے کے بعد شائد اِس کا ازالہ ہوجائے۔ضلع رام بن ریاست کومرکز کے ساتھ جوڑنے کا واحد مقام ہے اور گہرائی سے محسوس کیا جائے تو یہ ضلع جموں وکشمیر کا عموماً اور دہلی کا

خصوصاً کا دم بلکہ صبر آزما خادم ہے۔ جو قدیم حالت میں صبر سے آلودگی کی دھول چاٹتا ہے۔ اُف بھی نہیں کرتا اور کاطر خواہ تدارک کی خاص اُمید بھی نہیں رکھتا ہے۔ اِسے کوئی شومی سختی کہیئے یا سیاست ضعیفی کہیے۔ شیخ عبداللہ نے ۱۹۷۵ء میں دوبارہ اپنی کیبنٹ کو بڑی احتیاط کے ساتھ چُنا اور تقریر میں مرزا محمد افضل بیگ کو اپنے ساتھی کے طور پر سیاسی رفیق دیرینہ سے یاد کیا۔ (۲) ڈی ڈی ٹھاکور کیلئے بے داغ اور بیش قیمت ہیرا پہاڑوں سے ملا تعبیر کیا۔ (۳) مسٹر نر بو جولداخ سے تھے۔ انجینئروں میں نہائت دیانتداری کے مشہور شخصیت ہیں۔ عرصہ تین ماہ تک ریاست کے نظام سرکار کو چلانے کیلئے شیخ محمد عبداللہ نے صرف چار ہی رہنماؤں سے کام لیا۔ یہ دور دیانتداری سے عوامی رہنمائی کی مثال قابل یاداشت رہے گی۔

جموں سے کشمیر ٹنل پار یہ چار رُکنی کیبنٹ شیخ محمد عبداللہ کے بھتیجے عبدالرشید کی رہنمائی میں نہائت خوشی اور جوش وخروش میں کھنہ بل کے ءمقام پر ایک بہت بڑے مجمع سے خطاب کیا۔ یہاں استقبالیہ غلام نبی کوچک نے پڑھا۔ جو بعد میں ریونیو منسٹر بنائے گئے۔ وادی کشمیر کے سرینگر میں ۱۹۷۵ء میں جموں سے آئے ہقئے شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ نے ۲۲ سال کی سیاسی تقریر ایک گھنٹہ کی جو خالص گذشتہ حکومت کی تنقید تھی۔ افضل بیگ نے مُلک کے ساتھ معاہدے کی نسبت پُر اثر اور جائز قرار دیتے ہوئے تقریر کی۔ ڈی ڈی ٹھاکور نے یقین دلایا کہ شیخ صاحب نیا کشمیر پروگرام کو عملی جامع پہنانے میں پورا ساتھ دینے کو ہر وقت تیار رہوں گا۔ شام کو اُس وقت کے مشہور ومعروف ڈاکٹر علی جان نے کھانے پر دعوت دی۔ اس میں ہمارے ڈی پی دھر جو

ہمارے مُلک میں سفیر تھے شرکت کی ۔ تیسرے دن کیبنٹ عملہ جموں روانہ ہوا۔
ریاست کی حکومت چلاتے تین ماہ بعد چھ کیبنٹ ممبران کا اضافہ کیا گیا۔ دھیرے
دھیرے سرکار چلانے میں بدلاؤ نظر آنے لگا اور بے جابطگی کی فضا نے پھر گردش
شروع کردی۔ حومت چلانے کا یہ ابتدائی دور قابل یاداشت رہے گا۔ جنرل ہریش
رائے اُدھم پور میں ناردرن کمانڈ کے آرمی کمانڈ تھے شیخ محمد عبداللہ کے اعزاز میں دعوت
کا اہتمام کیا گیا جس میں گورنر ریاست کو بھی مدعو کیا گیا۔

غزل

ریکھن تھِ تیرائیے دراڑکم خطا تقدیرن پوشہ بدلہ کنڈو بچھاوَتہ زمانن
بے خوف خطر لیڈہ لیتے اہتسام درمنن وتن تے لاگتہِ آز چندرہ جابر زمانن
گوڈ بکھاتے پشتُم کالی بسنے والا اُسُن کور گُلابہ پوشہ پھُل تے چھکرُ وتہ زمانن

اردو

تجھے کِس قدر لہو چاہیئے اے ارض وطن
ٹھنڈے اعمال نے بنا دیا صحرائے چمن
سِتارے زیرے آفتاب آخر کیا؟ کریں
کِس قدر آنسوں تیرے صحراؤں کو گلزار کریں

جو عالم ایجاد میں ہے وہ صاحب ایجاد
ہر دو میں کرتا ہے طوفان زمانہ اُس کا

غزل اُردو حق پر اٹل

کتنے شور وشر کو صبر سے نِگل رہا ہون میں

،شائِل سے اندر ہی اندر پِگل رہا ہوں میں

کیسے کرائیے کوئی ایسے حالات سے جُدا مجھے

تیرا نام لیتے تیری راہ سے گُذر رہا ہوں میں

فقط ایک جدید سوچ کی تلاش میں مبتلا

تیرے دِل کے آنگن میں ٹہل رہا ہوں میں

تیرا ہر بار کا گِلہ شکواہ مجھ پر ہے کیوں

ہر لمحہ کو بیدہ شب محسوس کر رہا ا ہوں میں

اکڑ گیا نہ شہم کوئی راہِ جہالت میں

اُسے سُلجھاتے ہوئے مُسکرا رہا ہوں میں

اصل زندگی ہے ایک سمجھوتہ بہتر عمل ہے

اُس جاہل بے عمل سے بھی شبل رہا ہوں میں

کیا بندہ خدا ہے وہ جو حق شناس نہیں

سِتم بے شُمار ہوئے حق پر اٹل رہا ہوں میں

اِس زندگی کے مختصر سفر میں اے عزیز مشتاق

تھکا یا ہی سہی مگر چل رہا ہوں میں

غزل

اَچھی کن َکٹھی تے پرُس گے محبت   کُذی تے یمُس گے عداوت عداوت

گُذروتمتیِ ہنوا، ظہار کرنی ضرورت   سمھی گمتی اَئیس تیس تھِ قناعت

چناوَئے دغادیتوُ ادائے گے بغاوت ملا   لیئے چھلہام سرَ کیلہ یوی فراغت

پذوُ ونواَیسہیم صنعم سنی اجازت   ونہا پزوُ سوُون چھم شرارت شرارت

کتھا کرہاکنژسِ تے عملی خوش آمت   شبہیہ گستے میون تے بغاوت بغاوت

کم تیس ہدائت کے کرے تے سخاوت   سُوونتے سوُپٹھ بھُر دِل چھم سیاست سیاست

مشتاق جوقاعدن شودامت نہ غیرتن سیاست   رہبرونتے سیاست بنی گے اُسن عادت عادت

شہہ وری یون تھِ حکمرانی علامت   نیتے یے تھِ سلن کونژہ ورہی شامت

چھلکُو تے ارماں قوس وتہ منزرائے گیوم
پھلکُو تے وتَ شوق سنی لیس دھوں چھسم
ڈلتے ناوَ کو نژہ تیز طوفانس منز
خشکی سُن قسم یاد پے چھم ساوُنس منز

نعتیہ کلام

معیار چھُ پزس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلعم
اِظہار چھُ شرافت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلعم
خُدا صاحب تے کرتے نازیسی پانت
مرسلن تے سردار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلعم

اشعار

ینوہ پلتمتہ آختاہ آز تاں بغض و تضاد منز

ژختُونائے مُدروصاد احساس، احساس مِٹھاس منز

زندگی سنا لمحات آخیر رات دُوس گپذری گسُن

کونژہ شوق خیر سیئت کونژہ شرفساد گسُن

حیاتی اَلیس صلاح رحمی خوش مزاجی سر بہ سر

دیوی توفیق باری تعالیٰ صغیرہ گُناہ دِوچھنی گسُن

اَس بے وفا چھسم تیونیاں نظرن منز

زنٹر داد دے چھِ اَسیائے وفا داری منز

عشق طے کری لے چھُ منزلہ خواہ نیڑ یا دُور آستہ

شِکھشا حاصل کرنے کچن دشوار ضرور مُشکل یا آسان آستہ

مالیا جنم گن توُ ہر اِنسانی رِنڈی ما فستوُ

گستے آخر نا بوُد بندہ اِتی نہو کینژ تیے ہستوُ

حسد بُغض گھاٹہ چھوُ

حسد بُغض اگر نیکی ثواب ہڑپ کر چھوُ ادائیے اِبلیس سری عبادت چھلِ گو بے کار گورب کہیس مہلت منگچن مُہلت مِل چس روزے قیامت تاں مالیس نیک کارن سنی کنڑ وُمید تھِ؟ یس دراز عریص تے یو ابلیس ابا بلیسینت سنائے کار کرتے رہی۔ یلہٓ زن حسد بغض اِنسانی زندگی رکچہ ہاڑ ویئے ٹھوفان چھُ، خطرناک سیلاب چھُ۔ عادات بد اَلکمتہٓ کار پلید خیالات، دغا، اَپوز، فریب، کِذب بیان، وعدہ خلافی، جھوٹ ملعون ابلیس سنا عادات چھہٓ اُتھیِ سوچنے سُن مقام چھُ اگر یس پننا ذاتی عادات بہتر چھہٓ پاک چھہٓ نیک چھہٓ تیلہ پائیدار تہٓ اٹل چھہٓ یا نو وتہٓ رواُ کنڑ نہ کری ہیکی۔ غلط ارادہ یا غلط کار کرنس دِلس جگہ بنی گے تیسائے چھاپ توبہٓ اِستغفار بغیر دُور نہ گستھِ گو یا اِبلیسی ذاتی حرکات آحتہٓ دُور رہنوُ بڑی حکمت عملی سُن کار چھُ یُو نہ محبوب رچھنوُ چھُ یَس سیغت نہ پائیدار دوستی رچھنیِ تھکنچنے نیک کارُس منز شکَ پاوُلنوُ، چُغل خوری منز دِن پرُٹلنوُ، عہدہ روزی سنے رکچہ حاصل کرنو۔ رہبری محض نام نہاد رچھنیِ ریاتہٓ نمود سنا بھلائی کار کرنا، مشہوری رکچہ خطاب نشر و اِشاعت انجام دینوُ خالق حقیقی یاوُن حرکاتنَ ناپسند کر چھُ۔

شیطان اِبلیس بڑُ و بھاری ادارہ رچھتنوُ چھُ یَس منز بغیر فیس واُجرت داخلہ کھوُلی رچھتمت چھُ بے شُمار اُستاد تعینات چھہٓ یاوُن لوکچہ کلاسن اَحتہٓ ڈگری تاں تعلیم دینے پے تھِ بڑُوُ ڈگری فارغ شیطانی کار انجام دے چھہٓ مثلاً قتل و غارت۔ بے گناہ بے

قسور خونیی کارانجام دینوُ گُناہے کبیرہ چھُ پننے مفادُس رِکچھ ہوُ رتہٕ چھنوُ ٹلنوُ اَپز ے
گواہی، بدنظر، جھگڑہ فسادونی فریقن چُغل خوری کری نِفاق کھڑا کرنوُ ذاتی
یا علاقائی تعصب پننے پانُس برتر سمجھنوُ دویوس کمتر تہٕ حقیر ذانوُ یہنے گُناہئے کبیرن سنِ
تلافی تہٕ تشفی یکائے ہیلہ توبہ کرنے بغیر حاصل نہ تھِ
کیتوہ بدنصیب سوانسان چھُ ین حیاتی منز توبہ نہ کو۔ ابوطالب نبی پاکؐ سنی پرٕ
ورش پوری زندگی کے نِبھاوتی آخیرُس تاں بدقسمتی سینیت پننے کنبہٕ سُن لحاظ بدستور
رچھتِن کاش! اگر نبی پاکؐ سن کلمہ پرٕ ھ لیوہی جنت سُن حقدار بنی گسھی۔ اَللھُمہ لاَ
ماَاَعطَت وَلاَ مُطِعیُ مُنوتَ وَ لاَ رَادَ لماَقصنِیتَ: اے اللہ جوتوں دے اپسے
کوئی رونے والانہیں اور جوتو روک لے اُسے کوئی عطا کرنے والانہیں اور جوتو فیصلہ
کرے وہ کوئی توڑنے والانہیں۔

منیرہ مرغوب جی ون تھِ

خاصکری پوگلی بولی بولنے والے علاقن قابل تحقیق حدودس متعلق چھ بیانہ سنگِ بنیاد (ژقےسن رونڈ) سُن درجہ رچھتے مثالے ماٹھی پر جارج گریرسن چھُ بانٔاری بیاں کرتے:۔

Pogli has ro its cast the Kashmir dialect of Kashmiri to its South, between it and the Chinabs lie the two dealects Ramani and Siraje and beyond the Chinab Further to the south lias Bhaderwah in which the Bhaderwahi dialect of Pahari used, To the west of Pogali we have various dialects of lahanda, to its North lies Kashmir. As may be Gathered from the above, Pogali while based on Kashmiri is mined with Pahari and lahanda and from transition dialect report the members was reported to be 1858 (1)

گویا ڈنی مُلکن سنا تحقیق کاریئے (۱) جارج گریرسن (۲) پیٹرِ ہگ بعد تحقیق ثابت کو کہ کشمیری زبان سُن بنیاد Basad پوگلیبولی تھِ منیرہ جی تے غیر مُلی محققین سُن حوالہ دئیں کری تحریر کرتھی یہ پوگلی بولی سن بودوباش ریاستہ منزکورہ تھِ محترمہ جی اَناری بیان کرتھِ: (پوگلی بولیٔ چھے پتھ پاٹھی بانہالہِ کِس اُکس رنگین تہ حَسین پہاڑی علاقس پوگل پرستانُس سیٔنتی وابستہ اما پوز یہ بوٗلی چھے عوود خاص جایو علاوِ بانہال تہٕ رام بن تحصیل کس

اَندی پکھس قریبن تریہن ساسن لوٗکن ہنز ماجہ زبو یو بیان چھُ آز برانٹھ ترے دہائی گویا پوگلی
بولہِ سُند اکھ اند چھ بانہالہ کس جنوب مشرقس منز پرستانکہ سینا بھتی علاقہ پٹھ ڈوڈہ تحصیلس
نگھ رام بن کس چبہ ، گنوت تام واتان بلکہ خود رام بن بوٗلی تہ چھے پہاڑی بولہِ اثرا
پراوِن باوجود پوگلی بولہ ہُند خاص اثر۔ پوگلی بولہ ہُند دوٚیم اند چھُپو گلکہ باس تہٕ مالیگام پٹھ
بٹروگامس بلکہ مکرکوٹ رامسوٗ تہٕ سربگنی چکہ گامس تام بانہالہ کس جنوبس منز واتان ایمک
ترنم اند چھ پہندر (جراڈی) نیل علاقہ پٹھ شروع پیدتھ ژھل واس ام کوٹ۔ ژاپہ ناربن
(شامل بنکوٹ) گاموںتری بانہالہ کس جنوب مغربس منز تراگن تہٕ تُرگام نام واتان امہِ
پتہٕ چھ پوگلی بولن والین ہندی چھلہ چھانگر گامتی کہنیہ قبیلہ بٹھ وتہٕ ہندس شمال مغربس منز
گاندھری تہٕ ہڑوگ (سومڑ) تحصیل گول گلاب گڑھ (لار۔ ضلع اودھمپور چھنی بسٹ ،ٹکری
خراہ ، دوتھن ۔ٹنگر بھٹنی ، دھرم گنڈ ، ڈیرہ پائی تان بسمین چھُ)

بقول ٹی۔این گنجو صاحب

کاشرزبان چھُ اپاَرِ بانہالہ پٹُن وپرٛ ھرار کرِتھ پوگل پرستان۔ رام بن ، بھدرواہ ، ڈوڈہ ضلعہٕ
کین دامنن تام پننی لِسانی حد بناوتھ پکان۔ گویا ضلعہ ڈوکن علاقن پوگلہ بانہالہ ، کشتواڑ۔
بھدرواہ۔ ڈوڈہ کاشر باشہ منز کاشرٕ یک گنڈ واٹھیا Structure صحیح توژھمنز موجود اَکھ
مقامی شاعر تہٕ وستاد مشتاق پوگلی چھُ قدیم کاشری بولہٕ ہند بن دِلچسپ وبوہان ازتام زندتھون
والبن پنتھ کھوری گامتعین لوٗکن ہُند تعارف یمن لفظن منز پیش کران (کُنہہ مشق مشتاقؔ پوگلی)
پوگلی لوگ اُس دیش کے باسی تھے جس دیش میں لکڑی کا دیا (لُش) گھاس کا

جوتا پولہ ہیڑ) اور پانی کا پتھر (ششر گانٹھ نظر آنا عام تھا۔ پریوں کے دیش میں بھلا گھاس کا جوتا پہننے والے، کس حد تک ترقی کر سکتے ہیں چنانچہ عرصہ تک یہ لوگ وہی کرتے رہے جو اُن کے آبا اجداد کیا کرتے تھے۔ کیونکہ ان میں امیری کرنے والا فرد موجود نہ تھا جو اُنہیں اچھا راستہ دکھا سکتا ہو۔ بہر حال تعلیم کی کمی دُور اُفتادگی اور اِقتصادی حالت ناگفتہ بہہ ہونے پر اُن کی زندگی اور ترقی میں سنگین قسم کی رکاوٹ حائل رہی۔ جہاں علم کے خزانے سے خبر اور سائنسی معلومات سے بے بہرہ سماج ہو۔ وہاں کی کوئی قوم یا بستی کس طرح ترقی یافتہ ہو سکتی ہے۔ گو یہاں کے لوگ عام طور پر ذہین پُر وقار اور صابر ہیں۔ اقتصادی حالات کے ناگفتہ بہہ ہونے کے پہلو یہ ہیں کہ سخت محنت کی زمینداری کے بعد مشکل سے چھ ماہ کا گذارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اکثر لوگ محنت مزدوری پر انحصار رکھتے ہیں۔

پروفیسر برج بہاری کا چھ وچھ پوگلی بوئیہ متعلق ہتھ کئی بکھان

Pogali:. This is spoken to west of Kishtwar in the Villages of Pogal Paristan and Sar, and to south of the Pir Panjal rang. Pogali like Kishtwari shows influnce as Pahari and Pahnada dialect.

عبدالعزیز مشتاق پوگلی ناوک بیا کھ مقامی ادیب چھ پننہ دوئمہ کتابہ منز پننہ بولیہ ہُنز آہمیتھ یمن لفظن منز ویٔران۔

پوگلی اگرچہ ایک علاقائی بولی کی حیثیت سے ایک محدود خطے سے متعلق ہے

لیکن یہ اہامیت میں کم نہیں 1990ء میں جو مردم شُماری ہوئی ہے اور جس کے مہتم رائے بہادر بھاگ رام رہے ہیں اِس میں پوگلی بولی کا خاص ذکر کیا گیا ہے۔
پوگلی ی اپنی ساری، پرکاری ہے کشمیری اور ڈوگری جاننے والا اسے بہ آسانی سمجھ سکتا ہے۔ زبان کے تیور کہہ رہے ہیں کہ یہ امن لوگوں کی زبان ہے۔ جو زبان تیغ سے بھی کام لیتے ہیں ۔۲۔ منیرہ مرغوب جی چھُ پوگلی لِکھنے والن افسوس سیئت اظہار کمتُ کہ تیویں پوگلی منز لوکچی موکچہ ڈکشنری تے منظر عامُس پانت نہ آن ہیکمتھِ۔
محترمہ جی سُن افسوس کرنوُ بجا چھُ لیس پورہ علاقُس علاوہ گی منز دُور دراز بستیئن منز بسمین بغیر روڈ، بجلی گواش ضروریات زندگی منز پنیس ااحتہَ محروم چھُ پوگلُس سیئت پرستان صرف نام سُن سجاوٹ چھُ ہر معاملس منز یرتاں نہ پوگل سُن کھاشا قبیلہ نوجوان عملی قدم بڑھاوی تیرتاں سو معاملہ سرد کانس منز دھوڑفش چھُ پوگل سُنا دو یہ ہمسایہ ژاوٗ بالچھیاوٗں پوگلی بولی کوہستانی بھاشا منز تبدیل کرنے سنی مُہم چلاوٗ چھَ۔
عقلہ سنا لہذہ یاوٗن مرحوم میر اسد اللہ آزا گئی غالباً پانژہ وری دِتمچھ۔ پرانہ بذرگن یا دچھُ شیر کسں گامُس تہِ گُب گسن گامُس بس چھَ

کھاشا قبیلہ

کھشتری زمانہ قدیمس آزکل سنی سیکورٹی اُستمتھ یسی احتہ کھاشا قبیلہ بہادری وجوہات پانت نام پیمتُ چھُ۔ کلہن راج ترنگی آٹھمی ترنگہِ س ۱۶۶۶ اشلوکس منز یسی کتھہ بکھا اِشارہ دینے آمت بن شالہ یس آز بانہالہ ون چھ پوگلی بولنے والہ کھش قبیلہ یوُن سردار باگیکا آستمچھیو بہادری سنے جذباتن منز یکسائی جائے مُقیم نہ رہنوُ بلکہ بھاگتے بھاگتے شجاعت تہٕ بہادری جنگی کارنامہ شاوٕلتے گو۔ ادائیے یس باگیگا نام دینے آو یکسہ جائے آحتہٕ دُوئیہ سہ جائے نشنس بھاگنوُ ون چھٕ یس آز ہجرت سُن نام دے چھٕ قدیم بزرگئے کراس کِس زمانُس مجھُ کھش قبیلہ سردارن سینت خصوصاً خاص انقلابُس منز بھاگتمتہٕ چھٕ روزگارسنیاں تلاش منز ہماچل گلو کانگڑہ، منالی دھرم شالہ، پالم پور، دھوپ گڑھی، چمبہ وغیرہ پہاڑی درن منز شِکار جنگلی پھل فروٹس پانت گزارا کرتے آمچھٕ کاصا زمانہ گُذرونے بعاد دیمائے اِنقلابُس منز بھاگیکا سردارن شہہ بہادرن سینت جان بچاوٕنے سنیاں غرضہ نشتمتہٕ چھٕ کئی عرصہ بعاد جے پتنی ٹاپ کراس کری سیرازتہٕ رام بن درمیان پہاڑی جگاہن مُلملہ راج گرڑھ، کینٹھی، نیرہ، جاٹ گلی، گنوت تہٕ پہاڑی درن منز پناہ گزی حالاتن منز بسمین بنُوتہ تفصیلی ذِکر دُویسا جائے کرنے آمچھ تہلہ یوسروئی علاقہ جنگلی جھاڑین تہٕ یس منز جنگلی جانورن سینت بھری آحتوٕ یاوٕں روزی سنیاں تلاش منز اہیگہ بدہوُتہٕ نہ صرف پرستان پُگل بلکہ

کشیرہ تاں پھرِ تے رہنہٕ یاوٕن بہادری سنا جذبات، خونی غیرت تہٕ جنم بھومی سنِ ترٹپ تے بدستور موجود اَحتیِ ریاست راجستھانُس منز پوگل، راج گڑھ، بھرت پور نام چھہٕ یاوٕیں زاتی بہادری تہٕ غیرت مدِ نظر رچھی کری یس کالی علاقص منز راجواڑن منز نام رچھتہٕ خواہ سو کشتواڑ سنو راجہ آسراہ یا دُوییٔ کونڑ کُ ۔ وارہ وارہ کھشن مذہبی تعلیم سنیاں غرضہ یار شتن ناطن سنیاں وجہ سینٔت کشیرہ سینٔت رابطہ بنوٕت پوگلی زبان یس آز کاشری زبان سِن قدیم شاخ ون چھہٕ شیخ العالم، لل دید سنے کلامُس منز شُمار کرنے آییٔ یلہ تے راج ترنگنی منز پوگلی چھہٕ

ادب سمیرم

پوگلی ادبَ اَس ہنہ ہنہ سمیرم — سبق زن دَریڑم دپوٕن رکچہ ژڑیرم
یو ادب چھہٕ کھلوٕ ڈُلو کھلومہٕ پیرم — لُت لُتو قدم دئیں اُبھوئی اَس کھڑیرم
چھس یکَ پاسہ سرازی یکہ پاسہ زندھاری — ندی پار بھاٹلی ندی وار رامبڑی
قلمی سفر طے کرتے پُگلی کھڑی — انتظارُس قلم تھمل گلاب گڑھی
اِرادہ کم چھہٕ اَسا ییٔ تعصب گھٹیرم — یکہ جاہ بنی کری آداب بدھیرم
قلمی بیمارن ٹِپی کری ہتھیرم — یاوٕن پانس سنیٔت وڑیرم پانییٔ بلیرم
ادب سُن لباس تے اَس سیادیٔ رچھم — تقسیم کری اَس پانُس لاگم سجاوٕم
یو اَسن روک کری مشتاق تسیِ وطیرم — تِسی دھریڑم ژورگُونن پھیرم

مسلم سلاطین تہٕ ڈوگرہ دورس منز تعلیم

کنڑس تے مُلک سنی خوشحالی تعلیم سُن یکھ حصہ آس تھِ تعلیم سینٹ تہذیب وتمدن منز تبدیلی یے پچھہٕ۔ ہندستانُس منز ہندن کچہ بے شُمار پاٹھ شالہ قائم کرنے آیا۔

مُسلمانن سنا ادارن تے مکتب تہٕ مدرسہ کھولنے آوٕ۔ کشیرہ منز تے بادشاہے (راجئے) تعلیم سُن پھیلاوٕ بڑے پیمانس پانت قائم کرتوٗ کشیر راجن بعاد مہاراجہ رنبیر سنگھ ۱۸۵۷ء ۱۸۸۴ء دورپس منز تعلیم ناوٕہ لائن پانت چلاوٕنے سنیاں کوشیشٕ جاری رچھچہٕ۔ جمعے یکھ مڈل سکول ۱۸۸۴ء منز کھولنے آوٕ۔ سرینگر تے ۱۸۹۰ء سرینگر سنے مڈل سکولُس، درجہ دینے آوٕ ۹۳-۱۸۹۲ء الف اے تان تعلیم سُن انتظام کرنے آوٕ-۱۹۰۱ء درگاہن سنی تعداد ستاسی آحتیِ ۱۹۱۱ء منز یہ تعداد بدہی کری ۱۹۲۱ء تاں اَحٹ حت پچھتر (۸۷۵) بنی گی۔ یسی دورُس منز چن بستی والا نالن نیل پوگل پرستانُس تے مدرسہ کھولنے آوٕہ۔ ۱۹۰۵ء یلہ پرنس آف ویلز ریاست سُن دورہ کویسی نامُس پانت جمعے کالج سُن اعلان کو۔ کشیرہ سنا مُسلمانن تے تعلیم حاصل کرنے سنی توجہ داولنے آئے۔

۱۹۱۷ء منز سرکاری سکولن منز ۱۰۷ عربی ٹیچرن نفسیاتی حکم نامہ دینے آوٕ۔ طالب علمن وظیفہ دینے آوٕ۔۱۹۱۳ء امر سنگھ کالج سُن افتتاح عملہ منز آننے آوٕ۔۱۹۲۵ء سنے آخیرس تعلیمی ادارن سنی تعداد دی ٹیکنیکل کالج یکھ ہائی سکول کہاہ مڈل سکول

بیالس پرائمری سکول پ ۵۸۳ لیس علاوہ اُساتذہ ٹریننگ سکول دی گوشوارہ مطابق
بچن سنی تعداد بیالیس ہزار سات ہتھ پانژ ۴۲۷۰۵ آحتی لیس دوَرسنا پرائمری درجہ سنا
سکولن منز پوگل تے آسئمچھ بعدازاں ساتویں یعنی سینٹرل سکول سُن درجہ حاصل
بنوٗت۔ یلہ ڈی ڈی ٹھاکور بحیثیت ہیڈ ماسٹر آحتوٗ ۵۸۔۱۹۵۷ء مرحوم عبدالرشید
خان سنے دوُرس منز یسی ادارس ہائی سکول سُن درجہ دینے آوَ۔ سماجی نافہمی بدنظمی سنی
وجہ سینٹ رہبر ژوارنے آوَ نتیجہ یوچھُ آز تاں یو ہائی سکول تِسائے ٹھایئے ہِکتمت چھُ
یاوَن مطلب پرست تہٕ خودغرض سیاست کارن مٹہ پت بخاذوئے تے نہ سر کوتھی۔
الیکشن قریب تے چھ یاوَں ڈگری کالج سُن اعلان کری لیچھ سوٗ مالکِ تہٕ خالقِ
قدرت یاوَن حق شناسی سنِ توفیق دے را۔

تینُ نام گنتو تے بکار آم
نام گنتایئے دلس آرام آم
جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں
[جیاں باں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

قطعہ

بڑو سخی دُنیا وس سوکم اَلیس
یوِ رزقِ پرائے تھالیہ منز تراوی
قصد کہرَ تلی نیاتھ تِی پچھر مینُ
اُنا بے خبرُ چھس عشق کوہے ذاگی اَلیس

رِیاستہ یوُکت گوہو

کلارڈ مونٹ بیٹن جون ۱۹۴۷ء کشیرہ آوَ اگست اول ہفتس مہاتما گاندھی جی ریاستہَ سنے الحاقس رَکچہ کتھ بات کرنے کشیرہ شیخ محمد عبداللہ اُس سزا معاف کری وزارتی کونسل منز شامل کرنےَ سنی سفارش پنڈت نہروس مہاتما گاندھی سنیاں مُہم منز کامیابی سنیِ اطلاع پیتی۔ پنڈت جواہر لعل نہرو سنا طرفہ صدر میاں افتخار الدین تہَ الحاق رائے شماری تحت تابع پاکستانس تہَ انجمن اقوام متحدہ سُن موچیۓ بند کرنے سُن پلان بناوَتو۔ ۲۷ اکتوبر شیخ محمد عبداللہ سنے طرفہ گاندھی جیوس فوج رَکچہ راضہ کری لینوُ یاوَنے طرفہ پنڈت جیوس لبہ مہر چند مہاجن سنی فوج امداد نیشنل کانفرنس اختیارات تفویض کر لینوُ شیخ عبداللہ اُس رعب یو سروئی یکھ ڈرامہ زن آز تے لگتے چھُ یو شیخ عبداللہ مرحومے کری کریِ شاوَ لنے رَکچہ رَچھتمتھ ۱۹۱۷ء آحتہ ۱۹۷۵ء تاں بیانات مختلف تے دینے آوَ (بحوالہ تاریخ پوگل پرستان)

تعلیمی حالات: سُو زمانہ کیتوہ سادہ اثر دار تہ حساس آحتوُ۔ پُگل ساتویں (سینٹرل) سکول اَحتوُ بزرگ مالیہ بچہ رچی چھلی چھکی پڑھائے رَکچہ سکوُلس پینتے اچاہ دُوس ہر جفاکشی مال مالیہ چاروائین دیکھ بھال اُٹوپہنُ، کگرٖ مکڑ پڑھوُلڑھوُ بے شمار پریشانی درپیش اچاہ سکولسُ آحتہ برابر ژور بجے چھٹی گستے اَحتیِ۔ ساڑھے چی بجے پہاڑہ ایک دُور دُونہ آحتہ تاں ایک بیسیا اَدگو سوا یا ڈیڈھا۔ پونڑہ ترنم آواز سینٹ پڑھتے احتسام تھکتمچہ یاوَں

نیک مالیہ پنّا بچپن سنیٔ مشترکہ پہاڑہ پڑھنے والی سُریلی آواز ہُنی کری بے شُمار اُش تراوَتے اَچِہ نہ صرف ھُوئی بلکہ پنّنے شِکمن فرزندن سنےِ حقُس منز عمرے درازی تہ خوشگوار زندگی سنی دُعاتے کرتے آسہون کیا؟ تیٛون مالین سنہ لال تیٛیے حیات مابعد والدین سنے حقُس عالمِ برزخس راحت سنی تہٕ روزے محشرس تے آسانی سنی دُعا کرتے اوسنا خالق دو جہاں سَرن سُن حق قبول کررا۔ آمین!

موسم ساز گار ھُوئی چھُ ہاڑ تتُوئی ضرور
موسم فضا سایہ دار متی تھِ ہوا منز سرور خوشگوار حالُس آلن ٹِکُن کور طیور
آڑہ کوئیلن مخواہ گو پھودن کرتے گور
رائے ژوُڑہ تے نسھتی شامن مگر مجبور
ٹھی اوف یو تے ٹھکانہ چھس دُور
تاپہ رود پیتے اَمبہ پتڑن چھلی گے دھوُڑ
کبوتر دیون تاپ چھتن پانت ضرور
اَحتہ رٹی نِستن اُن عاشق مشھور

1977 بیالیسویں ترمیم

پانچ سے چھ سال کردی

ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے ایم بی بی ایس کی ڈگری جے پور میڈیکل کالج سے حاصل کی تھی اعلیٰ تعلیم طبعی ڈگری حاصل کرنے سے قبل جموں کے گورمنٹ ہسپتال میں بحیثیت ڈاکٹر کام کیا۔ اس کے بعد مزید طبعی تعلیم کیلئے برطانیہ گئے وہاں بھی ایک میڈیکل ادارے میں داکٹر تعینات ہوئے اور وہاں مسز رمولی سے شادی کی جو میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں ملازم تھی۔ 1977ء میں شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کو سیاسی کام کا زیادہ دباؤ پڑا۔ چونہ وہ ہارٹ کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ اِس عرصہ میں حکومت چلانے کیلئے غلام محمد شاہ اور فاروق عبداللہ دونوں یکے بعد دیگرے اُمیدوار تھے۔

یوں تو 1975ء وزیراعظم اندا گاندھی جی نے شیخ محمد عبداللہ کو رہائی کے بعد نان پولٹیکل چیف منسٹر کے عہدہ پر لایا تھا۔ اُنہوں نے اپنے ساتھ مرزا محمد افضل بیگ، ٹھاکور دیوی داس اور لداخ کے صنم نربو کو رکھا۔ پورے دو سال تک حکومت چلائی تھی۔ اِس سے قبل شیخ صاحب نے مرزا محمد افضل بیگ کو صحت ناسازی کی وجہ سے اپنا جاں نشین بنایا تھا۔ اس پر فوروق صاحب اور شاہ صاحب ہردو نے ناراضگی

کا اظہار کیا تھا۔ ۱۹۷۷ء میں کانگریس سے مسز اندرا جی کی شکست ہوئی۔ ریاست میں شاہ کمیشن مقرر ہوا۔ اِس سے پریشان ہوئیں۔

آئین کی بیالیسویں ترمیم میں اسمبلی کی معیاد 5 سال سے 6 سال تک کر دی گئی اور کانگریس نے نیشنل کانفرنس سے حمایت واپس لی۔ گویا اسمبلی ریاست جموں وکشمیر مزید ایک سال کا اضافہ ۱۹۷۷ء ہوا ہے۔ اِسی اثنا میں ڈی ڈی ٹھاکور جو پوگل پرستان کے باشندے تھے دو سال قبل نان پولٹیل حکومت میں بحثیت خاص وزیر تھے۔ جموں میں شیخ صاحب اور مادرِ مہربان بیگم شیخ محمد عبداللہ کو دعوت دی اور مشورہ دیا کہ وہ دو دن جموں میں قیام کریں اور بجائے ہوائی سفر کے زمینی سطح روڈ سے کشمیر تشریف لے جائیں۔ یہ تجویز شیخ صاحب نے مان لی۔

تیسرے دِن شیخ صاحب نے روڈ سے کشمیر کا سفر شروع کیا۔ بانہال ٹنل کراس کرتے ہی کشمیری عوام نے شیخ صاحب اور مادرِ مہربان کا والہانہ استقبال کیا۔ اِس خوش آمدید کی سربراہی محی الدین قرہ وغیرہ (۲) محمد سعید مسعودی (۳) عبدالرشید قابلی اور عبدالغنی لون نے کی۔

۱۹۷۸ء میں شیخ محمد عبداللہ چیف منسٹر اور اِن کے ساتھ سات وزیر تھے۔ جن میں افضل بیگ ڈی ڈی ٹھاکور سونم نربو غلام نبی کوچک موہن کشن ٹکو غلام محمد شاہ اور محمد اشرف تھے۔

اشعار

ورنے جوہیس پنِنے پچھرِس یکھ نمونہ شاوَلیم
رِچی ہگییئے مالہ پھوئُلچہ دئیں گو جواب گول مول
داڑِم پوش سیئنت آز لوتو باغ مؤین
دوُ گنے جنمسُ آوَ عیش سُنو بہار مُین
پنکھا رَحتاۓ روڈ فیٹرہ چمکوُ تے اُٹا لیتے طوفانُس
سفر مرحلن سنوُ طے کرتے یکھِ حصہ بنی گستے سُمندُس
عظمت اِلٰہی لیسی ونَ چھَ مشتاق قربان تسوئیے فرمانسُ
زندگی تھِ بس قطرہ زنَ ما خبُر تھِ لیس نا دانُس
بارشوں کے قطرے ،گرتے ہیں بُلبُلے بنکر اردوڈ ھلوانوں ومیدانوں میں
سفر طے کرتے کٹھن طوفاں، کھڈوں ، آبشارن نالوں میں
ٹیڑھے کبھی باد باراں سے کبھی سیدھے کبھی ترچھے
گلے ملتے پیار کرتے جو پیار بگڑ کر حصہ بنتے بحر میں

پرانے زخمن مہٰ تے دے زیر فاش گسُن ناچتیے پوشیدہ سیر
ارہُ بالے یارا حال وِنمِتھ نازکُ دِلسَ چھم پارہ برپاں
پین لیتھ ڈالی حال وَنمِتھ پیارے جگرسُ کیم دیتوُ تیر

کھُورن ہٹھ

یاوَں ہٹھ کھُورن بالی کری بِ گوہوس آوَں

روح خوش وخرم گوم وتہٕ منز کنٹھ لاۓ بالی کری

کُڈی یتوُح بضد مہِ پانت ثنا کِیتوُح قصور چھم

خوف گسی نامعصوم بندس سلن یہٕ شمشیر بالی کری

پشتِن منز تے بستی گھنوُ تے آبادی تے بھد ہوتے گے

شلوگ فُرچھَ برہمنُس رچی دھوپ ذالی کری

ورنے گستے اعلان رِچی انقلاب سُن اِجلاس کرم

بھانگڑہ بجاوَ تے ڈھولہ والو ڈھول ہٹس نالی کری

تھک تھکاۓ ہرِ قدم دی ژور گنتے چھسَتے

تینوٗی سوراغ نہٕ لِگیمُ ادَ چارہ گُت کری ثے

مار گیوٗہ نادان کیتاح

زمانن مارکیوہ دیوانہ کیتاح
جُدہ گیوہ یکھ یکِس یارانہ کیتاح
ساوہ ساوئے ذلتے اُڈونہ پاپُڑ پنکھیر
نار اولن اُٹھ لیتے جھلہ پروانہ کیتاح
بے وفا یار چھم اڈہ کڑوئیے راٹھونگن ذنَ
یسی کچھن ژٹتم دُور نیڑے یارانہ کیتاح
بس وڑ دار لُڑ مایئے قید کیم چھس خواہ مخواہ
پشیمان گَس کری ذہیلتم رگڑانہ کیتاں
طوفان ہوس سینٹ ڈھی پشتم رنگدار محل
گرٹہ منز بھری نظریئے گیوہ شوخی مستانہ کیتاح
آز کڈی خاص جوانن پیار رگن ہاری تہ عای گمچھ
بے عمل ہنگہ منگائے دُوس سالم بغل گیر کیتاح
ونتے بس تینی مایئے چھن دِلن سُپیٹ بھری
مشتاقؔ رواج چھُ آز نالمتے سُن کرتے عامل نادان کیتاح

اِس سادگی پہ نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں
یونہی اگر روتا رہا غالبؔ تو اہل جہاں
دیکھا اِن بستیوں کو تم ویران ہو گئیں

کھاشا قبیلہ تہٕ کوٹ عدالتہٕ

کھاشا قبیلہ سنا طاقتور زورہ در جنگ جوپتنی تری کری راجگڑھ سیراز اَحتہ مُلمُلا رام بن پرستان پُگل ، نیل چک نارواوٗ ، بینجال ، اَم کوٹ بلکہ پُگل پانچل تا پانڑرالہ تاں شُمالی سِسلن منز آبادی پھیل گے شخصی دور حکومتُس منز عدالتہٕ قائم کرنے اَحتہ اسھوٗن فرہنگ انگریز عدالتن ''کوٹ'' ونَ چھہٕ پُگل کوٹ اَحتہ عدل کوٹ پانڑرالہ تاں کئی کوٹ عدالتھا آستھچھ خواہ خیر کوٹ آسرا ، کسکوٗٹ ، بنکوٹ یا ام کوٹ آسرا سو جمتنہ کوٹ یا مکر کوٹ آسرا شخصی دَور سن سرکار ضابطہ قانون سنیِ پابند آس تھِ لیسی رکچہ انصاف سنیاں عدالتہ غالباًلیس پہاڑی تہٕ دُور دراز خِطس منز قائم کرنے آمچہٕ آسھون لوکچہ عدالتن سُن ہیڈ کوارٹر عدل کوٹ آستھچھ ۔ آبادی سُن تناسب مدِ نظر رچھی کری لوکچہ عدالتہ کوٹ قائم کری یاوٗن سپریم کورٹ ''پوگل کوٹ'' تہٕ ''عدل کوٹ'' آستھچھ گویا شخصی دورَ حکومتہ ضابطہ قانون تہٕ انصاف سُن تانہ بانہ لیس پورا ریاستہٕ بڑا احتیاط سینت ترتیب دِتھچھ ۔ کھاشا قبیلئے علاقائی تحفظ علاوہ یاوٗن عدالتی کوٹن سنا کارتے انجام دیتمتہٕ آسُن کُذ کہ آز کے نصب خطہٕ چنابُس منز لوکچہ راجواڑنسا ہیڈ کوارٹر کھنڈرات صاف ظاہر کرچھکہ یہٕ ماسایئے سماج آستمتھ تیس آبادی سنی یاوٗں گھاس کا جوتا لکڑی کا دِیا تہ پانی کا پتھر استعمال کرتے آمتہ آسھون ۔ شخصی کوٹ عدالتن سنا ہیڈ کوارٹرن آز تے کینژ نِشانات بطور دلیل موجود چھہٕ (علاقہ موجورہ چھہٕ راج بدلِ گس چھہٕ) کھاشا قبیلہ سنا جوان اکثر روزی سنیاں تلاش منز کشیرہ تے گستے آسھون سامان تیر کمان سینتی بالہ پیور واپس تے پیتے آسھون

تحقیقی جائزہ پوگلی اور کاشری

منیٓرہ مرغوب جی پنیاں تخلیق منز پوگلی بولیہ سنی سلیت کاشری زبانی سنیٖ اہمیت افادیت ، فرق حوالہ دتھ پوگلی بولیہ منز''پچھ ہاری'' کاشری منز گانٹھ لفظی فرق چھ پوگلی بولیہ منز طرٖی ژڑی ''سفید و بھوری'' ڈبہ ہاری وننے یے چھ ۔ پچھ ہاری ''سفید پروں والی'' ڈبہ ہاری گردن کے اندر سے دُم تک سفید باقی جسم بھورا ہوتا ہے ۔ دِیپائے لفظ پچھ ہاری تہٕ ڈبہ ہاری قدیم کاشری سنا نام ظاہر چھ یہنائے کئی الفاظ پوگلی بولیہ سنا قدیم کاشری سیئت میل کر چھ مِثالے کرم ۱۔ وتھرون ، پتھرون ۲۔ شِشترون ، خشِترون ۔۳ پہتر ، (قدیم پوگلی میں وتھرون بچھانے اور پتھرون نیچے فرش پر بچھانے کو کہا جاتا تھا۔ اور یوں بھی پہتر فرش اور شہتر لوہے کو پوگلی میں کہا جاتا رہا۔ رفتہ رفتہ لوہے اور پتھر کو ششترون و خشترون جنکہ قدیم پوگلی سے ہی آج کشمیر میں لوہے کو ششتر کہا جاتا ہے۔ وتھرون اور پتھرون السے الفاظ کشمیری میں بولے جاتے ہیں۔ پوگلی بولی میں (۱) سترون (۲) ولڑون ، ہموار اور ڈھلوان کیلیئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کشمیر زبان میں ستُر قدیم پوگلی زبان سے یعنی سترون سے ستُر اور پتھرون سے پتھُر سے پتھر جیسے پوگلی میں واہ ترُون بدلتے ہوئے وتھرُون بن گیا ۔ آج یہ کشمیری زبان میں بولا جاتا ہے۔ جیسے ''پتھر بہہ'' نیچے بیٹھ قلعہ کھاروان کے دامن ہیوگن سے دونوں طرف لنک روڈس ٹاپ نیل ، زراڈی سرگلی کو عبور کرتے ہوئے مالیگام ، گواہالہ آگے سوناسیری عبور کرتے ہوئے سیناٹھتی تک پوگلی بولی کے پہاڑی سلسلہ آبادی کو الگ دیکھا جاسکتا ہے۔ گویا نیل ، پوگل پرستان کا پہلا گیٹ مگرکوٹ اور دوسرا گیٹ ہی وگن بٹرو ہے۔ جوڈی ڈی ٹھاکور کا آبائی جنم مقام ہے۔ یہ اصلی پوگلی بولی کا ایریا ہے۔

قدیم پوگلی بولی کے الفاظ جدید کشمیری میں

پوگلی بولی	کشمیری	پوگلی بولی	کشمیری
بہتڑوٗ	بستوٗڑ	الکمت	خراب دومت
پُسنی	لوپُن	بنگڑی	بنگرِ
ٹھوپُر	ڈوگر	یزمان	یزمن
خوٹھر	کُٹھار	گھوڑ	گُر
پشنہُ	وُچھنوٗ	اڈلی	اُڈج
ہُنو	بوزنہہُ	رُنگ	رونگ
کانژھنہ	کانہہ نہ	پپڑوٗ	پود
شونتھ	بُتھ	مہٹی (مہوٹی)	مچھ
بھرانتھ	بھرانتھُ	مچھہ	مچھ (مکھی)
زاگُن	پرارُن	دواڑی	داڑ
زمِسو	یژمُل	اَحت	اتھ
درہمسوٗ	ایکسی جائے نژُن	تیئوں	ترِم
جوخ درن	نچک نب (دوہ)	چمڑہ دوالہ	ژم
غوغ درن	گپھا نما جائے زمین اندر	گاوٗں	گاوٗ
درہ مٰ ی	چولس مَٹی دالی	ترُہو	ترُواہ
ییہ ماٗلی	موج	ذوب ژولی	پھرن بجہ گانہ
ژھلی	ژھاوج	گونڈہ	گنس
ٹھوہاٹھ	ساٗول	زحاڑنو	چھائُن
سُتھنُ	بیزار	لمُڑ	وٹھ
لڑھ،لو	کھُ	شانہ	پھیوکُ
		لوکونِکو	نیچو،لڑکہ

قدیم پوگلی الفاظ ہم معنی

ا۔ ذہنکتیے ۲۔ جھکیتے :۔ دونوں الفاظ ہم معنی ہیں ڈرنا۔ خوف ہونا لرزنا جیسے طالب علم (شاگرد) اکثر وستادُس جواب دینس ذہنکتیے چھُ ۲۔ دانت (بیل) اکثر دویوس دانُتس پیش کری جھکیتے چھُ گویا بیل دوسرے بیل یا بیلوں کو دیکھ کر ڈراتا بھی ہے اور کود بھی ڈرتا ہے۔ یہ ایک ٹانگ سے اپنی پیٹ اور سینے کو پیٹتا ہے۔ اور جھکیتے ہوئے لڑنے کی تیاری کرتا ہے۔ اگر دوسرے بیل نے لڑنے کی طرف توجہ نہ دی تو اِس کی یہ تیاری خاموشی میں بدل جاتی ہے۔ اِسی طرح شاگرد کو سوال کا جواب یاد ہے۔ لیکن وہ زہنکتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ میرا جواب غلط ہو اُسکی خود اعتمادی کمزور ہے۔ بالا دونوں الفاظ قدیم ہونے کی وجہ غائب ہو رہے ہیں جیسے محمد یوسف ٹینگ سابقہ سیکرٹری کلچرل اکیڈیمی جموں وکشمیر نے مشتاق پوگلی کی لِکھی کتاب منظوماتِ شروَ پیش لفظ ''میری بات سُنو'' میں لِکھا ہے کہ پوگلی بولی کے قدیم الفاظ مرجھاتے ہوئے غائب ہو رہے ہیں۔ جو گھٹتی ہوئی سیاست کا استخارہ بھی ہے۔ کیونکہ ہماری سرکار کو علاقائی بولیوں کی طرف خاص توجہ نہیں ہے۔ جبکہ علاقائی بولیوں میں پوگلی بولی کی خاص اہمیت ہے۔ جیسے پوگلی بولی کشمیری زبان سے قدیم ہے۔ پوگلی بولی نے راجستھان کی زبان کا اثر ہماچل تک لایا اور یہاں سے بھی ترکِ سکونت ہماچلی بھاشا کے اکثر الفاظ پوگلی میں شامل ہیں۔ گویا قدیم پوگلی بولی نے کشمیری زبان کی تکمیل کیلیئے اپنی فراخدلی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور دیگر زبانوں کے الفاظ قبول کیئے ہیں۔ بھلے ہی پوگلی کشمیری رسم الخط یا عربی سٹائل میں کمپوز کی جاتی رہی ہے اب بھی طرزِ تحریر میں مرغوبؔ تھیوری سے پوگلی کو خاطر خواہ سہولیات دستیاب نہیں جبکہ پوگلی تخلیق کار ادباً وشعراً موصوف کے حق میں دُعائے خیر کے دستِ بہ دُعا ہیں۔

ڈوگری زبان

نئے کرنسی نوٹوں میں شامل ہونے سے محروم

جموں۔ ۷ دسمبر 2016۔ شدید مذمت نئے نوٹوں کی کرنسی پر شامل نہ کرنے پر نیشنل پینتھرز پارٹی کا احتجاج چیئرمین ہرش دیو سنگھ کی صدارت میں جبکہ مرکزی سرکار نے ڈوگری زبان کو آٹھویں شیڈول میں ۲۱ دسمبر ۲۰۰۳ء کو منظوری دی ہے۔ جبکہ ریاست کے ایک حصے وادی کشمیر کی زبان کو نئی کرنسی میں شامل کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ ڈوگری زبان کو بھی بنیادی حقوق حاصل کرنا حق بجانب ہے۔ اِسی طرح صوبہ جموں میں دیگر زبانوں کو ریاستی سطح پر مقام نہ دینے پر یہاں کے اتہاس کو مِٹانے کی سازش ہو رہی ہے۔ صوبہ جموں کے کلچر و زبان پر ریاستی سرکار کی خاص توجہ نہیں ہے۔ ایسا سلوک صوبائی سطح پر سماج کے ساتھ ناروا اور غیر منصفانہ ہے۔ یہ خاموشی سے برداشت نہیں ہوگا۔ چونکہ قبل از مُلک میں اٹھاراں زبانیں تھیں اب بائیس زبانوں کے شامل ڈوگری بھی ہے۔ جبکہ ڈوگری زبان مُلکی مفادات میں حصہ دار اور حقدار ہے۔ اِسی طرح سے عزیز مشتاق پوگلی نے بھی ادبی مرکز امام آباد ضلع رام بن زبان و ادب کے مصنفین و شعرأ سے خطاب کرتے ہوئے زور دے کر کہا کہ پوگلی بولی و معاوٗن رام بن کی سرحدی بولیوں کو بھی حق ہے کہ اِن کو کانسٹی چیوشنل زبان کا درجہ دیا جائے جبکہ چیف منسٹر ریاست جموں و کشمیر نے عوامی دربار منعقدہ اکتوبر ۲۰۰۱۷ء میں یقین دلایا تھا کہ ضلع رام بن کلچرل آفیس کی منظوری دی جائے گی۔

پردھان منتری نریندر مودی

8 نومبر 2016 ءکو کرنسی بدلاؤ کا فیصلہ بنا مشاورت چار وجوہات پر:۔

(۱) کالا دھن مُلک گیر پر پھیلا ہوا ہے

(۲) دہشت گردی کیلئے کرنسی دردِ سر

(۳) جعلی نوٹوں کا نیست و نابود کرنا۔

(۴) رشوت خوری کو مُلک میں ختم کرنا۔

آج کی مُلکی رہنمائی کو اپنی دلیل شرائط پر بہت باریک طریقے سے جنتا کی زبان میں موثر کرنے کی اہلیت اعلیٰ پیمانے پر ہے۔ مہاتما گاندھی کی طرح آسان الفاظ اور مختصر طور پر گڑھے الفاظ میں دوسرے کوئی لوگوں کی آمادگی میں ماہر ہو۔

اروند کیجریوال چیف منسٹر دہلی:۔ سرکاری تنقید کے ماہر اور سادگی میں حمت سے حکومت چلانے کے خواہشمند نظر آرہے ہیں۔ جنتا پارٹی اِس حقیقت کو اچھی طرح سے سمجھ رہی ہے کہ اِس کے خلاف اِنٹرنیٹ پر نفرت کا سلسلہ جاری۔ گویا اِس کو بھگانے پر کمر بستہ طاقت لگائی جارہی ہے۔ کیجریوال موجودہ حکومت کیلئے ایک طویل مدت نزلہ اور دردِ سر رہے گا۔

ا۔ ممتا بینرجی ۲۔ نتیش کمار

شراب بندی کردی جائے تو ملک چین کی طرح ترقی کرے گا۔ جبکہ پاستان نے 1970ء سے شراب بندی کا حُکم جاری کیا ہے۔

(کانگریس خاموش)

نشر واشاعت پوگلی سُن حق

کٹھن راستوں کے چلنے والے پا لیتے ہیں منزل کو
جوراہ آسان لیتے ہیں وہ پاتے نہیں منزل کو

پُگلی بولیہ سنا قلمکارا ئے ۱۹۵۰ء اِگی لِکھنے سُن قدم تُلتُمچھ مگر گمنام تہٕ انفرادی آحتوٗ لیس منز کنڑ شعبہ نہ چھٗ ۶۸-۱۹۶۷ آحتہٕ باضابطہ طریقس تحریری توجہ دِتمتھ۔ ضلع رام بن نہ صرف اسی فیصدی بلکہ نوے فی صدی گامہ تہٕ دُور دراز بستی تھِ جرنیلی سڑکہ آحتہ کافی دُور فاصلہ چھٗ کُڈے نہ غیر مرہومیت تہٕ پسماندگی اَیس دیمہ طرفہ لیس پہاڑی خطہ ارضس منز سیاسی بدحالی تہٕ اَن پڑھتا اَیس تسایٔے ترقی سُن کھنوٗ حال چال اَیس پوگلی بولیہ آحٹن کلو میٹرن دُوری درمیان لہجہ سن ہنکھ فرق چھٗ یوٗ ہر زبان منزا اس چھٗ لیس بولیاسُن نام پوگلی چھٔیہ مختلف بولین تہٕ زبانن سنی مہارانی (دُلہن) تھِ خواہ دُنیاں سنے کِنڑس کولن بولنے یا لِکھنے ییرہ یسا بولیہ سنی را اچھی تہٕ حفاظت بذرگیئے تہٕ دیندار یئے، دھرم والیئے کمتھِ تیوں بزرگ اَن پڑھ سادہ آسنے باوُجودیکس دویوٗ ہمدرد نیک طبیعت تہٕ جانفشار آحتاہ خوشیین غمیین منز یکجا نبھان دینے والا امن شانتی سنا نمونہ پزیارہ خوش دِل آحتاہ، اصل پوگلی سنا الفاظن سیئت کلام ہمدردی خلوص بھری مُدرہ زبانی سیئت ادائیگی طریقہ تیون پُزے پاٹھِ پیارُو آحتوٗ دیپایٔے رِفرقن سنا مہنہ غربت تہٕ سادگی منز تے ہجرت یا فتن سنی کیھ زندہ تہٕ پائیدار مثال آزتاں اَسن لبعہ موجود تھِ۔ اَسائے یہنوئی یسا بولیہ تحریر حرکت دینے سنی بوٗحتی کے تخریب کاریٔے تفرقہ ترائینے والیئے علاقائی تعصب تہٕ اکوادہ سیاست سیئت ہر قسم سنیاں رکاوٹہ تراوچہ لِسانیات، مطبوعات تہٕ نشریات رِکچہ کلچرل اکیڈیمی مالی امداد منظور کمتی تے

بے ضابطہ غلط طریقن نیست ونابود کرنے آئینو جوان طبقس زبان وادبَ شوق آڈمُ لیکھوئ
برباد کرنے آوَ نام نہاد بزم سنا سرپرستائے ۲۰۰۳ء تاں بے دردی سینٹ لاپروائی کری
پوگلی زبان وادب سُن یوُ کاروان ناکام کو۔ ہَ یاونی غلط قسم سنی فطرت احساس محرومیت احتیِ
لیس سینٹ قلم کارن سُن شوق زبان وادب سنے سِلسلس منز تراڑی ظاہر گیئے کنڑائیے جو بیا
پوگلی کئڈی رجسٹریشن کرُن اد کینڑ یئے کوہستانی نام رچھنے سنی ناکام کوشِشا جاری رچھ چہَ
یُون بِچارن ماجانکاری تھ کہ ادبی، تعلیمی، کلچر، ثقافتی قدرہ بحال رہ چھ چاہے کا کیتہ اخلاقی
زور آزمائی آسرہ یسوہ ضامن یوُ مشن چلاوَنے والہ نوجوان آس چھَ فیس بکُس نٹ ورکُس
سینٹ قلمُس تے خاصہَ اہمیت تہَ افادیت تھِ کیتوہ بہتر گسہی آز تاں پوگلی تہَ معاوَن بولین
ضلع رام بنُس منز ٹی وی تہَ ریڈیو پروگرام نشریاتی مقامُس پانت مقامی نوجوانن سنیِ وُمید بھر
پوراُسہی اکثر نوجوان ہنر مند تہَ قلم کار بر سر روزگار کلاکار تہَ گلوُ کار مختلف لِجن منز کلچرل
اکیڈیمی سینٹ زڈُ تمتہ آسہون نام نہاد بزم ادبَ سنی کاہلی تہَ لاپرواہی فراموش ادبَ وزبان
ضرور تھِ دُوئے طرفہ سرکار سنی توجہ تے پسماندہ خلقت (جنتا) لیت ولل سناشِکار رچھنہَ راج
نیتی سنی یکھ کڑی تھِ کافی عرصہ گذروتوُ اُسائیے سیکرٹری کلچرل اکیڈیمی جموں وکشمیرسُ اِرہ بکھا
توجہ داولتی بارہاٹیگور ہال لال منڈی سرینگر یا ابھینو تھیٹر جمے سینٹر تہَ نوجوان قلمکارن، گلوُ
کارن، ہنر مندن سنا دفو دپیش بطور استدعا خاص توجہ پوگلی کلچر وثقافت کیوہ۔ آز تاں محرومیت
سناشِکار چھسم دِوکنڑ ادبی اِقتدار اِنصاف پسندیس جائز مقام سُن حق دیویِ۔ اِنشاللہ

اُلجھا ہے کہیں دامن رنگین کہیں ہیں کانٹے
گذر رہے اُسی راہ پہ مگر چھانٹے نہیں کانٹے

توحید پگُل پرستانیو

کِتاب وسنت کے بنو پاسباں مِٹادو خرافات پگُل پرستانیو

حق چھوُ زندگی کروُ بندگی بے بندگی حیات چھُو شرمندگی

اگر سِینس چھُو حرارت ایمان سنيِ دولت یہَ چھُو ساعان سنی

شفاعت نبیؐ سنی بہ فضل خُدا دیون آبِ کوثر یُوئی چھُن مدعا

صبرتہٕ خلوص شاداب چھُو ریاتہٕ غرور بِلا شک برباد چھُو

مِلن روحن تیر بنوی زندگی عقیدہ صحیح آئِس نیوی ِ روشنی

یتیمن اِت بائی کنُتھ شہیلا رچھُو حاسدن تہٕ ظالمن تیر قہلیار

عزیز مشتاقُس بندگی سوُ اِقرار چھُو عِبادت سینٔت یہ دُنیا آباد چھُو

○ ○ ○ ○ ○ ○
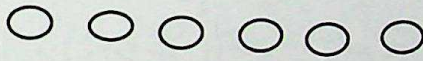
ہو بدنام اِنسان رذیلوں کے ساتھ
اگر پھاڑ پیسیس تو کالے ہوں ہاتھ

مہاتما و مودی

بانی آزادی مہاتما گاندھی سابقہ وزیر اعظم و نریندر مودی موجودہ وزیر اعظم

مہاتما ہندی بھاشا میں سب سے بڑا ہے۔ گاندھی اور مودی اِن دونوں الفاظ کی نسبت تفصیلاً لکھنا خصوصاً خاکسار کہنا مشکل ہے۔ بہر حال دورِ حلکومت کی چند باتیں لکھنے کی جسارت کروں گا تا کہ قلمکار حضرات کا شوقِ تحریر جنبش میں آ کر بُلند ہستیوں کی نسبت ِکردار و قومی ، ملکی خدمات و رہنمائی کا عملی و خاص تعمیری کار ہائے نمایاں کو تفصیلاً منظر عام تک لا کر ایک تواریخی دور کی یادداشت و رہنمائی جذبات کو قائم و دائم رکھنے میں کامیاب و کامران ہوں۔

مہاتما گاندھی جی کی خدمات کو رہتی دُنیا تک بڑے احترام کے ساتھ یاد رکھا جائے گا کیوں کہ اُنہوں نے نہ صرف سماج کے خاطر بلکہ اِس پیارے مُلک کی آزاد اقتصادی ، معاشی ترقی و تمدن کے کاطر ہر قسم کے بلیدان (قربانی) کو عزیز تر پنجانا ہے۔ آنکھوں کی بینائی یعنی بچپن ، جوانی سے لیر عمر ڈھلتے عنک کے دور تک لکھنے پڑھنے کو اپنے اور اپنے دیش واسیوں کیلئے زیادہ توجہ دی اور روز مرہ کے امورات کی ہر حکمت کے علاوہ خود چرخے سے سوت کات کر فرہنگ کو اپنے دیش کی خوشحالی دھائی اور دیش واسیوں کو امن و سلامتی سے زندگی گذارنے اور مُلک کے تحفظ کا احترام سکھایا اُن کے لِباس سے شُبھ و نیک شکصیت کا تعین بار ہا یاد کر

کے مُلک گیر اتحاد و شانتی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ گاندھی جی مہا تما ہی نہیں بلکہ مہا پُرش شخصیت کے مالک تھے۔ جن کی مساوات، خدمات اور آڑے غریبی و افلاس کے دور میں امن اِتفاق و باہمی اتحاد کو برقرار رکھنے اکسی بھی رہنما کا مقابلہ ناممکن ہے۔ خواہ وہ آزادی کے بعد بھاجپا یا موجودہ حکومت تک کا دور کیوں نہ ہو۔ گاندھی جی نے ولایتی کپڑا تک مُلک میں استعمال کرنے سے گریز کروایا۔ اور اپنے ہاتھوں سے نہ صرف لباس بلکہ ہر قسم کی کارآمد چیزیں بنانے پر توجہ دلوائی تھی۔ اِس کے علاوہ جنگ وقتل و گارت سے نفرت اور مذہبی تعصب کو بُرائی و تخریب کاری کی جڑ ثابت کیا اور اِس بُری نقصان دہ چیز سے سماج کو باز آنے کے لئے انفرادی و اجتماعی کوششیں جاری رکھیں۔ آج ہمارے دیش واسیوں کو زیادہ تر ولائتی چیزیں فارن کپڑا ہی پسند ہے۔ کروڑوں ڈالر کا لباس پسند ہے۔ خواہ وہ اپنے یا دوسروں سے حاصل شدہ کیوں نہ ہو؟

گاندھی اور نیشنل کانگریس۔

گاندھی جی انڈین نیشنل کانگریس کے حامی تھے اور اسی پارٹی کو مُلک کا تحفظ جانا جاتا تھا۔ کیونکہ گاندھی جی کو مُلک تقسیم ہونے سے قبل غیر مُلک جنوبی افریقہ میں دوران تعلیم و تربیت بھی ایسی ہی سوچ تھی کہ اِنسانیت ہی مذہب ہے۔ اِسی لئے وہ ہر مذہب کا تہہ دل سے احترام کرتے تھے۔۔ سچے دل سے کسی کام کا انجام دینا ہی مذہب ہے اور اِسی سے ابدی زندگی میں چھوٹ ہو سکتی ہے۔ اور معافی کا حقدار بن

نوع انسان (منُش) ہوسکتا ہے۔ ہمارے مُلک میں ایسے عادات وصفات کو بہت عرصہ تک پسند کیا جاتا رہا ہے۔ انڈئن کونگریس کو وزیر اعظم اندرا گاندھی نے بھی عزیز ترین جان کر بار ہااِس مُلک کو چلایا تھا۔ وہ پنڈت جواہر لعل نہرو کی بیٹی تھیں۔ اُن ے پِتا کو مہاتما گاندھی کی تربیت تھی۔ اور بیٹی کو باپ لکی پرورش نے یہی درس دیا تھا۔ ہر دو ہم خیال وعوامل رہنماؤں کی ہتیا کر دی گئید یگر رہنمائے اعلیٰ آزادی کے بعد حکمران مُللک رہے۔ اور اپنی نا گہانی موت سے چلے گئے۔ اِسی طرح راجیو گاندھی بھی اِنڈئن نیشنل کانگریس کے ہم پلہ مُلک کے حکمران رہے۔ اُنہیں بھی حادثاتِ موت ہی نصیب ہوا۔۔ گویا انڈئن کانگریس کے سچے رہنماؤں نے دیش کو غلامی سے نجات دلائی۔ دیش کے مہلک ہتھیاروں سے اُن کی موت واقع ہوئی دیش کو مہاتما جی نے اتحاد سے یکجہتی کو قائم رکھنے اور ہر مذہب کا احترام کرتے ہوئے مُلک کو آزادی دلائی تھی۔ اور اس کے تحفظ کی ذمہ داری بھی اِسی جنتا کو سونپی تھی جو لوگوں کی آزادانہ نمائندگی پنچائت راج کی صورت میں رائج کرائی۔ آج بھی سرگباسی کے خیالات سے مُلک کی نمائندگی کو مدد مل رہی ہے۔ اِسی لئے سِکہ بدلنے کے باوٗجود بھی مہاتما جی کی عینک کو شامل رکھا گیا۔ مُلک کی آزادیی کی تحریک میں بڑی شخصیتوں، بُلند خیالات وکارکردگی کے نشانات ہمیچہ کیلئے نئ نسلوں کی یاد داشت کے طور پر تواریخ قدیم کی شکل میں موجود رہتی ہے۔ آج حکمرانی آتی بھی ہے اور جاتی بھی ہے۔۔ لیکن مہاتما گاندجی کا نام رہتی دُنیا تک تحریکی وتحریری قلم کو فراموش نہیں ہوگا۔

میاں غلام رسول انجمن ادارہ پوگل

محمد اشرف شاہ

میاں غلام رسول شاہ بھی روزگار تجارت کی غرض سے گذشتہ زمانے میں جموں سے سلسلہ پیر پنچال کے دامن میں ایک پہاڑی بستی پوگل پرستان میں تشریف آور ہوئے اِس علاقہ کے قدیم ہجرت یافتہ لوگوں نے پوگل پرستان نام بھی اپنے ساتھ لایا تھا۔ جہاں سے اُن کی ہجرت ہوئی اب یہ اونچا پیارا نام بھی جموں وکشمیر کا حصہ بن گیا۔ یہاں سے دین اسلام کی تڑپ نے اُنہیں راجدھانی دِلی کی مسافت کیلئے مقرر کیا۔ دہلی جاتے ہی اُنہیں ایک باوقار مدبر۔ مخلص شخصیت محمد اشرف شاہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا بعد سلام اپنے کلام میں پہلا موزوں انجمن کے ذریعے مدرسے کا ذکراور لوگوں کی اقتصادی ومعاشی حالات کا ذِکر کیا۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے کِس قدر دین اِسلام کا جذبہ شوق اور ناچیز زندگی سے موت کا خوف تھا مدرسے کا نام سُنتے ہی محمد اشرف کشفی شاہ مرحوم نے مدرسے کی سرپرستی قبول کر لی۔ چونکہ اِس سے قبل انجمن مدرسہ بمقام تھنہ ملیگام پوگل پرستان چل رہا تھا۔ بخیر شاہ صاحب سے ملاقات کے بعد میاں غلام رسول مرحوم واپس آئے۔اب مدرسے کے قوائد وضوابط مرتب کئے گئے چونکہ بنا دستور ضوابطہ

کوئی بھی ادارہ یا این جی او کام نہیں چلا سکتا۔ اب میاں صاحب کی واپسی پر نئے دو سکولوں کا اجرا کیا گیا۔ اِس دینی ادارے کی توسیع کی گئی شاہ کی حوصلہ افزائی نے لوگوں کے جذبات کو اُبھارا۔ اس ادارے کے اغراض ومقاصد طلباً وطالبات کو دینی درس سے فیضیاب کرنا تھا۔ کیونکہ یہ ادارہ نان پولٹیکل کی حیثیت سے مصروف کار تھا۔ غیر مقامی مرحوم میاں غلام رسول نے ۱۹۲۶ء سے ۱۹۴۰ء یعنی چودہ سال انجمن کے نصب العین کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے اپنا تمام وقت اسلام کے کاطر وقف کیا۔ جواُن کی ابدی زندگی کا ذخیرہ اِنشااللہ محفوظ ہے۔

محمد ایوب خان سابق وزیر مال جموں و کشمیر

۲۸ ستمبر ۱۹۲۳ء چملواس تحصیل بانہال میں تولد ہوئے گریجویشن کے بعد انجمن کشفی کوہستانی پوگل ملیگام میں بحثیت ہیڈ ماسٹر ۱۹۴۷ء تک کام انجام دیا۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۷ء تک وہ ااَئین ساز کونسل کے ممبر رہے۔ ۱۹۵۳ء ۱۹۵۲ء وزیر خزانہ کے ساتھ پارلیمانی سیکرٹری بھی رہے۔ ۱۹۵۷ء سے ۶۳ ء تک قانون ساز اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر رہے۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء سے مشیر مال اور وزیر ٹرانسپورٹ بدستور رہے۔ گویا ۱۹۵۱ء سے ۱۹۷۷ء تک اسمبلی ممبر بدستور رہ کر مختلف قلمدان چلاتے رہے۔ ۱۹۷۵ء شیخ محمد عبداللہ کی سرکار آنے پر برطرف ہوگئے ایک ذہین خوش مزاج سنجیدہ طبیعت سیاسی لیڈر تھے۔ حرکت قلب کے بہانے سے دُنیاوی دھندے چھوڑ گئے۔

گذشتہ نمائندگان موجودہ ضروریات پوگل

ا۔ مولوی عبدالسبحان ۲۔ غلام قادر خان ۳۔ مُنشی غلام رسول بالی سوجمتنہ پوگل نے آج کی تحصیل پوگل پرستان کی نمائندگی بطور سرپنچ نہایت خوش اسلوبی سے انجام دی ہے۔ گویا مذکورہ مرحومین اِتنے بُردوبار، صابر، مدبرودانشور تھے کہ اتنی بھاری آبادی کی سماج کو دونوں ہندو مسلمانوں کو امن وشانتی سے اتحاد و بھائی چارے میں رکھا تھا۔ قومی دھارے میں رہ کر اطمینان وسکون کی اندگی گذارنا ہی جمہوریت ہے۔ اور یہ بنیادی طور پر سماج کی رضا سے اپنا اعتماد دیکر منتخب ممبر سے مُلک یا ریاست کے چیف تک ہوتا ہے۔ تعمیری کردار سیاست سے نہیں کام سے انجام ہوتے ہیں۔ اس پسماندہ بے یار و مددگار دپور افتادہ پہاڑی علاقے میں ہر بستی تک ا۔ روڈ ۲۔ علاقے کو ٹورازم کے دائرے میں لانا۔ ۳۔ تعلیم کے اداروں کو تقویت دے کر بڑھانا۔ بنی نوع انسان وحیوانات کیلئے طبی سہولیات فراہم کرنا ۔۴۔ پیڑ پودوں اور جنگلات کو بڑھانا، آدم کو پیدا کرنے والے نے پیدا کیا اور کھانا کھانے سکھایا تو اُسے اپنی فہم وفراست سے خود صفائی کا کام کرنا ہے۔ اِس کو مُلکی مدعے سے خاص واسطہ نہیں ہے۔ صفائی مرنے جینے دونوں اوقات ضروری ہے۔ بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ جہالت کے زمانے مُلک عرب میں خصوصاً لڑکی کو جنم لیتے ہی مار دالتے تھے۔ آج تعلیم ہے جہالت غالباً ختم ہے۔ اِس دور میں لڑکی کو جنم دینے سے قبل ہی مادرِ شکم میں ہی گہری نیند میں سلا دیا جاتا ہے۔ تعلیم یافتہ ہونے کے باوٗجود بھی حرکات بد سے بھی اِجتناب نہیں کیا جاتا ہے۔

عبدالرشید خان کے زیر سایہ ایکسکرشن سرینگر

۱۹۵۷ء مڈل سکول پوگل کے طلباً بطرف سرینگر کشمیر عبدالرشید خان ہیڈ ماسٹر۔۲۔ جگت رام ٹیچر آراو وگلین ۔۳۔محمد حسین خان ساکنہ تاجہال غالباً بکرمی سال آخری ساون تھا۔ چاروں اطراف ہریالی ہی ہریالی تھی۔ پوگل سے پیدال بطرف نیل روانہ ہوئے۔ ہمارے سکول میں احمد اللہ ملک نام کا ایک چپراسی تھا۔رات کو نیل باٹو مڈل سکول میں قیام کیا۔ صبح چدوس کے راستے بانہال کی طرف روانہ ہوئے۔ کُنڈ جنگل پہنچے تھے کہ موسلہ دھار بارش شروع دِن ساڑھے تین بجے کے قریب چملواس بھاٹوں کی دُکان جہاں آج نیل کیلئے روڈ نکلتا ہے۔ہم پانچ لڑکے اور محمد حسین ماسٹر روڈ پر چشمہ آج بھی موجود ہے مٹی گارہ وغیرہ ساف کررہے تھے کہ ریاست کے وزیر اعظم بخشی غلام محمد جموں سے سرینگر بائے روڈ خوش قسمتی سے نمودار ہوئے۔ ہم نے کار کی جھنڈی دیکھ کر بخشی صاحب زندہ باد کے نعرے بُلند کئے مختصر ٹائم رُکنے پر مختصر تعارف ہوا چلے گئے ابھی ہم پیدال زرہ آگے جارہے تھے کہ بانہال سے بخشی صاحب نے دو گاڑیاں روانہ کیں۔ دونوں پر سوار ہو کر ہم قبل از مغرب نماز ڈاک بنگلے بانہال پہنچ گئے۔ وہاں کا کھانے اور رہائش کا بل بخشی صاحب نے اپنی جیب سے دیا۔ صبح خود بھی چائے پی کر دو گاڑیاں سرینگر کیلئے ری ضرب رکھوالیں اور کود سرینگر چلے گئے۔ اُس زمانہ میں ٹاپ کا ٹنل چالو تھا۔گاڑیوں کی رفتار آہستہ تھی ہم نو بجے صبح بانہال سے نکلے تھے۔مغرب نماز پر سرینگر پہنچ گئے۔ وہاں کا کھانا، رہائش فری صبح دو گاڑیاں ری ضرب تین باغات کی سیر وتفریح ہارون باغ، چشمہ شاہی، شالیمار باغ اور نشاط باغ دن بھر گھومتے رہے۔

رات کو سرینگر قیام کیا۔ صبح دو گروپوں میں ایک گروپ ویری ناگ سے ہوتے ہوئے کپرن وغیرہ سے ہوتے ہوئے گھر آئے۔ اور دوسرا گروپ قاضی گُنڈ سے بانہال کے راستے گھر چوتھے دن آ گئے۔ اِس زمانے میں مختلف قسم کا کلام پوگلی چن دس لڑکوں نے پوگلی زبان میں گائے۔ سُر لی آواز میں گانے والے احمد اللہ بالی، عبدالرحمان پرستانی، محمد حسین سجن اور مصنف تھے۔ ہمارے والدین اس دور میں دس روپیہ فی لڑکا خرچہ پر چار دن سرینگر سے ایکسکرشن کر کے واپس آئے۔ یہ بھی مرحوم عبدالرشید خان کی نیک نیتی اور نیک دعاؤں اصلہ تھا ہمارے ساتھیوں میں صرف دو چار ساتھی ابھی تک حیات ہیں پوگل کے حیات میں (۱) چتر سنگھ ولد پُنو رام دھنمستہ (۲) عبدالرحمان سوہل سینئر ہیڈ ماسٹر ریٹائرڈ اب وفات پا چکے ہیں ۔ (۳) عبدالصمد کمہار وگن پوگلی۔ ریٹائرڈ ایگریکلچرف اسسٹنٹ۔ (۴) خاکسار عبدالعزیز مشتاق پوگلی۔ ایک واقع یاد آیا شالامار باغ میں سیبوں کے باغ ما مالی کھانا کھانے گیا میرے ساتھ عبدالصمد کمہار اور سینئر ٹیچر سیف دین لون تا جنہال صاحب بیٹھے تھے۔ اُنہوں نے کہا باغباں چلا گیا۔ اگر پتھر ہوتا درختوں سے سیب گرتے پتھر کی نایابی پر سیف دین مرحوم نے صمد صاحب کا بکر والی جوڑہ جس میں لوہے کی میخیں لگی ہوئی تھیں درخت کو پھینکا درجنوں سیب جھڑ آئے۔ مگر جوڑہ درفکت پر ہی پھنس گیا۔ صمد جی بُرا بھلا کہتے ہوئے رونے لگا۔ ہم نے سیب اُٹھا لئے تھے۔ مرحوم سیف دین بہت ہوشیار تھے اُسی کا دوسرا جوڑہ زور سے پھنسے جوڑے کو مارا اب کی بار درجنوں سیب جھڑے۔ دونوں جوڑے مل گئے اب ہم نے سیب چُن کر سب ہی اُسی صمد جی کو دیئے۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین ساتھیوں کو جنت الفردوس عطا کرے۔ بچپن لڑکپن ایسے حرکات سے بھی خوش ہوتے ہیں۔

میری شام منتظر ہے کسی اور صبح نو کی
یہ سحرا نہیں مُبارک ہو جو ظلمتوں کے مارے ہوں

عبدالرشید خان مثالی اُستاد

کردار کی عظمت کو رُسوا نہ کیا اُس نے۔
چوٹیں تو بہت کھائیں دھوکہ نہ کیا اُس نے
(مشتاق پوگلی)

گلشن میں بڑی دیر سے بہار آ رہی تھی پنیری یہ رشید خان کی لگائی ہوئی تھی۔

عبدالرشید ولد غلام قادر بوہرو المعروف خان ۱۹۳۳ء بخانہ غلام قادر ولد عبدالصمد بوہرو تحصیل رام بن ضلع اودھمپور تولد ہوئے۔ آپ کا خاندان باورے خاندان سے ملتا ہے۔ آپ کے والد محترم فارسٹ لیسز ہیں، ٹھیکیداری کا کام کرنے کی وجہ سے "خان" ریکارڈ کاغذات ایگریمنٹ وغیرہ میں ہو گئے ہیں۔ بوہرے بھی کھش قبلے سے تعلق رکھنے والے بہادر حاضر جواب ہوشیار، ذہین شکار کے شوقین اور پوگل میں بستی دینے والوں کے اول کنبہ جات میں سے ہیں۔

آمدم بر سر مضمون مرحوم عبدالرشید خان کے ابتدائی تعلیم سینٹرل سکول پوگل میں حاصل کی ۔ یہ سکول بنا عمارت کے گھومتا پھرتا تھا۔ راجاؤں کی حکومت میں کھوڑ ہال سے اس مدرسے کو پوگل لایا گیا تھا۔ مرحوم عبدالرشید خان نے بارھویں جماعت ایف اے تک اسلام آباد کشمیر میں تعلیم حاصل کی۔ کالج میں یہ اعلیٰ خطیب، ڈبیٹر، خوش نویس اور والی بال

کے بہترین کھلاڑی تھے۔ اپنے اُساتذہ و پرنسپل کالج سے دادِ تحسین حاصل کرتے رہے تھے۔ اکثر شعر و شاعری، فارسی، اُردو، اور پوگلی میں لکھنے کے شوقین تھے۔ کنبہ اور پاس پڑوس کے لوگ ان کو آگے بڑھانا چاہتے تھے۔ مرحوم نے علاقے میں سینٹرل سکول کیحالت زار کو دیکھ کر جو بے سروسامانی و عارضی اُساتذہ کی وجہ سے دربدر دیکھا خود جاکر ڈسٹرکٹ آفیسر ڈی ای او دوڈہ سے سینٹرل سکول پوگل کیلیئے بحثیت ٹیچر آرڈر لایا۔ قبل اس کے ڈوڈہ وکشتواڑ جموں کے اساتذہ ہوا کرتے تھے۔ اُن کے ایک ہی خطاب سے وارثین طلبأ کے دلوں میں تعلیم کا جذبہ اُبھر آیا۔ چونکہ مرحوم بہوش وحواس خمسہ لوگوں کی تربیت وا:ن پڑھتا کی حالت میں ٹیچر بھرتی ہوئے تھے۔ اسی لئے وہ اپنی آبلہ پائی کی شکایت اور بے دردی زمانہ کا شکواہ بغیر انتہائی خلوص ولگن کے ساتھ اس ادارے کو سماجی اشتراک سے چلانا چاہتے تھے۔ اُن سے پہلے پوگل پرستان نیل میں صرف دو اُساتذہ (۱) الف دین گنائی اور (۲) غلام محمد ڈینگ تھے۔ ملیگام باس اور نیل باٹو سے تھے۔ اُن کے درمیان وادی پوگل میں مرحوم خان نے تعلیمی چنگاری کو آفتاب کا سایہ حاصل کرنے کی کوشش شروع کی۔ اُن کے بھائی بھی عبدالجبار خان بعد میں فارسی ٹیچر بھرتی ہوئے تھے۔ جب مقاصد بُلند ہوں اور کافلہ کا زادِ راہ خلوص عالی ہمت، سچی لگن اور عزائم جواں ہوں تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں قدم قدم پر سایہ فگن ہوتی ہیں۔ یہ گھومتا پھرتا تعلیمی ادارہ نہ تھا بلہ یہ اصل میں کثیر المقاصد پروجیکٹ تھا جہاں بیٹھنے کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ ہو اُس کی تعلیم کا کیا حال ہوگا؟ مرحوم اُساتذہ نے بذریعہ طلبأ اطلاع دی اور ایک میٹنگ بُلائیاس میں ساتویں سے ہی ااٹھویں کلاس کھول دی۔ بعد میں تعمیرات

کے سلسلے میں کئی میٹنگیں بلائی گئیں۔ یہ جذبہ شوق دلہیری کا ایک کارنامہ تھا۔ اُس دور کی سیاست اِس ہائی سکول پوگل کو بے دردی سے منتقل کرنے کے درپہ تھی۔ ہمارے بزرگوں نے ہمت سے رشید خان کا ساتھ دیا۔ اب ہیڈ ماسٹر ڈی ڈی او باسکر ناتھ بلاک ہیر انگر سے آگئے تھے۔ دامن پوگل کے اکثر تخریب کار سکول کا سامان جبراً لوٹنے کیلئے بھاری تعداد میں اا گئے۔ بزرگوں نے ان کو شرمندگی میں ناکام کر کے واپس کیا، ہمارے آج کے مختلف سیاسی سیاست دانوں میں ہائر سکینڈری کی جگہ لی عرصہ دو دہائیوں سے کر رہے ہیں اپنا مطلب باتھ روم سے لیکر پھر جگالی شروع کر دیتے ہیں۔ علاقائی سماجی مفادات کے بغیر اپ گریڈ کلاس کھولنے بنا سرکاری آرڈر کے سکول کا قیام کا ریزولیشن پبلک میں پاس کروانا سہارا ابھی نہیں ہوتے ہیں۔ اُن کے ساتھ سرف دو اُساتذہ تھے۔ پبلک ڈیمانڈ رکھتے ہوئے تیسرا اُستاد محمد حسین خان تاجہال گاؤں کا بھرتی کروایا۔ اب خود لیکر چار اُساتذہ ہو گئے۔ مصنف کی ایڈمیشن پہلی جماعت میرے محترم بھائی مرحوم محمد حسین نے ۴ اپریل ۱۹۵۰ء کو عبد الصمد سیکرٹری کے مکان میں کروایا۔ کچھ عرصہ مسجد خان پورہ کے گرد و نواح میں پڑھتے رہے۔ یہاں مسجد میں مرحوم خان کے دادا عبد الصمد بوہرو سکول کے بچوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے نومبر میں بخانہ محمد رمضان ولد جمعہ بالی ترگام سکول کا سامان چار کرسیاں ایک ٹی پائی دو ایزل بورڈ۔ دو ٹرنک، دو پیس ٹاٹ رکھدیا۔ نزدیکی قبرستان میں لڑکے پڑھتے تھے۔ بارش اور سخت دھوپ میں تحفظ اللہ کا ہی سہارا تھا۔ سال 58-1957ء میں ہماری تاپ کلاس بورڈ مڈل کا امتحان پاس کر گئی۔ چند لڑکے برائے داخلہ بانہال ہائی سکول چلے گئے

مرحوم خان صاحب نے نویں کلاس کھول دی۔ اور ہمٰن بانہال سے واپس لایا۔ یہ خود
1958ء بی ای سی کیلئے بھدرواہ چلے گئے۔ 1959ء میں ٹرینڈ ہوکر اِسی سکول میں آگئے
ہم نے نویں کلاس کا امتحان بانہال سے بطور پرائیویٹ پاس کیا۔ چار ماہ تک چندلڑکے ہائی
سکول بانہال پڑھتے رہے۔ چار ماہ کے بعد دسویں کلاس کے بچوں کو پوگل بُلا لیا۔ بغیر آرڈر
کلاس کھول دی۔ اس پر چند ماہ تنخواہ بند ہوگئی۔ اودھم پور سے میٹرک امتحان کے بعد منظوری
ہائی سکول پوگل 1960ء میں ہوئی ہے۔ ہر دو امتحانات مڈل سٹینڈرڈ اور میٹرک اچھے نتائج
پرمحکمہ کے افسران مطمئن رہے۔ تب جا کر مجبوراً اُن کی مدد کی۔

ساتوین پاس کرنے کے بعد مالی حالات وغربت کی وجہ سے تعلیم چھوڑے
ہوئے لڑکوں کو خود اوور ایج (Over age) کی پرواہ نہ کرتے ہوئے داخل کیا۔ یہ ہم
سے عُمر میں بڑے تھے۔ (۱) سیف دین ولد اکبر لون نویں جماعت (۲) محمد حسین ولد
عبدالصمد سیکرٹری (بزرگ) آٹویں جماعت (۳) ا ▬ وحسین ولد رحیم بوہرو (چاچا)
آٹویں۔ اور محمد حسین ولد محمد و بالی نوگام ساتویں جماعت میں داخل کیے تعمیرات سکول
کیلئے اراضی کا بندوبست کروا لیا اور اپنا حصہ اراضی سکول کیلئے وقف کر دی۔ جنگل سے
لکڑی، بیم کڑیاں بڑی کلاس کے طلبأ کو ساتھ لیکر پچھان ہیڈ لوڈ کر کے ایتوار چھٹی کے
دن خود بھی کاندھا لگا کر حوصلہ افزائی کرتے ہوئے سکول بلڈنگ بنوائی تھی۔ ملازمت کے
آخری ایام مرحوم نے پرستان نوگام میں گزارے تھے۔ وہاں پرائمری سکول کی بلڈنگ
بنوائی تھی۔ اولاد نرینہ نہ ہونے پر تنہائی میں مایوس رہتے تھے۔ خالص تمباکو کا سہارا لیتے

تھے۔ کبھی کبھی پوگلی بولی میں اشعار جوڑنے میں تائم پاس کرتے تھے۔ چند سال پبلک ڈونیشن سے دومنزلہ سکول بلڈنگ کی جگہ تبادلے میں چھوڑی گئی اور علاوہ زمین عبدالصمد کٹوچ (زیارت) سے خریدی گئی جو ٹوٹل رقبہ آج زیر قبضہ سکول ہے۔

(اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل۔ لوگ آتے گئے کارواں بنتا گیا۔)

پوگل صرف دو پہاڑی علاقہ جات پوگل نیل اور پرستان کا جغرافیائی لحاظ سے سینٹر ہے۔ جس کی دلیل انجمن کشفیہ کوہستان پوگل پرستان نیل ہے۔ اور یہ حلقہ پٹوار پوگل بھی ہے۔ اِسی حلقہ کا یہ حال ہے۔ اس کو سیاست کار دین دار طاقتور قلم کار بھی اپنے اپنے انداز و پیما سے بانٹتے ہیں۔ یہ صاف عیاں ہے دلائل دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مرحوم خان کا دلھیرانہ کام میٹرک کا سینٹر امتحان پوگل منظور کروانا تھا۔ کئی سال اودھمپور سے لکر انت ناگ تک کے لوگوں نے اِس سینٹر کا فائدہ اُٹھایا قریبی اُمیدوار پانچل اور مالیگام رات کو اپنے قیام گاہ امتحان دے کر گھروں کو واپس جاتے تھے۔ بیرون اُمیدوارں کو پوگل والے پناہ دیتے تھے۔ یہاں غور کرنے کا مقام ہے کہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں روز گار میں اضافہ ہوا تھا۔ مرحوم عبدالرشید خان کی جفا اور نیک دعاؤں سے کے اے ایس آفیسر آئی اے ایس۔ ایل ایل بی، ایم بی بی ایس، بی ایس سی بی ایڈ، انجینئرنگ وغیرہ کے علاوہ یہ سیاسی علاقائی نمائندے ہائی سکول پوگل کی بدولت اور رشید خان کی انتھک کاوشوں کی وجہ سے نصیب ہوئی۔ آجکل چند فاصلے پر ڈگری کالج ہیں۔ سائنس کالج ہیں، ٹیکنیکل کالج ہیں۔ ابھی ان ادارہ جات کا پھل سماج نہیں اُٹھا پایا ہے۔ اِن سے نکلے

ڈگری یافتہ بے چارے ایم ایس سی کرنے والے ایس پی او بھی نہیں لگتے ہیں۔اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ مرحوم الف دین گنائی تعلیمی بابائے قوم مالیگام اور مرحوم عبدالرشید خان بابائے قوم نہ صرف پوگل بلکہ سماجی تعلیمی خطہ ارض اننت ناگ سے اودھم پور تک یاد کئے جائینگے ۔آج کے سبکدوش آفیسران کے بقول واقعی عبدالرشید نثار خان مرحوم علاقائی تعصب سے بے لوث خدمت خلق کی ایک مایہ ناز ہستی تھی۔ حقیقت کو پس پردہ ڈالا ہوا بھی نظر آ ہی جاتا ہے۔اُس دور میں ہائی سکول پوگل نہ سرف پوگل مالیگام ، پانچل، آلنباس، پرستان ،نیل تاجنہال ، چملواس ، کھڑی تھے بلکہ اُودھمپور ، بھدرواہ، گول گلاب گڑھ اور اکثر بانہال کے فورتھ کلاس ملازمین نے پوگل سینٹر سے امتحانات پاس کئے ہیں۔ ماشااللہ تواریخ پوگل پرستان کتاب کا مطالعہ کرنے والے فہرست مضامین کے علاوہ بھی ورق گردانی کرتے ہیں کہ مرحوم عبدالرشید خان کا نام دیھ کر اپنے اُستاد کو جنت کی دعا دیں گے۔آخری کتاب کے اوراق تواریخ بھی آلنباس سے لیکر مینڈک باس تک زندہ لوگوں سے پیار بھری دیکھی جاتی ہے۔ بھری ساختہ پوگلی زبان سے بولنا، آنکھیں پُرنم، دِل غمگین ،لرزتی قلھم کالی شیروانی۔سفید تنگ پاجامہ مٹھاس وپُر جذبات میں خطاب کرنے والا رشید خان حرکت قلب بند ہونے پر 25 اپریل 1969ء کو اس دار فانی سے رخصت ہو گئے ۔مرحوم کے تعلیمی سلسلے میں نیک کارہائے نمایاں انجام دینے پر رب سے دُعا ہے کہ روح اطہر کو عالم برزخ میں اعلےٰ مقام جنت الفردوس عطا ہو(آمین)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پوگل: تحریک کی روشنی میں

کھش قبیلہ بہادری، جوانمردی، شجاعت، دلھیری سے زندگی گذارنے کا اعادی ہے۔ اُن لوگوں نے آج کے ضلع رام بن کے پہاڑی علاقہ جات سراز پوگل پرستان نیل کے علاوہ کشتواڑ وڈینگ بھٹل کے اونچے پہاڑی دروں میں بستیاں بسائیں اور مقامی جگہوں کے نام رکھے بعد میں ریونیو ریکارڈ میں اندراج ہوتے گئے یہ لوگ پہلے جھونپڑیوں میں گزارا کرتے تھے پھر یک منزلہ مکان لکڑی پتھر مٹی سے بنائے رفتہ رفتہ دومنزلہ مکان دروازوں، کھڑکیوں کا رواج ہوا دومنزلہ مکان کے اندر سے ہی مال مویشی کی دیکھ بھال کیلئے آجکل کی سیڑھی لفٹ (اُگم) رکھنے لگے۔ گویا قبیلہ ترقی پر گامزن ہونے لگا۔ حلقہ مالیگام گوہالہ کی آخری حد پر ''اُگمن'' اور ''دھری'' یعنی وہاں گُپھا بھی ہے۔ یہاں پر آبادی گواہالہ ''ہاکچن'' سے نکل کر اُگمن کراس کر کے ایک چھوٹی سی بستی براڈسُول، ماندری حد بندی شامل جھوڑا، ڈھاکی والا، مُنل گوٹھ شمال مشرق سستر ناڑی۔ جابہ مالن سر۔ درڑ چورکوٹ، حس راز اس کے بیک میں کپرن ویری ناگ کشمیر کے ساتھ ملتے علاقہ جات ہیں۔ بہرحال قبل اس کے بھی سرسری لکھا جاچکا ہے۔۔ چونکہ اکثر مقامات تحریک زبان وادب سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا اِن کی تلاش لازمی ہے۔ ''اُگمن''

اُس مقامی جگہ سے عیاں ہے کہ اندر سے دوسرے اندر جانے کے راستے کو ''اُگمن'' کہا جاتا ہے۔ لہجہ نیل و پوگل میں وگو کہا جاتا ہے۔ اُگمن کے ساتھ اوپر آلین جو کاپیں گھاس کے لحاظ سے مشہور ہیں۔ ''گریزالہ'' اسی آلین میں واقع ہے ''آلین یا آلیا پوگلی میں پرندے کے گھونسلے کو کہا جاتا ہے۔ ''گریز'' پوگلی زبان میں گدھ کو کہا جاتا ہے۔ گویا آلین میں کثرت سے گِدھ کے علاوہ بھی پرندے بچے پیدا کرنے کیلئے گھونسلے بناتے ہیں۔ ایسے مقامات خصوصاً سردیوں میں تنہائی اور سائڈ'' دھوپ والی مشرق کی طرف ہے۔

پوگلی بولی میں ''کیلم'' اور سِلم دو درخت ہیں جن کے پتے سُوئی نما ہیں مگر خصلت اپنی اپنی ہے۔ پکی مضبوط دونوں بہنیں ہیں۔ ''کیلم'' دیودار کو پوگلی میں کہا جاتا ہے۔ گوہالہ کے سرے پر ''کِلمن'' ایک خوبصورت جگہ ہے جو دیوداروں کا جھنڈ ہے۔ ساتھ میں قبرستان شہر خاموش میں بُزرگ ہستیاں مدفن ہیں۔ جن کے پیر میں عیدگاہ بھی ہے اِسی طرح سے دیورن نام کی جگہ (سروغ) باس اور گوہالہ کے درمیان بارش پیما مشین قدیم دور میں لگائی گئی تھی۔ گویا علاقہ پوگل پرستان، نیل ذیل تین کونہ حد بندیوں میں ہے۔ سب سے زیادہ رحمت باراں ہوتی ہے۔ (۱) ٹکرہ چونتھان، گواہالہ برار سپول، باڑ دری (۳) جراڈی میں برسات خوشنما ہوتی ہے۔ مخالف سائڈ میں گگولی، زیون کا پُر فِضا جنگل جوفر، کائیل، کھنسر لی، گگھو، برمی، اور شرانگل جھاڑیوں سے بھرا ہے۔ اس جنگل میں جنگلی مُرغے، گگی، کبوتر، برساتی طوطے ہوتے ہیں۔ زیادہ گُگی پرندہ یہاں کا برساتی بسمین ہے۔ اسلئے اس

جنگل کو گگولی کہا جاتا ہے۔ پوگلی میں ''ون'' جنگل کو کہا جاتا ہے۔ زاون پہلے جنگل تھا بستی کے بعد زاون یعنی کشمیری میں ذا پیدا ہونے جنم لینے کو کہا جاتا ہے۔ ''زاون'' جنگل سے یہ بستی آبادی سے ظہور پذیر ہوئی ہے۔

یہاں پر دونوں ہندو مسلم بھائیوں کے زمینی حصے و حقوق ہیں ۔ چراگاہ اور خوبصورت سنسیری کا سلسلہ جوڑ دُودھ پاؤ آتا ہے۔ اِسی طرح سے پرستان کی حد بندی سے شروع جو چونتھان سے بقول انجہانی ڈی ڈی ٹھاکور بحوالہ یادوں کے چراغ ''مدھومتی'' کے کراس (عبور) کرنے ''نگی'' سی ٹوکرے کی شکل ہے۔ اِسی سرحدی جنگل کٹھوکرہ کہتے ہیں۔ چونتھان بھی مقامی نستی کا نام ہے۔ یہاں پر رانا راجپوت بستے ہیں سینا بھتی پرستان کی خوبصورت بستی ہے جو شرادھار کے مخالف میں درے کی شکل میں راملا، کوڈوڑہ، باسن، ژڑی ہالن، چھونکہ پرستان اصل کے ساتھ گوروتی، ہٹ نیال تامنیہال مخالف میں گُجراڑہ، نوگام ژولی، شرگلی محل نال آگے جاتے ہوئے پِنگارہ، ڈیخالہ نرتھیال ۔ ہنگی اور پھاگمولہ داخل پوگل کے خوبصورت گاؤں ہیں اب لینک روڈ اُکھڑہال حال سے پنگارہ تک مکمل ہو رہی ہے۔ یہ علاقہ جات رام بن اور اکھڑہال تحصیلوں کے مشترک ہیں ہوچک، لُدڑ گام النباس، مُتلہال، اُکھڑہال، کونچی، بٹرو، دھنمستہ، ہیی وگن،، سرلان، تاجہال، کھوڈ منڈھا، رونی گام قلعہ پانژالہ،، کھاروان، وگلین، مکوکوٹ، کھوڑہ، دردہی، برتھیال، پانچل، کرشن منڈی، گوہالہ، چاکوئی حافظ آباد اپرنورہ، لوئر نورہ، مشتاق پورہ دُولپورہ، خان پورہ، کھوڑہال ۔ آڈہال، کوٹ، منڈکھال، گُنڈہ، نوگام،

،ترگام، چھکنی ، ہیوپیا، تھنہ ،مرنال، نارُڑ، باس ۔سونواہ، گھرٹاہلی، پنلہ، دوہیرہ
،وٹل داراس کے علاوہ وادیٔ نیل کے بستی و جنگلی آبادی کے خوبصورت مقامات سبزا
زارمیدان دِگون سرنگہ، ،لدنہال ٹاٹکا، ڈھکمدھومتی، شربت ندی، اورمدھرکول کے
علاوہ چھوٹی ندیاں سُنہرے جنگلات اوراس میں بسمین مائیگرنٹ پرندے وجانور
آبشاریں اور خوبصورت درے دِلکش قدرتی نظارے ٹورازم کو دعوت دینے کی
تیاری میں بے تاب نظرآرہے ہیں۔ اگرسرکاراس طرف توجہ دے اور مقامی مرہنما
تعمیری ذہن قومی وعلاقائی رہنمائی کا جذبۂ شوق رکھنے والا دیانتدار مساوی حقوق
کاتقسیم کارکو خدمت کرنے کا مواقع ملے تو یقیناً پوگل پرستان نیل جلد ہی ٹورازم
(سیروسیاحت) کا حقدار ہوسکتا ہے۔ اِن تمام پہاڑی علاقہ جات میں پوگلی بھاشا
بولی جاتی ہے، اَن لوگوں کا کلچر، معاشرت، تمدن تہذیب آپس میں جوڑا ہوا ہے۔
اللہ کی منشا سے نیل پوگل اور پوگل پرستان کے درمیان دو پہاڑیاں اِس گنجان آبادی
کوتقسیم کرتی ہیں۔ کاش! اگر یہ دو پہاڑیاں واقع نہ ہوتیں تو بالہ یپُور۔ پوگل
پرستان نیل بھی ایک خوبصورت وادی ہوتی۔ اور اِس وادی کے ہماچل، چمبہ بھر
مور سے ہی کشتواڑ سے دیسہ پرستان کے اندر ہی ریلوے سروے براڑسُول پوگل
سے ویری ناگ ہوتی۔ جنت بے نظیر وادی کشمیر مُلک کے ساتھ جُڑ جاتی۔ مُلک کا
تاج چاند کی طرح دُنیا کے ممالک دیکھتے رہ جاتے۔ ایک طرف سے پیر پنچال
کے اندر سے ہی جو ہرٹنل فوروے اور دوسری جانب ریلوے کے روٹس کے علاوہ
ہوائی رُوٹ بھی اِسی خِطۂ ارض سے گذرتا ہے۔ گویا وادی کشمیر بشمولہ صوبہ لداخ کو

ضلع رام بن ہی مُلک بھارت کے ساتھ جوڑتا ہے۔ یہ ضلع گیٹ وے آف وادی کشمیر جنت بے نظیر کہلاتی ہے۔ یہ ضلع طویل واریض ضلع مشہور ومعروف ڈوڈہ سے الگ ہوا ہے۔اور کشتواڑ ضلع بھی الگ ہوا ہے۔ اِن موجودہ تینوں ضلعوں میں ضلع رام بن ہی ہر لحاظ سے پسماندگی کا شکار ہے۔ تعلیمی لحاظ سے غلام نبی آزاد کے دور میں رام بن اور بانہال دو کالج کھولے گئے تھے۔ جبکہ ضلع کے لنک روڈس ضلع رام بن۔ا پوگل پرستان روڈ رامبن راجگڑھ روڈ، رام بن گول روڈ رام بن وادی نیل روڈ رام بن مہومنگت روڈ، بہرکیف یہ پانچ لنک روڈ آبادی کے تناسب سے ہی نکالی گئی ہیں۔ بلکہ رام بن سومڑ لنک روڈ بھی ریلوے سے جُڑی ہوئی ہے۔، سیاسی نمائندگی کا شوق رکھنے والے رہنماؤں کو مزید چھ ڈگری کالج دلوانے کی ہمت سے فیصلہ کرنا ہوگا۔تب جا کر اِس پسماندہ علاقہ کی رہنمائی ہوسکتی ہے۔لوگ انتہائی غربت وانپڑھتا کے شکار ہیں۔ ہر پلان میں کم گو غریب ونادار لوگوں کو تعمیر وترقی کی قدیم جُگالیوں کا اعادہ کر کے ہی تال دیا جاتا ہے۔ جس کی ایک ظاہری مثال ہائی سکول پوگل کی وہی خستہ حالت ہے جو 1958ء میں تھی۔ جبکہ اُس زمانے میں بانہال اور پوگل دو ہی ہائی سکول تھے۔ اِس حلقہ انتخاب میں رہنمائی کرنے والے رہبروں کو کبھی اس پسماندہ علاقہ کے جوانوں کی تعلیمی پستی پر ترس آتا ہوگا جواب نفی میں ہے؟ سیاسی رہبروں نے بارہا لوگوں سے حقوق حاصل کئے ہیں اور حقوق کی ادائیگی میں ناکام ہیں۔ اس ے علاوہ چھوٹے موٹے تعمیری کام بھی اپنے من پسند مفاد پسند فیلڈ اپنے ہی ورکروں کو دیا جاتا ہے۔ جن کو علاقائی

تعمیر وترقی، صحت وتعلیم، رسل ورسائل کا کہیں دُور کا بھی واسطہ نہیں۔جس پہاڑی بستی کے لوگوں کو پینے کا پانی، چلنے کا راستہ، اندھیرے میں روشنی اور بچوں کی تعلیم کیلئے مدرسہ میسر نہ ہو اُس کیلئے شاعر نے کیا خوب کہا ہے "جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی۔ اُس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو" کبھی کسی موسم میں پہاڑی مٹی بھی ذرخیز ہوتی ہے۔قبل اِس کے انجہانی ڈی۔ڈی۔ٹھاکور کی پیدائش اِسی پہاڑی خطۂ ارض سے ہوئی تھی۔ جنہوں نے اپنی زندگی کو غریب عوام کیلئے وقف کردی تھی۔اُن کے فرزند اولے ٹی ایس ٹھاکور نے بحیثیت چیف جسٹس آف انڈیا رہبر قانون اپنے فرائض انجام دیئے ہیں۔اور اپنی پوگلی مادری زبان کا خیال رکھا ہے۔حال ہی میں پوگل کے ہی ایک نونہال نام فیروز بن ظفر خان کو نسوائی یوتھ صدر انڈیا بنایا گیا ہے۔یہ کس کو علم تھا کہ یہ پہاڑی پوگل پرستان کا طالب علم مُلکی لیول تک جوانوں کی قیادت کرے گا۔غلام نبی آزاد بھی اسی ضلع ڈوڈہ کے پہاڑی علاقہ سوتی گاؤں کا رہنے والا ہے جس نے ریاست جموں وکشمیر کی قیادت (چیف منسٹر) کے علاوہ آج بھی مُلک بھر کی حزب مخالف تعمیری نمائندگی بطریقہ آحسن انجام دے دیئے ہیں۔اُن کے اچھے کام کرنے پر لوگ نیک دُعاؤں سے یاد کرتے ہیں۔یقیناً آج مُلک کی راجدھانی تک ہمارے نمائندے اپنے کنبہ کے علاوہ ایوانوں میں بھی پوگلی زبان بولتے ہیں۔اور زبان ادب کا خیال رکھے ہوئے حُب الوطن بھارت دیش کے تحفظ کے خواہاں ہیں۔خدا کرے ہمارے وطن کو ترقی وخوشحالی نصیب ہو اور مہاماری کرونا وائرس کووِڈ-90 سے نجات حاصل ہو۔

مرحوم محمد رمضان کٹوچ (ریٹائرڈ اُستاد پانچل)

مرحوم محمد رمضان کٹوچ ولد عبداللہ کٹوچ لُہال پانچل موجودہ تحصیل پوگل پرستان پیدا ہوئے۔ 1959ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا وہ نہائت سادہ لوح فرض شناس دیانت دار اور محنتی اُستاد تھے۔ گریجویشن اُستاد بھرتی ہونے کے بعد پرائیویٹ پاس کی۔ وہ بی اے بی ایڈ قابل ترین اُستاد تھے۔ ریٹائر ہو کر نماز ے پابند اور اکثر جامع مسجد کی اِمامت بھی کرتے رہے۔ درس وتدریس میں نہائت محنت اور حکمت عملی سے بچوں کو سمجھاتے تھے۔ اکثر معصوم اور ابتدائی جماعت کے طلباً کو اپنی مادری زبان پوگلی میں درس کے علاوہ ہدایات کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ مصنف کے ساتھی تھے۔ طالب علمی کے دور سے ریٹائرمنٹ تک شرافت، ہمدردی سے ملتے رہے۔ اُن کے بڑے فرزند فرید احمد E.P.Ed دوکانداری کا کام کرتے ہیں۔ مجید اور صغیر بھائی مدارس ہیں مرحوم کے بھتیجے بشیر اور شریف بھی اُن کی سرپرستی میں آج عیالدار اچھی حالت میں ہیں۔ کیونکہ وہ بچپن میں یتیم ہو گئے تھے۔ مصنف اِس خاندان کے نو جوانوں سے مخاطب ہوں کہ وہ مرحومین بزرگان کنبہ کے حق میں دُعا کرتے رہیں۔ مرحوم کے دو فرزندان مدارس ہیں بڑا فرزند فرید احمد کٹوچ کاروباری دوکاندار ہے۔ مرحوم کا خاندان شریف عزت دار ہے۔

مرحوم محمد ابراہیم سوہل پوس نوغ پانچل

محمد ابراہیم سوہل غلام رسول (رُسل سوہل کے گھر واقع یوس نوغ پانچل پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری تک مرحوم ثناءاللہ شاہ (فقیر) سے حاصل کی چھٹی جماعت میں مڈل سکول پوگل داخل ہوئے۔ مڈل کا امتحان بورڈ پوگل سے پاس یا، میٹرک کا امتحان امتیازی نمبرات ے ساتھ پاس کیا۔ محکمہ تعلیم میں اُستاد بھرتی ہوئے۔ مرحوم کی پہلی بیوی سے صرف دولڑکیاں تھیں نکاح ثانی سے دو لڑکے دولڑکیاں ہیں۔ مرحوم انتہائی نیک طبعیت، سنجیدہ خصلت، صاف گو اُستاد تھے۔ سروس کا زیادہ عرصہ اُکھڑہال میں گذارا بہرحال اُستادوں کے من کی بات سب سُنتے ہیں لیکن لکھے پڑھے بھی عمل نہیں کرتے بہرحال اُن کا بھی وصال ہوگا جوان سُنی کرتے ہیں۔ مرحوم حج بیت اللہ کرے آئے تھے۔ مرحوم کے لڑکے مشتاق صاحب والطاف صاحب لیکچرار ہیں۔ اللہ نیک ہدائت دے۔ مصنف کے قریبی ہیں۔ مرحوم سوہل معمولی صحت نا سازی کی وجہ سے کمزور ہوئے۔ ہمسائیوں سے گفتگو کرتے ہوئے روح پرواز ہوگئی۔ دُنیاوی چاہت کی امانتیں چھوڑ گئے، اللہ مغفرت فرمائے۔ آمین

تحریک زبان واَدب اور تعلیم

(ڈینگ بھٹل)

ڈینگ بھٹل آج کا گُول گلاب گڑھ پوگل پرستان بلکہ ضلع ڈوڈہ کے پہاڑی علاقہ جات کشتواڑ کے راجواڑے کی حکومت میں رہے ہیں۔ یہاں پر دلائل دینے کی خاص ضرورت نہیں ہے۔ گول گلاب گڑھ (ڈینگ بھٹل) تحصیل ضلع اودھم پور کے ساتھ تھی۔ اب ضلع رام بن کے ساتھ ملائی گئی ہے۔ گویا زبان وادب کے حوالے سے یہ بھی اپنا کلچر وادب کے حقدار ہیں۔ اِسی خوبصورت پہاڑی علاقہ میں مختلف بولیوں کے شعراُ و مصنفین ہیں۔ سنگلدان گول زبان وادبی شوق رکھتے ہیں۔ مارچ 1962ء 1961ء جموں وکشمیر اسمبلی الیکشن ہوئے۔ حلقہ انتخاب رام بن کانگریس کے اُمیدوار اسداللہ میر پرجا سوشلسٹ کے اُمدوار ڈی ڈی ٹھاکور، پرجا پریشد کے اُمیدوار لبھو رام شاہ رام بن لڑے۔ کانگریس کے اُمیدوار اسداللہ میر چناوٴ جیت گئے۔ یہ ذیلدار نامی اچھے خاندان چریل بانہال کے ایم اے ایل بی اُس دور کے رہنما تھے۔ یہ ماہ نومبر 1961ء علاقائی دورے پر لوگوں کا شکریہ ادا کرنے اور حالات کا جائزہ لینے کیلئے پوگل تشریف لائے۔ اُن سے مشترکہ طور پر لوگوں نے صرف ایک ہی ڈیمانڈ کی مرحوم الف دین گنائی ماسٹر کو

مالیگام سے تبادلہ کیا گیا تھا اُسے واپس مالیگام لایا جائے۔ میر صاحب نے مسیج پر ہی
غلام محمد مختیار ڈائریکٹر سکول ایجوکیشن جموں وکشمیر کو فی الفور الف دین ماسٹر کو واپس
آرڈر مالیگام کیا جائے۔ الٰہہ کا کرنا تھا کہ مصنف کی درخواست بھی مرحوم مختیار
صاحب کے ٹیبل پر تھی درخواست پر ہی آرڈر ٹرانسفر الف دین ماسٹر کا ہوا
۔ جولائی ۱۹۶۲ء مصنف آرڈر لیکر اشمار بڑا کُنڈ حلقہ سنگلدان بیسک ایکٹوٹی سول
سے ۱۴ مارچ ۱۹۶۲ء ماسٹر الف دین گنائی کو فارغ کیا۔ اُن کا چارج حاصل کیا۔
اِنتہائی مسرت کے ساتھ خود لوگوں سے الوداع ہوتے ہوئے نیک ہدایات نسبت
مدرسہ ورابطہ لواچکن طلباءَ دیتے رہے۔

مصنف نے مدرسے اور معاشرے کے ساتھ وہی دیانتداری کا طریقہ
اپنایا۔ ڈیوٹی کی پابندی اور بچوں کو پیار سے پڑھانے کا جذبہ مزید قریب آتا گیا
جبکہ پوگل سے دو دن کے پیدل سفر کے بعد کھر ولی دھرم کُنڈ عبور کرنا بنا پُل چِناب کو
دیکھ کر وحشت بھی ہوتی اور سفر درس وتدریس کیلئے مسرت بھی ہوتی۔ سبھی اِس سفر
کے ساتھی نذر محمد خان وعبدالمجید خان چملو اس بانہال دونوں نائب تحصیلدار ہوتے
جو ریٹائر ہو کر وفات پا گئے اللہ انہیں مغفرت کرے۔ مدرسہ کسی کے گھر میں تھا۔
مدرسے کی جگہ وتعمیرات عمارت (بلڈنگ) ہندو مسلم مزرگوں کے اِشتراک سے مکمل
کر کے چھ ماہ بغیر تنخواہ پوگل چھٹی پر آیا۔ تنخواہ بھی اسلیئے بند تھی کہ میں سوشلسٹ
پارٹی کا ورکر علاقائی نمائندے ڈی۔ ڈی۔ ٹھاکور کے ساتھ تھا۔ بہر حال خالق

قدرت نے پہاڑی کوہستانی مٹی کو بھی زرخیز پیدا کیا ہے۔ میرے ڈپٹی ڈائریکٹر اُس وقت مرحوم جناب غلام رسول آزاد صاحب نے سرینگر جاتے ہوئے میری کارکردگی پر ٹی ای او بانہال عبدالاحد سے نقدی تنخواہ دلوائی چونکہ آزاد صاحب مجھے طالب علمی کے دور سے جانتے تھے۔ جبکہ وہ بحیثیت ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز ڈوڈہ سے آکر پوگل ٹیسٹ لیا کرتے تھے۔ مرحوم غلام رسول آزاد عبدالعزیز بٹ دونوں بھلیس کے رہنے والے تھے۔ ڈسٹرکٹ ڈوڈہ سے انگلینڈ ڈِبیٹر رِٹرن تھے۔ اللہ مرحومین کو عالم برزخ میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔

چونکہ موزوں تحریک ابان وادب پر ڈینگ بھٹل کے حالات کے ساتھ ساتھ اُن بزرگوں کا بھی مختصر ذکر کیا جائے جو اُس ان پڑھتا دور میں بھی ہندو مسلم بھائی چارہ ادب واحترام، امن وشانتی کے چاہنے والے تھے۔ ۲۹۶۵ء میں نا مصائب حالات کے پیش نظر سیول ملازمین میں اچانک واحد میں ہی چناب کے پار پھنس گیا۔ بہر حال اُسی سال پُل دھرم کُنڈ کا کام چالو تھا۔ تحصیلدار شری شیر سنگھ کو ایمرجنسی آفیسر مقرر کیا گیا تھا۔ چونکہ گول سے بھاگتا ہوا اپنا سامان چھوڑ کر دھرم کُنڈ آگئے تھے۔ مصنف نے بڑے کُنڈ سے دھرم کُنڈ تک دو دن قبل باندھا ہوا مال مویشی زمینداران کا ہمت اور حکمت عملی سے کھول دیا۔ دھرم کُنڈ میرے سول کے بچے اور والدین خوف کی وجہ سے بھاگ آئے تھے مجھے پیشوائی آکر دعا سلام کے بعد میرے احسان مند ہوئے کہ بھوکا پیا سامال اُن کا کھول دیا تھا۔ چند میرے پوگلی

جو ،کٹر منجہ اور ہڑوگ میں بستے تھے۔ اُن کی مستورات پوگلی بھاشا میں بات کرتے ہوئے آنسو بہانے لگیں چند گھرانے جو سراز راجگڑھ سے ہجرت یافتہ تھے اُنہوں نے بھی سرازی ، پوگلی بولیوں میں اپنی اپنی بات بھوکے پیاسے بچوں کی دہرائی میری آنکھیں بھی پُرنم تھیں۔ کیونکہ اُنہیں اگلے دو دن سے کھانے پینے کا سامان نہ تھا۔ بہر حال مصنف کی ایمرجنسی آفیسر نے پولیس گاڑی میں ڈاک فائل لیکر رام بن بھیجا۔ رام بن سے اپنے متعلقہ آفیسر TEO بانہال کو اطلاع یابی کیلئے چلا گیا۔ جبکہ رام بن دھرم کُنڈ میل 11 جناب اشواہ متر DIG نے دوسرے دن میٹنگ دھرم کُنڈ حاضر آنے کا حکم کیا تھا۔

مصنف رات کو بانہال چلا گیا۔ اپنے آفیسر کے ساتھ کچھ روز ورد کلام ہوا ۔صبح مرحوم محمد ایوب خان منسٹر سرینگر سے بانہال آئے اپنی گاڑی کو تیل ڈلوا رہے تھے نظر پڑی بُلا لیا۔ سلام کے بعد حالات کے متعلق کلام ہوئے ۔ مصنف نے نیتا خان صاحب کو لوگوں کے فاقہ کشی اور تین دن کی مصیبت سے آگاہ کیا۔ مرحوم خان صاحب نے اپنی گاڑی پر بٹھایا راشن گندم گاڑیاں جو کہ جموں سے آ رہی تھیں سیدھی دھرم کُنڈ کیلئے روانہ کرائیں ، مجھے دھرم کُنڈ راشن پرچی سپلائی کیلئے دو پٹواریوں اور دو ٹیچروں کے ساتھ رکھا۔ اور خاص ذمہ دار کی حیثیت سے رکھا۔ چونکہ چناب کے پار بھی لوگ فاقہ کشی کے شکار تھے ۔ اُن میں امن پسند سفید پوش نادار غریب بیوائیں تھیں ۔ ہم نے لکڑی کا دائرہ بنوایا اُس پر فری سیل گندم اُن لوگوں تک بھی

پہنچانے کی کوشش کی۔اب دھرم کُنڈ میں ہزاروں کی تعداد میں نفوس کوراشن اور دیگر سہولیات ، سیورٹی سہولیات بھی تسلی بخش تھیں۔ چونکہ پُل زیرِتعمیر تھا تمام راشن سکورٹی سامان کھرُولی سے ہی پار ہرتا تھا۔ہائی کمانڈ سے حکم ہوا بیگار کے طور پر راشن وسامان سپلائی ہیڈ لوڈ دھرم کُنڈ سے ماہوراور وہاں سے آگے بٹوت راجگڑھ، بانہال، پوگل پرستان، کھڑی، مہومنکت بھی سپلائی کرنا مطلوب تھا۔لوگوں کو کام پر لگایا گیا عرصہ غالباً چالیس دن یہی مصروفیات رہیں۔بہر حال امن شانتی آتی گئی لوگوں کو واپس اپنے گھروں کو جانا پڑا۔

ڈینگ بھٹل میں تعلیم کا فقدان تھا۔ یہاں پر مناسب ہوگا کہ اُن لوگوں کی یاد داشت بھی کی جائے جنہوں نے امن وشانتی، حب الوطنی، بھائی چارے ادب خلوص، احترام واتحاد میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔حلقہ سنگلدان میں پنچائت سرپنچ اصغر علی (ان پڑھ) کی قیادت میں محمد عبداللہ چندیل دلواہ، عبدالصمد شیخ ٹھٹھارکہ غلام محمد خان، رام سرن برس، ملسارام چیئرمین مہاکُنڈ۔عبدالرحیم بٹ بڑاکُنڈ تھے۔ایشر داس فوجی بدن شالہ دھرم کُنڈ، شونکا ٹھکر اشمار، روپ چند وکانشی رام سرن ٹھکر نہوں بالی نمبر دار بڑاکُنڈ احد بٹ چوکیدار سنگلدان، پرس رام نمبر دار مولکوٹ عبدالعزیز گنائی، محمد سلطان ماگرے، اسداللہ ملک محمد شفیع گنائی سرنڈہ ٹھٹھارکہ نوجوانوں کے سرپرست محمد شفیع بٹ براکُنڈ جو عبدالرحیم بٹ کے بھتیجے سرگرم امن کمیٹی کے کارکن تھے۔ اِن کے علاوہ اور کئی نوجوان وبزرگ جمہوریت پسند امن وسلامتی کے کارکن تھے۔ عبدالرحیم بٹ ایک مثالی انسان دوست اور

صلح کن تھے۔ یہ اصل میں بجارنی ڈوڈہ سے ہجرت کر کے ااۓ تھے۔ محمد شان وغیرہ یہ بھی ہجرت کر کے قبل ایک صدی سے بڑا گُنڈ آئے تھے۔ عبدالرحیم بٹ کے والد محترم ابلا بٹ اور برادر حقیقی والہ بٹ ہمراہ محمد وگنائی پوگلی سرازی بھیڑ بکریاں ڈوڈہ سیراز سے ہی لیکر مہاجر تھے۔ اِبلا بٹ وفات پاگئے محمد گنائی نے اپنے دوست کے لڑکے عبدالمید بٹ کی دو شادیاں کروائیں۔ نکاح ثانی سے ہی اولاد ہوئی جن میں بڑے فرزندار جمند عبدالرحیم بٹ ہیں جو مصروف بٹ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ اِن کے دو بھائی میڈیکل بی ایم، ااور سی ایم اور ریٹائرڈ ہیں۔ ڈاکٹر مجید بٹ کشتواڑ وجموں اِسی طرح ڈاکٹر فرید بٹ ڈوڈہ کے رہائش پذیر ہیں۔ ماسٹر مصروف بٹ کے فرزند شکیل الرحمان بٹ وُدختر ندواہ ادارہ سے ڈگری یافتہ ہیں۔ شکیل الرحمان عالم دین کے علاوہ ادارہ جماعت عربیہ کے چیئرمین ہیں۔ ریاست کے خطیب ومفتی ہیں۔ محمد شفیع بٹ صاحب کے فرزاندان لکھے پڑھے مدارس اور کاروباری ہیں۔ محمد حنیف بن شفیع بٹ سینئر ہیڈ ماسٹر کام کر رہے ہیں۔۔ مرحوم عبدالطیف سینئر لیکچرار ہیں، محمد رفیق بٹ ولد عبدالرحیم اور ان ے ہر دو فرزندان ٹیچر ہیں۔ گویاں جہاں مرحوم عبدالرحیم بٹ اکیلے ہی خواندہ تھے وہاں آج اُن کا سالم کنبہ عربی وعصری تعلیم سے فیضیاب ہیں۔ باقی اُن کے کنبہ کے نام سے محروم ہوں۔ اُن سبھی کے حق میں دُعائے خیر اُنکے بزرگان سیرازی اور پوگلی زبان مکیں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ ان ے علاوہ جودھرام کٹوچ کا کنبہ پوگل ہے۔ اِس کے علاوہ لہنوں نمبرار سرگباسی کا کنبہ پوگلیوں کے رشتہ دار دورَ جدید میں پوگلی بھاشا سے متاثر ہیں۔

مرحوم مولوی عبدالسبحان ملک ٹُھال

سابقہ اِمام مسجد تلہال پانچل

مولوی عبدالسبحان ولد اکبر ملک ٹُھال پانچل پوگل ۱۹۳۶ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ثناءُاللہ شاہ (فقیر) لائیر تلیلا سے حاصل کی فسٹ مڈل کا داخلہ مڈل سکول پوگل میں لیا۔ والدمحترم وفات پاگئے۔ یتیمی کی حالت میں بھی تعلیم کا سلسلہ نہ چھوڑا عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی پڑھتے گئے۔ ساتویں جماعت میں سکول چھوڑ دیا۔ ان کے بزرگ چملواس سے ہجرت ہافتہ تھے۔ ٹُھال نانہ خندان کی وراثت پر مقیم رہے۔ آخر شادی حالہ نیل لسو ملک کی دختر کے ساتھ ہوئی۔ بڑی بہن جانہ بیگم کو بھی تہائی حصہ پر رکھا۔ یہ نہائت ہی نیک خاتون تھی۔ نماز گذار سخاوت پسند نیک سیرت خاتوُن ہونے کی وجہ سے پورے کنبے کی سربراہ تھیں۔ بہن بھائی کا آپسی پیار ومحبت ادب واحترام مثالی تھا۔ مولسی صاحب نے ۲۸ سال جامع مسجد کی امامت کا فریضہ انجام دیا۔ وہ پُرسکون امن پسند، طبیعت۔ صلاح کن ،۔ دیانت دار عالم دین تھے۔ مسلک کے دھندوں میں بہت کم دلچسپی لیتے تھے۔ خالص دین کی دعوت قرآن پاک اور حدیث کے پیروکار رہتے۔ وہ کمبل سادہ ورنگین جوڑ کے کاریگر تھے۔ مصنف کے مشورے پر نالے کے ساتھ قبرستان

کے پیر میں محلّہ مسجد کی نشاندہی کرائی ماشاللہ آج محلّہ مسجد آباد ہے۔ مرحوم کے چاچا زاد بھائی محمد وملک، عزیز۔ احمد اللہ، عبداللہ، غلام نبی صمد وملک اور دوسرے کنبہ کے رحمان ملک بہت نیک طبیعت تھے۔ اُن کے غلام قادر ماسٹر ریٹائرڈ بہت خلیق فراخ دل اور دیانت دار اُستاد تھے۔ اُن کے دو ٹیچر ہیں اُنہیں پوگلی زبان وادب سے گہری دلچسپی ہے۔ اُن کے فرزندان چھ اور دختران غالباً دو ہیں۔ سب سے بڑا فرزند بشیر احمد پولیس آفیسر ریٹائر ہو کر آ گئے ہیں۔ ان کے دو فرزند ٹیچر ہیں ۲۰۱۸ء حج بیت اللہ سے ہو آئے ہیں۔ تین بھائی پولیس میں اور دو بھائی ٹیچر ہیں۔ غالباً اکثر مصنف کے شاگرد ہیں۔ باصلواۃ اور نیک خصلت کے حامی ہیں ۱۹۷۰ء سے مرحوم نے مدرسے کوتُلہال قام کیلئے بہت کام کیا۔ اور پوگلی زبان کے فروغ کیلئے نامصائب حالات میں ہندو مسلم ایکتا اور بھائی چارے کو قائم رکھنے کیلئے قابل تعریف کام کیا۔ مرحوم نے امن وشانتی۔ اتحاد۔ پیار ومحبت۔ انصاف کوتا وقت دم عزیز ترین جانا ہے۔ آخر ۱۹ مئی ۲۰۰۲ء کو صحت ناسازی پر پرنوت رام بن بھی قیام کیا۔ آخری ملاقات اُنکے ساتھ رام بن میں ہی ہوئی گویا اس فانی دُنیا سے ۸۲ سال کے بعد وفات پا گئے۔ عالم برزخ میں انہیں راحت نصیب ہو۔ آمین

فیروز خان نیشنل یوتھ صدر ہند

فیروز خان ولد ثفر خان کنبہ غلام قادر خان ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء بمقام پوگل تولد ہوئے پرائمری و مڈل کی تعلیم نزدیکی مدرسہ میں حاصل کی۔ ان کے پردادا جنگل ٹھیکیداری کا کام کرتے تھے۔ اور والد محترم جونیئر انجینئر تھے۔ پوگل کے علاوہ میترہ رام بن میں بھی رہائش رکھتے ہیں۔ یہ قبل از بھی تحریر کیا گیا ہے کہ پوگل پرستان بلکہ ضلع رام بن کے اکثر لوگ کش قبیلے کے ہجرت یافتہ ہیں۔ جو جنگجو بہادر اور غیرت مند ہیں۔ کٹوچ، بالی سوہل، باورے، ملک، رونیال وغیرہ پوگلی میں ''کھکھ'' کشمیری میں ''کھاہ'' اصل میں کش قبائل ہیں۔ یہ باورے کے بعد ریونیو ریکارڈ میں ''بوہرو'' ہیں۔ چونکہ ان کے جد کاروباری ایگریمنٹ دیگر دستاویز ریکارڈ میں خان لکھے گئے ہیں۔ اب بدستور خان ہیں۔ اُس دور کے راجواڑے پوگل نے ''پُگلی استان'' کا قطعہ ارض باورے خاندان کو ہی عنائت کیا ہے۔ فیروز خان نے بی ایس سی اور بی اے ایل ایل بی جموں یونیورسٹی سے پاس کیا ہے اور ایم اے پولیٹکل ڈیوٹیز ایجوکیشن بھی جموں سے حاصل کیا ہے۔ Diploma in Human Rights duties Education from jammu اِن کا کنبہ

اقارب ورشتہ داران پوگلی زبان وادب سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ بڑوں کے ساتھ اکثر پوگلی میں ہی دربار پسند کرتے ہیں۔ فیروز خان ۱۵ دسمبر ۲۰۱۲ء یوتھ نیشنل سیکرٹری بنائے گئے اور اُتر پردیش کے انچارج بھی بنائے گئے۔ ۱۸ فروری ۲۰۱۴ء اور ۲۹ مارچ ۲۰۱۶ء اوڑیسہ اور جھارکھنڈ یوتھ نیشنل کے سربراہ بنے۔ بقول محمد اقبال کٹوچ سابقہ صدر پنچائت یونین بلاک رام سو فیروز خان خوش قسمتی سے ۱۲ جون ۲۰۱۷ء نیشنل سٹوڈینٹ یونین کے صدر ہند بنائے گئے ہیں۔ یہ ذہین بُردبار، سنجیدہ، خلیق، دُور اندیش اور سماجی رہنمائی کا جذبہ رکھنے والے نوجوان ظاہر ہیں۔ ریاست جموں وکشمیر کے اضلاع میں ضلع رام بن خصوصاً پوگل پرستان تعمیر وترقی کے لحاظ سے بہت ہی پچھڑے پن کا شکار رہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ فیلڈ آفیسران نے لوکل ہونے کے باوجود بھی پینے کے پانی سے لوگوں اور مساجد محلّہ کو محروم رکھا ہے۔ آیئے ہم سب مل کر دعا کریں کہ فیروز خان نہ صرف یوتھ نیشنل بلکہ پورے ملک بھارت دیش کی جناب غلام نبی آزاد کے مساوی تاریخی وتعمیری رہنما ثابت ہوں بشرطیکہ کسی قسم کے تعصب پر ارادے ہوں۔ آنریبل لال سنگھ چوہدری نے ممبر پارلیمنٹ ہند کی کامیابی ہونے پر بمقام اُکھڑہال خطاب میں وعدہ کیا تھا کہ میں ریڈیو، دُوردرشن دلی سے ''پوگلی زبان'' کی نشریاتی منظوری دلواؤں گا جناب ٹی ایس ٹھاکور کی توجہ بھی پوگلی زبانکی نشریاتی منظوری کیلئے ہے۔ نوجوان طبقہ نہ صرف کھیل بلکہ سنگیت کا بھی خواہشمند ہے۔ ریٹائر چیف جسٹس آنریبل ٹی ایس ٹھاکور کی نوٹس میں پوگلی بولی کو درجہ دلوانے کی جدوجہد سے باخبر کیا گیا ہے۔

مرحوم الف دین کٹوچ سابقہ چیئرمین پوگل

مرحوم الف دین کٹوچ جون ۱۹۳۲ء بخانہ محمد رمضان کٹوچ بمقام پوگل تولد ہوئے تھے۔ اُس زمانے میں راجاؤں کی سرکاریں گھومتا پھرتا ایک چھوٹا پرائمری سطح کا تعلیمی مدرسہ کھوڑہال میں تھا۔ رہائش سے دُور اور درمیانی کٹھن مسافت کی وجہ سے صرف پرائمری تک تعلیم حاصل کر سکے۔ مرحوم کے والد محمد رمضان کٹوچ باغیرت، جفاکش زمیندار اور مالدار تھے۔۔ کسی تعمیری پہلو میں سماج کو آمادہ کرنے کے ماہر تھے۔ اور اُس کام کو پایہ تکمیل تک لے جانے کے عادی تھے۔ اُن کے فرزند ارجمند نے ۱۹۴۷ء کے بعد ہوش سنبھالا، کاروبار ٹھیکیداری فرموں کے ساتھ کرنے لگے۔ وہ ااپنے کنبہ کیلوگوں بلکہ پورے پوگل پرستان نیل سوجمتنہ، کھڑی، بانہال، رام بن میں مادری بھاشا ''پوگلی'' میں گفت وشنیہد کر کے مسائل طے کرتے تھے۔۔ اُن میں خلوص مدبرانہ کلام، مزدور وغریب طبقہ کے ساتھ تھا۔ اِسی لئے ۱۹۶۱ء میں پہلی مرتبہ چند حریف اُمیدوار دیہات سُدھار سرپنچ کے الیکشن میں بڑی جدوجہد کے بعد رام سوجا کر چناؤ جیت گئے۔ وہ کئی مرتبہ سرپنچ اور جوڈیشل چیئرمین کا کام سرانجام دینے کے باوٴجود اُس

زمانے کے کانگریسی علاقائی رہنمائی میں سرفہرست رہے۔ اور جموں راجندر بازار میں ہوٹل منیجمنٹ کا کام بھی ہاتھ میں لیا تھا۔ اِس طرح اُنکی معلومات حکومت اور شخصیات کے ساتھ وسیع تر ہوتے گئے۔ اپنے حقیقی کنبہ کے افراد کو تعلیم سے آراستہ کروایا۔ جو آج ملازمت سے سبکدوش ہیں۔ نیشنل ازم اُن کا خاص اعتقاد رہا۔ اسد اللہ میر منسٹر وسپیکر جموں وکشمیر اور دیگر خاص شخصیات ریاستجموں وکشمیر کے قریب رہے۔ سماجی خوشی وغمی، دُکھ درد میں ڈھارس بندھنے کے ماہر و ہمدرد تھے۔ نورہ میں خصوصاً تعلیمی مدرسہ گرلز، پانی اور بجلی جیسی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کی رہنمائی انجام دی۔ جموں خاص نا مصائب حالات کے پیش نظر بہادری اور جوانمردی، خلوص وحکمت عملی سے امن پسند رہنماؤں کے ساتھی بنکر رہے۔ آخر میں نماز، سخاوت، تلاوت قرآن پاک کے سخت پابند رہے۔ اپنی خاص کوتاہی کو تسلیم کرنا اُن کا خاصا تھا اُس پر توجہ دیتے رہے۔ پوگل میں ۱۹۸۹ء کے بعد اپنے ہمسایہ گیری میں چند تخریب کار اتحاد میں رخنہ ڈالنے والوں کی وجہ سے آنسوں بہاتے ہوئے آپسی اتفاق و بھائی چارے اور وطن پرستی پر ہدائت دے گئے۔ آخر موت برحق ہے۔ ۱۴ مارچ غالباً نو بجے صبح مصنف کے ساتھ بخانہ خود نورہ ملاقات ہوئی۔ تیسرے دِن رام بن آنے کو کہا ۱۵ مارچ ۲۰۰۵ء طبعیت نا ساز ہوئی ۱۶ مارچ ۲۰۰۵ء پانچ بجے صبح ۹۵ سال کی عمر میں موت کے فرشتے روح کی امانت لے گئے۔ مصنف کو رام بن سے آخری دم پر ملاقات نصیب ہوئی پیشانی پر پسینہ شبنم کی طرح گہری نیند سو گئے تھے۔ اِنا لِلہ وانا اَللہ راجعونَ

مرحوم مولوی محمد یوسف کٹوچ سابقہ اِمام مسجد نورہ

یوم وسن پیدائش ۸ نومبر ۱۹۲۶ء مولوی محمد یوسف کٹوچ بن غلام رسول کٹوچ مرا آباد اپر نورہ پوگل تولد ہوئے والدین کا اولاد نرینہ اکیلا ہی تھا۔ پرائمری سکول پوگل پانچویں جماعت کا امتحان پاس کیا اور ساتھ ساتھ ہی عربی تعلیم مقامی مولوی جو مولانا احمد اللہ بالی کے شاگرد تھے۔ حاصل کرتا رہا۔ باپ کا سایہ لڑکپن میں ہی اُٹھ جانے کے بعد بے یار ومددگار درس چھوڑ دیا۔ کم سنی میں ہی ان کے والد کی بوہرہ خاندان کی نیک سیرت اور سنجیدہ خاتون کے ساتھ شادی کرائی گئی تھی۔ یتیمی حالات میں محمد یوسف کی شادی بھی چھوٹی عمر میں غالباً سترہ برس کی عمر میں ہوئی اُن کی اہلیہ بٹ خاندان سے نہائت نئیک طبیعت اور باصلواۃ تھی۔ اُن کے بطن سے چھ لڑکے اور دو لڑکیاں تولد ہوئیں۔ سب سے بڑے فرزند محمد حسین جو ملازمت سب انسپکٹر سبکدوش ہوئے۔ نہائت ہی نرم دل اور با اخلاق دُور اندیش ہیں۔ ان کے برادران صغیر مختلف محکمہ جات میں ملازم ہیں۔ یہ سب والدین کی نیک دعاؤں کا اثر ہے۔ مولوی محمد یوسف نہ صرف دیانتدار بلکہ خوش اخلاق، انصاف پسند نیک دل، کم گو اور صابر تھے۔ دین کے بزرگوں کا نہائت کُشادہ دل سے ادب واحترام کرتے تھے۔ اکثر اُن کی ہدایات ومشورے پر عمل کرتے تھے۔ جو دین کا خاص حصہ ہے۔ آخر دم تک ہمسائیوں، رشتہ داروں بلکہ سماج کے افراد کو نیکی کا درس دیتے رہے۔ مادری زبان پوگلی میں ہی واعظ وتبلیغ کرتے تھے۔ اپنی جسمانی ہمت آخر تک قائم رہی۔ دُنیا فانی ہے موت کا جام نوش کرنا وعدہ ہے۔ اچانک رات کے پچھلے پہر ۱۲ مارچ ۲۰۱۳ء اِس دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔ رام بن میترہ کُھلہٹر میں سُپرد ِخاک ہوئے۔ اللہ جوارِ رحمت میں مقام عطا کرے۔ آمین

بِداده (آزاداثرؔی)

ہنگہ منگیئے تیوں رُشتمتہ چھَن رکنیژہ نہ لگپھن، اُنا پتہ
اِتی وا اُتکری اِہرہ نہ یے چھایئے کُت ثناگس گے خطا
زِلیتے چھس آوں ڈاس گس چھم زندگی سنیاں گیگر منز
بند بادرے ہر دہ سونتہ ہر وقتہ چھم ییٔ سزا
کور ثنا تیتاہ قسمت آحتہ پتہ اُحتا یئے شہلِل لیوہیم
پییئے گسہی پنُ دِل قرارُس مل گہی پاُنس شفا
ژندر سنا پاژھہِ شائیرن سیئت دھوں چھوٗ آزاد ہر جگہ
ہلہ کیلاہ لیگی گرانڑ وتہ منز مِل رگس پانیئے دوا

پرگرڑوٗپشتم (لہجہ ٹھکر)

دَل تینُ ڈقُتم جوانمتوٗ دلے ما
کوٗ مِلتو اُن تِی شکوے تَ گِلے ما
ملالہ ترکالن کِسے رچی تے رُشنوٗئی
لِکھ چھَ مقدر یوٗ سروچھُ پشنوٗئی
فورُمِ نہ اتا کیں داغ رہی دِے ما
بھڈ گوال آحتوٗس بھانس تے بزلَ چم
رخ چھَ ممن سنی اولییٔ تے ہنزل چم
ادَ پر گرڈوٗ پشتم احماعٔ تےِ سِلے ما
جوہون سرن پُگلی زبان تے بولم
پرانا اکھر سرَ تاَلِ تاَلِ تُولم
مشتاق کم بولی پوگلی بَسم اَس دِلی ما

میون وتن (نیل) محمد حسین نیلوی)

چھ آسمان تارگن زَن شوبدار مینوٗ وطن
زمینس پانت جنت زن شوبدار مینوٗ وطن
چھَن اَچھن منز جایئے یسیئ مائے بھر بھر چھن دِلن
ٹھنڈی ہوا دُوئیہ توڑ پائیں گرمیئن منز شین دِتن
سَر دِیَن منز مخمل زَن شوبوُن مینوٗ وطن
بالہ پوشن یئلہ پھوٗل پھُل چھہ سد قربان پھُلن
نوٗ بہار کھ نو بہارن سرشوٗ بون مینوٗ وطن
یسوے چھوٗلن شور ہر دم بڑوٗ تھجر چھس پر بتن
رنگ برنگی وَرنی رِچی شوبوُن مینوٗ وطن
پیغام جبرائیل سونُ پُٹھ روج مکائل سُون
نام پُٹھ مُت نیلہ سُن شوٗ بُون مینوٗ وطن
حُسین یئلہ پرَ دیس آئیسی یاد پوی تیلہ وطن
مرہم چھو بڑوٗ زخمی دِلن شوبُون مینو وطن
یَو سے جوانہ تھے فیشن لئیو ترائے ۔ مالیاز بانی رجسٹریشن آیئے
سِپلتی غیرائیے کورہِ یہ آز تاں ۔ گنڈھُو تُس کمر اُنا بنوی نیایئے
یہ چھوَ دولت ہِندن مُسلمانن یہَ چھوَ ہمت مزورن کِسانن
یِس چھوَ برکت کہالت کُرتے یہ چھوَ وراثت پُگلی جوانن
وِنہوتھ تُس پنیئے دادن تہ نانن تئیوں گچھ نِس کراس زمانن
یہَ اَحتی تیونِ زندائیے زِندگی اگر چھتھ ہلال دھوَن تیون نِشانن

ماتا

اے اماں سولاڈ بھاری دورِ نِکذن بادچھُم — تینئے تیسایئے سیئنت زندگی آبادچھم

تُو کیمہا کری پانہ رہی گیس ادرے بھائیں — چھاتیئے بھائیں رزی دودھ پینوُ ناچھم

کاردھنددن دُوس سالم تھکی گہیس — بالی کری تی سرپی توڑنوُ یادچھم

گاسو گہیس داچھِ گن کری ژوخوتاں — مینورُشنو لوو ڑنو روڑنو پےنو یادچھُم

نوٹ (گھڑا) چھتھ لوٹے بھائیں پائیں بھری — دھوتے کژ کھِل کھیڈ کرنو یادچھُم

اُنا بیالی پشرنی مالوُ بالنوُ چھُ کٹھن — ڈوڑا دئیں کری تینوُ ٹھگنوُل یادچھم

اے اماں تِی زبِ چھَ آزمی — داڈ ھا ڈیڈی بابو زپہوُ یادچھم

مالیاسنی خدمت مشتاق چھُ سُرغ ہرقدم — مالیئےسنی نیک ہدائت آزتاں یادچھم

کفایت شعاری (محنت)

جو دولت کو محنت کماتی رہے
کفائت شعاری بچاتی رہے
کفائت غریبوں کی ٹیکسال ہے
مُسرف ہے آخر وہ کنگال ہے
نہ پرواجنہیں مال ودھن کیلئے
وہ کوڑی نہ رکھے کفن کیلئے

رنگا رنگ آز دُوییہ آ مچھ بہار پیارے مینس نیندرے خُمار
ظاہر شا و لہی دِل سُن جھار دپنی جگرن چھن پار پار
قدمن لگمھیس ترا وُ مس ہار یسوے سُندر چمنس پھُل بے شُمار
کینژہ مُشکد اراد کینژہ رنگدار مشتاقؔ عزیز سُ تینُ اِنتظار

یُو قربان دِل چھم یُون تیناں نظرن ونے بہ کم حسر چھم یُون مینا خوابن
دپنی بکھا بھا مدعا چھُن دِلن منز دماغس مخواہ گو دِل در بدر چھن
دیم تُو سزا پنین تِی ہمت چھتھ خوشحالہ گس چھسا وُں یُون تینا روبن
نہ پش مِس منزّ ہ کونژ فاترگس چھس مشتاقؔ تپ چھتھ قریب مانی ہندرن

بہار یوی بہار یوی یوی نو بہار پا پُرٹ پھُلن منزّ نشُن بے شُمار
شین سینٔت ذلی گیو ہاپتر گھاس ڈال توڑ گنٹھائے شا وتُو پنُن مجال
کا شتکارے تُلتُو پننُن ال تہٕ فال مشتاقؔ عزیزس آہسی پھُلن سن ہار
زمیندار بیچارُ اِت پانہ لاچار بجلی بس نام سن کولن بکھا تار

نظامِ کائنات

کائنات سے مُراد کل عالم علوی و سفلی اور تمام موجودات ہیں۔ جیسے آسمانوں اور زمینوں کے اندر اور اُن کے درمیان صدہا خلائق اور چھوٹی بڑی اشیأ کائنات کی وسور لامحدود اور اُن کے اندر عوامل کی تعداد لا متناعی اور بے شُمار ہے۔ اس لئے کہ یہ کائنات ہے۔ لیکن اِس کے اندر رنگا رنگ کی ہزاروں کی تعداد میں دُنیا آباد ہے۔ ہر دُنیا کا یہ حال ہے کہ اِنسانی عقل اس کے عجائب و غرائب کے آگے انگشت بدنداں اور حیران و سرگرداں ہے۔ اِسی آسمان کے اندر جو ہماری دُنیا پر ایک شامیانے کی طرح سایہ فگن اربوں کھربوں ستارے سیارے اور سیارچے گردش و عمل میں مصروف ہیں۔ اِن میں سے ہر ایک کی ساخت و جسامت زمین سے اِس کی دُوری اور مسافت اِس کا محور اِس کی گردش اور اِس کی خصوصیات دوسرے تمام سیاروں اور ستاروں سے یکسر جُداگانہ اور مختلف ہے۔ ہماری یہ زمین جس پر انسانوں کا کنبہ سکونت پذیر ہے اِس کے ایک کرہ پر چھوٹی بڑی اِس قدر دُنیا آباد ہے جو کسی طرح اجرام سماوی اور عالم علوی سے کم نہیں۔ چنانچہ اِس دُنیا میں ایک طرف جہاں انسانوں کی ایک دُنیا ہے۔ اِس کے پہلو پہلو حیوانات اور اِس کی گوناں گوں قسمیں، نباتات اور اِس کی مختلف اقسام جمادات اور اِس کی سینکڑوں انواع بھی موجود ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی ساخت، ہیت، رنگ طبعیت، فطرت و خصوصیت جُدا جُدا اور مختلف ہے۔ اِس سے زیادہ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ تمام عالم بالا اور غریب نِظام میں اِس طرح جکڑیا ور بندھے ہیں کہ اِن میں

کہیں بے قاعدگی اور فتور نہیں کہیں بد نظمی اور نقص نہیں۔ بلکہ اِنتہا درجے کا نظم ونسق گائت درجہ کی موزونیت استحکام اور اِس حد تک توازن اور ترتیب موجود ہے۔ جس سے زیادہ موزونیت اور درستی قیاس وگمان سے بالاتر اور حدود حساب سے ماورا ہے۔

چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وہی مولا جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر تمہارے مرنے کا ایک وقت مقرر کیا۔ اور قیادت کا بھی اِسی کے ہاں ایک وقت مقرر ہے پھر بھی تم اِس میں شک کرتے ہو۔ اِن تمام تر نیرنگیوں کے علاوہ کائنات میں صدہا تغیرات اور بے شُمار چھوٹی بڑی تبدیلیاں روزمرہ کا معمول ہیں۔ اور یہ تمام تر تبدیلیاں اور تغیر مخصوص علت اور طے شدہ اسباب کا نتیجہ ہوتی ہے۔ چنانچہ افلاس کی گردش سیاروں کی رفتار ہواؤں کا چلنا اور بدلنا پھر تہہ بہ تہہ بادلوں کا اُٹھنا و برسنا پھل پھول اور پودوں کا اُگنا، اِنسانوں اور حیوانوں میں تولد وتناسل کا سِلسلہ اور اِن کی موت وحیات غرض ہر قسم کی تبدیلی اور انقلاب مخفی لیکن منظّم قانون اور مربوط آئین کا پابند ہے۔ ہر واقع کی مخصوص عِلت اور حکمت ہے۔ اور ہر حادثے کی مناسب وجوہات اور معقول اسباب ہیں۔ چنانچہ کائنات کے اندر وقوع پذیر ایسی کوئی تبدیلی نہیں بتائی جاسکتی جو حکمت سے خالی کسی قانون سے مبرا یا کسی سبب یا عِلت کے بغیر رونما ہوئی ہے۔ لیکن وہ علمأ اور ماہرین جو کائنات کی اِن چھوٹی بڑی صدہا تبدیلیوں کا قریب سے جائزہ لیتے رہے ہیں جو مطالعہ کے شوقین کھوج وتلاش کائنات عالم پر یقین رکھتے ہیں ایسے علمأ و ماہرین زبان وادب کی تحریری جدوجہد پر حوصلہ فزائی کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ کیونکہ زبان وادب بھی کائنات کا اہم حصہ ہے۔

مراد خاندان (گھولو)

مراد گھولو مصنف کی ساتویں پیڑھی قدیمکے ہوشیار، ذہین، دیانتدار، حُب الوطنی، سنجیدہ، طاقتور اور بہادر تھے۔ یوں تو کٹوچ خاندان اکثر ہندو مسلم قدیم زمانہ سے ہی حفاظتی وطن کے امورات پر معمور رہنا پسند کرتے آئے ہیں۔ مراد گھولو طاقتور بہادر تھے۔ اکثر کُشتی گھول اُن کا من پسند مشغلہ تھا۔ پوگلی بولی میں اور ڈوگری کا ماہر تھا۔ بزرگوں کا کہنا تھا کہ وہ دوسری ریاستوں خصوصاً ہماچل کے پہلوانوں (ڈوگروں) کے ساتھ پہلوانی کُشتی جیتتا رہا۔ کیونکہ اُن کے بزرگ ہماچل سے ہی ہجرت یافتہ تھے۔ راجستھان کے پہلوانوں کے ساتھ بھی شخصی دور میں زور آزمائی پہلوانی کرتا رہا۔ پوگل میں پکی رہائش کے بعد مراد کو (گھولو) کا لقب ملا تھا۔ جو آج تک اُن کے خاندان کو قدیم لقب گھولو سے ہی جانا جاتا ہے۔ گھولو کی آبادی ہجرت یافتہ سے لیکر غالباً ہزار گھروں پر انفرادی رہائش رکھتے ہیں۔ کچھ آبادی راج گڑھ میں بھی آباد ہیں۔ کہیں نوجوانوں نے سب کاسٹ تبدیلی بھی کی ہے۔ پوگل میں آج بھی موضع مشتاق پورہ سے لیکر مراد آباد نورہ بلکہ پوگل بی کھوڑہال میں بھی گھولو خاندان آباد ہیں۔ یہ خاندان شریف طبعیت اور حق پسند، محنت کش روڈ اور دیگر سہولیات زندگی سے ابھی تک محروم ہیں۔ کیونکہ یہ خاندان ضلع رام بن تحصیل پوگل پرستان کے سب سے بالائی رہائش پذیر ہیں۔ موجودہ دور میں چند تعلیم یافتہ لوگوں نے ملازمت اختیار کی ہے۔ باقی ماندہ زمیندار ہیں۔ آخر میں اپنے جد امجد کی اولاد کیلئے دُعا مغفرت اور باحیات کیلئے دُعائے خیر کا طلب گار ہوں۔

عرضِ مصنف

اِنسان زبان ہی کے ذریعے اپنے خیالات دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ زبان ایک وسیلہ ہے جس کے ذریعے ہم اپنے دِل کے گوشوں میں چھپی ہوئی کیفیتیں آسانی کے ساتھ مخاطب پر ظاہر کرسکتے ہیں۔ زبان نہ ہوتو اِنسان کے درمیان وہ سماجی رشتہ کبھی قائم نہیں ہوسکتا جو انسانیت کی ترقی اور تکمیل میں پہلی شرط ہے۔ پوگلی بولی زبان کے روپ میں اِنشااللہ اُبھرے گی۔ بہرحال ہر تعلیم یافتہ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ علم کے خزانے تک پہنچنے کا واحد راستہ زبان ہے۔ جبکہ زبان کی قوت نے دُنیا میں بڑے بڑے تاریخی، سیاسی، مذہبی اور سماجی انقلابات پیدا کر لئے ہیں۔ پیغمبروں، اوتاروں اور مذہبی پیشواوٴں کی تبلیغ کا اگر کوئی ذریعہ رہا ہے تو وہ زبان ہی ہے۔ حالانکہ سیاسی رہنما، فلاسفر اور مفکر بھی اِسی حربے سے کام لیکر آج تک سماج کو اپنے خیالات، عزم یا فلسفے سے نہ صرف متاثر کرتے رہے بلکہ انہیں اپنا ہم نوا بھی بناتے رہے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔ مادری زبان سرکاری زبان کوسکھانے کا آلۂ کار ثابت ہوا ہے۔ اور مادری زبانوں نے ہی تمام زبانوں کا ادب کرنا سکھایا ہے۔ ڈوگری، پنجابی، کشمیری، اور دیگر پہاڑی زبانوں کے ساتھ ساتھ پوگلی زبان بھی ایک پہاڑی خطّے کی زبان ہے جو عرصہ سے رسل ورسایل فراہم نہ ہونے پر جغرافیائی نور سے محدود اور غیر ترقی یافتہ رہی ہے۔ مٹھاس اور ادبی لحاظ سے یہ زبان کسی بھی پہاڑی زبان سے کم نہیں ہے۔ کہاوتیں، لطیفے اور ڈرامائی مصرے اِس میں کافی موجود ہیں۔ اِس مادری زبان سے کیوں کر اُلفت اور عقیدت ہو جبکہ یہ ہی دوسری زبانوں کوسیکھنے کی رہبری کرتی ہے۔

ماسٹر جگت سنگھ کے اشعار

اور

خاص معلومات

شرکت کرُس مجلِسن رہ نیاس باادب
مُسلم کے لہو میں ہے سلیقہ دِل نوازی

کُرسی اگر تھِ گتھ کر نیاس باادب
مروت حُسن عالم گیر ہے مردان غازی کا

عزیز مشتاقؔ
ماسٹر جگت سنگھ

رہنمائے تعلیم جون ۱۹۷۴ء

خاص معلومات برائے یاداشت

۱۔ دُنیا میں سب سے زیادہ جُڑواں بچے نائیجیریا میں پیدا ہوتے ہیں۔

۲۔ جنتا پارٹی کا وجود ۲ نومبر ۱۹۷۶ء

۳۔ آریہ بھٹ راکٹ ۱۵ اپریل ۱۹۷۵ء کو فضا میں چھوڑا گیا۔

۴۔ ۶ نومبر ۲۰۰۵ء بدھوار کاشر اخبار کے اِجرأ کا اعلان ہوا۔

۵۔ ۷ استمبر ۲۰۰۳ء مرکز کی طرف سے کبیر ساوَن ایوارڈ رحمان راہیؔ کو ملا۔

۶۔ اُسی دِن گلوکاروں کو بھی انعامات دیئے گئے۔

۷۔ قمراز بزم ادب کشمیر کی ترتیب جناب پروفیسر رحمان راہیؔ اور فاروق نازکیؔ

نے انجام دی ہیں۔

۸۔ ۱۵ اگست ۲۰۱۵ء پوگلی بولی کے لکھاری عزیز مشتاق کو آنرز ایوارڈ اور ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کی طرف سے سند سے نوازا گیا۔ جبکہ اِنہوں نے پوگلی بولی وادب کی بہترین خدمات انجام دی ہیں۔

۹۔ امریکہ کا خرچہ عراق پر ماہوار چار ارب ڈالر ہے۔

۱۰۔ ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد ۲۲ کروڑ ۶۴ لاکھ تھی۔

۱۱۔ ۲۰۰۶ء تک ۲۳ کروڑ تک بڑھ سکتی ہے۔ ماشاءاللہ آج مزید اضافہ ہوا ہے۔

۱۲۔ آغاز پوگلی بزم ادب ۳ دسمبر ۱۹۹۶ء کو ہوئی

۱۳۔ پوگلی بزم ادب کی رجسٹریشن ۲۹ مارچ ۲۰۰۱ء کو ہوئی

۱۴۔ پوگلی بزم ادب کا نان پولٹیکل ۱۴ نومبر ۱۹۹۸ء میں

۱۵۔ دفتر پوگلی بزم ادب بھی ۱۱ مئی ۲۰۰۲ء کو نذر آتش ہوا۔

۱۶۔ بزم ادب کا افتتاح ۲۱ مارچ ۲۰۰۲ء کو ہوا۔

۱۷۔ ڈوگری بھاشا کو آٹھویں شیڈول کا درجہ ۲۷ ستمبر ۲۰۰۳ء کو ملا۔

۱۸۔ کشمیر ایکارڈ ۲۴ فروری ۱۹۷۵ء کو ہوا

۱۹۔ لال بہادر شاستری وزیر اعظم کی وفات ۱۱ جنوری ن ۱۹۶۶ء کو ہوئی۔

۲۰۔ اندرا گاندھی پہلی مرتبہ وزیر اعظم ۱۹ جنوری ۱۹۶۶ء کو منتخب ہوئیں۔

کأشری تہٕ سنسکرت

مورخ حسنن چھُ کأشری زبان تمہیدس تحت پننے خیالاتن سُنو اظہار کمُت پہلے آحتہٕ کأشرہ سنسکرت زبأنی منز کلام کرتے زمانہ گذروتیئے لفظن منزٕ فرق آوٕ اِناری ساگر منش آزہاک، مہنیو ون چھ بہرحال کأشری منزٕ پنژہ الفاظ سنسکرت دِی الفاظ فارسی پنژ وِی ہندی دِی الفاظ عربی اِناری کأشری، لداخی، دردی، ڈوگری، سنار کہ مِلہ الفاظ تے آسُن علاقائی بولین منز پوگلی، سراجی، کشتواڑی کثیر الفاظ دُوئن مقامن پانت چھ تحریر کرنے آمتہٕ جناب مرغوب بانہالی چھُو تحریر کمُت ویری ناگ آحتہٕ بارہ مولہ تان کأشری تحریری قلمکارن نظر رچھنی نہ صرف جمئے صوبس بل کہ ہماچل پردیش تِسہٕ تہٕ چمبہ تحصیل منز تے کأشری زبان بولنے یےتھِ۔ بہر کیف ییر شین پے چھُ بالائی علاقن تیر کأشری زبان بسمین بنی گے۔ نووئی ضلعہ رام بن بنُس ہجرت یافتہ پوگلی بولنے والاہ ہجرت کری آم چھٕ پوگلی قدیم کأشری بول چھٕ بل کہ صوبہ جمس منزٕ ہر ضلعس پوگی تہٕ کأشری زبان رائگ گمتھ ہر جائے خصوصاً آز کل کونن، نالن، کھولن، ستہ دہن، سترن، دُکانن، مکانن، اجتماعن اِجلاسن، ایوانن، دیوانن، پوگلی زبان وادب مالامال تھِ۔

آزتاں یہ بولی علاقائی زبانن منز مقام حاصل کرنے منزٕ محروم رہی گے۔ لیس تے ریڈیو، ٹیلی ویژن، اطلاعات، موبائل اپ لوڈ، داون لوڈ وغیرہ سنُوحق آحتوٕہ سرکاری چناوٕ بغیر تے نہ چل ہیگی۔ غالباً ہر سال کنڑ نہ کنڑ چناوٕ کرلناَ مطلوب آس چھٕ۔ یہ بولی بولنے

والہ تے خواب خرگوش منز چھ مختصر بولی غربت تے بے وسیلہ آسنے باوجود پسماندگی سئو شکار بنی گمتھ۔ کشیر ترجمےٓ تواریخ تہٕ تنقید مصنف ولی محمد اسیرؔ کشتواڑی سنٍ حوصلہ افزائی خصوصاً پوگلی لِکھنے والن بیداری سنٍ علامت تھِ۔اسیر کشتواڑؔی نہ صرف ضلعہ ڈوڈے یا صوبہ جمیئے بل کہ ریاستٕ منز قلم کارن سنٍ تلاش کمتھِ:۔

بزٕتم دِل سُم تاوس نارلاوس پرُوترنے رکِچن۔کژوُئی مال جمع کری زبان وادبس یوتے کشیر نورپم کیو ہام مشکل سفر پوگلی زبان تہٕ ادبُس رکچہٕ طے۔ ہمسایہ اُسہیم کنژ وفاداری منز مگر دُور سفرپیم کرچھُ نہ ہرگز سو مالکِ پنّے بندن پیارس نااُمید۔ یوکری بددیانتی قوس تیس تھِ آخر شیم چھس آوٕس عزیز مشتاقؔ اِنشااللہ نہ چھس نااُمید۔بشارت بُخاری وزیر ریاست عزت افزائی کیم وزیر محکمہ مال بشارت بُخاری نے یوم جمہوریہ کے موقع پر آنرز ایوارڈ سے بمقام پولیس لائن رام بن عطافرمایا۔(پوگلی بھاشامیں لکھنے پر)

۲۰۱۵ءزبان تہٕ ادبی شوق رچھنے والو فاروق احمد شاہ ڈپٹی ڈیولپمنٹ کمشنر رام بن مصنف سناں تخلیقاتن بغور سرسری نظر کے ضلع اِنتظامیہ اَیز رایوارڈ تہٕ سٹِفکیٹ تیار کری بھاری اجتماوٕس منزٕ جناب بشارت بُخاری ریاستی وزیر بطور حوصلہ افزائی پیش کو مصنف شاہ صاحبُن تہٕ بخاری صاحبُن مشکوُر چھس۔

نبی کریم صلی اعلیٰ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اعلیٰ علیہ وسلم نے اسامہؓ کو لشکر لیکر فلسطین کے مقام (شام) کی طرف بھیجنے کا اہتمام فرمایا تھا۔ اور ابھی مدینہ منورہ کے باہر میدان جرف میں ہی مقیم تھا کہ نبی رحمت کا وصل ہو گیا۔ حضرت معاذؓ بن جبلؓ کو عین روانہ کرتے ہوئے فرمایا تھا اے معاذؓ جب تم واپس آؤ گے مجھے نہیں پاؤ گے۔

حضرت ابو ایوب میزبان رسول اللہ استمبول سپرد خاک ہوئے ہیں۔ جبکہ حضرت ابوایوبؓ مدینہ پاک کے باشندے تھے۔ موت کا کوئی بھروسہ نہیں کہ آخر انسان کہاں دفن ہوگا کس مقام کی مٹی نصیب میں ہوگی۔ اِسی طرح حضرت بلالؓ کو رسول خُدا نے جنت کی بشارت دی تھی اور اِنکی اذان کے بغیر صبح نہیں ہوتی تھی۔ یہ موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ دمشق میں سپرد خاک ہیں۔

نہ بندس خبُر کینژ روزی سنی

نہ بندس خبُر کینژ دفن کوسی

ہنولیس پتہ چھوُ موت کہلہ یوی

نہ لیس پتہ چھوُ قیامت کہلہ یوی

اللہ اللہ کیا ساقی کے میخانے میں ہے۔ جلوہ گر راز دو عالم کے پیمانے میں ہے۔ فیر میں جستجو ہے کیا ہے کعبہ میں تلاش۔ چشم باطن کھول دہ دِل صنم خانے میں ہے سحر تک میری بھی جان خاکستر ملے گی دوستو۔ دِل میں ہے سوز غم خواری جو پروانے میں ہے بیٹھے بیٹھے خود کا کی ہوتا ہے اکثر یہ گمان۔ نغمہ گر معطر ہے کوئی دِل کے طرب خانے میں

اُمت کو آخرت کی فِکر

۱۔ اللہ سبحان وتعالیٰ رَبُّ لناس ہیں

۲۔ کآفتہً الناس ہمارے پیارے بنی صلی اعلیٰ علیہ وسلم

۳۔ ھُدًی الناس کتاب قرآن مجید

۴۔ آخرجت الناس یہ آخری امت ہے

گویا اس اُمت کے ذمہ تمام اِنسانیت ی فکر کرنا ہے۔ ہر اُمتی اِس کا ذمہ دار ہے۔ اپنے اہل خانہ گھر اپنے پڑوس محلّہ اور اپنے مُلک کی فکر کرنا ہے۔ ہر اُمتی کو ڈھیرے سے بلکہ احسن طریقے سے ذمہ دار بنانا ہے۔ حضرت الیاسؒ کی طرح ہر اُمتی کو دین کا غم و درد نصیب ہو۔ صاحب مذکورہ اپنی دینی فکر وغم اپنے اشعار میں اِس طرح کی عکاسی کرتے ہوئے بطور امانت چھوڑ گئے ہیں۔ تاکہ اُمتی کا ہر فرد اِس امانت کا صَلہ امانت کے طور پر منقسم کر کے اجر کا حقدار بنے۔

کسی کی شب سوتے کٹے کسی کی شب وصل روتے کٹے

ہماری شب وصل یا الٰہی نہ سوتے کٹے نہ روتے کٹے

یہ اُمت کا غم ہے یہ کیسے کٹے

حاضرین کو غائبین تک دینی دعوت فکر کا پیغام دینا ہے۔

جگائے جادو جہاں میں کتنے نگاہِ خود میں سروری نے

(ع کاشمیری)

ابراہیمؑ جب آیا پنہائیں ڈھونڈی آذری نے

بے خودی نگاہیں ہی خود شناسی بشرط وجدان سے بہرور ہیں

عشرتؔ کاشمیری

ثواب کیا ہے حساب کیا ہے فریب قلب ونظر نے کھائے

ہزار بہروپ بھر لیئے بحال حاضر گدا گری نے

کمال فن نے کبھی نہ دیکھا جدید کیا ہے قدیم کیا ہے

مسرتوں کے کنول کھلائے دِلوں میں چین سُخنوری نے

بزم ادب کی میٹنگ کا انعقاد

۴ فروری ۲۰۰۵ء بمقام کھوڑہال پوگل تحصیل بانہال مُس شعراٗ وقلمکار نوجوانوں کی ایک میٹنگ کا انعقاد زیر صدارت جناب عبدالعزیز کٹوچ مشتاقؔ پوگلی عمل میں لائی گئی۔ میٹنگ ہذا میں پسماندہ پوگلی بولی کو علاقائی زبانوں میں مقام حاصل ہونے سے محرومیت پر زبردست تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اِسی سلسلہ میں یوتھ پوگلی بزم ادب کا چناؤ عمل میں لایا گیا اور جناب سیکرٹری صاحب آرٹس کلچر اینڈ لینگو یجز جموں وکشمیر جموں اور کلچرل آفیسر ڈوڈہ کو ذیل منتخب بزم کی اطلاع دی گئی۔

یوتھ پوگلی بزم ادب

ا۔ جناب نصیر احمد ولد عبدالعزیز بالی کھوڑہال پوگل۔ صدر (۲) جناب ٹھاکور بلبیر سنگھ کٹوچ کوٹ پوگل۔ نائب صدر (۳) جناب ایم اقبال کٹوچ پوگل جنرل سیکرٹری (۴) جناب اے جہانگیر کٹوچ پوگل۔ جوائینٹ سیکرٹری (۵) جناب ایف احمد بالی کھوڑہال پوگل خازن۔ (۶) جناب ٹھاکور امر چند کٹوچ گوہالہ پوگل کنوینئر۔ (۷) جناب ایس اے شمیم مالیگام پوگل پبلسٹی سیکرٹری (۸) جناب ٹھاکور جگدیش سنگھ پوگل ممبر (۹) جناب فیاض احمد کٹوچ پوگل ممبر (۱۰) جناب عبدالقیوم کٹوچ پوگل مھاسب (۱۱) جناب ٹھاکر پریم سنگھ پوگل ممبر کاروائیر جسٹر پر تفصیلاً ایس اے شمیم پبلسٹی سیکرٹری

ڈی۔ڈی۔ٹھاکور

ڈی ڈی ٹھاکور موجودہ تحصیل پوگل پرستان کے گاؤں بٹرو میں پیدا ہوئے۔ پرائمری سطح تک

تعلیم مقامی سکول میں حاصل کی۔ اُن کے پتا گاؤں کے سرکردہ سنجیدہ کے علاوہ اتحاد وامن پسند تھے۔ ٹھاکور مڈل سے لیکر گریجویشن تک بانہال کشمیر اور بیرون ریاست تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے گئے۔ اس وقت کے عدالت رام بن علاقائی سطح کے قابل ترین وکیل اور بعدازاں جموں ہائی کورٹ میں بھی قابل تعریف قانونی کام انجام دیتے رہے ۱۹۷۳ء میں ہائی کورٹ جموں کے جسٹس کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ ۱۹۷۵ء میں شیخ محمد عبداللہ کی سرکار میں وزیر مال کے علاوہ دیگر محکمہ جات کے قلم دان نبھائے۔ اس کے بعد جی ایم شاہ کی سرکار میں ڈپٹی چیف منسٹر کی حیثیت سے قابل ستائش کام انجام دیتے رہے۔ بعدازاں آسام کے گورنر کا اضافی چارج اروناچل کا بھی چلایا۔ سُپریم کورٹ کے سینئر وکیل کہکشاں کے مانند درخشاں رہے۔ آپ سماجی زندگی میں مِلنسار، خوش باش، بااخلاق اور ایثار پسند تھے۔ بلالحاظ ذات پات، مذہب وملت عوام کیلئے وقف تھے۔ ایک بار ملاقات کے ساتھ سماجی برتاؤ بڑھنا اُن کے دردکی ایک خاص خصوصیت تھی۔ ٹھاکور صاحب اچھے ادیب اور ادب نواز تھے۔ اپنی ماتر بھاشا ''پوگلی'' سے لگاؤ رکھتے تھے۔ مصنف کے ساتھ بات کرتے ہوئے پوگلی بھاشا کی شناخت کیلئے لِکھتے اور پوگلی بولی میں کتابیں اِشاعت کیلئے حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ آپ ماہر لِسانیات تھے۔ آپ نے آخر میں اپنے دور میں سماجی، سیاسی، تعمیری اقتصادی، معاشی حالات معہ سوانحِ حیات خود ''یادوں کے چراغ'' نام سے کِتاب انگریزی اور ترجمہ اُردو میں لِکھی ہے۔ قابل غور ہے کہ علاقہ پوگل کے قرابت دار تعلیم یافتہ اُن کی ادارت میں چھپے میگزین (حالِ ہند) پر کوئی میگزین یا رسالہ نہ اِجرا کر سکے۔ ورنہ پوگل کی سرزمین ادبی لحاظ سے بنجر بھی نہیں ہے (وفات ۳ فروری ۲۰۰۷ء)

اکبر بادشاہ کی مذہبی سوچ

اِبتدا میں اکبر بادشاہ کی مذہبی سوچ راست ہی رہی۔ تخت نشینی کے بعد بھی بادشاہ کا ذہن ارکان اسلام کا پابند تھا۔ بادشاہ اسلامی شعرأ و علمأ کا احترام کرنا اور قدر و منزلت صوفیأ و مشائخ سے عزت واحترام سے پیش آتا تھا، اِسی لئے اُنہوں نے مساجد اور خانقاہیں تعمیر کرائیں۔ اِن میں ذکر وفکر مجالس کرانا اُن کا مشغلہ تھا۔ مگر یہ سب کچھ دینا آزادانہ تھا۔ اِمام الہند مولانا ابولکلام آزاد اپنی مشہور کتاب تذکرہ میں لِکھتے ہیں کہ اکبر کے دربار میں علمأ سوٗ کا غلبا تھا۔ وہ ایک دوسرے کی پگڑی اُچھالتے۔ ایک عالم فتویٰ حرمت دیتا اور دوسرا اِسے حرام قرار دیتا۔ سوٗ کے کردار نے اکبر بادشاہ کے مذہب کو خاصا دُور کر دیا بلکہ بیزار کر دیا۔

پھر شیعی علمأ نے انکے یہاں اثر رسوخ حاصل کرنا شروع کیا بادشاہ کو اپنے ڈھب پر لانے کی سازشیں شروع کر دیں۔ اس نے اپنے دربار میں مذید شیعی علمأ کو دعوت دی اور اُنہوں نے بادشاہ کی رہی سہی کسر بھی پوری کر دی بلکہ اسے مذہب دُشمن بنا دیا (رود کوثر)

پِشاور سے راس کماری اور کوئیٹہ سے چاٹ گام تک یہ وسیع ملک تھا۔ تحفظ و بالا دستی قائم رکھنا بادشاہ کیلیئے لازمی تھا۔ غیر مسلموں مستورات کو اپنے دربار میں داخل کیا اور اِن پر اعتماد رکھتے ہوئے بڑے بڑے عہدے دیہئے تا کہ یہ لوگ اُن سے خوش رہیں غیر مسلموں کے ساتھ اثر ورسوخ کی نسبت رود کوثر کے اقتباس ملاحظہ ہو۔ مخدوم المُلک۔ شیخ عبدالنبی۔ قاضی جلال دین اور قاضی خان بدختی نے اکبر بادشاہ کو دین اسلام کی نسبت اور زیادہ بھٹکا دیا۔

منتخب التواریخ ۸۰ تا ۸۳ مصنف ملاں عبدالقادر بدایوانی)

دین الٰہی کی حقیقت

مُلاں مبارک کے دونوں بیٹے فیضی اور ابوالفضل بڑے ذہین فطین ذرخیز زمین اور زباں وبیاں میں دسترس کے مالک تھے۔ خالص بے دین۔ ملحد زندمیق، لالچی اور دنیا دار تھے۔ ابوالفضل نے قرآن پاک کی تفسر عربی میں لِکھی اور کوئی حرف نقطے والا استعمال نہیں کیا۔ بلکہ اِس کا نام ہی تفسیر بے لفظ رکھا۔ علماءٗ کی خاص عداوت پر وہ جلے بھُنے تھے۔ اکبر بادشاہ کو گمراہ کیا اور بڑی دولت اکٹھی کی۔ اکبر کے دین الٰہی میں سجدہ تعظیمی کو لازم قرار دینے دیگر بدعات کو گلے لگانے پر زور دیا۔

گجرات کاٹھیہ واڑ میں اہلحدیث

گجرات کاٹھیہ واڑ بھارت کا وہ صوبہ ہے۔ جو ایک طرف سندھ راجپوتانہ مدھیہ پردیش اور صوبہ مہاراشٹر سے ملا ہوا ہے۔ آج کل اس کا نام صوبہ سوراشٹر ہے۔ بڑودہ اور احمد آباد اس کے مشہور شہر ہیں۔ یہ علاقہ مسلم تہذیب کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ صوبہ گجرات ساحل سمندر سے قریب تھا۔ یہاں بھی عربوں کی خاص آمدورافت تھی۔ اس میں کسی دور میں مسلک الحدیث کے حاملین وعالمین کثیر تعداد میں تھے۔ تاہم گجرات نے بھی حدیث وسنت کے عہد ساز اشخاص پیدا کیئے۔

گجرات کے بارے میں مولانا سید الحسن ندوؔی نے لکھا ہے عربوں کی آمد سے مسلک اہلحدیث اور تعلیمات کتاب وسنت کو فروغ ملتا رہا۔ چنانچہ وہ لِکھتے ہیں خود ہندوستان کے

صوبہ گجرات اس کی ایک مثال ہے۔ جس نے شیخ علی متقی برہان پوری اور شیخ محمد طاہر پٹنی ۹۷۵ھ اور ۹۸۶ھ بلند پایہ محدثین پیدا کیئے۔ (بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت جلد۵ ص ۱۷۶)

شیخ علی بن حسام الدین المتقی اور ابن حجر مکی شیخ ابوالحسن بکری وشیخ ابومحمد بن محمد سخاوی زیادہ مشہور ہیں۔ علاوہ ازیں برھانپوری علماءً بھی قابل ذکر ہیں۔ شیخ محمد طاہر پٹنی متوفی ۹۸۶ھ ضلع احمد آباد گجرات بھارت میں پیدا ہوئے پٹن سے مُراد آباد پاکستان کا پاک پتن نہیں ہے۔ اسے تاریخ میں اجودھیا کہتے ہیں۔ اس کا پرانا نام اجودھیا ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ پٹن کو اب فتن بھی کہتے ہیں۔ اِسی نسبت سے شیخ محمد بن طاہر فتنی کہلاتے ہیں۔

مالابار:۔ جنوبی ہند میں وہ علاقہ ہے جہان مسلک الحدیث اور تعلیمات کتاب وسنت صحابہ تابعین عرب تاجروں کے ذریعہ آئے۔ ہندوستان ایک مبہر بڑا مُلک ہے۔ جو برصغیر کے نام سے مشہور ہے۔ محمد بن قاسم کے بغیر جتنے بھی مسلمان فاتحین ہندوستان میں داخل ہوئے وہ ترکی یا افغانی نسل تھے۔ اِن کی وجہ سے حنفیت کو فروغ ملا۔ یہاں آٹھ سو سال میں مالکی اور حنبلی کو موقع نہ ملا۔

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور

براعظم ایشیا کا سب سے اولین نوبل انعام حاصل کرنے والے اور ہندوستان کا راشٹر گیت لکھنے والے ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور ایک بہترین مسور (پینٹر) بھی تھے۔ ٦٦ سال کی عمر میں ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور نے ہاتھ میں بُرش تھامے رکھا اس سے قبل انہوں نے اپنی شاعری لکھی۔ اُنہوں نے تاخیر سے پینٹنگ کا آغاز کیا۔ اس میں قدرتی مناظر جانوروں، پرندوں، اپنے نوکروں اور زندگی میں آنے والے شخصیات اور کچھ اجنبی چہروں کی پینٹنگ وشاعری کی۔

اِن تصاویر میں اُن کا روحانی رنگ و روغن شامل تھا۔ کلکتہ شہر جوڑانسانکو پرانی حویلی میں اِن کا جنم ٧ مئی ١٦٨١ء میں ہوا۔ اَن کی تازہ یادیں اس حویلی اور بچپن کے تجربات میں وابستہ ہیں، ان کا کہنا ہے کہ میں ہر گاؤں وشہر گھوما کچھ لاگ زندگی میں آکر داخل ہوکر چلے گئے۔ مجھے ان سے واسطہ پڑا۔ اُن سے مجھے بہت ہی چین اور آرام حاصل ہوا۔

١٦٨١ء یہ سال بنگال کی تاریخ میں بے حد اہم تھا جبکہ اطراف واکناف کے سماجی، سیاسی وادبی ماحول میں اُن کی تخلیقی سوچ پروان چڑھی اور راجہ رام موہن رائے وکیشو چندر سین نے مذہبی شخصیتوں کے خلاف اپنی آواز اُٹھائی۔ رابندر ناتھ ٹیگور کے ولد دیوندر ناتھ ٹیگور نے اُن کے بعد اس مخالفت کی قیادت میں حصہ لیا۔ ادب کے میدان

میں بیکم چندر چٹر جی نے زبانی کا دقیانوسی پن ختم کرتے ہوئے ایک نئے تجربے کی شروعات کی۔ کیونکہ ٹیگور خاندان ایک مختلف سوچ و فِکر کا ایک منبع تھا۔ اُنھوں نے اپنے اِنقلابی سپائیوں کے ساتھ نہ صرف فرہنگی حکومت کے خلاف ہی بغاوت کی بلکہ مغربی تہذیب کے بڑھتے رجحانات کے خلاف بھی بغاوت کی۔

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کی والدہ اکتالیس سال کی عمر میں ہی دارِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ ٹیگور نے بچپن سے اپنے گھر کے نوکروں دیگر افراد کی صحبت میں زندگی گذاری انہیں رشتوں ناطوں کی بہت زیادہ اہمیت تھی۔ اور ہر ایک کے دُکھ سُکھ میں شریک ہونا اُن کی عادت خصوصی تھی۔ ٹیگور کے والد اکثر ہمالیہ کے پہاڑوں پر تپسیا کرتے تھے۔ ٹیگور صرف دو سال کے تھے اِن کے والد نے کالکتہ کے شمال مشرق میں ۱۶ ایکٹر زمین خرید کر رکھی تھی نیلے رنگ کی بُک Book ہمیشہ اپنے ساتھ میں رکھنا اِنکی عادت تھی تا کہ دِل و دِماغ میں کوئی سوچ آنے پر وہ ترتیب سے اپنے خیالات کا برملا اظہار کر سکیں۔ سوانح حیات ۱۹۱۱ء میں لِکھی گئی۔ ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور صبح اپنے والد کی تربیت نہانے، کشتی، ورزش کے عادی ہو گئے۔ اِن کے والد نے اُنہیں ہمالیہ کے پیڑ پودوں، ندیوں، جانوروں، پرندوں اور ٹھنڈے پانی کی ندیوں سے واقفیت دِلائی، اس سے قبل وہ بول پور میں مقیم تھے۔ وہاں کے قدرتی نظاروں نے اُن کے دِل پر گہرا اثر ڈالا۔ ٹھنڈے پانی سے نہانا، دوپہر کا کھانا شام کو سنگیت رات کو ڈاکٹر دویندر ناتھ کے بتائے ہوئے آسمان میں موجود ستاروں اور سیاروں کا مطالعہ کرنا جیسی تعلیم کسی رشی کے آشرم میں ملنے والی تعلیم ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور

نے صرف دو سال میں مکمل حاصل کر لی تھی۔

کولکتہ لوٹنے کے بعد دوبارہ اسکولی تعلیم پہلے بنگال ایکڈیمی اور بعد میں سینٹ ذیوئر کالج سے حاصل کی۔۔ ایسا ان کا تعلیمی سفر تھا۔کچھ نظمیں انہوں نے اکتالیس سال کی عمر میں لکھیں۔ انگلینڈ سفر سے قبل ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور انگریزی زبان کا مطالعہ مکمل کر لیا تھا۔انہوں نے اپنے جذبات کو خیالات کی پینٹنگ کے ذریعہ سے ہی اظہار کیا تھا۔

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور بھائی کی وفات کے صدمے سے نڈھال ہو گئے تھے۔اُن کی بھابی نے خودکشی کر لی تھی جبکہ وہ اچھی خاصی دانشور و مہا پرش تھیں۔ادبی بحث و مباحثے کرتیں تھیں۔مختلف ادبأ وشعرأ کی جدائی نے ٹیگور کے دِل پر بہت اثر کیا۔اُنہوں نے شانتی نکیتن میں ایک سکول کی بنیاد ڈالی بالک نامی بنگالی میگزین کی ادارت بھی انہوں نے قبول کی ۔ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کی شادی مرنالینی دیوی سے ہوئی۔ٹیگور کی زندگی میں دِل وجان سے قدم قدم پر ساتھ دینے والی بیوی ۱۹۰۲ء میں انتقال کر گئیں۔اس کے بعد ان کے چھوٹے بیٹے سمیدرا کا انتقال بھی ۱۹۰۲ء میں ہوا۔ ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور نے کہیں کہیں شاعری نامعلوم موت اور رنج والم کے ماحول میں لِکھی گئی ہے۔گیتانجلی کے حوالے سے اُنہیں دُنیا کا سب سے بڑا انعام نوبل پرائز حاصل ہوا تھا۔اس کے بعد ٹیگور نے غالباً تمام ممالک کا دورہ کیا دُنیا کے مختلف شخصیات سے ملاقات کی ۔مختلف یونیورسٹیوں میں لیکچر دیئے ، ناروے یونیورسٹی ۲۔سویڈان ۳۔ڈنمارک، ۴ جرمنی ۵ ۔چیکوسلوا کیہ، ۶۔یونان، مصر جیسے ملک

میں جا کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

مختلف ممالک کے تاریخی سفر کے بعد چھیاسٹھ سال کی عمر میں ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور نے ہاتھ میں بُرش لیکر پینٹنگ کی شروعات کی اس سے قبل اپنی شاعری الفاظ کے گرد جملوں کے گرد قلم سے جو تصویریں بنائی تھیں وہ تصاویر بنگالی اپنا (رنگولی) کی طرح نظر آتی تھیں۔ زندگی میں اپنے حواس خمسہ سے کچھ بھی انہوں نے حاصل کیا۔ کہانیاں ڈرامے شاعری یہ مصوری کے ذریعے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ٹیگور کا کہنا ہے کہ لوگ اکثر مجھ سے پینٹنگ یعنی لکیروں کی نسبت پوچھتے ہیں میں لکیروں و تصاویر کی طرح خاموش رہتا ہوں۔ جواب نہیں دے سکتا ہوں۔ یہ وضاحت کیلئے نہیں ہیں۔ صرف پیش کرنے کیلئے ہیں۔ اِس طرح یہ کثیر المقاصد شخص ۱۷ اگست ۱۴۹۱ء کو ہمیں داغ مفارقت دے کر چلے گئے۔ شاعری، دانشوری، مفکری، اور پینٹنگ ہماری قومی وراثت ہے اِسے واپس لانے کیلئے مُلک ہندوستان کو کوشاں رہنا چاہیئے۔ جبکہ اِس آرٹ کی نیلامی لندن میں ہوئی ہے۔ ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کی مصوری، شاعری کی طرح پوگلی زبان وادب کی تحریک کو مدنظر رکھتے ہوئے پوگلی زبان کو فروغ دیئے جانیکی اشد ضرورت ہے۔

دعوتِ اتحاد

جو آج بھی ہو اِبراہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

اسلام کے ایک ایک رُکن میں اجتماعیت اور جدت پائی جاتی ہے۔ اِسلام کا کوئی بھی حصہ نظم وضبط سے خالی نہیں ہے۔ ۔ اسلام کی دینی اخوت اور بھائی چارہ مسلمہ ہے۔ اسلام میں وہ نظریہ حیات ہے جس نے انسانوں کو تین صد ساٹھ بستیوں کو نیست ونابود کر کے ایک (گاڈ) خدا کے دامن توحید سے وابستہ کیا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

(بقول شاعر)

یہ نہ کوئی قصہ پارینہ ہے اور نہ لیلیٰ کی داستان ہے۔ بلکہ کُتب احادیث سے حقیقت واضح ہے۔ سلمان فارس سیدنا فوروق اعظم سید بلالؓ اہل بیت سے ہیں۔ یہ انسانیت کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے۔ قوم وبعادری رنگ ونسل اور قبائیل کے تمام تفاخر مٹ گئے

بُستان رنگ وخون کو روڑ کر ملت میں گم ہو جانا
نہ نورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

بلکہ حضوڑ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجتہ الوداع کا خطبہ کتنا وجد آفرین اور کس قدر سرحدی پہلو میں لئے ہوئے ہے۔ کہ کسی عربی کو اور کسی عجمی کو عربی پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔ تم سب آدم علیہ سلام کی اولاد ہو جس کو ہندو شو جی مہاراج بولتے ہیں اور آدم مٹی سے تھا تم میں عزت والا وہ ہے جو خُدا، ایشور، گاڈ سے درتا ہو۔ معیار اور کسی کا نہیں معیار صرف اور صرف اللہ کا تقویٰ

ہے۔ نبی پاک ﷺ نے مسلمانوں کو جس قدر واحد قرار دیا ہے اور اتحاد و اتفاق کو نقطہ عروج پر پہنچا دیا لکین آج نہ صرف کمونٹی وائز بلکہ آپسی نا اتفاقی سطح زمین پر بکھری نظر آتی ہے اور شیرازہ بندی ختم انتشار و خلفشار کی آندھیاں پورے شباب پر ہیں۔ رنگ و نسل قوم و قبیلہ زبان وطن کے طوفانوں کی لپیٹ میں دُنیا کا اِنسان آچکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمی زلت و رسوائی اِس کا مقدر بن چکا ہے۔ ایک گارڈ خُدا کو ماننے والے بندے بلکہ پیدا کردہ منش آپس میں ملی خلفشار وسیاسی انتشار پر کیوں ہیں۔؟

بزبان پوگلی، عزیز مشتاقؔ

کائنات بناوٗنے والوٗ یکیٗ اِنسان پیدہ کرنے والوٗ یکیٗ

حرم پاک یکیٗ دھرم ایمان یکیٗ فرشتہ قاسد قرآن یکیٗ

کھالنوٗ پینوٗ یکیٗ زینوٗ مرنوٗ یکیٗ قبرستان وشمشان یکیٗ

آتماتہٗ روح یکیٗ جِسم تہٗ خون یکیٗ بشر اِنسان یکیٗ

صاحبان کرام اور عہد خیر القرآن کے عظیم اسلاف کتاب وسنت کی دعوت پر یک جان تھے۔ بوجہ کوئی کوہسار و دریا، بیاباں وصحرا یا خوفناک سمندر اُن کی راہوں کو رکاوٹ کا باعث نہ بن سکے۔ اس لئے صدائے بازگشت چین کے کوہستانوں امریکہ کے تپتے صحراؤں یورپ کے مرگزاروں اور جنوبی ایشیا کے ساحلوں تک دعوت دین کا پیغام پھیل گیا۔ بعض ممالک بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے مسلمان سہمے ہوئے ہیں۔ اور بعض مُلکوں میں اسلامی تحریکیں جاری ہیں اور وہ اسلام کے بجائے حنفی، شافعی، مالکی، جعفری فقہ کی دعوت دے رہے ہیں۔ حالانکہ مفقہ کا وجود بذات ملی انتشار کے مترادف ہے۔

دہشت تو دہشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے بہر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

ہندوستان

ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہے۔ جو برصغیر کے نام سے مشہور ہے۔ محمد بن قاسم کے بغیر جتنے بھی مسلمان فاتحین ہندوستان میں داخل ہوئے وہ ترک یا افغانی تھے۔ اُن کی وجہ سے حنفیت کو فروغ ملا۔ اور کتاب وسنت بدیں وجہ ٹمٹماتا چراغ بنا دیا۔ غالباً آٹھ سو سال تک مالکی اور حنبلی کو قدم رکھنے کا موقع نہ ملا۔ شافعی، ذہب مالا یار تک محدود رہا۔ ترک ہر دور میں سو فیصدی حنفی رہے ہیں۔ عرب و دیار ہند۔ بحوالہ دعوت وعزیمت جلد نمبر ۱۹۸۵۔۱۹۹

اس میں کوئی شک نہیں کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس وقت سند تدریس بچھائی جس وقت شمالی ہندوستان علم حدیث سے تقریباً خالی ہو چکا تھا۔ اور شمالی ہندوستان میں تدریس جاری ہو گئی۔ شیخ عبدالحق بھی حنفی تھے۔ اکبر بادشاہ کے دربار میں سجدہ تعظیمی واجب قرار دیا گیا۔ فرشی اسلام کو لازم ٹھہرایا گیا۔ انبیاءؑ کی مشترکہ سنت ختنہ کو ممنوع قرار دیا گیا۔ بچوں کے نام احمد اور محمد رکھنے پر پابندی لگا دی گئی۔ گائے کا ذبیحہ حرام قرار دیا گیا۔ خنزیر کا گوشت حلال قرار ٹھہرایا گیا۔ اکبر دین الٰہی کا فتنہ برپا کیا گیا۔ شیخ نورالحق نے چھ صدیوں میں صحیح بخاری کی فارسی میں پہلی شرح لکھی۔ سندھ غالباً تین صدیاں اہلحدیث کا مرکز رہا۔ کیونکہ یہاں آنے والے فاتحین محدثین سب کے سب اہلحدیث تھے۔ اور معارف تحید وسنت تھے۔ اِسی لئے ''وبیل وٹھٹ'' میں عظیم الشان درس گاہیں تھیں۔ بغداد اور دمشق کے اعتبار سے کچھ کم نہ تھیں۔ شیخ ابوالحسن سندھی، مولانا سید راشدی، علامہ بدیع الدین راشدی سندھ نے بڑے بڑے قابل حدیث اُساتذہ ومحدثین پیدا کئے ہیں۔

(بحوالہ تحریک اہلحدیث تاریخ کے آئینے میں مصنفہ مولانا قاضی اسلم سیف فیروز پوری)

شاہ ولی اللہ کی علمی تحریک

برصغیر میں اگرچہ گجرات کاٹھیہ واڑ جنوبی ہنداور سندھ کے ارباب علم نے ہمیشہ علم کی جوت جگائی اور توحید وسنت کی شمع فروزاں رکھی لیکن مدرسہ رحیمیہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے علمی تحریک کی جو بنیاد رکھی ۔ اور اپنے دِل تیل جلا کر ظلمت کدہ ماحول ہند کو منور کرنے کی جدید کوشش انجام دی اگرچہ برصغیر کے تمام دینی مکاتب فکر اپنی علمی نسبت ولی الٰہی خاندان سے کرتے ہیں لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ شاہ ولی اللہؒ نے فقہ اہلحدث کی جوطرح ڈالی تھی جس طرح سنت کا احیاًاور قرآن وحدیث کا سلسلہ جاری کیا تھا۔اہلحدیث کے علاوہ باقی مکائد فکر نے اِس ماحول کو اُتار کر پھینکا ہے۔

ہمارے بریلوی بھائیوں کو اس باب میں توحید وسنت اور قرآن وحدیث سے چنداں دلچسپی نہیں ہے۔ بلکہ یہ سنسنی خیز واقعات من گھڑت افسانے حکایات، کہانیوں پر ہی سر دھنتے ہیں اور اپنا کاروبار چلاتے ہیں۔ اور ایسا کرنے میں شاہ صاحب سے علمی وعملی دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ علم وتحقیق حدیث سے یا متبرک قرآن سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

دوسرا بڑا گروہ دیوبند کا ہے۔ جو علمی طور پر واقعی اپنی مضبوط پوزیشن کے حامل ہیں۔لیکن شاہ ولی اللہ کے تحریک فقہ حدیث سے وہ کلتاً کٹ چکے ہیں۔ بلکہ محمد اسحاق مکہ مکرمہ اپنی ہند کا جان نشین سید نذیر حسین محدث دہلوی کو بنا دیا۔تو دیوبندی بھائیوں کو اس عمل سے خفا ہونا ہی تھا۔ بلکہ وہ شاہ ولی اللہؒ کی فقہ حدیث کی تحریک سے روٹھ گئے۔

اگر چہ دارالعلوم دیو بند کے دفتر میں یہ چارٹ نمایاں طور پر آویزاں ہے ۔کہ دارالعلوم کا طریق کار دعوت فکر وعقائد واعمال افکار ونظریات حضرت شاہ ولی کی علمی تحقیق کی روشنی میں چلایا جائے گا۔ عملاً کچھ بھی نہیں ہے بلکہ دیو بندی حضرات کا مرکز ومحور حنفی علماءٔ کے فقی اجتہات کو عملی جامہ پہنانا ہے۔ وہ فقہا کے اجتماعات کو قائم رکھنے اور درست ثابت کرنے کیلیئے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی بے سروپا تاویلات کرنے سے بھی گریز نہیں۔

بقول ڈاکٹر اقبالؒ

زمن بر صوفی وملاں سلامے۔ کہ قول خدا گفتہ مارا

ونے در تاویل ایشاں حیرت انداخت۔ خدا جبرائیل و مصطفیٰ را

اہل حدیث نے ہمیشہ شاہ ولی اللہ کو اپنا دینی رہنما روحانی پیشوا قرار دیا ہے۔اور ہمیشہ شاہ صاحب کے فکر کو ترجیح دی ہے۔شاہ صاحب نے قرآن پاک کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا ہے۔ بحوالہ تحریک اہلحدیث صفحہ ۲۵۔۵۲۴

دہلی

دہلی کو عروس الہلاد کہا جاتا ہے۔شاہجہاں آباد دہلی تقریباً تمام فاتح خاندانوں کا دارالحکومت رہاہیاور دہلی ہمیشہ علم وفضل اور تحقیق و دانش کا مرکز رہاہے۔ پورے برصغیر بلکہ افغانستان ایشیاً اور ترکستان سے اہل علم اہل فن اہل دانش، اہل شعرأوشاعری سمیٹ کر دہلی کا رُک کرتے رہے ہیں۔ کیونکہ دہلی میں اصحاب علم وارباب فن کو بڑی عزت واحترام اور قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مغلیہ دور میں بھی دینی علمأ اور دانشوروں کا مرکز اعلیٰ رہاہے۔ برعکس اس کے ابولفصل فیضی نے اکبرشاہی کے دور میں سجدہ تعیظی واجب قرار دیا۔ مصنف کو ۱۹۸۷ء کے بعد پھر سے ۲۰۱۵ء دس اپریل کو دہلی زیارت بسلسلہ آل انڈیا اہلحدث شمولیت کرنے کا موقع ملا۔ یہ جمعیت تین دن تک رام لیلیٰ گراؤنڈ کی رونق بنی رہی۔ اس جمعیت میں شرکت کرنیکی دعوت برصغیر بھارت کے تمام مذاہب، سیاست وخیالات رکھنے والے لوگوں کوتھی۔

مختلف مذاہب کے خیالات سے سامعین کو واقعی اپنے وطن عزیز اور اِس کی راجدھانی دہلی کی اہمیت وافادیت پر فخر ہوا۔ اور خصوصاً مصنف کوتازیست نہ بھولنے والا موقع نصیب ہوا۔ لال قلعے کی بناوٹ، اہمیت اورافادیت تادم بھول نہیں سکتا۔

اکبر کا جاں نشین

جہانگیر اکبر بادشاہ کا جاں نشین بنا۔ اپنے باپ کی طرح دین الٰہی کا جاری رکھنا چاہا۔ شیخ مجدد فاروقی نے آنکھوں میں آنکھیں ڈاک کر اس بے دینی کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔ سماج سے اکبری جہانگیر اتحاد کو ختم کرنے اور کتب وسنت پر چلنے کا اعلان کر دیا۔

سردست تنظیمی سجدہ کو ہتانے کی تلقین کی۔ شیخ مجدد درباری الحاد حامیوں کے قریب آ گئے۔ بادشاہ حیرت میں پڑ گیا اور شیخ مجدد کو دربار میں آنے کی دعوت دی۔ شیخ مجدد جب شاہی دربار میں پہنچے تو سنت کے مطابق انہوں نے اسلام علیکم ورحمت اللہ کہا۔ بادشاہ نے کہا اگر آپ سجدہ تعظیمی جائز نہیں جانتے تو کم از کم سلام کرتے ہی سر جھکاتے ہیں۔ بادشاہ کو گستاخی و بے ادبی ہوئی فوری طور پر گرفتاری شیخ مجدد عمل میں لائی، قلعہ گولیار جیل میں ڈال دیا۔

نثار حسین ڈولوال

غلام محمد گُلشن دولوال کے فرزند ۱۹۵۸ء میں جو نثار حسین کے نام سے جانے جاتے ہیں غلام نبی ڈولوال کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ جو اکثر اپنے چاچا غلام نبی دولوال کی مجالس میں زیادہ وقت صرف کرتے تھے۔ اور غالباً جہاں آرا سے قبل ریڈیو اور ٹی وی مین بحثیت گلوکار خصوصاً چلنت جو صوبہ جموں ضلع ڈوڈہ کا خاص پروگرام ہوتا ہے شامل کیجول آرٹسٹ منسلک رہے۔ یہ چلنت کلچرل فورم کشتواڑ کے صدر ہیں۔ یہ جانباز کے کلام ہی اکثر گاتے ہیں۔ نثار ڈولوال دوست بنانے میں بہت کم وقت لگاتے ہیں۔ گویا یار باش اور اِنسان دوست ہیں۔ پوگلی کلام کے سامعین سے یاری اور اپنے کلچر ہُنر سے نثار حُسین جی کو بھی اِنسانی دوستی نبھانے کیلئے پوگلی بولی میں پروگرام کو شامل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ پوگلی بھی ضلع ڈوڈہ میں کشمیری کی ہمنوا ہے۔

عالم آرا جہاں باز

عالم آرا جہاں باز ۱۹۶۶ء میں اپنے خاندان میں پیدا ہوئی۔ اُن کی بہن جہاں آرا نے گانا ذرا کم کر دیا تو عالم آرا نے چلنت کا جھنڈا صوبہ جموں میں سب سے اونچا کرنے کی جدو جہد شروع کی۔ ریڈیو اور ٹی وی سینٹروں میں بحثیت گلوکار اپنا نام متعارف کرایا۔ بہر حال نثار حسین اور عالم آرا جانباز دونوں ریڈیو اور ٹی وی پروگراموں میں حصہ لیتے ہیں۔ عالم آرا جانباز نے یہ ثابت کر دیا کہ واقعی وہ غلام نبی ڈولوال کی چھتی بیٹی ہیں۔ صوبہ جموں میں جہاں آرا عالم آرا جانباز چلنت کا پرچم تھامے ہوئے ہیں۔ نثار حسین دولوال ارشد احمد شیخ، عبدالحمید مضروب کشتواڑ ڈوڈہ اور بانہال میں عبدالمجید ملک، اسلم چاپناری، فاروق نادم، عبدالطیف پرواز غلام محمد کٹوچ، عبدالطیف بُلبُل پوگلی گلوکارہ جھنڈہ گاڑھے ہی پوگل پرستان، نیل چک ناڑ واؤ۔ چملواس، امکوٹ۔ بانہال اور ضلع رام بن کے مختلف مقامات تک متعارف ہیں۔ سرینگر، زراڈی، چی دوس، باٹو، بوہردار وغیرہ پہاڑی مقامات میں پوگلی زبان کے مشہور گلوکارہ ہیں۔ کلچرل اکیڈیمی جموں وکشمیر چیف منسٹر مجموعہ جی کو ۱۴ نومبر ۲۰۱۷ء عزیز مشتاق پوگلی نے ضلع سطح کے عوام کی طرف سے استدعا کی ہے کہ کلچرل آفیس کی منظوری اور نوجوانوں کو آرٹس و کلچر کی تربیت دی جائے۔ آرٹس کلچر کیلئے پوگل، پرستان، نیل، پانچل، کھڑی اور گاندھری زرخیز ہے۔

ضلع رام بن کی بات

ضلع رام بن کے حالات سے انتظامیہ اور سیکورٹی باخبر ہے کہ مُلک کی ریاست جموں وکشمیر اور لداخ میں ابتداً سے ہی اتحاد، بھائی چارے سے امن وشانتی قائم رہی ہے۔ مصنف نے کتاب میں دوسری جگہ بھی ضلع رام بن کا تفصیلی بلکہ حقیقی ذکر کیا ہے۔ وادی کشمیر اور صوبہ لداخ کو ضلع رام بن ہی فوروے، ریلوے وائروے سے مُلک کو جوڑتا ہے۔ گویا ضلع رام بن مُلک کی گُذرگاہ ہے اور یہاں کی جنتا صابر، سادہ لوح وامن پسند ہیں۔ غالباً ریاست کے تمام اضلاع سے پسماندہ بھی ہے۔ ضلع رام بن کا کلچر، معاشرت، تمدن، وبھاشا بھی ملتی جُلتی ہے۔ لہجے میں معمولی سا فرق ہے۔ جبکہ ایک بولی دوسری بولی سے اچھی طرح متعارف ہے۔ گذشتہ ریاستی حکومت کی سرپرست اعلیٰ محبوبہ مفتی جی کو رام بن کلچرل آفیس ڈیمانڈ عوامی دربار بمقام رام بن کی تھی۔ در جواب کہا کہ ضلع رام بن کلچرل آفیس کا حقدار ہے۔ کیونکہ یہاں ہر تحصیل کی مختلف بولیاں ہیں۔ ''پوگلی'' ضلع ہذا کی اکثریتی بولی ہے۔ جو ریاست کی علاقائی زبانوں میں درجہ حاصل کرنے کی حقدار ہے۔ بلکہ پہاڑی زبان کے بعد پوگلی بولیی کو ہی نواں درجہ کی منظوری دینا حق بجانب ہوگا۔ چونکہ موجودہ دور میں آکاش وانی جموں کے نام سے پروگرام نشر ہوتے ہیں جن میں ڈوگری کے بعد گجری زبان کو ریڈیو نشر فیاتی حصہ دیا ہے۔ چونکہ صوبہ جموں میں پوگلی بولی نے غالباً ہر ضلع میں اپنی روٹس جڑیں پھیلا کر رکھ دی ہیں۔ دُوردرشن جموں ریڈیو سے پوگلی کلاکاروں

کونشریاتی پروگرام کا حق دیا جائے۔ پوگلی بولی کی مردم شماری منظوری کے ساتھ ہی
پوگلی بولی کو ریڈیو آکاش وانی کی شمولیت دِلائی جائے۔ جموں سے اور ٹی وی پروگرام
کی منظوری سے کلا کاروں سنگیت کاروں کو ابھینو تھیٹر جموں سے برائے تربیت
بذریعہ ضلع پوگل بزم ادب رام بن رابطہ سے کروائی جائے تا کہ پوگلی بولی کو زبان کا
روپ حاصل کرنے میں آسانی ہوگی۔ کیونہ ریاستی سرکار نے قبل ازیں پوگلی زبانکی
رجسٹریشن کی منظوری دی ہے۔ مصنف نے یہ کتاب تحریک پوگلی زبان وادب کے نام
سے لکھی ہے۔ اِس میں نشریات سنگیت، موسیقی کار، رقص کلا کاری وغیرہ کی نسبت
اطلاع یابی لازمی ہے۔ صوبہ جموں کے پوگلی نو جوانوں کو بہت عرصہ سے پوگلی زبان
میں سنگیت یعنی سوز وساز سے گانے کا شوق ہے۔ بلکہ ضلع رام بن کی اکثر لنک روڈس
پر چلنے والی گاڑیوں میں پوگلی گانے، علاقائی گیت اور غزلیں ریکارڈنگ کیسٹ سے
سنتے ہیں۔ اتنی کوششیں ذاتی جذبہ شوق سے یہاں کا امن پسند جواں کر رہا ہے۔
موجودہ سرکار خصوصاً قابل عزت گورنر صاحب کو تحریک پوگلی زبان کے مادیم سے
گذارش کی جاتی ہے کہ پوگلی کلچرل پروگرام آکاش وانی جموں سے منظوری دلوائی
جائے تا کہ پچھڑے پن کے شکار جنتا بھی مادری بھاشا کو ریڈیو اور ٹی وی پر دیکھ سُن
سکیں تا کہ سوچ بھارت کے دیگر پروگراموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیکر فِٹ
بھارتی کہلانے کے حقدار ہوسکیں۔ پیارے وطن بھارت کوسلام!

شاہ نواز بالی

ڈپٹی ڈائریکٹر پی ڈی ڈی سول سیکرٹریٹ

شاہ نواز بالی بن محمد اسحاق بالی تاریخ پیدائش پوگل کے خوبصورت خطہ ارض میں تولد ہوئے۔ بنیادی تعلیم ہائی سکول تعلیمی ادارہ پوگل سے حاصل کی غالباً مڈل سے ہائی کلاسز تک مصنف کے زیر سایہ اُردو پڑھتے رہے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد کالج سے گریجویشن سے آگے کا علم کا شرف حاصل کیا۔ اور صوم وصلواۃ کے پابند رہے۔ اِن کے برادر اصغر بھی تعلیمی سفر میں ساتھی رہے۔ شرافت وذہانت میں واقعی شاہ نواز ہیں۔ یوں تو یہ صِلہ ننھال سے ملتا جُلتا ہے۔ مصنف ایسے ذہین وفہیم طلاب کو تعلیم کے ساتھ ساتھ دیگر ایکٹویٹی میں حصہ لینے وشمولیت کرنے کو ضروری تصور کرتا رہا۔ ڈبیٹ۔ مصوری۔ ڈرامہ دیگر معاملات میں اِن کا خاص حصہ تھا۔ ففٹی ففٹی عنوان ڈرامہ سے شاید ایک دو مرتبہ ۱۵ اگست یوم جمہوریہ کے موقع پر خاص ادائیگی پر اِن کو ساتھیوں کے ساتھ انعام سے نوازا گیا۔ جو عزیز مشتاقؔ نے ترتیب دیا تھا گویا یہ آل راؤنڈ بیسٹ ٹیلنٹ والے ساتھیوں میں شمار ہیں۔ اپنی مادری زبان پوگلی کا جذبہ شوق ادب واحترام اِن کا بچپن سے ہمنوا رہا ہے۔ گھریلو خاندان غالباً سبھی تعلیم یافتہ ہونے کے باوُجود بھی پوگلی میں بات کرنا پسند کرتے ہیں۔ اِن کے والد محترم میڈیکل ڈیپارٹمنٹ سے سبکدوش ہوئے ہیں۔ شاہ نواز جی آج سول سیکرٹریٹ میں پاور ڈیولپمنٹ میں ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدہ پر فائز ہیں۔ اپنے دفتر میں ہر ایک چھوٹے بڑے کا احترام کرتے ہیں۔ مالک اِن کو عمر درازی اور مزید ترقی سے نوازے۔

پروفیسر محمد اشرف رونیال گولڈ میڈلسٹ، اکاڈمی سرینگر

محمد اشرف رونیال کشفی بن عبدالقیوم رونیال پنلہ مالیگام پوگل تحصیل پوگل پرستان ضلع رام بن نے پرائمری سطح تک تعلیم مقامی پرائمری سکول میں حاصل کی ۔ میٹرک کا امتحان ہائی سکول مالیگام تھنہ امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔میٹرک امتحان پاس کرنے کے بعد ادارہ کشفیہ میں داخلہ ۹۹ فیصدی نمبرات حاصل کر کے ادارے سے حوصلہ افزائی حاصل کی۔ کشفیہ کے اکثر اجتماعات میں عربی کا ترجمہ انگریزی میں خطاب کرتے سامعین سے پزیرائی حاصل کرتے رہے۔ کشفیہ ادارے سے کتابیں دیگر گفٹ بھی حاصل کرتے رہے۔شادی اننت ناگ کشمیر سِلر گاؤں سے ایک اچھے خاندان سے ہوئی انکے بزرگ صوم وصلواۃ کے پابند، پُر خلوص، دیانت دار، سچائی پسند ہیں۔ کشمیر یونیورسٹی سے ایم فل اور اِس کے بعد پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی پہلی پوزیشن میں اپنا نام درج کروایا۔ایم فل اُردو میں گولڈ میڈل کا انعام حاصل کیا۔نو جوانوں میں پوگل کے آنرز ایوارڈ حاصل کرنے والوں میں اپنا پہلا نمبر درج کرتا ۔گویا پوگل کی تعلیمی لحاظ سے سرزمین ذرخیز معلوم ہوتی ہے۔ رونیال جی کو اپنی مادری زبان سے اچھا لگاؤ ہے۔تخلیقات منظر عام پر ابھی تک نہیں۔ البتہ جذبہ شوق تقریر کا تحریر شعروشاعری کا بھی جوانوں کی صفِ اول میں ہے۔ مالک مذید ترقی سے نوازے۔

اُردو روزنامہ اخبار ''ائر پورٹ ٹائمز'' جموں ۲۱ جنوری ۱۹۹۸ء

مَعاصَم نِکہَ (مشتاق پوگلی)

اَس چھَسَم اَن مول دولت قوم سُن خزانہ یکھ
اَس چھَسَم خوشی بھلائی مُلک سُن ایمان یکھ
اَپوُز نہ وَنَم زت تیِ اَس کُذنہَ اَس ختم رِگسم
مُلک سنے وِقار سینٔت اَس ہر طرح قُربان چھسَم
اَس چھَسَم تا زندگی ایمان سُن ایمان یکھ
ہر غریبُس محتاجُس دِل جاں سینٔت مدد گرم
بندگی منز زندہَ گی گُذارِ کری اَس اَد مرم
اَس چھَسَم یس زِندگی منز تا زِندگی دیوانہ یکھ
اَس چھَسَم یِس زندگی منزٓ اَڈُم لِکھُوئی افسانہ یکھَ
اَس چھَسَم بیڑے تھدے خیالُس مُلک سنے اِتفاق سئینت
اَس چھَسَم با اَدب یسِ قوم سنۓ وِقار سئیت
مشتاق چھُ یا جائیس چراغُس رنگ برنگی پرَواز یکھَ
بندگی چھسَ یکھَ غنیمت نتےِ زِندگی جُرمانہ یکھَ

پوگلی ٹھیٹھ ہندولہجہ

کاں ہستے چھوُ کاں لوڑتے چھوُ　　کاں خروڑتے اَحت سروتے چھوُ
کاں سوالی دِپیائے اَحت زوڑتے چھوُ　　کاں دوُین سنوحق بروڑتے چھوُ
کاں بوُتے سوئی زوُ بوُتے چھوُ در ہڑ گو اَتر ہڑے نہ ژڑھتے چھوُ
آر یہ گوفلویاں سڑتے چھوُ جھڑ بھائیں بٹ نہ زہڑتے چھوُ
زہنہَ تہنہَ حالات آستہَ　　زینو مرنوُ اِک سمجھو نوَ چھوُ
ابلق گھوڑے نہ لگی اَئسی ذین　　سوُ گھوڑو نہ خچر نہ خوتوُ چھوُ
مئول وولو لکڑ بانگ نہ دیوی　　سو لکُڑ نہ ہرگز فارمی پوتو چھو
ذیبنیاں نوحہ اسیوا کے ساس سورہے　　سہَ نوح تے نوح لوکو چھوُ
ولہامہ دِوین کس عزیز مشتاق　　پڑوُ زپنوُ آزی موقعو چھوُ
زبانی زپنوُ کرنو نہ کیں　　خالی بھاشن بس دھوکو چھوُ

حُکم آوُ پڑوِ بِسم اللہ

آدمسُ حُکم آوَ پڑیوُ بسم اللہ　　جنتُس نسی آوَ پڑیو اللہ اللہ
خلیفہ بھُلی گو بھُلیر توُ حواجی　　اڈفلوُ رٹی کری غلطی وریڑتوُ
کھالہی نہ دانہ پتہ پھہ یاد پیں　　یہ شانِ اِلٰہی تھِ کریئو اللہ اللہ
آدم تہ حوا دپیائے چھنڈہ گیوہ　　سمندرُس تہ اخشکی ہزار ہا ورہن تاں
دپیائے واتہ جبل رحمت اَستغفراللہ　　مِلتہ خیر سوان پڑھتے اللہ اللہ
پتہ آخری نبیؐ آوَ رسول اللہ　　سرائیے پڑوسے یکجا اللہ ہواللہ

قطعات (پوگلی لہجہ ٹھکر)

ہُنتے پتاۓ بزرگن سنو آز سبق پڑھتن تابن سنو
سوا ایشارن ماخاصا کس زپتیۓ گو مشربن دھیان نہ ڈقلتم سوالن سنو
ژھلیۓ دباؤ پے گو دماغن ماَ کیما خیال یوہی جوابن سنو
ست وری بوئی گیونا بالغیما ستر ورہن جتن پری وار سنو
وقت پورو گو مست رہبری سنو پست بوئی گو غریب کثیرہ سنو
موسم سنو تے کم اعتبار چھُ آز گھڑیکھ لُٹی گستے چمن بہار سنو
سوٹھ سیٔنتی ومرہ بوچھ بے وہی کتھن ماکیں پیغام چھُ روزگار سنو
نفسو رج رہی سوچھتا خوشحالہ رہی سرن خیال رہی عزیز وطن سنو

پوگل لہجہ ٹھکر

ٹپ چھی گھڑی بیا عذاب ماَ ذیمہ پائیں بغیر گاڈ حُباب ما
اُنا ایکہ ایشارو قیامت اَحتہ گھٹ نہ چھوُ یہنو ذی نو لکھ گو مینے حساب ما
نہ زیٹھو بڑو ادب آداب بس ہنیارو ذیمہ لگی گو دوپہرہ دوس گنہڑو
زوتیون خیال آحتو سو تیپنے دِلے ما تمیٔ تنی یانہ لکھ چھُ تہی جواب ما
مقدرن ما چھم پی چھس ژھاژ آوں تلنی اُیَس الکمتی تس شراب ما
ایماتے رہ نو پیوی مہ تینے دباؤ کھل ادائیے یہ زندگی مینی چھی عذاب ما
مینو سوال تینوئی ہُنتاۓ روم معنی گیوہ لمبڑ ہوشی گیوس رہ گو جواب ماا
آساۓ رات گھڑری گے لکھنے ما پوگلی غزل پڑھائی والہ رو پشتم خذاب ما
آز چھی سرن یار دوستن متھے بھائیں شکن مشتاق جو چھُ کس اضطراب ما

مرثیہ

مرحوم اقبال فرزندِ عزیز

قلم کانپتی دِل ہانپتا ٹکڑے یہ جگر چلا گیا — رب چاہے ملاقات برزخ میں ہو اول چلا گیا

اقبال اِخلاق سے بُلند تھا اب وہ چلا گیا — فرزند عزیز تھا ار جمند اب وہ چلا گیا

گفتار میں نرم اور تحریر سے پسند اب نہیں رہا — فرزند کبیر تھا اب وہ چلا گیا

مخلص با ادب عبادت گذار بھی اب چلا گیا — ہوشیار دِلقرار اب وہ چلا گیا

طالب خوش نویس ہمسفر قلم بیاض نہیں رہا — طبعیت ناساز میں بھی اللہ بر قرار کیلئے چلا گیا

تیز گام منزل وفادار سفر ہجر اب وہ چلا گیا — تادم گفتار باقرار اب وہ چلا گیا

نِکلا علاج کو ہر پشت بخشش لی پُرنم دیکھتا رہا — مصنف نے دی دُعائے خیر رُخصت اب وہ چلا گیا

پیدائش بھی ستمبر پرواز بھی مغرب جمعرات تک رہا — قبل نماز جمعہ جنازہ دفن ہوا آخر چلا گیا

حلیم وفہیم باوفا توحید کا تھا اب نہیں رہا — کم فہم اعیال چھوڑ کو اب برزخ چلا گیا

زخمِ دِل کو تھا مشتاق صبر سے — سہارا غم بنا دُعا اب وہ چلا گیا

شوہنکار

لاکھا غم ظُلتم ثے ولھا مکھِ ذت نہ دِچم تِ

کہرَ شوہنکار تراوُتم ثے لامکھِ زت نہ کوتھم تِ

زندگی چھتھ یکھ طوفان گھڑیکھ راحت گھڑیکھ گھمسان

گھڑیکھ پتُھر وگھڑیکھ آسمان پامکھِ زت نہ دِچم تِ

نہ آحتوس گان ہنو بے گان ادب سنے احترامن منز

دغا دِتُمت دِلَ بدلییٔ پناہ کِن چِم کرُھن کھل تِ

خیال پے چھم لِکھا بے وایۓ ترُس گٹ چھمَ سرُوچن مہٕ

بھر بھر گواش دلَ بدلن یس حالُس نظر نہ دِچم تِ

بناوَ تہان پننٔ لفظۓ یاوٗں توئیں ہنو حق ادائی کے

رہم اَس گس خدائی لبہ چھتھ نائب خدائی تِ

باہلی کنزِ حال غریبن سُن راتُس فاروق اعظم بند زن

خود غرضیۓ حال شریفن سُن پیغام زت نہ دیتھ تِ

نہ چھس آوٗں قصیدہ گو نہ کیم چھمَ ریا بڑھائی شو

اِت یو جو بس سُوئی کو مشتاقؔ ملتھ حقیقت تِ

مولوی عبدالرشید

سال 1996ء میں صدر راج کے نفاذ کے بعد اسمبلی کے الیکشن ہوئے، جس میں حلقہ انتخاب بانہال سے نیشنل کانفرنس کو ایک مقامی فاروق احمد میر نے آزاد اُمیدوار کی حیثیت سے ہار دی۔ جبکہ مولوی عبدالرشید پُرانے لیڈر کو شکست کا چہرہ دیکھنا پڑا۔ یہ اُنکے کارکنان کی لاپروائی اور ذاتی مفادات کا نتیجہ تھا۔ 2002ء کے اسمبلی انتخابات میں حکمت عملی سے میر صاحب ہل کے منڈیٹ پر چناؤ لڑنے کیلئے کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے پرانے نمائندے مولوی عبدالرشید کا آزاد اُمیدوار کی حیثیت سے نوے فیصدی ووٹوں سے کامیاب کیا۔ اُنہیں نائب سپیکر جموں وکشمیر اسمبلی بنایا گیا۔ پھر دوبارہ وہی چمچے چمٹ کر غریب ووٹ دینے والوں کیلئے نا اُمیدی اور بے آس کا سبب بن گئے۔ بذات خود مولوی صاحب بے لالچ، نیک اور سادہ طبعیت اور کبھی کبھی حاضر جواب اور تند مزاج تھے۔ مفاد پرستی کے مخالف اِلّا کسی کے بیان پر اعتبار کرنے والے تھے۔ ایسے غلط بیانی سے تعمیری معاملات میں سستی آئی اور آئندہ اسمبلی الیکشن 2007ء میں نوعمر اُمیدواروں کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے سیاست چھوڑ گئے۔ بہر حال عمر کے تقاضے نے بھی ماجازت سیاست کو خیر باد کہنے کا سگنل دیا۔ پھر کانگریس کے اُمیدوار غلام رسول کے فرزند وقار رسول ممبر اسمبلی جناب غلام نبی آزاد کی حوصلہ افزائی

سے مختلف محکماجات کے ڈپٹی منسٹر بنائے گئے۔ وقار صاحب سیاسی ذہن، دلھیر حکمت عملی کے ماہر ہیں۔ اِنہوں نے بقول آزاد صاحب اپنا سیاسی کھاتہ جلدی کھول دیا۔ ایک پلان میں کام اچھے کئے لیکن رواں پلان میں اگر فیلڈ علاقائی سطح پر ایسا ہی رہا تو غریب اور بے سہارا لوگوں کی تعمیری اور تعلیمی لحاظ سے صرف دستر خوان پر دست انگشت چاٹنے پر ہی اکتفا کرنا ہوگا۔ کیونکہ مرکزی سرکار کے تیور ہی اِس قسم کے تاثرات دکھا رہے ہیں۔ خدا کرے یہ اگلی کولیشن میں اپوزیشن ایوان میں کھرے اُتریں۔ ابھی ان کے علاقہ جات خصوصاً پوگل پرستان، نیل، مہومنگت وغیرہ بہت پسماندہ رہ گئے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ اِن سماجی مشکلات کا ازالہ کرنے میں کامیاب ہوں۔

یہ شوقین جان بابا ژور دُوس امانت
مچھ منز دبی گسی یہ مچھ سنی امانت
واعدس نہ چاریئے یے نِس تہٕ گسنِس
تھِ نیک کارن نبیؐ سنی ضمانت
سیاست بھری گو یو کُل عالم
گُرڑ مہنیاں مرڑدن کینژ نہو تفاوَت
بکھ بکھائے لِباس آز بکھ بکھائے خیالات
بغض وحسد سینٔت بھری تھِ عداوَت

نعتیہ کلام

یوُوطن چھم پتھُ مت جنوباً چھُ ژٹ مت شمالاً کھوُل متُ
کوُتس دامن لنکا چھُ شامل پُگل سومنزٕس ناگترہ راہوُن کھُل متُ
پرستانُس خالی نام سنی مشہوری قلمکارے کیئے یس قلمی مشہوری
مرکز پُگل تہ پرستان اُکھڑ ہالہ پانژٕل سوکمِ ونِی نیل ساژل دوری
سرایئے ونو یکجاہ ژُملس، کھیاڑہ پتھُ مت کیھچناڑہ، اِم ناڑہ، کریناڑہ پتھ مُت
یُو وطن چھم پتھ مت دِلی پُتھ مُت جمعے کشمیر سندر بھارت چھُ پتھ مت
کولگام تے اَتھوُ، نوگام اتھی چھُ، بڈگام سومنزٕسُ پہلگام تے پتھ متُ
ترگام، سنی گام، پوگل نوگام پرستان نوگام سیری رابن گام تے پتھ مُت
ریلوے ترگام فوروے جام الکمُت پُگل مالیگام جوانمتو لُدڑ گام ژُھمتُ
وطن سنا نالہ کھُولہ پتھَ متہ سکولی نِکنَ سنا جھولہ (بستہ) پتھَ متہَ
جنگل چھ پتھُ متہَ، گڈہ، چھولہ (آبشارہ) سرَ تلاوَ الاوَ پتھَ متہَ
کھیت کھلیان پتھَ متہَ، اُڈرُ، میدان، وادی، واری تہَ اِنسان پتھَ متہَ
مکان، دوکان، مہمان پتھَ متہَ جنگلی حیوان، کیمہ کرانتہَ جوان پتھَ متہَ
پنلھیر یا پرندہ، درندہ یا جمادات، نباتات، حیوانت مخلوق الٰہی پتھِ متیِ

اُردو۔ کشمیری۔ گوجری۔ پاڈری۔ پہاڑی۔ پوگلی

ادیب وشعرأ کے اسمائے گرامی

ا۔ جناب مرغوب بانہالی (۲) جناب منشور بانہالی (۳) مشتاق عزیز پوگلی (۴) مرحوم عبدالجبار منظور پوگلی (۵) مرحوم محمد حسین حسین نیلوی (۶) مرحوم محمد اسماعیل اثری (۷) عبدالرشید ذولفقار (۸) راہی پوگلی (۹) یوسف شرور یوسف (۱۰) عبدالطیف بُلبُل (۱۱) محمد اقبال شاہین نیلوی (۱۲) رفیق پوگلی (۱۳) گل باز پوگلی (۱۴) فاروق احمد نادم (۱۵) شاہین پوگلی (۱۶) عارف پوگلی (۱۷) نصیر بالی پوگلی (۱۸) شاہین پوگلی (۱۹) خادم حسین پاچلی (۲۰) محمد رفیق پانچلی پوگل (۲۱) یوسف پوگلی برڈو (۲۲) ڈاکٹر قیوم پوگلی (۲۳) ظفر پوگلی (۲۴) طارق پوگلی (۲۵) شریف پوگلی (۲۶) سکیب پنلوی (۲۷) داؤد مالیگامی ۔ ۲۸۔ بشیر رونیال پوگلی ۔ ۲۹۔ مجذوب پوگلی ۔ ۳۰۔ مرحوم عبدالرحمان نیلوی۔

ڈوڈہ کے شعرأحضرات:۔ پریتم کشن کوتوال ۲۔ فرید احمد فریدی ۳۔ عبدالرحیم گرٹالی ۔۴ ٹھاکر چڑھت سنگھ ۔۵۔ ٹھاکر جے مل ۶۔ دیناناتھ رانا ۷۔ بھگت سنگھ رانا ۸۔ تلک راج شرما ۔۹۔ پنچم سنگھ ۱۰۔ عبدالرشد راشد ۱۱۔ نائب چند سراجی ۱۲۔ سرجیت کمار جیت ۱۳۔ بشیر احمد بشیر ۱۴۔ دونی چند شرما ۱۵۔ غلام محی الدین محی ۱۶۔ کامگاری کشتواڑی ۱۷۔ نشاط کشتواڑی ۱۸۔ اُلفت کشتواڑی ۱۹۔ غلام قادر بیرواڑی ۲۰۔ جانباز کشتواڑی ۲۱۔ ولی محمد ولی کشتواڑی ۲۲۔ عبدالغنی کوثر ۲۳۔ غلام محی الدین فاضلی

مزیدِ اسمائے گرامی شعرأ

۲۴۔الحاج غلام نبی شیخ ۲۵۔عبدالرشید فدا۔۲۶۔نشیر کشتواڑی ۲۷۔محمد امین ڈولوال ۲۸۔رحمت علی کنول ۲۹۔غلام نبی شیخ حسرت ۳۰۔محمد اسحاق حیاد ۳۱۔ولی محمد اسیر ب غلام قادر بیرواڑی ۳۲۔ڈاکٹر شبیر احمد شبیر ۳۳۔بخشی محمود ۳۴۔گلاب سیفی کرائیپاک ۳۵۔غلام رسول باز وار ۳۶۔محمد اسلم تبسم ۳۷۔بیدار پلماڑی ۳۸۔سلام زرگر ۳۹۔مشتاق احمد مشتاق ۴۰۔خطیب اصغر بھدرواہی ۴۱۔رسا جاوُدانی ۴۲۔غافل بھلیسوی ۴۳۔عبداللہ خان طالب ۴۴۔محمد اسداللہ قاضی مصنف کے زیر تربیت ساتھی علی محمد قاضی ۴۵۔وفا بھدرواہی۔

بالیو قرآن پانیئے

لعنت تھِ اَپزے والسِ تیس لبہ پرہیز کرنیاس

غیبت تھِ یکھ ملامت تیس لبہ پرہیز کرنیاس

لائق تہٰ جواں کرنیاس تیس منز خدا چھُ راضی

بولیو قرآن پانیئے کرتا یوٗ کس تے قاضی

دُکھن مصیبتن منزٓ دوٗئن بکار یے نیاس

لیس منزٓ فعدہ تُلی مُسلم سوٗئی سوٗئی کار کرنیاس

بھارت دیش کی حکومت

ہمارے مُلک بھارت کے مجاہدین آزادی نے گاندھی جی کی سرپرستی میں متواتر جدو جہد سے آزادی حاصل کی تھی برصغیر کو دو حصوں میں بٹوارے کے بعد ریاستوں میں مقامی رہنماؤں کو جمہوری و آئینی طرز حکومت چلانے کیلئے ذمہ داریاں سونپی گئیں تاکہ مُلک میں یکجہتی سے مضبوطی، عزت پائیداری بحال رہ سکے۔ جبکہ ریاستی نمائیندگان کو سماجی ترقی و بھلائی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے غلامی کا دور بھلایا جا سکے۔ ریاستوں میں مختلف پارٹیاں وجود میں آکر سماجی خوشحالی کے دعوے ہر پلان کے آغاز میں کرتی رہی ہیں۔ رہنماؤں کے دعوے کس حد تک کامیاب ہوئے۔ اِس کا ثبوت سماجی اطمینان اور سطحی تعمیرات سے ہوسکتا ہے۔

ہماری ریاست جموں وکشمیر کو بھی جمہوری طریقہ پر مرکزی معاونت سے حکومت کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ مُلک کے شمال میں تین صوبہ جات جموں، کشمیر اور لداخ ایک ریاست بنائی گئی۔ اِس ریاست کو مُلک کا تاج کہا گیا۔ یقیناً سطح ارض پر کشمیر جنت بے نظیر واقعی تاج کے متراف ہے۔ بہرحال یہ مناظر قدرت کے کرشمے دھرتی پر نمایاں ہیں۔ اِن کو صاف وشفاف رکھنا اِن کی سلامیت وفضیلت کا احترام کرنا، اتحاد بھائی چارے کو قائم ودائم رکھنا ہر فرد کا فرض ہے۔ اِنسانی زندگی میں بود وباش کے اکثر مسائل ہوتے ہیں۔ مسائل عموماً حل طلب ہوتے ہیں اور اِن کو طے کرنے کیلئے خلوص وحکمت عملی کی خاص ضرورت ہوتی ہے۔ کسی بھی بھاری آبادی والے مُلک کو اطمینان تسلی اور خوشحال کے اوقات گزارنے کیلئے بنیادی ضروریات کی پاسداری، تعمیری حکمت عملی کی نہائت ضرورت ہوتی ہے۔ جو ماحول اور پاس پڑوس کی حمایت واشتراک سے منازل طے کر پاتی ہے۔ جیسے ریاستی سرکار کو قبل از دھارہ تین سو ستر 370 وپنتیس 35 اے خصوصی

درجہ کے تحت نمائندگی کا کام سونپا گیا تھا۔اس میں مختلف پارٹیاں آئین ہند تسلیم کرتے ہوئے چناؤ لڑتے رہے۔ ہر پلان میں کامیابی سے قبل غریبی ہٹانے اور خوشحالی کے نعرے بُلند کر کے چناؤ جیتنے کی کوششیں جاری رکھی گئیں۔ بلکہ ۱۹۶۶ء میں اُس دور کی حکومت نے مکمل غریبی ہٹانے کا پورے مُلک میں نعرہ بلند کیا۔جبکہ کسی خاص وجہ سے خصوصاً اناج کا فقدان پورے بھارت میں تھا۔ریاست کے وسیع ضلع ڈوڈہ اور موجودہ ضلع رام بن کے حوالے سے آج تک پینے کے پانی بجلی، تعلیم، آمدرافت کیلئے روڈس دیگر ضروریات زندگی کیلئے پہاڑی دیہاتی لوگ محروم و پریشان ہیں۔سیاسی نمائندگی تو درکنار خصوصاً ضلع رام بن بت بسی کی حالت میں بسر کر رہا ہے۔قبل از حکومت کی طرف سے اسی فیصدی دیہاتی آبادی کی ترقی و بھلائی کیلئے مصمم ارادے کا اعادہ کیا جاتا رہا ہے۔زمینی سطح پر تعمیری عملی حالات جوں کے توں ہیں۔

علاقائی رہنما سرگباسی ڈی ڈی ٹھاکر نے اپنے دور میں پیاسے غریب کم ترونادار جنتا کی جائز ضروریات کا کچھ حد تک قلع قمع کرایا تھا۔اُن کے بعد علاقائی اسمبلی ممبر مولوی عبدالرشید نے بھی امن وشانتی بھائی چارے کو قائم رکھنے کیلئے یہاں قدیمی روایات کی پاسداری بحال رکھی تھی۔جو اِس پہاڑی علاقہ پوگل پرستان میں ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے۔سابقہ ملک کے رہنما غلام نبی آزاد بھی ڈھائی سال کی مدت میں رہنمائی کیلئے فائز رہے۔اُنہوں نے تعلیمی و تعمیری پسماندگی کو گہرائی سے محسوس کیا۔اور اپنے قلیل دور میں ریاست کے دیہاتوں خصوصاً قدیم ضلع ڈوڈہ میں پچھڑے پن کا شکار ہوئی سماج کو کچھ حد تک راحت دِلائی۔موجودہ سماجی فِکر وعمل محنت وکاوش کا دور ہے۔شینخوں، سادھوؤں سنتوں کے علوم و تخیل پر اہل حاضر کو بہت قلیل توجہ ہے۔کیونکہ آج ڈیجٹل دور تیزی سے گذر رہا ہے۔افسوس تخریبی سیاست نے آزاد کی علاقائی خدمات کو آگے بڑھنے کا بہت کم موقع دیا۔

مولانا ابوالکلام آزاد......عمر 70 سال

مولانا ابوالکلام آزاد کا اصلی نام فیروز بخت ابوالکلام کنیت اور آزاد تخلص تھا۔ وہ ۱۸۸۸ء مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے۔ عربی اور فارسی میں کمال حاصل کرلیا۔ مکہ سے اپنے والد محترم کے ساتھ بھارت آئے اور کولکتہ میں مقیم رہے۔ بچپن سے ہی لکھنے کا شوق رہا ہفت روزہ ''الہلال'' اخبار جاری کیا۔ یہ بہت مقبول ہوا۔ انگریزوں نے اِس کو بند کروادیا۔ بلکہ مولانا آزاد کی زبان کو بھی بند کروایا پابندی لگائی۔ انہیں کئی بار جیل بھیجا گیا۔ زبان وادب کے ساتھ ساتھ آزادی کی تحریک سے بھی بہت دلچسپی تھی۔ کانگریس کے سرگرم کارن بن گئے۔

۲۲ فروری ۱۹۵۸ء دل کی بیماری سے وفات پاگئے۔ دلی کیجامع مسجد کے ساتھ ہی دفن کئے گئے ہیں۔ اُنہوں نے زبان وادب کی بے لوث خدمت انجام دی ہے۔ یہ ذہن اور نہائت سنجیدہ تھے۔ مشرقی اور مغربی علوم کے علاوہ عربی اور فارسی کے عالم تھے۔ ''غبارِ خاطر'' خاص ادبی کارنامہ دوسری جنگ عظیم کے دوران قطعہ احمد نگر کی نظر بندی اپنے دوست حبیب خان شیروانی کو لکھتے تھے۔ مذہبی رواداری اور ہندو مسلم سکھ عیسائی اتحاد کیلئے اُنہوں نے بہت بڑا کام کیا۔ یہ ہندوستان کے وزیر اعظم بھی رہے۔ یہ عظیم مجاہد آزادی تھے۔ اِس کے علاوہ آزاد نہ صرف ایک صحافی بھارت دیش کے عالم فاضل اعلیٰ پائے کے ادیب اور سکالر تھے۔ یہ مکہ معظّمہ میں تولد ہوئے۔ اُس پاک سرزمین میں جنم لینے کے بعد لڑکپن کالکتہ شہر میں اور بلوغت مُلک کی آزادی جدو جہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے کئی بار گرفتار کر کے جیل کی بند کوٹھریوں میں آخر کار وطن عزیز کا چمکتا چراغ بائیس فروری ۱۹۵۸ء کو دِل کی بیماری سے ہمیشہ کیلئے بجھ گئے۔ روح اطہر عالم برزخ میں شانت رہے۔

شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ

شیر کشمیر عوامی خطاب جو ۵ دسمبر ۱۹۰۵ء کو سورہ سرینگر کشمیر میں پیدا ہوئے ۔ ابتدائی تعلیم کشمیر میں حاصل کی بعد میں علی گڑھ ایم ایس سی کے بعد ٹیچر بھرتی ہوئے ۱۹۳۱ء میں مسلم کانفرنس میں شامل ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں بدل دیا گیا ۴۰ لاکھ آبادی ہر مذہب کے لوگ اِس میں شامل ہوئے اور ترقی کا پختہ ارادہ کیا۔ ۱۹۴۵ء میں ڈوگرہ راج ختم کرنے کا بعرہ بلند کیا۔ تین سال قید سخت شیر کشمیر کو بھگتنی پڑی۔ پاکستانی حملہ کے پیش نظر اُنہیں ۱۹۴۷ء کو قید سے رہا کر دیا گیا۔ ۷ مارچ ۱۹۴۸ء کو مہاراجہ ہری سنگھ نے انہیں جموں و کشمیر کا وزیر اعظم مقرر کر دیا۔ اب بھارت سے فوج طلب کی گئی۔ قبائیلیوں کو کشمیر سے بھگایا گیا۔ ۱۹۵۳ء میں شیر کشمیر کو قید کر دیا گیا۔ بخشی غلام محمد کو وزیر اعظم بنایا گیا۔ طویل جیل کے بعد اندرا گاندھی نے انہیں نان پارٹی سرکار قائم کرنے کی دعوت دی۔ ۲۵ فروری ۱۹۷۵ء کو شیر کشمیر وزیر اعلیٰ بنائے گئے۔ ۱۹۷۷ء کو نان پارٹی ٹوٹ گئی اور دوبارہ الیکشن میں نیشنل کانفرنس اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ ۸ ستمبر ۱۹۸۲ء کو شام سوا چھ بجے دِل کا دورہ پڑنے پر انتقال کر گئے۔ نسیم باغ سرینگر میں مدفن ہیں۔

شیخ محمد اقبال......عمر 61 سال

شیخ محمد اقبال ۱۸۷۷ء میں سیالکوٹ پاکستان میں پیدا ہوئے اِن کے والد صاحب کا نام شیخ نور محمد اور اِن کا آبائی وطن کشمیر ہے۔ دستورِ زمانہ کے مطابق اُردو اور عربی اور فارسی کی بنیادی تعلیم حاصل کی۔ سیالکوٹ سے میٹرک اور ایف اے FA کے امتحانات پاس کیئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے پاس کیا اور عربی اور انگریزی میں امتیازی نمبرات حاصل کیئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ کچھ عرصہ کیلیئے لندن یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر رہے۔ لاہور واپسی پر وکالت کی ۱۹۰۵ء میں وہ یورپ گئے تین سال تک وہاں قیام کیا۔ مغربی فلسفہ وادب کا گہرا مطالعہ کیا۔ واپس آکر وطن کی آزادی تحریک میں حصہ لینا شروع کیا۔

۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو لاہور میں دفات پائی اور شاہی مسجد کیپاس مدفن ہیں۔ ڈاکٹر اقبال کا 61 برس کی عمر کے بعد انتقال ہوا۔ فلسفی شاعر روحانیت کے بہت زیادہ حامی رہے۔ حوصلہ اور اُمید کی دُنیا لیکر جیئے۔ بے عملی اور مایوسی سے نفرت تھی۔ ہندوستان کی تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا سرمایہ داری کے خلاف نادار مفلس کسان، مزدور کیلیئے اِن کے دِل میں بہت تڑپ تھی۔ اِن کی شاعری میں خودی اور اِن کے کلام میں اِنسانیت کا تصور بہت بلند اور مکمل ہے۔ مشرق ومغرب کی تمیز کے بغیر رنگ ونسل کے امتیاز سے بری ہے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین......عمر 72 سال

ڈاکٹر ذاکر حسین ۱۸۹۷ء میں حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ برلن جرمنی یونیورسٹ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ وائس چانسلر ۲۰ تک رہے۔ وردھا سکیم پر مہاتما گاندھی کو بہت خوش کیا۔ یہ تعلیمی کمیٹی کے صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۸ء کو ڈاکٹر ذاکر حسین علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر کیئے گئے آٹھ سال تک اس عہدے پر فائز رہے۔ پورے مُلک سے چندہ لیکر امن کو نئے سرے سے منظّم کیا۔ مولانا آزاد لائبریری کھولی ۱۹۶۲ء میں اُنہیں بھارت کا نائب صدر چنا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں اُنہیں بھارت رتن کا اعزاز دیا گیا۔ ۱۹۶۷ء میں بھارت کے صدر چنے گئے دو سال تک اس عہدے پر فائز رہے۔ ۳ مئی ۱۹۶۹ دِن کے گیارہ بجے حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال کر گئے وہ ایک مشہور ماہر تعلیم رہنما اور سیاستدان تھے۔

مولانا شبلی نعمانی کا اُردو شعر یاد آ گیا۔ کیسے خیالات بزرگ شعرأ کو آتے ہیں

تین دِن کیلیئے ترک مے وساقی کر لوں
واعظ سادہ کو روزوں میں تو راضی کر لوں
تیرے در پہ آہی جاتے ہیں جنکو پینے کی آس ہو ساقی
آج اِتنی پلا دے آنکھوں سے ختم رندوں کی پیاس ہو ساقی
(شبلی نعمانی)

پوگلی:۔ وائے ملک الموت یاں آ وَ تاں کنن گوم شورغُل
تئیوں تے بارُو دے چھَ آزیوں اغیار اَحتہٗ آز تاں
(یوسف کھڑی)

نعتیہ کلام

مینی خبُر تیسی بے وفا یارُس ایسانہ آیسا ‏ رُحیم انترن ہِتڑپ گوٹھن آیسا نہ آیسا

گُلن تہ بُلبُلن مُشک واڑن نغمہ سازی برابر ‏ منز نظارن تیسائے نظرمہِ بکھا آیسانہ آیسا

یسہے نوازے منزل مُرادن سنی رائے گستے ‏ آوں آز چھس گھمبیر طوفانن منز

لیگ مُچھ آز دِلس تاپہ تچر ‏ تنو تنہوابُر چھُ آسمانس منز

یہ دُنیا تھِ سفرسُ یکھ تھکراپنڈی۔ ‏ بستی تھِ مشکل لیوٗ بسم ویرانن منز

جوانی ختم گے ظُلمن، تیرن، طوفانن منز۔ ‏ ذبیح آسان یکائے ہیلہ شراک لہو ذبح خانن منز

نیوی بستی نووئی بازارزن آوں چھس تنہائی منز۔ دِلس منز چھم صنعم سنیِ یادکور چھس تنہائی منز

دیوانگی آسان تھِ دیوانہ بنون از برڈوٗ مشکل۔ ‏ سرعام گسنو شرمسار، جامن پھٹکار جام آحتن منز

وچھس نقاب، انچھن ٹھرائے زِ دَ تھتھر ائے رواچھو۔ احتس موبائل قدم بے حال صنعم خیال رواچھوُا

دِلس دبرائے چنگم چپرائے فراقُس گرائے رواچھوُا۔ چالس بدحال بشران نال ادیس روڑ پاڑ راواچھوا

محمد حسین رونیال گاندھری کے نام:۔

اے صابر یار امینا کم نذرانہ کرِمتھ پیش

شوق آحتوُم زبان ادب سُن گس عنوانہ کرِمتھ پیش

غزل

وُمر اُنا گھٹوچھم

نظر گے کم اُنا زور ما گھٹوچھم
وَنہا دُوس نِس چھُ وُمر تے گھٹوچھم
سو دُوس گو کورہُ بُچھ کم احتی لگتئے
دُود گیوٗ زوَری کری اڈِ احتی نہ منگتیے
کھائی لیوا وقُس بُچھ نہو ہٹو چھم
دھوں ہا زور دار منزِلُس تے واتھا
دُوس سنے سفرُس گھڑیکھ منز واتہ ہا
قدم دیو ہا یتاہ رِکس اُنا ما سٹو چھم
بولِنس احتوس وسپیکر تے حیران
طابن لیو ہا کریک زنَ آحتہ بے جان
آز ونہ کینژ اد زِوی ما لٹو چھم
دوہی نظر مشتاق رچِ سبزا زارُس
پھُلن پانت شبنم بنوی گلزارُس
گُلن منزٕ بُلبُل ومید اُنا بدھوٗچھم

یتفاق تہٕ کٕرٛیمنی (چیونٹی)

یتفاق سینتی تھِ کائنات قائم تہٕ دائم یِس منزٕ دُوس، ژندر، تارگن، زمین (دھرتی) تہٕ آسمان یک جاہ یتفاق سینتی تا وقت آخیر بدستور روہن دھرتی یِس منزٕ اِنسانن علاوہ دوئیے جاندار تے بسَر کرچھ ئیون منز جانہ ور، پنکھیر تہٕ کیمہٕ کرانٹہ زندگی سنہ دُوس گیھُڑہ گُذار چھ۔

مصنف ماہ ستمبر ۲۰۱۹ء پننے براندس منزٕ ریڈیو ہُنتے آحتوس اچانک دھرتی بکھانظر پیم کٕرٛیمنیاں ریزائے اُیشسُ منزٕ ٹھول گن کری تیز حالتہ دھوں چھ واپسی والئیہ تے ریزائے (قطار) منزٕ تیز دھوں تے دوڑُو چھ ٹھول سارنے سنوسفر غالباً ژورہتھ (۴۰۰) فٹ چھ ہر یکھ نہائت صدُری سوان ترتیب سیئت پننے کارسُ دھیان سینتی سفر کرنیس لگی چھ گویا کٕرٛیمنائیے یک جاہ مشترکہ ٹھول سٹورُس آحتہ دوُئی ساجائیہ جمع کرنُ اتھی باحفاظت پوتہ بناوٗن۔

مصنف بغور خیال کو یسا حقیر کٕرٛیمنیاں امانت دھووٗ لنے سنی تربیت کمی دِتی گس مدرسس یا ادارس تربیت یافتہ احتی یُو کار ابجام دئیں گے اِنسانس جانہ وارن تہٕ رِکمن کرانٹن آحتہ اتھد و درجہ دِتمُچھ خالق قدرت والے ادیس اِنسانسُ خصوصی درجہ اَیس کری تے پانُس منزی نایتفاقی، حسد، بُغض یاں قومی تعصب، خاندانی تعصب، علاقائی تعصب صاف ظاہر چھُ کہ اِقتدارُس منزٕ تے عیش پرستی منز کبیرَ تہٕ ریانمودس یہٕ دھرتی تے آسمان ژو ہلتے۔

لیس اِنسانُس پزٕہی حقُس پانت جدوجہد کرنے والیہ کٕرٛیمنیاں آحتہ اسبق حاصل

کرنوٗ کیتو۔ یتفاق پنیاں ذمہ داری سیٹھت ڈِسپلن تہٕ ضابطہ، اصول، سنجیدگی منز کارجد و جہد کرنو یسوہ معمول چھُ۔ ہائے یِس آز کے دورُس اِنسانُس تے یتفاق سنِ کوبی آسرہ سدھی وت ہر رِگزنہ کٔڑیمنیاں مش تھِ اگر بارو۔ کن کری کونزہ مشرب تے گوسہ دشنے کھوڑے بالۓ کری دویۓ وتہ منزیے کری سفر کرنے لگی گس تھِ انسان بشرضرور چھُ مگرناطق آسنے باوٗجود گمراہ خونِ ناحق کرنے سنوٗ مرتکب تے چھُ رواداری، تہٕ اِنصاف سنو پیکر بنورا اگر سو خالق ہدائت دیوسِ ہدائت دئیں اہچاس مگر تیس نہ لیخایۓ لاگتے۔ اللہ نیک ہدائت دے رس۔

از بھدرواہ

23-06-1958

عزیز شاگرد عبدالعزیز مشتاق صاحب

خط ملا۔ جس کی مجھے توقع نہ تھی۔ زندہ رہو۔ پھولو اور پھلو۔ شاندار کامیابی پر دِلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مشتاق صاحب اس وقت ذرا کام ہے خط چند ہی لفظوں میں لکھ رہا ہوں آپ کے خط کا جواب قابلِ تشریح ہے۔ لہذا آپ کو اتوار کے دِن خط روانہ کروں گا۔ پھر بھی آج بھی یاد کرتا ہوں۔ مشتاق عزیز محنت کرنا، سکول کی دیکھ بھال کرتے رہنا۔ یہ تمہارا فرض ہے۔ حسین صاحب پوگل آرہا ہے۔ اِن کی ہمدردی کیا کریں۔ یہ آپ کو میری جگہ ہے۔ خط ضرور لکھا کرنا۔ میں کبھی اپنے پوگلی بھائیوں کو نہیں بھول سکتا۔ چند پوگلی بچوں نے بالکل بھلا ڈالا۔ خیر خدا حافظ۔ تمام اہل خانہ کو دعا سلام۔

خیر اندیش: عبدالرشید خان نثارؔ پیوپل ٹیچر بھدرواہ۔

دُنیا میں سُنی مسلمانوں کی تعداد

روئے زمین کے براعظموں میں دو ارب دوسو کروڑ اہل سنت مسلمان ہیں۔
آزادی کے بعد ایران میں پچیس فصدی سُنی مسلمان تھے۔اب نو فیصدی رہ گئے ہیں
۔تہران میں پندرہ لاکھ سُنی مسلمانوں کی ایک بھی مسجد نہیں ہے۔ برعکس اِس کے
عیسائیوں اور یہودیوں کی تین سو عبادت گاہیں ہیں۔ یہودیوں کی آبادی دُنیا میں ڈیڑھ
کروڑ ہے۔ امریکہ میں ستر لاکھ باقی دیگر ممالک میں آباد ہیں بحوالہ ذکر اللہ مفتی
عبدالروف گلاب مفتی ۳۱۷ھ بحرین کے رافضوں نے آٹھ ذی الحج مکہ پر حملہ کیا۔اور
تیس ہزار حاجیوں کا قتل کیا۔۔ حجرہ آسود کو چرا لیا۔اور دو سال اپنے پاس رکھا ۳۴۴ھ
میں شیعوں نے بغداد میں بینرُ لگائے۔اور اعلان کرائے کہ جو بھی مسجد میں داخل ہوگا۔
ابوابکرؓ، عمرؓ، معادیہؓ پر لعنت بھیجے۔۔ بحوالہ مفتی عبدالروف گلاب کتاب ذِکراللہ۔

سعودی عرب کے شیعہ کس قدر سعودی عرب کے خلاف سازش میں ایران
کویت کے رافضوں ، لبنان کے حزب اللہ یہودی نصاروں اور امریکہ کی سازشوں کا
ساتھ دیتے ہیں۔ سعودی عرب میں اِن کی تعداد دو فیصدی سے زیادہ نہیں ہے۔اِس کی
کم تعداد کے باوٗجود سعودی عرب میں کس قدر سہولتیں ملی ہیں۔کوئی اپنے مُلک میں
سوچ بھی نہیں سکتا۔ساری غداریوں اور بغاوٗتوں کے باوٗجود صرف مدینہ منورہ میں
شیعوں کی بیس مجلسیں اور تعینات ہیں جبکہ اِن کے پروگرام بغیر رکاوٗٹ کے جاری رہتے

ہیں۔بحوالہ روزنامہ ''ہمارا سماج'' بدھوار ۱۳ اپریل ۲۰۱۶ء ایران میں یہودیت، عیسایت، پارسی، زرتشت قومی مذہب قرار دیئے گئے ہیں۔مگر دُنیا کے دو ارب دوسو کروڑ کا دین اسلام اہل سنت والجماعت کا مذہب غیر سرکاری غیر قومی قرار دیا گیا ہے۔ایران میں سُنی مسلمانوں کو قومیت سے خارج کیا گیا ہے۔سُنی مسلمان ۲۵ فیصدی سے نو فیصدی تک رہ گئے ہیں۔(بحوالہ ہفتہ روزہ البیان مارچ ۲۰۱۶ء)

اگر آگ کے پاس بیٹھو گے پاؤں پسار کر
تو اُٹھو گے اِک دِن پیروں کے تلوے جلا کر

بد ہمسائیوں کا ہمیشہ رہا بُرائی کا میل
طفل اِنکے کرے بلوغت میں ساپنوں کا کھیل
صحبت ہی اُنکی بُری ہے آئے کہاں سے بھلائی
ہے آلودگی کی تُند لہر سارے بدن پہ چھائی

نیکی کرتے کرتے مِل گسُن اگر دِپیایئ دِل
تیون پزیارہ پیارہ دِلدار کرُون آفرین
حاسد نہ زُڑی ہیگی خوش دِل رفیقن
حسد چھس بستمُت برزوتمتے ایمانُس
خاصا پننے مطلب سنہ غمخوار چھ
سلام کرتے جھکی کری سرہ کور یار چھ

خاص اشعار (پوگلی لہجہ راجپوت)

سجدن بکھاڈقِ چھتھ دھیان دُویئے کسو چُھتھ

''دھیان دُوئی کسوٗ'': یہ بندگی نہ ثے چھتھ تو ہین بندگی چھتھ

غیر شعوری پوجا، سجدہ شاوٗ لنے والا اعمال اِتی گیوتھ بے حال

شرمندگی ہے آلودہ گڑ دبھری ثوابن تیر شرمندگی چھتھ

مبارک تہٓ آفرین: نیک دِل دیپایئے پذے پاٹھِ مِلُن

نیک دِلوں کو فرشتے مبارک کرینگے ملا ئیک تیون لاکھ ہا آفرین کرُون

لہجہ ٹھا کو سمان: تو بکرَیا گوال آوَں باغباں

مساذات سے سمان ہے بنڑی کیما دِنی سنو اِک سمان

دوست: دوست گوسُوئی یو بکاریوی

کام آنے والا دوست ہے نہ سو یودی اِشوٗترا ایٔے لیوی

وُمُرگھٹی: چُھو اِنصاف بے کسَ سنی اُمیدگاہ

قانون گواہ مانگتی خواہ سچ ہو یا جھوٹ عدالتہ منگ چھَ پُزاپوزُامرِ واقع گواہ

انصاف کر کیونکہ تُو فانی ہے کرے اِنصاف بے خوف کنزِس مہٗ ڈرے

گھٹی چھتھ وُمرُ بھرا گرِۂ ہُس مابرے

اکیلا بھلا: بُرا ہے نہ ساتھی نی چیلا بھلا

بُری صحبت سے تنہائی بہتر ہے بُرے دوستوں سے اکیلا بھلا

گود میں: لِکوڈ نہ لو گود میں کلب ناپاک کو

شے کو گود میں نہ لو تو کپڑے محفوظ نہ رہیں گے کہ ناپاک کرے گا یہ پوشاک کو

نظم

یاد رچھی ہر گھیاڑ آخیر موت سُنو پیغام یئوتھ۔ مہَ تھے بنوی اَنجان آخیر موت سنو پیغام یئوتھِ

شان شوکت یاوہ زندگی کُذی پیاری چھتھ۔ چھتھ غلط ارماں تینا یئے آخیر موت سنو پیغام یئوتھِ

خوشی غمن منزّ صابر وشاکرِ رہنو تاکید چھتھ۔ عمل کری سُوئی اِنسان آخیر موت سنو پیغام یئوتھ

مرنے آحتہٖ پہلئے ابدی زندگی کری تُو یاد۔ موت سنُو سامان کری آخیر موت سنو پیغام یئوتھ

اَدنہ کم چھتھ ذکواۃ صدقات نِصاب سیئت۔ کُذ نہ رہنو دھیان اِروُ بکھا آخیر موت سنو پیغام یئوتھ

حق کنچھوئی مہَ ہڑپ کرِی چھتھ یُو گُناہِ کبیر۔ حق سنی پہچان کرِی آخیر موت سنو پیغام یئوتھ

وصل جہنم فرعون وقارون گُذری گیوہ۔ ہامان تے پتا یئے گو آخیر موت سنو پیغام یئوتھ

مرتے گسن چھ لاکھ ہا، کروڑ ہا اِنسان تھے۔ عاقل تہٖ دانا آخیر آخیر موت سنو پیغام یئوتھ

موسےؑ تے گو عیسیٰؑ تے گو لقمانؑ تے سلیمان گو۔ فقط ابدی زندگی یادر چھے آخیر موت سنو پیغام یئوتھ

زورہ والو طاقتور رُستمس شہو نہو کنڑی۔ زور دورُس آئیس کری تے آخیر موت سنو پیغام یئوتھ

رحمت رب اگرتی درکار چھتھ تھدی زندگی۔ سرن کرے دُعائے خیر آخیر موت سنو پیغام یئوتھ

سندر جوانی سُنو مہ کری ہرگز گمان اے نوجوان۔ اے دِلن سنی جان آخیر آخیر موت سنو پیغام یئوتھ

عزیز مشتاقؔ کہنہٗ اُستاد اعلان کرتے بار بار۔ اقرار کرِی تکرار کرِی آخیر موت سنو پیغام یئوتھ

سوچھ بھارت سوچھتا

ننگے پاؤں چہل قدمی وسوچھتا

نریندر مودی وزیر اعظم نے تامل ناڈو مہا پلی پورم میں صبح کی چہل قدمی سیر کرنے کے دوران سمندر کے کنارے صفائی مُہم کا آغاز کیا۔ جبکہ وزیر اعظم ہند نے کچرا جمع کیا۔ مہا پلی پورم میں چین کے صدر شی چنگ پنگ کے ساتھ غیر رسمی ملاقات کیلئے آئے تھے۔ اُس دِن صبح ہندوستان کے وزیر اعظم ننگے پاؤں صبح کی سیر وتفریح کیلئے نکلے اور سمندر کے کنارے تیس منٹ تک ٹہلتے چہل قدمی کرتے رہے۔ اور وہاں آس پاس پڑی خالی بوتلوں اور کچرے کو ایک پاکٹ میں جمع کیا اور ہوٹل کے ایک ملازم جے راج کے ہاتھ میں پکڑائے۔ وزیر اعظم نے ایک ٹویٹ ویڈیو پوسٹ کیا ہے اور لکھا ہے کہ مہا پلی پورم میں آج صبح سمندر کے کنارے غالباً تیس منٹ سے زیادہ صبح کی سیر کی اور کہا ہے کہ اس دوران میں نے جمع کیا ہوا کچرا جے راج کا دیا جو میرے ہوٹل کے ملازم ہیں گویا پردھان منتری سوچھتا کو کامیاب کرنے کیلئے خود میدان میں اُترے آغاز کیا۔ قبل اِس کے فرش کی صفائی کیلئے خود صفائی کا کام انجام دیا۔ سوچھ بھارت بنانے کا اعادہ ایک عرب تیس کروڑ بلکہ ایک عرب تیس کروڑ سے بھی زیادہ لوگوں کا کام ہے۔ نئے بھارت کی بنیاد (آغاز) تب ہی ہوسکتا ہے جب گھر گھر ہستی پاس پڑوس کوچے کھیت کھلیان صاف ستھرے رکھے جائیں۔

موم جام کی نسبت دانشور شہریوں کے حوالے سے

موم جام تھیلوں کے متبادل کپڑے یا بانس تھیلا تیار کیا جا سکتا ہے۔ ایک بار کچرے کو ہٹانے سے قلع قمع ہوسکتا ہے۔۔ سو چھتا آ سکتی ہے۔ مٹھائی سنگل ٹافی کے باہر سے بھی موم جام اور بارک مٹھائی یا لیکویڈ مٹھائیاں، جوس، فروٹی وغیرہ بھی موم سے پیکنگ ہو رہی ہیں۔ بلکہ اربوں باریک مٹھائیاں اور ٹافیاں مشینوں سے نکل کر پیکنگ مشینوں سے نکلتی جا رہی ہیں۔ اِدھر سے اربوں، کھربوں لوگ پوری دُنیا میں موم جام کا کاروبار کرنے میں مصروف کار ہیں۔ جب تک نہ اِس بدعت کا متبادل موجود ہو آسانی سے ایسے بدعات کا کنٹرول کرنا زیادہ آسان نہیں ہے۔ دوسری جانب اگر دیکھا جائے تو پلاسٹک کے برتن، بوٹ، اور دیگر ملبوسات یعنی کپڑے اور دیگر کھیلوں کے سامان، فرش پر بچھانے یا بالائی ترپال غرضیکہ ہزاروں قسم کی موجودہ کارآمد چیزیں اور مستقبل میں زہر آلود چیزوں سے شائد ہی نجات مل سکتی ہے۔ جانوروں کی کھال کو راشن سپلائی کا کام لیا جاتا رہا گارنٹی سو سال اس موم جام کا آغاز ترقی یافتہ مُلکوں سے ہوا ہے۔ ہمارے مُلک کے گذشتہ بزرگ تمام ضروریات دھرتی کی مٹی سے حاصل کرتے رہے۔ جیسے مٹی سے تمام قسم کے برتن مندروں کی مورتیاں اور گھروں کی مورتیاں ضروریات کو پورا کر لیتی رہی ہیں۔ ۲۔ دھرتی سے دھاتس سونا، چاندی، تانبا، پتل، لوہا، کوئیلہ ضروریات زندگی کیلئے شکار پر

گذارہ کرنے کے زمانے سے آج تک بدستور ہے۔ اور آئندہ پیڑی کیلئے بھی کوئی نقصان دہ نہیں۔ گاندھی جی نے ولائتی کپڑا پہننے سے منع کیا تھا۔ کیونکہ روئی زمین سے اُگائی جاسکتی ہے۔ اور چرخے یا تکلی سے سُوت کا دھاگہ نکال کر اپنے لئے ملبوس کپڑا اتیار کرنا باپو جی کی شکھشا تھی۔ گویا دوسروں کی بے جا نقل سے ہم نے بھی دھرتی ماتا کو تباہی کے دہانے پر لگا دیا ہے۔ اِسلئے من کی بات سے ہی تن کو ڈھانپنا ہے۔ دھن کا اضافہ ہوا تو موم آ گیا۔ فن کا اضافہ ہوا تو گن آ گیا۔

سوئی نِگہبان

دہ دُکھ تہ غم چھم فقط دِل زالنے رِچِن
یاریئے کُت نہ کو شُہٹس ستاوَنے رِچِن
سو دَور محفلَن منز تیلہ رونق تے بنی گوہو
خوش آمد کے دوبارہ یاریئے نہِ اُش تراوَنے رِچِن
نمازن نہ پابند نہ عابد گذار چھَ
جمعہ دُوس اوَل صف منزٚ رِیا کار چھَ
خدا صاحبُس ما یہنو عمل درکار چھُ
نہ سو ہینے عملُس رِچھ لاچار چھُ

بشیر احمد بالی

ایم اے بی ایڈ (سبکدوش لیکچرار)

آں ! بشیر احمد بن عبدالرحیم بالی جمالیہ خاندانُس منز پستاح اپریل گُنوہی ہتھ ژونزہ ۱۵ اپریل ۱۹۵۴ء منز تھنے پُگل تولد بنُوتوُ یو مقام کھڑ ہالہ پُگل چھُ، بشیر صاحب پُرخلوص جادہ پہہ خاموش طبیعت مگر سنجیدہ شخصیاتن منز شُمار کرنے یے چھُ۔ ۱۹۷۰ء منز یاوئیں ڈگری کالج اننت ناگ کالج منز داخلہ گنتوُ۔ گریجویشن کرنے بعد جمعے یونیورسٹی آحتہ ایم اے اُردوسنِ ڈگری حاصل کے۔ ۱۹۷۸ء منزّ پوسٹ گریجویشن کری ۱۶ ستمبر ۱۹۷۸ء بحثیت ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول آلنباس بھرتی بنُوت۔ ۱۹۸۸ء منز آلنباس آحتہ ہائی سکول پرہیندر نیل تبادلہ گو۔ ۱۹۸۴ء ہائی سکول پرہندر آحتہ گورنمنٹ ہائی سکول چملو اس کارانجام دینے سنو موقع مِل توُمکمل درسجاری ۱۹۹۲ء تاں بدستور بعد ہائی سکول پوگل آبائی علاقس منز یاوٗن کار درس انجام دینے سُو سنہری موقع اختوُ۔ دنِی ورہن بعد ایجوکیشن زون اُکھڑ ہال تبادلہ نصیب بنُوت ۱۹۹۴ء مدارس گریڈس آحتہ ماسٹر گریڈ ترقی مِلکری گورنمنٹ ہائی سکول سُومبڑ سنو آب دانا قسمتن منزّ لِکھ آختوُ۔ حالات سنے پیش نظر ۱۹۹۸ء

گورنمنٹ مڈل سکول پر نوت تبادلہ بنوٹ دِنی ورہن مڈل سکول پر نوت بحیثیت ہیڈ ماسٹر بنی کری گرلز ہائی سکول قصبہ رام بن تے بخوبی درس وتدریس دینے سُنو موقع نصیب آتھوُ۔ دوبارہ گرلز سکولُس آحتہ ۲۰۰۴ء پر نوت ادارس منز تبادلہ بنوٹ ۲۰۰۷ء منز بحثیت لیکچرار ترقی حاصل گے اُتھی ہائر سیکنڈری سکول رام بن ۲۰۰۸ء تاں دُوئیہ انجام دائیں کری خوش اسلوبی، دیانتداری، پابندی سیئت انجمام کری ۲۰۱۲ء باعزت پیشہ محکما تعلیمُس آحتہ سبکدوش بنی کری یاوَن مالیہ زبانِ پوگلی سنیاں مجلسَن ادبی محفلن منزٔ پوگلی شاعری کلام ہُنے سنوشوق وزوق بدستور قائم چھُ۔ ماشاالله آز واقع اِمام آباد (چندوگ) رام بن قیام کری چھ یاوُ نوفرزند واحد نام نصرالله بالی ٹکنیشن کمپیوٹر اولاد دیکھ لوکھن نام شاگردوئیے گوُڑہ پچھن گرُھن فرمانبردار تے باحیات رب سرِن خیر کررا۔

من کی بات

پوگلی بولیا منز من کی بات سنو معنی گو ''دِل سنیِ کتھ'' وزیر اعظم بھارت دِیماحِلہ مُلک سنیِ قیادت رٹنے بعد ۲۸۔ ۲۷ جولائی ۲۰۱۹ ء سابقہ کرگل منز ٹکراوس منز بھارتی فوجی جوانن سُنو بلیدان دِوس مناوٗنے بعد سماجُس من کی بات پیش کے۔ یِس منز پستما کارکردگی سنوٗ تفصیلی ذکر سِلسلہ وار بیان کرِنس سینتی خصوصاً شوٗپئین کشیرہ سنے قلمکار محمد اسلم سنوٗ ذکر کویعنی فیس بُکس منز وزیر اعظم ہندوسُ ''من کی بات'' سمجھونے بعد پنن تجویز پیش کمتیِ احتی کہ ''من کی بات'' مُلک تہٕ قوم سنیاں بھلائی تہٕ ترقی رِکچہ کارآمدتہٕ بہتر ثابت گمتھِ مُلکس تہٕ خصوصاً جمعے کشیر سنا تعلیم یافتہ بَل کہ ہر اِنسانُس فکرے ترتمت پیغام چھُ وزیر اعظم ہند سنوٗ یو پیغام ترقی، بھلائی، خوشحالی، اِتفاق، بھائی چارہ قائم تہٕ دائم رچھنے سنوٗ پیغام چھُ فوجی حفاظتی جوانن سنی حوصلہ افزائی، سائنس دانن سنی محنت کش ترقی، تعلیمی ادارن سِنی کارکردگی۔ زمیندار رِکسانن سنی فصلی محنت تہٕ مشقت۔ ادبین شعرن سنیاں ادبی خدماتَن، پنچائیتن سنوٗ پیغام عوامُس تاں ترقی تہٕ خوشحالی سنوٗ، پیغام واتلنے انجامِ کار پیئِس (پانی) سنوٗ خرچ تہٕ بچاوٗ سنوٗ احساس تدبیر صفائی تہٕ ستھرائے سنوٗ عملی کار انجام دینے تہٕ وطنِ عزیز سنی حفاظت تہٕ احترامُس پانت بدحائی تہٕ مبارک کرنے آمچھُ۔ کھیلن تہٕ رِکھلاڑن سِنی اہمیت تہٕ ضرورت کامیابی تہٕ انعامات حاصل کرنے سنوٗ ذکر خاصکری من کی بات سنوٗ یکھ حصہ چھُو یاتران ریاستہٕ جمعے کشیرہ حج بیت اللہ تہٕ

زیارتن سنیاں اہمیتن ادز اٗرینن سہولیات تہٕ آسانی دِینے سنیاں تجویزن سنۆ ذِکر آز کے ''من کی بات'' منز سنجیدگی سیٹھ بیان کرنے آو۔

آز کے پیغامُس منز تخلیقات کراب لِکھنے دوین تاں ترقی۔ خیر خواہی۔ امن تہٕ خوشحالی سنو اطلاع واتلنے خاص ذکر کرنے آو سائینسی ترقی سنے مقامُس ''تھری ہری کوٹہ'' تاں بالنے سِنی نو جوان طالب عِلمن زیارت کرنے سنی تجویز صحت افزا جائن دریاوٗن۔ ندی نالن جنگلن تہٕ باغن سنیاں تعمیراتن سیٹھ حفاظتی اِنتظامن سُنو ذکر خیر ''من کی بات'' دِل سِنی کتھ یا دِلی احساس سُنو اظہار نہائت مدبرتہٕ سنجیدگی سیٹھ سماجُس تاں واتلنے آو۔ ترقی یافتہ خلقن (جنتا) تاں یہنو پروگرام خوشحالی تہٕ ترقی سِنی دلیل آس تھِ بقول وزیر اعظم شری نریندر مودی جی اَسوے بھارت مُلکُس تے ترقی منزٕ ژور مُو نمبر چھُ آسن اہیگوٗ بد ہوٗنے دھوں نے سنیا دوڑہ منزٕ مزید نمبر حاصل کرنوٗ چھُ یو یو آسو اِرادہ تہٕ نصب العین چھُ۔ کنٹرس تے سربراہوٗس نہ صرف حکومت سنیاں گدی پانت قیام کرنو چھُ بَل کہ یسوہ خیالات احکام عملی طور پر اعتماد دِینے والن تاں واتنہ گُسن اگر گوٗٹھمہ مُلکن دورہ وطن سنیاں بھلائی۔ ترقی۔ کاروبار تجارتی غرضہ کچھ کرنے تے یوٗن اد پننے مُلک سنے اہل کارُس، مزورُس، مسکینس، ناخیرا اپاہجُس، سیاست کارُس۔ کارخانہ دار۔ طالبُس۔ اُستادُس بَل کہ تمام اعتماد دِینے والے مڑدُس مصتورہ نظر گذر رچھنِ تھِ۔ آزادی بعد سترن ورہن منزٕ جمہوری حکومت اَسوے مُلکُس چلاوٗنے آئے۔ اعتماد دئیں کری تیبے خبری منزٗ مرگذاری کری نستے گیو ہیسو کارن یاں اَن پڑھتا ذمہ دار تھِ یا حکومتی اہلکار نمائندہ آرام طلب یاں کاہل رہنا۔ معصوم جنتا محنت مشقت کرنے باوجود وطن عزیزٗ

سر براہن سنا فرمانبردار بنی کری مُلکی وفادار، دیانتدار، با کردار شہری ثابت گیوہ۔ یہنی سماج حوصلہ افزائی تہٕ مُبارکبادی سٕنی حقدار تھِ اَسوے مُلکُس ہر مذہب، ہر نسل، ہر رنگ، ہر اعتقادتہٕ خیالات سنامہنہ ''خلقت'' چھ مگر اِتفاق تہٕ اتحاد قائم رچھی کری بسمین چھ۔

ادائیے دُنیاوس منز بھارت دیش جمہوری دیش مانتنے یے چھُیس حالُس بالی یازانکری گوٹھمہ مُلک حیران چھ اگر ''من کی بات'' دِل سنیاں کتھ پانت عمل کرنے آو مثالے کرم بیٹی بچاو، بیٹی پڑھاو پانت عمل کرنے آو بیٹی پڑھائے کری اولادُس صحیح تربیت دیوی آئندہ نسل یقیناً مدبر۔ شائستہ، تہذیب یافتہ، خوشحال، ترقی یافتہ شہری بنوی، عرب مُلکُس تے قدیم دورُس کوڑہ زِندیے درگور ختم کری لیتا اتاہ پیغمبر معبوث بنُونے بعد یو گوڑن سنو ظلم قتل کرنو بند کرنے آو، شراب تہٕ دیگر بُرائین پانت پابندی لاگنے آئے۔ گویا ہر قِسم سنیاں بُرائی رفتہ رفتہ نیست تہٕ نابُود گییے۔ آز کے معاشرس منز تے شِکمُس منزی ڈاکٹری حِکمت قتل سیئت کُوڑہ ختم گستے آچالح۔ وزیراعظم نریندر مودی جی عام اعلان کو یو ظُلم تشدد ہر گِز مہ کرو نعرہ بُلند کرلتن ''بیٹی بچاو بیٹی پڑھاو'' بہر حال کُوڑہ'' مستوُر'' سنو حق بحال بنی کری حفاظت منز رچھنے آو۔ مستوُر راتن مرڈن سیئت ہر مراحل منز برابر سنا حقوق دینے آو سیاست تہٕ عوامی سربراہی حتیٰ کہ سیکورٹی حفاظتی اموراتن منز تے کُرڈمہنین حصہ دینے امور کارخانہ دارن تے یاوٕن سہولیات واتلنے آئیے۔ گیس کچن یا ڈبہ بند کھانو محض مستوراتن کُرڈمہنین رکچہ سہولیات تہٕ آسانی کرنے سُنو اِنتظام کرنے آو۔ آز مستوراتن، مرڈن شانہ بشانہ زندگی سنے ہر موڑس پانت خوشی، غمی ترقی بدحالی نفع نقصان سٕنی ذمہ دار تھِ سُو مالک نیک ہدائت دیر سہ۔

بے ادب زمانہ سرتُم رنگ واہ واہ

قدرت والے کائنات بناوتی ترتیب سیٹت یس منز آدم پنیاں رضا سیٹت بناوی کری یسائے پیدائش تے تربیت دئیں کری پیدہ کینی یسی آدمس کچھ مُفید جانور، پرندہ ''پنکھیر'' تے پیدہ کرنا پیوس کڈ کہ یُو یکلوئی کھلو تے آختو دشنیاں پسلی (ستھلس) آحتہ کرڑمھانی '''''حوا'' پیدا کینی رب تعالیٰ جوس گہ یہ چھتھ تین کرُھین یس سیٹت نکاح کری زندگی بسر کراری عیش و آرام سیٹت کھالے پیؤے مگر موت چھتھ برحق حُمد بجاا اننے بعد دویے جنتس نمس۔

یسی آدمس کچھ جاندار تے بناوتنی مگر یاوَن کچھ ترتیب دینے اا و۔ یوسرو کینژ (امِ حوا) سنیاں غلطی پانت بنوٹ نتے یہ دُنیاں تے جنت فردوس احتی یس چھو نہ کینژ شک وشبہہ تیوں تے جنت اِتائے آحتہ حاصل کس۔ پیدہ کرنے والے تکڑو حُکم صادر کو (قرآن حکیم)) اے اولادِ آدم کھُلو یئے بے سہارا نہ تراوِمس سپورٹ رچھمتھ مگر تعمیل کرنِ چھتھ یس بندس سہ پتمی نافرمانی تے مِش گے ہدائت (قرآن) تے نعوذ باللہ فراموش ادُکت نافرمان، بے ادب تہ رنگ واہ واہ!

بندہ سُنو ابتدائی د۔ ورکوش نصیبن مِل گوتیوں نس گیوہ پتہ آئے سہ زن پُت خدائے کریمُس ای پناہ گنی بیوی دُو یہ کینژ جگہ تھ نہ کالی بیر نہ یُو رنگ واہ واہ سنُو ماحول آئیس۔ گویا ہدائت تھ پنری مگر نافرمانی تھ بار آور کتھ تھ دوانُس آحتہ دفترس یعنی ایونُس تاں زبان کتھ مہٹی گرُھ زن عمل چھُ ژھتو زہر زن نعمتہ کھالنے والن ہنزل دینے یویتیون چھوا زندہ رہنے سنُو

اِمکان ! ہر گز نہ اِت اُمید رچھی ہیگی یو نافرمان کتھائے سیئنت ٹال متھ کری عمل کرنے سنو دُشمن سرے سماجس تہ پننے پانس نقصان تہٕ خسارہ دینے وول رنگ واہ واہ چھوٗ۔

آزمودی آسرا اکنٛژ پانہ کھودی ماچھُ اعتماد حاصل کری کھڑا چھُ سماج سنی راچھی راوٹ کری پنن معیاد پوری کرنی پیوی غیر آینی قدرتس نہٕ ہرگز تے پسند تھِ کٔڈ کہ نِظام قدرتس منزٕ کونژ تے غیر آئنی سنوٗ نام ونشان تے نہ چھواوَد تمام ماحول غیر آینی پانت کمر گینٹھِ ائیس رنگ واہ واہ سیئنت بھرتمتوائیس تیسائے گارنٹی ختمس پانت آئیس۔

اگر دُوس وقتس نمودار بنوٗ چھوٗ پننے وتس درے (غروب) بنوٗ چھُ ذرہ بھر کوتاہی یا درنگی نہ کر چھوٗ زوسُن تے پننے وقتس نمودار تہٕ درے (غروب) گس تھِ اناری ہفتن تہٕ موسمن سنوٗ نِظام بدستور رواں دواں سِلسلہ جاری چھُ یہٕ حکمت الٰہی! روزے آخرس تاں یو فطری نظامت سنوٗ سلسلہ جاری رہی پتہ جانور چرند پرندہ متی (مٹی) بنی گسُن اِنسان بعد حِساب دوبارہ پنیری زن پیدہ گسُن واللہ عالم ملازم تہٕ افسر اُستاد تہٕ شاگرد مالوٗ تہٕ لوکوٗ مالی تہٕ گوٗڑی بین تہٕ باروٗن آزیاوٗن بےادبی سِن ہوا زبردست اثر کری گمتھِ مالوٗ لوکسِ فُرماش کری لوکوٗ برس نِس ری ہیٹرہ وستائے جواب دیوس اُستاد حُکم کری شاگرد خاموش رہی مگر بی دُوس بہانہ کری نافرمانی کر رس بین باروٗن بحث تقرار کری زبانی لڑائے کری ہتھا پائی تاں جھگڑا کرُون ۔ گرُ ماہن مرٛدس خفیہ تہٕ ظاہر دِنی صورتن منز نافرمان تھِ ۔ بےادبی سنی یہٕ حالت تھِ کہ والدین حُکم کرونٛ اولاد اولنٛ توجہ موبائیل آئیس اگر کتھ در جواب کینی تے شور سوان جہالت منزٕ گویا تمام معاشرہ بےاَدبی سنے ماحولس منزٕ ولنے آمچھُ آزیوٗ وکُل ماحول رانگا واہ واہ تہٕ نقل پانت فی الحال کھڑا چھوٗ انجام سُوئی یکھ واحد رب ذینی۔

ہینکھ اِنصاف تہٕ موجودہ سیاست سنٛز ذِکر کرتے کرنو ییوی رِشوت ستانی اِنصافس
کِچہ زہر زمروٗ دتھ رِشوت بغیر اِنصاف سنے قلمس حرکت گسیتۓ نہ تھ غریب نادارس بغیر مالیت
اِنصاف کو مِل ۔ آسودہ حال پننٕ مطلب پتے برٕس آحتہ کاڑی نِی چھو غریب ضابطس احترام
کری صفہ منز کھڑی آخرس نا اُمیدی سنے عالمُس منز خالی واپس یے چھ اُش تے تراوی سوگس
یوی اِنصاف یو اِنصاف عدالتن آز چیتھڑن منز وریڑ کری المارن دھوڑ فِش چھ غریبس مال
آئیس وکیل صاحب دھوٗڑہ منز فائیل سہری (برآمد) کری نتے زبانی رنگا واہ واہ! کلام کری
ٹاہتی گستے سیاست کار:۔ عام اعلان کرتے ہائے مہٕ موقع مِلہی علاقہ تہٕ قوم سنِی خدمت کرہا
درجن واری اُمیدوار نمائندگی کھڑا گستے غریبن چناوٗ وقتس خوب بھاشن دیتے کہ تسوسایٔے
غریبی دُور کرم کُذ کہ ہندوستانی منشورٕن چھو غریبس آحتہ رٹو کرویوٗ مُلک اَن پڑھ غریب
دہاتی چھ غریب نادار بغیر اُجرت بھاشن سالم دُوس ہُنتے ورنکے خالی گی گرٕمہنیاں تفصیل ونتے
اُنا اَس آسودہ حال بنوٗ وم نیتا جاچھ اکوٗ ونٹس روپیہ تراوٕن گی صرف ورنے بیالیہ سمواٗٹو کلو موجود
چھوٗ۔ الیکشن قریب آوٗ سطحی ورکرن سنے ورغلائی شیدٕن سینتی دیکھا دیکھی منز ووٹ اعتماد یوٗ
غریب تے دائیں گو بعد الیکشن رزلٹ برآمد گو بھاشن دینے وول نیتا تے باڑ بندی یعنی سیکورٹی
انڈر گوا دکتھ بات کُجا سلام تے شن ورہن (۶ سال) نصیب نہ بنوتھ غریب مزدور تسی حالس
کُرٕمہن بچاری اِنتظارُس سہٕ آسودگی کیلہ یور وہی یوی نیتا جیسُ یکس چُناوٗ کوٹھی تہٕ رشتہ دار
سنبھالنے ئے چھ دوییُس چُناوٗس بھوں ناکام گس را۔

خوش قسمت چھوٗ پنش لگی گے آہ! زمانہ رنگ واہ واہ!

آڑہ کوئیلہ تہٗ موذی سرف

مصنف گامہ ہمسایہ باصلواۃ خاتون لسی بیگم زوجہ حبیب اللہ سینٹ یکا دوس
مشورہ بنوتُ ہ کیتوُ ح بہتر گسہی اگر مشتاق پورہ چشمس (ناگُس) حتیِ محلہ مسجد شریف
بناوَنے یوہی۔ کتھ باتھ کرتے کرتے مشورہ پاس گو آخیر کار سال ۱۹۸۳ء منز ڈھورہ
تہ بُنیاد کاڑنے آیئے۔ ۱۹۸۴ء منز مستری لیگ کری محلہ مسجد سنی تعمیر کھڑا گے بیم لکڑی سنا
جنگلس تیار آختہٗ تیون یہود خصلت والیئے نیل لدھنیال سائیڈ رُڑیلکری چھکہ
کیئنن بہر حال اللہ چھوُ سبب ساز ورنکے بابہ صاحبُس سینٹ مشورہ بنوُت کہ پننے
مکان جایئے سنا بیم چران کری تاں محلہ مسجد تیار گس را آخیر کوٹھ حسابُس متی ترایئے
کری لادھی بنوُتی۔ ۱۹۸۵ء سلیٹ کاڑنے سنوُ پروگرام بنوُتو بو ہر دار سنا مستری عطا
محمد عبدالقدوس بوہریئے سلیٹ مکمل کاڑکری چھت (بام) مسجد شریف مکمل کو۔ یہ
سلیٹ کامیاب نہ رہنیِ کئذ کہ بند سنے بھاری برف باری سینٹ سلیٹ ویسی پینے لیئگا
۔ ۱۹۸۶ء منز سلیٹ کینسل کری مصنف ذاتی جائے مکان سنوُ ٹین سپلاے ء کریل کری
چھت مکمل کرتوُ۔ مصنف سنے بابہ صاجبی تہٗ اماں جان مرحومائے دُعائے خیرتہٗ
دُعائے کامرانی ہر نیک زندگی سنا مقاصدن پرُنم اَچھی کو اللہ تعالیٰ یاوَنوئی دُعا قبول کو
۱۹۸۷ء حج بیت اللہ نصیب بنوُتوُ اللہ تعالےٰ قبول کرَرہ۔

سُروکینؒ اللہ کرنے والوُ چھُ صرف کار شروع کرنے سنیِ دیری آس تھِ سال

۳-۲۰۰۲ء دِمی زیارت حج بیت اللہ احتہٗ غالباً بعد یسہ مسجد منزؔ چرند خصوصاً آڑہ
کوئیلہ تہٗ بُلبُل آلہہ بناوی کری پوتہ کاڑتے اِحتاہ۔ رِچی نماز وقتس اذان دَیتئی آڑ
کوئیلہ رِب سنیِ یاد کر یکی گرز تُلتے ۔ بار بار مصنفُس یاد پیتے نہ صرف اِنسان اللہ سنی
عِبادت رکچہ مخصوص چھ بل کہ حیوانات چرند پرِند حتےٰ کہ جمادات تہٗ نباتات یاوُنی
وُمر روزے قیامت تاں تھِ اللہ سنیاں یاد عبادات منزؔ مصروف کار رہوُن کینژہ
موذی جانور کمہٗ کرانٹہ اِڈہ واری دھونے والا سرف تے اللہ سنی مخلوق چھ ۔ آز
۲۴ جولائی ۲۰۱۹ء بروزے بدھوار اچانک محلّس منزؔ کرنے والا مستری مزور چھٹی
کری نِستہٗ دی (صرف) ثانپ (جوڑی) آڑکوئیلن سنا بچن حملہ کرتے بچہ آلیس
منزؔ مسجد سنے تا جُس سیئنٹ بے بسی سنیاں حالتہٗ منزؔ ظہرتہٗ اُٹر سنیاں نمازن درمیان
سنوٗ وقت آحتوٗ آڑکوئیلن تے دیِ جوڑہ بچہ والیا اُچاہ غالباً زور پوتہ آسہون چائے ۳
موقس پانتی سرفائے ہڑپ کری لیوہ یکہ پوتوٗ اُوف تُلنِس اذان غیر واف کمی فاصلہ
تاں اُوف تُلنے محض جانہ لرزہ سنٹکوٗ تے دُشمن سرف دِیپایئے لچائے (دُم) سیئنٹ
کورَ گھیرس منزؔ آننے سنی باگھانی کوشش بدستور رچھی کری اچانک نظر ہمسایہ ہلڑکن
گرمی سنیاں چھٹی گذارنے والن تہٗ مزدورن محصوم پرِند بچس بکھا پیئے بچہ سنا
والدین پھپھڑائے دیتے جان رُڑلتے دُکھی حالتہٗ منزؔ مہنس بکھا اِمداد سنی التجا کرتے
پانہ مقابلہ کرنس احتہ معزورتہٗ تنگ دست سرفائے باقی بچہ ہڑپ کیمتہٗ اَحتہٗ یس
یکس دِیپائے سرف غالباً لمبائی منزؔ ست آہٹھ فُٹ لچئی سیئنٹ کورُس منزؔ آنی کری

یعنی گھیرس منزّ انی کری حملہ کرتے اَحتاہا۔ یکی لڑکن لکڑی ڈنڈہ سیئنت دِپنی سرفن سنٹرُس بیک سائیڈ چلاوَتِی یکھ زخمی حالتہ منزّ نشتو یکھ بے ہوش پیے گو۔ بچہ منزُس اُوف تُلی موت سنے لرزس ژھپ گو۔ بچہ سنا والدین دُکھی حالتہ منز ژورنِ پاسن پھپھڑاییے دیتے پچراییے کرتے باروُن سنیاں حالتہ دُکھ چھانٹنے سنی ھالت بناوُتے سکول والا نِکائے آہٹ فُٹ سرفہ سَنی لاش دِنی ڈنڈن پانت تُل کری دُور گاڑسُ منز رُنڈی تہ بچہ سیئنت دفن کے تا کہ بدبوُ مہ ماحول خراب کررا۔

آڑکو یَلہ سَنا معصوم بچیٔ موذی سرفن سنو کم نقصان کم خطا کھوُ اِناری گھات لیگ کری دوئیس مہنس حملہ کری قتل کرنزُ کیتوہ نا اِنسانی کار (فیل) چھُ لیس قاتل مہنس تے موذی جانورسنی مشابت تھِ۔ لیس تے آخیر موت تھِ یوُ لچی سیئنت گھیر کری بے ترس بنی کری بے گُناہ ہن حملہ کری پننے نفس موت سنی حاجت پُورہ کرچھُ اِنسان تے بے ترس بے عار بنی کری دویوس بچہ رشوت جبر وظلم ، دھوکہ دغا، تشدد معصوم غریبسُ پتہ کنزش تے ہتھیار سنوُ حملہ ور چھُ۔ یَو دُسرہ دُعا کرم گُناہئے کبیرہ اَحتٰن تحفظ تہٰ نجات دُوئیہ یکہ ہیلہ توُبہ دوبارہ نجات قدرتی تہٰ دُنیاوئی آفاتن مہامماری بیمارن بحوالہ کرونا وائرس تہٰ احتیاطی تدابیرن سُنو پالن عمل سنی توفیق نصیب بنورا۔

وتیرِمس (پوگلی)

پوگلی بولی کا قدیم لفظ وتیرِمس اچانک یاد آم بزرگ ہر وقت لو کچن ہدائت تہٗ نصیحت ہینچھٗ مت دیتے رہ چھٗ لیس سینٹ تیون زندگی سنو سبق حاصل بنو چھٗ۔ ہدائت سنو سبق حاصل بنونے باوٗجود تے اکثر نونہال بچہ غلطی سینٹ لاپرواہی تے کرچھٗ بزرگ ہدائت کاریُو عمل بأل کری زوردار لفظن منزدوئیے ہینچھٗ دینے چاہ چھٗ ادون چھٗ صبر کرے وتیرِمس گویا وتیر سنُو معنی گو وتہٗ لاگمیس (یعنی سیدھے راستے پھر سے تجھے لاؤں گا) پُرانے بزرگ سیدھے راستے کو بہت پسند کرتے تھے۔ کیونکہ سیدھا راستہ مشکلات وکھٹنائی سے پاک ہوتا ہے۔ سیدھی وتَ (نیک عمل) زندگی سنے سفرُس منز نیک عملن سنی خاص ضرورت تھِ لیس سینٹ دِی جہانن خوشحالی تہٗ آسودگی حاصل بنوتھِ۔

کم خوش نصیب آئیس یو ابدی زندگی منز آسودہ حال آئیس ادیئے پرانا بزرگ جذباتن منزٗ ونتے آختاہ لو کایاں گُوڑا صبر کرو دوئیے وتیر میو وتہٗ لاگ میو اولادُس خواہ بالغ آستاہٗ یا نابالغ خوفُس ڈرُس منز یے کری سوچنس پانت مجبور گستے اُختاہ کہ واقعی اُس وتہ ڈلی آسہام ادائیے زیٹھے بڑے وتہ منز پینے سنو گرز (رعوب) کو اُسو علاقائی ماحول خاصہ عرصں آختہٗ آلودہ بنی گوہو لیس وتیرنے سنی ضرورت آختی۔ لیس اِنسانُس روز سنو سفر لیسائے وتہٗ یاں یکسائے وتہٗ ائیس تیس بڑی تیسائے سپوٹ تہٗ مرمت سنو تے خیال کرنو ادا ایسا وتہٗ یکلوُئی نہ دھوں نو چھٗ بلکہ پوری سماج یسوہ مسافر چھٗ کیتھی لاپرواہی تھِ ادوتہٗ دھوؤنے سنیِ اوٗ وتہ دھوں نو پانُس تے خطرہ آختُو مگر دوئین کچہ تے وُمرہ تمام وتیرنے لائق ماحول بنی گس چھٗ آرام طلب لاپرواہ وتیرنے یے گس چھٗ۔

بحوالہ ہرساؤا پرستان

ہرساؤ پرستان پوگلی بولیا منز لِکھتہ مچھ کتابہ منز:۔ اعوان پوگلیچو ان کلام ہما چلی طرزِ ادا لِکھنے
آمچھتر جمہ اِناری کری کہ اے پوگلی جوانا رُکی رُکی کری تو زندگی سنے میدانُس منز دھوں
چھس یلہ تین منزّل دُور تھِ دُوس درنے وول چھُ زندگی فانی تھِ تو جفائے حرکت سیئٹ کار
انجام دے۔ تعلیم منز کاہلی و سُستی سنی رفتار مقابلس منز سبقت حاصل کرنس منز مُشکل
در پیش پیتھ پتہ تھِ جوانی برے گسنے والی یلہ روزی سنیاں تلاش منزّ دویئے بارنسہ گوٹھے
مُلکن چھ بارہا خیال کرنے یے چھُ تہٕ پتو پھر غور کرنے سیئت معلوم گس چھُ کہ نوجوان یکھ
باغبان چھُ زندگی سنے چمنستانُس سیراب کرنے وول چھُ یس فُکر کرنے سنی ضرورت نہ تھِ
موسم خزاں منز کینڑہ پھل زہڑی برے گس چھ کینڑہ پھلدار بنی گس چھیو قدرتی (فطری
تقاضہ چھُ) نوجوانا تین رہائش ''جایئے'' پُگل سنیاں پہاڑی پانت واقع تھِ تینُ برنگے
سیاہ لِباس ''دوپٹو'' بچپن تہٕ بالن دُورے پشنے یے چھُ یاوُں ''شینڈھ ھ سٹی بجاؤ چھ گویا
یاوُن تینیِ شِناخت یے گستھِ یاوُں تِی پرزنی لے چھ

اے نوجوانا اُس ہرکارُس یکجاہ سینتی پیتے گستے چھسم تا زندگی یتفاق سیئت اُوسم اُنا
یکلئے واپس گسنو مناسب نہ چھوُ۔ یس منز شک تے نہ چھُ کہ تِی مشکلات تے ئیوُن کار انجام گو
زنتر مبارک تے کرُون۔ تعلیم دیگر کارن منزّ رُکی رُکی دھونے سیئت زندگی سنی منزل طے خاصا
دِقت یوتھِ۔ زبان تہٕ ادب بکھاتے خاص خیال کرنیاس اگمیئے پراوُس مشتاق زاُگی اِنتظارُس
چھُتھ۔ اے نوجوانا تُو آزمائش رکچہ خدائے پیدا کیم چھس۔ بُرا تہٕ آلودہ عادات ترک کری

ترائے لے تا کہ تو خوشحال ماعولُس منزّ داخل بنی کری پٔنڑ یارن سیٔنت مُلک تہٕ قوم سنِ خدمت انجام دٕیُن کری خوشی تہٕ خوشحالی سُن پیغام دیوس تعلیم تربیت تیٖ رکچہ خالق قدرت سنے طرفہ پیغام حُکم چھُتھ لیس منزّ حسدٕ بُغض، تضاد ترائے کری نیک نیتی سیٔنت پٔنن فرض ادا کری۔ اُساتذہ تہٕ بڑٕن زٕٹھن سٔو احترام ادب مقبول رچھن تا کہ تُو اَشرالمخلوقاتن منزّ شامِل رگس کری پنٔنے خاندانُس تے آس پاس سماجُس رکچہ دُوس سنی زٕژِ (رکرن) بنُوس۔ تا کہ مخلوق الٰہی تہٕ خالقِ اللہ تیٖ پانت راضی تہٕ خوش رہی۔ اَپرُس تہفریبُس احتہ نفرت کرے۔ بحوالہ ہرساوٕ اپرستان رکتاب مصنف مشتاق پوگلی صفحہ نمبر ۵۰ (''سُو مالِک) اے خدا فریادہُن نیاس آوٕن تے اُمیدوار چھُس۔ نام تینٕ رِگنہ کس زبأن سیٔنت، آوٕن ماگنہگار چھس؟

ترجمہ:۔ اے خدا ہِن ناچیز سنیٖ فریاد تے ہُنیاس۔ آوٕن تینیاں
رحمت سٔو اُمیدوار چھُس۔ اے خدا تینٕ نام لیوا چھُس مگر گُناہن سنے وُرہ شرمندہ چھُس اے مولا تُو کافِرن تہٕ مُنکرن ناراض بیزار چھس تینی ہدائت لازوال تھِ۔ اے مولاتیٖ حضرت آدم علیہ سلامُن باقی مخلوقن منزّ درجہ عنائت کو اِنشااللہ آوٕن اولاد آدم چھُس جنت حاصل کرنے سُو حقدار چھس کُل کائنات تیِ منکِس مشغول چھ تُوئی دینے وول عنائت کرنے وول چھس۔ اگر آوٕن وتہٕ ڈِلی گسہاسچہ وتہٕ رہبری کریم۔

تینٕ دامن رٹنے رکچہ کیتوہٕ بیقرار چھُس
قربان لگِمتھ تینے نامُستو نارُس گلزار چھُس

مہِ جذبہٕ شوق چھُ کہ کبلہ آوٕن احکامات تینا بجا آنی کری کامیابی حاصل کرادوٕی تینے نامُس پانت پٔنن پان وقف کری مقامِ اعلیٰ جنت حاصل کرا۔

زمیندار کسان

۵ جنوری ۱۹۸۱ء ہر ساؤ اپرستان مصنف مشتاق پوگلی کلام بہ عنوان ''زمیندار کسان'' کی حوصلہ افزائی:۔اے کسان کیا دیکھ رہا ہے تیری ہی کمائی پورے مُلک میں تقسیم ہو رہی ہے اور تیری ہی کمائی پورے مُلک کا طعام ہے۔نوجوان زمیندار ا پہلوان بنی کری نسے زمینی اکھاڑس منز آسودہ بنی کری غریبی دُور کرنیو اال فال جُو پٹی نخس پانت پنیاں محنت سنو مظہرہ کرے۔خوب جفا کرے،تمام پیشن احتہ بہتر پیشہ فقط تینوئی چھُ تینے پیشس ''سلام'' بعدِ کلامجفا سیٹ آسودگی حاصل بنوتھی اناج سُنو بانڈ کوٹھر ''دلپنی'' ہر دیا فصلی موسمس بھرنے یے چھتیرے بیلوں کا گُمٹھ تیری پنچالی کے ساتھ سجاوٹ دار شاندار، شوبدار نظرے یے چھُ۔یہ تینی شان تہ کامیابی سنو حاصل چھُ۔اُنا باوُنے سنیاں مشینا ٹریکٹر قسم وار آو مگر تینی داتی ہوڑ کس معنے رچھتی تو مُلک سنو خوش نصیب کشاورچھس یہ غریبی دُور کرے۔

او کسانا کڈے تُو بال چھس اُنا غریبی دُور کرے

ہندوستانا کرے مُبارک مین کسانُس شوق سیٹ

اے کسان کیا دیکھ رہا ہے اب گریبی دُور بھگا۔اپنا مُلکھندوستان مجھے شوق وزوق سے مبارک بادی کا پیغام دے رہا ہے۔کشاوری کے جدید آلات مہیا کر رہا ہے۔اسلئے بھی کہ بھارت دیش زرعی مُلک ہے۔اے نوجوان تو پہلوان زن اکھاڑس منز آلات، ادویات، سینچائی ''سگ'' دینے سُنو سامان ٹلیے بہادری سیٹ ڈھوریئے (پتھروں) تہ رچہ سیٹ جنگ لڑے یاؤں ہار دائین کری فصل سبزی حاصل کری گامن سنا کوٹھ بازرن سنیاں چھابڑی تہ دُکان سبزی تہ فروٹ میوہ سیٹ سجاوُنن۔یس علاوہ عام خلقن تہ سپلائین خواہشِ بھرنن ادا یہ غریبی مولیئے جڑ سمیتھ دُور ژنڈے (پھینک) دے کڈ کہ بنک تلیئے بھرنے یون یلہ تو یہ ذرخیز زمین آباد تہ سرسبز رچھس۔یو پیشہ چھتھ بااعتبار تہ حق سُو پیشہ۔

موت سنو پیالہ

تُو پَن تو دھیان کر نیاس یکہ دُوس جام پیٗوُئی
گنگا چھُ یکھ دریاوٗ تیس منز خیال میٗوُئی

جنوری ۱۹۸۱ء منز چھپیتھ کتابہ ہرساوٗ اپرستان صفہ نمبراہٹوی منز موت، مصنف عزیز مشتاق
پوگلی تحریر کرتے اے اِنسانا زندگی چھتھ پائیں سنو یکھ تو پوٗ، قطرہ یکا دوسن موت سنوٗ جام پیالہ
ضرور پیٗو چھوٗ گنگا ندی کِنار سہم دھیان سوچ کرچھس لاتعداد بندہ موت سنا شکار بنی کم چھیلہٕ
زن لاکھ ہا یاترا کرنے والا گنگا ندی منز اشنان کرنے آمچھ آخر یاوٗن تے موت یوی یا ونہ حقیقی
وارث پُن ثواب کرنے یاترُو تے گنگا اشنان سنی حاضری دِیوُن۔ یُو سلسلہ جاری رہی مصنف
کِتابہ منز لِکھ چھُ غریب پیدل سفر کرنے وول آسرا ہر حال منز موت سنوٗ پیغام ضرور یوی
بندہ سنی زندگی موت سنو تو پوٗ قطرہ چھُو۔ پائیں سنے تُو پیس قطرس بہ غور بالنے گسی تیتیئے تووٗس
پانت پینا یئے ہوا زن اُڈی گس چھُ یہ مثال تھِ موت سنی غریب، لاچار، مسکین، اپاہج یتیم ادا
امیر، سرمایہ دار زبان دراز، کم زبان، شریف، معصوم، پرہیزگار، سابر، حاکم محکوم گویا کنڑ تے
جاندار فنا گسنے والہ چھُ جانور پرندہ کیمہ، کیٹرے مکوڑے۔ حتیٰ کہ جمادات، نباتات نیست
ونابود گسُن شاعرون چھُ آخری سرُو ترائے موہچہ وِٹیکری کالی اُحت لاگی سنا ملبوس ڈڈ کاڑ کری
سپرد خاک مقام قبر یا مقام چکھاہ زندگی سنوٗ انجام چھُ۔ اے بندہ خبردار گہٕ زندگی منزی تیر کِچہ
کمائے کرنی چھتھ اِتی خلیق، حلیم، آداب وادیب سُن پیکر بنوٗے تاکہ اگلے جہانُس کِچہ
جائداد جمع گسِتھ یہٕ تیر بکار یوتھ مالیہ زبانی سنوٗ ادب کرے۔

بِداد

پوگلی بولی میں ترُوٹکُ 'ہق' یداق کے علاوہ بِداد' اصناف سخن کا ایک اہم حصہ رہا ہے۔ یہ کب سے کب تک رائج وجود رہا تحقیق کا محتاج ہے۔ بِداد کے معنی اِس طرح ہیں کہ کِسی ظُلم سے دُکھی ہونے پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے۔ وہ اشارے وقناعیہ کے طور پر سنجیدگی سے اظہار کیا جاتا رہا ہے۔ بزرگوں کا کہنا ہے کہ بالا چاروں اقسام سخن اَن پڑھ زندگی میں ہمنوارہ کر زندگی کا قریبی ساتھی بنکر رہے ہیں۔ پوگلی بولی کشمیری اور دیگر بھاشاؤں سے قدیم قرار دی گئی ہے۔ اگر منیرہ جی مرغوبؔ نے پوگلی بولیی کو کشمیری بولی سے قدیم کہا ہے۔ اُدھر امریکن تحقیق کار ماہر لسانیات پیٹر ٹِک نے بھی Pogali is mother of Kashmiri جانا اور مانا ہے۔ اِدھر زنُدھاری اور رامبڑی کا وجود بھی پوگلی بولی سے ہے۔ سیرازی بھی پوگلی کے اشتراک سے ہی ہماچل و بھدرواہی ہمنوا ہو کر معرج وجود میں پُرانے ضلع ڈوڈہ میں ایک وسیع علاقے میں بولی جاتی ہے۔ اِن علاقائی بولیوں کی تحقیق بشیر بھدرواہیؔ ۔فرید احمد فریدیؔ، فانیؔ کے علاوہ درجنوں قلمکار کر رہے ہیں۔

مرغوبؔ بانہالی اور منشور بانہالیؔ نے خاطر خواہ محنت سے ابھی تک تحقیقی کام سرانجام دیا ہے۔ اِن کے علاوہ جو بھی مصنفین میدان تحقیق زبان میں شامل ہیں وہ ہمارے شُکریہ کے حقدار ہیں۔ ہمیں اُن کے بے لوث خدمات پر زبان وادب کی داد

دینی چاہیئے۔ کیونہ یہ عمل ''یداق'' وبِداذ'' کانہیں ہے۔

پوگلی بولی میں اَدب کا خفیہ سرمایہ موجود ہے۔ اِس کی تلاش کرنا خصوصاً پوگلی سے تعلق رکھنے والے تعلیم یافتہ نوجوانوں کا ہے۔ یہ کام محنت وتلاش کا ہے۔ ''چھپُن'' سے پتھر پھینکنے کانہیں ہے۔ ''گن بندوق سے گولی نکلنے کانہیں ہے۔

فراغت نہو چھَم آزیتے تِی سینٹ تحریک اَدبُس دیو ہانظر یکھ

سفارت کرہام دِیپا یئے جسارت گرے سفیرسُ دیو ہانظر یکھ

پوگلی کے قدیم الفاظ

زھاڑم ۔اُوجاڑم ۔اُظہارمَ ۔بدھُومَ ۔بدھیرمَ ۔سِمیرمَ ۔سُدھارمَ ۔ذِمسو ۔

درھمُسو ۔جگوڑم ۔ژِٹیرمَ ۔چیِڑمَ ۔دھریڑمَ ۔

سوٹیرمَ ۔سِدھیرمَدُ خلم ۔سیولمَ ۔دگوڑمَ ۔بھکلتُو ۔اُزلتو ۔سیزلٹو ۔گھٹیر تپو ۔بدھیرتُو ۔مشرلتُو

۔ذمرلتُو ۔ژزِیَہ ما ۔زپی ۔لڑہیٹو ۔ژِہوڑم ۔پٹھیرمَ

سوالیہ مصرے :۔ بلیرمَ ۔وریڑمَ ۔اُزہارمَ ۔اُشورم ۔

یوکوُ ۔کوُچھتھ؟ یہ کیا کیا تھا؟ تِی کمی جوچھتھ ؟ تجھے کِس نے کہا؟

تتی کوُجوہو؟ اُس نے کیا کہا؟ سُو کبلہ یوی؟ وہ کب آئے گا؟

تہروگوکرہی؟ وہاں کیا کرے گا؟ آوَں کیلہ یوَاہ؟ میں کب آوَں گا؟

پوگلی بولی نہ صرف کشمیری زبان سے مناسبت رکھتی ہے بلکہ ڈوگری کے کچھ خاص الفاظ بھی پوگلی سے مناسبت اور ہم معنی ہیں۔ پرانی قدیم بولی کا لفظ ''اوپرالہ'' اور ڈوگری میں بھی اوپرالا بھی دیکھ بھال کے معنی دیتا ہے۔ ڈوگری میں اِس بکھا اور پوگلی میں اُرُو بکھا ہم معنی ''اِس طرف'' اِس پا سے کہا جاتا ہے۔ ''اوکھا'' دونوں میں ڈوگری اور پوگلی میں کہا جاتا ہے۔ ''اوکھا ہم معنی مشکل ہے۔ میووَں کرے میرا ابلا۔ بانڈھے جھوٹے چٹے گانا ڈوگری میں میرا دِل سڑی او گیا۔ پوگلی میں مینوُ دِل شڑی بُوے گو۔ گویا (شڑی) کا لفظ ڈوگری اور پوگلی کا ہم معنی لفظ ہے۔

یداق

(۱) ٹرُوٹک (۲) ہڈ اور (۳) یداق پوگلی کے قدیمی اصاف سخن ہیں۔ٹرُوٹک پوگلی کی مذاحیہ شاعری ہے۔قدیم زمانے میں ٹرُوٹک شاعری کی خاصی اہمیت رہی ہے۔مذاحیہ شاعری بولنے میں ایک دوسرے سے سبقت لی جاتی تھی ایسی شاعری جوڑنے والے زبانی یاد رکھتے تھے چونکہ لِکھنا اِن پڑھتا کی وجہ سے محروم تھا۔کسی خاص موقع پر خوشی کی مجالسوں میں لوگ اقارب ورشتہ دار بیٹھ کر ااج کل کے مشاعروں کی طرح نئے تازہ ٹرُوٹکُ سنتے تھے۔اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔یہ تمام سرمایہ زبانی ہوتا تھا۔ ایسے شعرا ُکے گذر جانے کے بعد سامعین میں شاعر کی یاد دِلاتے ہوئے ٹرُوٹکُ کا کوئی خاص بند سُنا دیتے تھے۔اس طرح مذاحیہ کلام سُننے کا لُطف بھی اُٹھاتے اور جوڑنے والے شاعر کی دُکھی یاد بھی کرتے تھے۔۔سامعین میں ہر ایک افسوس بھرے الفاظ میں اُس کی موت پر تبصرہ کرتے تھے۔اور ابدی زندگی میں مرحوم کیلئے مغفرت کی دُعا بھی کرتے تھے۔

تینی معشوقہ گریس دا کہ تراؤ تورٹنے والا داتِی آؤ

اِیس دِتھوم مکُس فش پیش کری ژٹنے والا نہا آؤ

ہڈ:۔ہڈ یہ دونوں مرد وزَن کی مشترکہ شاعری تھی۔یہ بھی اَن پڑھ کی وجہ سے زبانی حفظ رہنے والی شاعری تھی۔پوگلی کے علاوہ دوسری زبانوں میں ہڈ کی شاعری جوڑی جاتی تھی۔کلام ہڈ کے وزن ردیف وقافیہ میں ِکسی زبان کے الفاظ کی قید نہیں ہوتی تھی۔اُس زمانے میں جنگل سے بالن کیلئے لکڑی لائی جاتی تھی اور لکڑی سے آگ بنا کر کھانا پکایا جاتا تھا۔یہ مستورات لکڑی کا گٹھا تیار کر کے ہڈ کلام گاتی تھیں۔اُس پیار ومحبت اور اپنے میکے والوں کا ذکر سنجیدگی سے

ہوتا تھا۔ دِل کولُبھانے والی شاعری جس میں یاس وافسوس کے تاثرات ہوتے تھے۔ جب گھر کی طرف لکڑی لیکر عورتیں قطار میں چلتی تھیں کوئی خاص ہڑ کا بند گاتی ہوئی متاثر ہوتیں اور چند سامعین کی آنکھوں سے آنسوں بھی بہتے تھے۔ اِن ہی حالات کے پیشِ نظر بوجھ بھرا سفر گھر تک طے کر کے دم لیتی تھیں۔ نمونہ کلام یوں ہے:۔

شام نمازہ یون آزتینا میناٹاٹھہ　　　　وُنس گسم بابامینہ اُٹھلم ریلا کاٹھا

ڈبل زین سٗو فیرن نیوہالیگ ورنکے　　　　پھرتے چھُم بابامینہ مالنے گرشھاور نکے

یداق:۔ یداق کی تعریف تنہائی میں کسی ظُلم کا اظہار جبکہ اُس ظُلم کا ازالہ کسی معمولی کوشش سے نہ ہوسکے۔ گویا یداق دِل کی گہرائی جذبات سے گایا تھا۔ اِس طرح مظلوم کے آنسوں بہتے سسکیاں لیتے ہوئے یداق تنہائی میں گائے جاتے تھے۔

جیسے:۔　　قربان لگمتھ کیلہ یوسونارچھم اَنترنِ دوبایاہو

دیوان گم چھس دِل دیوسونارچھم انترن دوبایاہو۔

مہٹیکو دائیں سنٹھُس کھل ٹیپ مہیس　　　　منزہ اُرمائیے زخمی دِل کرتے چھم

ترجمہ:۔ میرا بنیادی پیارا دوست میری طرف دیکھتا ہی نہیں ہے۔ نہ جانے میں نے کیا غلطی کی ہے مجھے کبھی ایسے جذبات زخمی دِل میں آتے ہیں۔ اُس کے ماتھے پر پیار کر کے گلے سے بغل گیر ہو جاتا۔ پُن ونِی بھی قدیم پُگلی کی اصناف میں ہے۔ یوں قبل از منظوماتِ شرَوا میں ہڑ اور تُروٹک کا مختصراً تحریر کیا گیا ہے۔ کئی قدیم پوگلی الفاظ انگریزی کے دباؤ سے محدوم ہورہے ہیں تحقیق کرنے پر تنہائی اور خاموشی میں قدیم پوگلی الفاظ ذہن میں آکر بھول جاتے ہیں۔ پوگلی بولی قابلِ تحقیق ہے۔ کوئی محقق پیٹرٹک یا اُس جیسے تحقیق کار کو دوبارہ یہاں آنے تکلیف دینے سے مہلت دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پوگلی زبان کیلہ بنوی

دکھا کام نام کوئی شاندار
کہ رہ جائے باقی کوئی یادگار
گھڑی کی طرح کام کر صبح و شام
تو کر عمر گن گن کے لمحے تمام

پوگلی بولیہ ہزہ ترقی یافتہ دورس منز زبان لکھنے قلم تے تھر کوتھی، لرزوتھی کُڈ کہ گُذروتچھ یکھ صدی انتری محققنیا یئے تہ ناقد مینایئے اِرہی بکھ نظر کمتھہِ یاوَن منز ماہر لسانیات جارج گریرسن، پروفیسر سدھیشور ر اوورما، پروفیسر مرغوب بانہالی چھ جارج گریرسن سُو اول سُن محقق چھُ یس زن آحتری (۳۸) ہندآریائی زِبانن تہ ژور ۴ ہت شاخن (ڈالین) تفصیلی تحقیقی مطالعہ کُچھ یس منزّ پوگلی زبان سُن تے خاص رِکریذ کر کُچھ جارج گریرسنن بعد عوامُس درمیان پوگلی زبان نوے طور طریقس تھدے تہ کھولے پیمانس پانت تحقیق سُن کارڈ اکثر مرغوب بانہالی نبھاوُچھ غیر مُلکی غیر زباندان تے یاوَنِ تحت (زیر سایہ) تہ نگرانی منز تحقیق مکمل کری گیوہ یاوَیں یوحق ہمسائیگی سُن خوش اسلوبی سینت انجا دینس منز پہل کمیتھ یَس کیچہ رضا کارتہ قلمکار پوگلی دُعائے خیر سینت نام گن چھ مرغوب تھیوری تے تھِ پُگلی لگھنس مددگار ثابت بنوتھِ مقامی محقق پوگلی چِن (۳) لِبجن منزّ تحقیق کرنس کھولہ ڈولہ میدان پیشن چھ یاوَن چِن ۳ لِبجن منز، تاہم پوگلی زبان سُن کار کرنو پوآئے (بکرا) کاشری منز ساوَل پوگلی منز (ٹھوہاٹھ) (مینڈھا) کشمیری منزّ (کٹھ) پوگلی منز (لو) (لڑھ) دیر کشمیری منزّ ژئیر فروٹ ہاڑی کو بھی کشمیری میں ژئیر کہا جاتا ہے۔ پوگلی قدیم ژرالفاظ آج موجود نہیں کوئی خاص مقامی بزرگ ہی پوگلی اُس قدیم سرمائے کی تلاش کرسکتا ہے۔ اُپھان پوگلی میں اور اُپھان سنسکرت

کالفظ ہے یہ ہم معنی بھی ہے۔اِدھر سے دُخان بمعنی دُھواں عربی میں اور قدیم پوگلی دُخان جلانا ہے۔یہ پوگلی کے اول لہجے کا ہے۔(آگ بڑکانہ کیلئے بولا جاتا ہے) آج سے تین دہائی قبل بڑے بڑے دینی یا نجی اجتماعات میں بزرگ اپنے خیالات کا اظہار پوگلی زبان میں کرتے تھے۔اُن میں عبدالعزیز بالی، مرحوم الف دین کٹوچ، مرحوم حاجی امام دین رونیال، مرحوم عبدالجبار کٹوچ منظور، مرحوم محمد حسین حسین، مرحوم منیجر امام دین، مرحوم ماسٹر الف دین، محمد اسماعیل اثری، عبدلعزیز مشتاق پوگلی، منظور پوگلی وغیرہ علاقہ پوگل پرستان، نیل میں پُر خلوص خطاب اکثر پوگلی زبان میں کرتے تھے۔اور ماشا اللہ آج جامع مساجد دینی اجتماعات، نماز عیدین، سرکاری کانفرنسوں، بُدھار میں میٹنگوں میں خطاب، شاعری اور نا تیہ کلام پوگلی بولی میں ہی بولے جاتے ہیں۔حلقہ انتخاب بانہال میں ۷۵ فیصدی پوگلی بولی رائج ہے۔

کائشری تہ تھِ، گوجری تہ تھِ، پوگلی تھِ دردی ڈوگری تہ تھِ۔(دردی ڈوگری آز کی رامبڑی)

بیادگار مخلص اُستاد مرحوم عبدالرشید خان

کیا لوگ تھے جو راہِ جہاں سے گذر گئے

جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتے رہیں۔

گلشن میں بڑی دیر سے بہار آرہی تھی

پنیری یہ رشید خان کی لگائی ہوئی تھی

آیا تھا میں جہاں کی ہدائت کے واسطے

تصویر بن کے رہ گیا برکت کے واسطے

بیادگار:۔(اے۔آر۔نثار)

(عزیز مشتاق

کرتار پور گوردوارہ

بے خودنگاہیں، ہی خودشناسی بشرطِ جہاں سے بہرور ہیں
بہت قطرے سے تھے موتی نکالا اُن کوشناوری نے

(عشرت کاشمیری)

گذشتہ 9 نومبر 2019 کرتار پور افتتاح کا ایک نا قابل فراموش تاریخی اور یادگاری دِن تھا۔ اِس دن ہندو پاک سرحد کت قریب امن و آشتی، عقیدت وتقدس کا سورج طلوع ہوا۔ جس کی کرنیں ماضی تاریخ کی تاریکیاں مٹا سکتی ہیں۔ 9 نومبر سے قبل سکھ برادری کے مردوزن واگہ سرحد پر حکومت پنجاب کی طرف سے دُور بینوں کے ذریعے درشن کرتے تھے۔ سکھ برادری کے لوگ اپنی ارداس گورونانک جی کے دربار میں یاترا کرنے کے متمنی رہے ہیں۔ بابا گورونانک نے ہندو مسلم مذہب کے اکثر اصولوں کو بنیاد بنا کر این نئے دین کا آغاز اختراع کیا۔ گوروگرنتھ جو بابانانک جی کے اقوالِ ذریں کا مجموعہ ہے اسی طرح ہوتا ہے۔ ''اول اللہ نور پایا قدرت دے سب بندے''۔ '' ایک نورتوں سب ابجیاں کون بھلے کون مندے'') باباجی کو اُس وقت کے پیر، بزرگ، صوفی، مہاتما ماننے والے تھے۔ گویا ہندو مسلمان سبھی ماننے والے تھے۔ جبکہ آفاقی علم دینے والے'' انور'' کا نام باباجی نے ابتدا میں لیا تھا۔ اور کعبہ شریف کی عقیدت پر زیارت بھی کی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ عبدالقاسر جیلانی کی

درگاہ کے اندر دیوار میں بنا ہوا محراب نما طاق جس میں رحل پر گرنتھ رکھا ہوا ہے۔ ماس کے اُوپر ایک تلوار رکھی ہے۔ اور تاق پر تحریر درج ہے گویا فقیر یہاں بھی تشریف لائے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جب اُن کا وصال ہوا تو ہندو اسے جلانا چاہتے تھے اور مسلمان شو کو دفن کرنا چاہتے تھے۔ گُورو نانک ۵۵ واں گورو کہلاتا ہے۔

یہ تنازعہ طول پکڑتا گیا جبکہ ایک زور کی آندھی آئی آندھی رُکنے پر شو سے چادر ہٹائی گئی تو لاش کی جگہ پھولوں کا ڈھیر نظر آیا۔ آدھے پھول ہندوؤں نے چکھا پر جلائے اور آدھے پھول مسلمانوں نے وہیں دفن کر دیئے۔ گویا بابا گورونانک کی عقیدت دونوں میں تھی۔ جبکہ آج بھی باباجی کی سمادھی ہے اور اُسی جگہ پر قبر بھی موجود ہے۔ ایسی ہی روائت عظیم شاعر سنت کبیر داس کے بارے میں بھی مشہور ہے۔ کرتار پور گوردوارہ کی تعمیر نو سکھ برادری کیلئے خوش آئین کا باعث ہے۔ یہ گوردوارہ ۱۹۳۵ مہاراجہ پٹیالہ نے بنوایا تھا تعمیر نو کیلئے حکومت پاکستان نے پروجیکٹ اپنیک نگرانی میں تیار کیا۔ اس کی تعمیر نو کیلئے تین سال درکار تھے۔ انتظامیہ کے تحت کام کرنے والوں کیلئے مبارک وداد تحسین شو یہ ہے کہ بجائے تین سالوں کے صرف ۹ مہینوں میں کام مکمل کر دیا۔ قدیم عمارت صرف چار ایکڑ میں واقع تھی۔ اس پر رات دن کام مکمل ہوتا رہا۔

آس پاس کی باقی اراضی پر دوسروں کا قبضہ تھا قبضہ رکھنے والے مسلمان تھے۔ پاکستان کے وزیر اعظم عمران خان کو سنگھ سدھو نے کہا کہ بابا گورو خود کاشتکار تھے۔ کہا جاتا ہے کہ چار سو ایک ایکڑ اراضی تھی۔ عمران خان نے ذاتی طور پر مسلمانوں سے

تحریک زبان وادب اور تعلیم

(ڈینگ بھٹل)

ڈینگ بھٹل آج کا گول گلاب گڑھ پوگل پرستان بلکہ ضلع ڈوڈہ کے پہاڑی علاقہ جات کشتواڑ کے راجواڑے کی حکومت میں رہے ہیں۔ یہاں پر دلائل دینے کی خاص ضرورت نہیں ہے۔ گول گلاب گڑھ (ڈینگ بھٹل) تحصیل ضلع اودھم پور کے ساتھ تھی۔ اب ضلع رام بن کے ساتھ ملائی گئی ہے۔ گویا زبان وادب کے حوالے سے یہ بھی اپنا کلچر وادب کے حقدار ہیں۔ اِسی خوبصورت پہاڑی علاقہ میں مختلف بولیوں کے شعراؑ و مصنفین ہیں۔ سنگلدان گول زبان وادبی شوق رکھتے ہیں۔ مارچ 1962ء 1961ء جموں وکشمیر اسمبلی الیکشن ہوئے۔ حلقہ انتخاب رام بن کانگریس کے اُمیدوار اسد اللہ میر پرجا سوشلسٹ کے اُمدوار ڈی ڈی ٹھاکور، پرجا پریشد کے اُمیدوار لبھو رام شاہ رام بن لڑے۔ کانگریس کے اُمیدوار اسد اللہ میر چناؤ جیت گئے۔ یہ ذیلدار نامی اچھے خاندان چریل بانہال کے ایم اے ایل بی اُس دور کے رہنما تھے۔ یہ ماہ نومبر 1961ء علاقائی دورے پر لوگوں کا شکریہ ادا کرنے اور حالات کا جائزہ لینے کیلئے پوگل تشریف لائے۔ اُن سے مشترکہ طور پر لوگوں نے صرف ایک ہی ڈیمانڈ کی مرحوم الف دین گنائی ماسٹر کو

مالیگام سے تبادلہ کیا گیا تھا اُسے واپس مالیگام لایا جائے۔ میر صاحب نے مسیج پر ہی
غلام محمد مختیار ڈائریکٹر سکول ایجوکیشن جموں وکشمیر کو فی الفور الف دین ماسٹر کو واپس
آرڈر مالیگام کیا جائے۔ الہٰہ کا کرنا تھا کہ مصنف کی درخواست بھی مرحوم مختیار
صاحب کے ٹیبل پر تھی درخواست پر ہی آرڈر ٹرانسفر الف دین ماسٹر کا ہوا
۔جولائی ۱۹۶۲ء مصنف آرڈر لیکر اشمار بڑا گُنڈ حلقہ سنگلدان بیسک ایکٹوٹی سول
سے ۱۴ مارچ ۱۹۲۶۲ء ماسٹر الف دین گنائی کو فارغ کیا۔اُن کا چارج حاصل کیا۔
اِنتہائی مسرت کے ساتھ خود لوگوں سے الوداع ہوتے ہوئے نیک ہدایات نسبت
مدرسہ ورابطہ لواچکن طلباءٗ دیتے رہے۔

مصنف نے مدرسے اور معاشرے کے ساتھ وہی دیانتداری کا طریقہ
اپنایا۔ڈیوٹی کی پابندی اور بچوں کو پیار سے پڑھانے کا جذبہٗ مزید قریب آتا گیا
جبکہ پوگل سے دودن کے پیدل سفر کے بعد کھرولی دھرم گُنڈ عبور کرنا بنا پُل چِناب کو
دیکھ کر وحشت بھی ہوتی اور سفر درس وتدریس کیلئے مسرت بھی ہوتی۔ ِسبھی اِس سفر
کے ساتھی نذر محمد خان وعبدالمجید خان چملو اس بانہال دونوں نائب تحصیلدار ہوتے
جو ریٹائر ہو کر وفات پا گئے اللہ انہیں مغفرت کرے۔ مدرسہ کسی کے گھر میں تھا۔
مدرسے کی جگہ وتعمیرات عمارت (بلڈنگ) ہندو مسلم مزرگوں کے اِشتراک سے مکمل
کر کے چھ ماہ بغیر تنخواہ پوگل چھٹی پر آیا۔ تنخواہ بھی اسلئے بند تھی کہ میں سوشلسٹ
پارٹی کا ورکر علاقائی نمائندے ڈی۔ ڈی۔ ٹھاکور کے ساتھ تھا۔ بہر حال خالق

آخر کار ۱۹۷۷ء میں کانگریس حکمران پارٹی کانگریس آر۔ بھارتیہ لوک دل پر جا شولیٹ پارٹی نے مل کر جنتا پارٹی وجود میں لائی اور پہلی بار جنتا پارٹی کی حکومت اٹل بہاری باجپائی کے حق میں آئی واقعی اٹل جی کی شخصیت انسان دوست قلمکار امن پسند۔حق پرست، دیانتدار، سادہ لوح اور غریب نواز تھی۔ اُن کے بعد مُلک میں وزیر اعظم کا عہدہ نریندر مودی جی کے زیر سایہ ہے۔ پہلے مرحلے میں مودی جی نے ہمسایہ مُلکوں کے ساتھ تعارف کے علاوہ ترقی، امن، تجارت پر کام کیا ہے۔ دوسری مرتبہ بحثیت وزیر اعظم خوشحالی، غربت کے ازالے، حقوق کی ادائیگی وشناسی تعلیم وترقی، ماحول کی آلودگی جیسے منصوبوں کا کام عملی طور پر انجام دینے کے لئے کوشاں ہیں۔ رشوت ستانی جیسے مرض سے چھٹکارہ دھیرے سے ہی انجام ہو جاتا تو خصوصاً مرکز کے زیر انتظام جموں وکشمیر بھی نا قابل بر داشت بوجھ سے پوتر اور پاکیزہ ہو جاتی۔

بحوالہ وزیر اعظم نریندر مودی اپوزیشن پارٹیاں صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں (اخبار کشمیر عظمیٰ ۱۹ نومبر ۲۰۱۹) دوسرے دورِ حکومت میں جوں ہی تعمیر وترقی کے آغاز ہونا قرار پایا تھا ۔آفاقی وباہ کرونا وائرس کا محاز کھڑا ہوا جس میں ہمارے وزیر اعظم نے پوری دُنیا میں احتیاطی تدابیر کی پہل سے سمجھوتہ کیا اور مُلکی سماج کو سوچھ دینے کیلئے سوچھتا سے رہنے کو کہا ،دُنیا کے ترقی یافتہ مُلکوں میں کافی جانی نقصان ہوا۔ تاہم ہمارے مُلک بھارت میں خالق کُل نے نارمل حالات سے نوازہ مستقبل میں اُسی کی عظمت سے احتیاط وہدایات پر عمل کیا تو یقیناً کافی حد تک جنتا کا ٹیسٹنگ رزلٹ نگیٹیو تک آسکتا ہے۔ اور مہاماری آفات کے اخراج سے دیش محفوظ رہ سکتا ہے۔

مسلمان تہ دعوتِ دین (بزبان پوگلی)

مُسلم کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی

مروت حسن عالمگیر ہے مردان غازی کا

ُماسٹر جی ایس ۱۹۷۴ء

یکھ مسلمان یا ایمانن یقین رچھ چھوُ کہ اللہ سنی خوشنودی حاصل کرنے کیچہ صرف یکی وَت تھِ یس پانت دھونے سیئنت جنت حاصل بنو چھو۔ یہ: سئی وت تھی یسہ وتہ سنی الہامی ہدایت انسانن خدا صاحبہ پانہ دِ تمتھِ ادائے ہر مُسلمانس فرض بنو چھو کہ یو پیغام سرن اِنسانن تاں واتلرہ۔

مسلمان اِنسانی پیدائش سنو یکھ فرد چھوادائے اِنسانی معاشرس منز ہرانسانُس محبت، ہمدردی صلہ رحمی سنو جذبہ قائم رچھ چھوُ یو مسلمان بلاتفریق ذات پات، رنگن نسل، مذہب ملت، زبان وقومیت سرن سنو خیر خواہ تہٰ خیر خواہی سیئنتی ہمدردی سنی کری زن دگی بسر کررہ یو دُور سماجُس سہ بہتر تہٰ پائیدار وت شاولرا یہ دائمی نجات بکھ نی نے والی ائیس بلکہ دائمی عذابُس آحتہ پناہ داولی بچاوی۔ عِناری تے ہر مذہب سنو عقیدہ چھو کہ مذہب سنو پیروی کرنے والو جنت (سرغ) ضرور حاصل کری۔ مگر دوئیس مذہب سنے پیروکارُس سیئنت بھائی چارہ آسِس تلیئے سُو یھنی و مید رچھِ ہیگی۔

اللہ سُو حکم چھوائے مینا بندہ حقوق اللہ بجا آنُس حقوق العباد مشرلِ لیوس تینی عبادت ہر گز قبول نہ تھِ رب چھوُ سرن نگہبان تہَ پالن ہار اُمت مسلمہ مختلف

گروہن جماعتن مختلف زبان بولنے والن مختلف تہذیب تہٕ تمدن وقومیت رنگ تہٕ نسل منز تقسیم تھہِ

آز ژودہ ہتھ (۱۴۰۰) وری گُذرونے بعد دُنیاس پانت یکھ ارب آحتہ زیادہ مسلمانن سنی آبادی تھہِ یتھی بھاری آبادی دائمی مسلمان بزرگن سنے بدولت قائم تھہِ یوئیں اخلاق وکردار، محبت تہٕ خلوص سئینت دعوتِ دین دُنیا سنے کونس کونس تاں کافی جدو جہد کری واتل تِی یہ دعوت دین روئے زمین سنے ہر پاسس نہائت خوش اسلوبی سیئنت قبول کرنے آیہٕ آز اگر اَس پننے پانُس مسلام تہٕ مسلمانی سُن دعواہ کر چھسم محض بزرگن سنی کوشش سیئنت حاصل گمتھِ

تہٕ محض خالق برحق سنیاں رضا تہٕ خوشنودی کیچہٕ مخصوص آسنے گژھِ دین اسلام سئیاں تقویت کیچہٕ صبر وتحمل، شعوری عمل، محنت وجدو جہد سنی ضرورت تھِ غلط سوچ سنو شکار اگر کنژ دُنیاوس چھوسوئی دین اسلام سنو دُشمن چھوکذے کہ شکوک وشبہات، غلط فہمین سینتی دین اسلام سنی پُر امن ترمیم آہنگ زندگی گذارنس منز آئیگہ مُشکل رکاوٹہ پیش یے چھہٕ اخلاص تہٕ امن سئینتی دین اسلام سنی پیروی کری خدا تہٕ خدائے سنے رسولس پیغمبری اوتارن رِشی اَن تہٕ نیک بندن پسند تھِ

تاچیے رہنو بولنے سنی علامت (بزبان پوگلی)

جگائے جادو جہاں کتنے نگاہ میں سروری نے

ابراہیمؑ جب آیا پناہیں ڈھونڈی آزری نے

تاچیے رہنو کا شری منزّ (ژپ دب اُردو منز خاموش معنے دے چھو خالق قدرت والے پیدائشی لیس خوبصورت جسمس سیئت یکھ حصہ جُز زیوی زبان'' لیس سیئتید ماغی حصہ ذہن عطا کیچھُ بلکہ جسم سنا تمام حصہ مشینی پُرزن سنا پاٹھی کارانجام دے چھ زبان بولنے سنو یکھ آلہ کارتہَ فرمانبردار تھِ یہَ تاچیے تہِ راہ تھِ تہَ بولنے پانت یوئی آسانی سیئت تھمتے نہَ تِھا خر'' تاچیے'' خاموش تے کیلہ تاں رہی۔ خاصاوقتس خاموش رہی کری تے بے شمار بولِی تے ہیگی۔

سوال مختصر آس چھُو جواب تفصیل تہ وضاحت طلب آس چھُو مختصر جواب حق حاصل کرنے سنو یکھ قیمتی آلہ کار چھُ یو طالب علمُس وری (سال) سنیاں کمائے سنی اُجرت محنت واپس دے چھُ آخر پیدا کرنے وولو تے زپچھو صبر سنو پھَل توسَن حق چھُو۔

توسن ضرور عطا کرا فکر مہ کرع مینا بندائے نہ بلکہ پیارا بندا چھتھدُ نیاوی معاشرس منزّ زبانی پابندی تسوئے بغیر کنٹرِ یکھ نہ یَگ ہیگی۔نمرود ہامان، فرعون طاقت دُنیاوس پانت آیاہ زبان زورس وقتی خلقتس دباؤ ترائے کری خود ساختہ رب بینی کری نس گیوہ آخر کیمتے سنو حشر تیر بھکتو آئیس ابدی زندگی سنی سزا ِگن کری گیوہ۔

یو دُنیاوی نظام روئے زمینس پانت صرف گفتگو کتھ بات کرنے سیفت انجام بنوچھُ لڑائے۔جھگڑا۔فساد۔جنگ جدل۔حسد۔بُغض یوہ کنژ علاج نہ چھُ پتہ گو برتری یا اقتدار یو خواہش رچھنے والس حلیمی۔نرمی۔اخلاق تہٕ کردار سینتی حاصل بنوچھوز ورتہ ظُلم زبانی سینتی فساد۔جنگ۔دُشمنی تہٕ مخالفت پیداہ گس تھِ۔یو کرتب نہ ربُس پسند تہٕ نہ رب سن بندن پسند۔امن۔بھائی چارہ۔دوستی سنی واحد یکھ زبان تھِ یسائی مِٹھاس یاونی خوراک تہٕ غذا تھِ

دمن پانت آسُتھ امن بحال رچھو

غمن منز تے آسُتھ رب سنو خیال رچھو

(ڈی ڈی ٹھاکور کی برسی پر)

مدت سے چراغ روشن ہوا تھا کالی گھٹا کے بعد

روشن ہو گیا دامن کو ہسار پوگل کا کیا ہوگا؟

تحفہ مِلا ہے یادوں کے چراغ عرق ریزی کے بعد

آتما امر ہو گئی اُنکی آتماؤں کا کیا ہوگا؟

روتی ہے کہ سنسان دھرتی اُنکے جانے کے بعد

چٹانوں تک ہوا ہے اثر سہارے کا کیا ہوگا؟

چنگاری پھُوٹی ہے، کس سمت مقام مغرب تک

خلأ ادھورا ہے، بے سوچ کارواں کا کیا ہوگا؟

تحریک زندگی

اِنسانی زندگی کی تحریک بچپن چھوڑ کر بلوغت سے ہی شروع ہوتی ہے۔ بچپن اِنسانی تحریک زندگی سے اس لئے بری ہے کہ یہ والدین اور بنیادی اُستاد کی تربیت کا محتاج ہے۔ اصل میں والدین ہی اپنی اولاد کے متوسط تعمیر زندگی کے ذمہ دار ہیں۔ پرائیمری سطح تک تعلیم حاصل کرنیکے بعد اُساتذہ بچپن کی تحریک زندگی تعمیر کرنے کے آغاز بلوغت تک ہی مجاز ہوتے ہیں۔

اِسان کا دُنیا پر آنا ایک آزمائش ہے۔ ایک امتحان ہے۔ اِس آزمائشی امتحان میں کامیابی کے بعد خالق اِنس وجن جنت کے حقدار ہو سکتے ہیں۔ بصورت دیگر معتبر کتب کے حوالے سے تحریک اِنسانی کی بے وفائی پر عذاب کے سِوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مقدس ہدایات کی کتابوں میں کئیں بھی دُنیا کو جنت (سورگ) سے تعبیر نہیں کیا گیا ہے۔ اکثر بلوغت سے ہی یعنیلڑکپن سے تحریک متوسط ومیانہ روی مدِ نظر رکھ کر زندگی کی تعمیر لازم وملزوم ہے۔ دُنیا میں زندگی آزمائش کی کسوٹی ہے جدوجہد سے بعد حیات جنت (سورگ) کا مقام حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اِس محنت کے دور میں ذاتی عیش وعشرت یعنی غیر ذمہ داری سے آرام طلبی کی سامان تیار کرنا اور تادم اِسی خواہش کا غلام بن کر رہنا جنت سے محرومیت یقینی ہے۔ موجودہ دور میں اِنسان نے ذاتی طورا اپنے اورا اپنے اہل کنبہ

کیلیئے معیاری خوراک (کھان پان) ملبوسات ، مقام وقیام ، رہن سہن غرضیکہ اعلیٰ معیار کو ہی عزیز ترین مانا ہے اور آج کا اِنسان معیاری زندگی کا ہی غلام بنا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ اِنسان نے اِسی معیاری حصول زندگی کیلیئے تمام تر صلاحیت وجدو جہد کو بھینٹ چڑھا دیا ہے۔ گویا آج کا اِنسان نیک زندگی کی تحریک سے ناواقف ، بے خبر اور کاہل ہے۔ اور دُنیاوی جنت کو مانتا دینے کا قائل۔ برعکس اِس کے اگر اس بنی نوع انسان نے متوسط میانہ روی ، سادگی سے تحریک زندگی کا آغاز کرتے ہوئے عمل کیا ہوتا تو یہ آزمائشی امتحان میں کامیاب ہوکر اصلی وابدی مقام حاصل کرنے کا حقدار ہوتا۔ چونکہ دُنیاوی زندگی عارضی ہے۔ اسے جنت سے تشبیہ دینا نادانی ہے۔ گھاٹہ وخسارہ ہے۔ ایسی ناکامی سے خالق کائنات پر دُنیا پر آنے والوں کونجات دے اور دُنیا کو جنت ماننے والے کو تحریک نیک اعمال حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

اپنے محبوب وطن کی یاد میں

کشمیر جنے بے نظیر کے قلمکار شاعر نے کس قدر خوب لکھا ہے۔ اپنے محبوب وطن کی یاد میں یوں لکھا ہے:۔

(ژِ چھکھ میو نجِگر گوش ولو موروش بُہ مارئے پان۔ امارن چانیئے دُلنیم پوش ولو موروش بُہ مارئے پان)

اے پیارے وطن کے معشوق تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ مجھ سے نہ روٹھ تیرے بغیر میں زندہ رہنا نہیں چاہتا ہوں بلکہ مرنے پر راضی ہوں گا۔ کیونکہ تیرے نفس ارادہ نے مجھے پھولوں کی ہار سے سجایا ہے۔ علاوہ ازیں شالیمار، نشاط باغات کے خوبصورت رنگ برنگی پھولوں کی طرح تیری اہمیت وافادیت سے میں مطمئن ہوں کیونکہ ایسے بارونق باغات سبزازار میدان اور ٹھنڈے پانی کے چشمہ جات اور برف پوش سے ڈھکے ہوئے دیہات وکوہسار ہی دِل وجگر کا سہارا ہیں۔ مت روٹھ اپنے ہمسایوں کے ساتھ متحد خوشحالی کی زندگی بسر کر اور خالق ارض وسما کی تعریف وشکر ادا کر۔

بے خبُر در بدر چھس فقط سوئی خالق چھم والی
حلم بھریم اے محمد بھری کری نہ گسہا خالی
خالق تے سوئی مولا رزاق تے سوئی مولا
واپس نہ گسہا سائیل چھس آوَں تی سوالی

انجہانی ڈی۔ڈی۔ٹھاکور

شناسا ہی سمجھ سکتے ہیں اِسکو
کہ گوہر چیز کیا ہے؟ سنگ کیا ہے؟
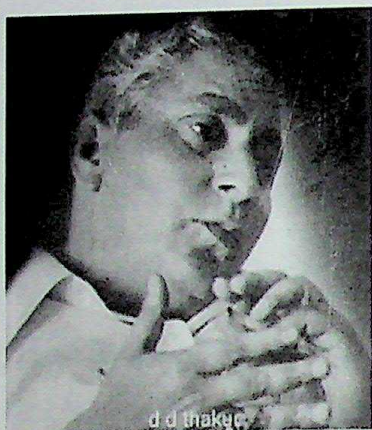
اَنجہانی ڈی۔ڈی۔ٹھاکور سابقہ ڈپٹی چیف منسٹر ریاست جموں وکشمیر ۹ دسمبر ۱۹۳۰ء موضع بٹرو علاقہ پوگل پرستان تحصیل رام بن اُس وقت کے ضلع ڈوڈہ میں پیدا ہوئے۔ طالب علمی کے دوران ہی وہ سیاسی امورات میں دلچسپی رکھتے تھے۔تعلیم سے فارغ ہوکر گورنمنٹ سکول پوگل میں بحثیت ہیڈ ماسٹر تعینات ہوئے۔ اِس ادارہ سے نوکری چھوڑ کر لکھنو یونیورسٹی سے مزید تعلیمی ڈگری حاصل کرنے کیلئے چلے گئے۔ مصنف ناچیز خاکسار اُس دور میں پرائمری کلاس کا طالب علم اُن کے ہی زیرِ سایہ تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ٹھاکور صاحب کو علمی ذہانیت پر اپنا بند مقام حاصل کرنے کا جذبہ شوق تھا یونیورسٹی داخل ہوتے ہی یونین سٹرائیک کے دوران اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ بعد ازاں یونیورسٹی کے اپنے اسمبلی حلقہ سے چناؤ جیت گئے اور عبوری کمیٹی کے رُکن بنے۔آل انڈیا ڈبیٹ

اور انٹر ہوسٹل ڈبیٹ میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور اسی ذہنی شہرت پر شوسلٹ P.S.P پارٹی کے نمائندگان سے تعارف ہوا۔ P.S.P میں شمولیت سے قبل رام بن نیشنل کانفرنس کے نائب صدر اور مجلس عاملہ کے ممبر تھے۔ ۱۹۵۴ء میں بی اے ایل ایل بی اور ڈی پی اے سے فارغ ہو کر تحصیل رام بن کی عدالت میں وکالت شروع کی اور ۱۹۵۹ء میں جموں منتقل ہوئے۔ رام بن وکالت سے غریب اور نادار لوگوں کو انصاف دلانے میں اہم رول ادا کیا۔ ریاستی عدالت ہائی کورٹ اور بعد ازاں سپریم کورٹ میں اچھی کارکردگی کے حقدار رہے۔

سال ۱۹۶۱ء میں ٹھاکور صاحب P.S.P کی طرف سے ممبر اسمبلی کیلئے چناؤ لڑے۔ راقم ٹھاکور صاحب کا دوران الیکشن سرگرم کارکن رہا۔ حلقہ انتخاب پہاڑی علاقہ جات رام بن کچھ نافہمی و جہالت کی وجہ سے چناؤ جیتنا مشکل تھا۔ بہر حال وکالت کا کام احسن طریقے سے انجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۳ء تک قابل ترین ایڈوکیٹ ہونے کی وجہ سے جموں وکشمیر ہائی کورٹ کے جج تعینات ہوئے شوق قانون کی وجہ سے بیرون ممالک روم، لبنان، فرانس مغربی جرمنی، اٹلی سوئزرلینڈ اور برطانیہ میں نظام قانون کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ ۱۹۷۵ء ۱۵ مارچ میں نان پارٹی شیخ محمد عبداللہ کی سرپرستی میں ٹھوکور صاحب کو ایم ایل سی منتخب کیا گیا اور اس کے بعد اعلیٰ قانون دان اور اعلیٰ قابلیت کی وجہ سے اُن کو ریاست جموں وکشمیر کے وزیر خزانہ، صنعت وحرفت ومکانات اور لوکل سیلف محکموں کی وزارت کا

قلمدان دیا گیا۔ جو شفاف اور احسن طریقہ سے انجام پذیر ہوا۔ انجہانی ٹھوکور صاحب ۲ جولائی ۱۹۸۴ء سے ۶ مارچ ۱۹۸۶ء تک وزیر اعلیٰ جناب غلام محمد شاہ کے ساتھ نائب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ ایک اہم منصب پر فائز رہے۔ اس کے بعد کافی عرصہ تک آسام کے گورنر کی حیثیت پر تعینات رہے۔ اِس خاص عہدے سے سبکدوش ہونے کے بعد بھارت دیش میں راجدھانی دہلی سپریم کورٹ کے اعلیٰ قانون دان ساتھیوں کے اسرار پر از سرنو دوبارہ وکالت شروع کی۔ آپ اپنی محنت اور ذہانت کے بل بوتے پر اعلیٰ قانون دان مقبول ایڈوکیٹ تھے۔ ریاست جموں وکشمیر کی جنتا کیلئے آپ رات دن محنت ومشقت کرتے رہے۔ اِسی لئے ضلع ڈوڈہ کے پہاڑی علاقہ جات میں رہائش پذیر سماج نیک دُعایا شبدوں سے آپ کو یاد کرتے ہیں۔ آپ کی وفار ۱۲ فروری ۲۰۰۷ء دن کے ساڑھے گیارہ بجے موتی لاج کرن نگر جموں میں ہوئی۔

آپ کے فرزند شری ٹی ایس ٹھاکور نامور ایڈوکیٹ ہائی کورٹ جموں عدالت سے چھوٹی عمر میں جج منتخب ہوئے اور وہاں سے ہی اعلیٰ قابلیت پر سپریم کورٹ کے جج تعینات ہوئے۔ اور تقریباً ۳ سال تک چیف جسٹس آف انڈیا کے اعلیٰ عہدے پر فائز رہے۔ آج کے ضلع رام بن کی جنتا خصوصاً پوگل پرستان کی جدید تحصیل کے لوگوں کو آپ کی خاندانی کارکردگی ہر فخر ہے۔ اور اُمید رکھی جاتی ہے کہ آپ مُلک کی راجدھانی یا ملک کے کسی بھی مقام پر قیام پذیر رہیں اپنی جنم

بھومی کو فراموش نہیں کریں گے۔ جیسے کہ آپ کے پتا انجہانی ڈی۔ ڈی۔ ٹھاکور پیدا سفر طے کرتے ہوئے اپنے لوگوں کے ساتھ پوگلی بھاشا میں گفت وشنید کرتے تھکتے نہ تھے۔ اور اکثر اپنے علاقائی مقامات پر لوگوں سے آنسوں بہاتے ہوئے خطاب کرتے تھے کہ اِس علاقے کی ماتر بھاشا (پوگلی) کو شیڈول کا ساتواں درجہ ملنا چاہیئے جبکہ موجودہ دور میں اُن کی حوصلہ افزائی سے ہی علاقے کے قم کاروں نے اس پوگلی بھاشا کی تحریک قبل از پچاس سال منظر عام پر لائی ہے۔۔ اِس موتا حال علاقائی بھاشاؤں میں مقام حاصل نہ ہوسکا ہے اور نہ ہی ہماری سرکار کو اس جانب خاص توجہ ہے۔ نوجوانوں کا جذبہ شوخ بجائے اُبھرنے کے مفلوج ہو رہا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو اِس کلچر کی تربیت دلوانے کی ضرورت ہے۔

سِدھونہ بالتے اَحتویِس کِچھ یہ بڑی کامیابی تھِ
شکستہ پَرَ پرندے کو افس میں کون رکھتا ہے
اگر رکھ بھی دیا ظالم نے تو صبر کا مزہ چکھتا ہے۔

اِنشااللہ یکھ وقت یوی یہَ بولی علاقائی زبانن منزِ پنُن حق حاصل کری۔ یلہَ تے غیر زبان والا پُگلی زبان سُن بے تابی سیئت انتظار کری چھُ بلکہ شُمالی ہندُستانُس منزِ قدیم بولین سیئت شُمار یتھی کرنے غیر مُلکی ماہر لسانیات تحسین کرنے سنیاں کوشش منزِ لگا تار لِگی چھا مریکہ شاہے مُلکس تے پُگلی بولیہ سنی فکر کرنی پے گے۔ پیٹر ہُک امریکہ یونیورسٹی سنے سکالر پنن تحقیق مکمل کری لیئے۔ دُوئی ترقی یافتہ، ترقی پذیر مُلکن تے زبان وا: دن سنیاں تپ ژانڈسُ منزِ پُگلس بکھار جو کرنو پیوی۔ ممکن چھُ پُگلی بولی نہ صرف جے کشیر بلکہ ہندوستانُس علاوہ دُوین مُلکن تے یِسا بولیہ سِن ضرورت پیوی۔ یلہ چینَ کافی کوشش منزِ چھُ، چینی سِنی قدر گلوبل لیولہ منزِ مشہور تہَ نامور سمجھونے تہ بولنے پیوی۔ پُگلی بولیہ سُن مقدر آز تے معاوُن بولین سنےَ اِشتراک سیئت تھُد تہَ بالا چھُ یہَ بالائی تہَ بڑھائی تِسوے رحم تہَ کرم سیئت بدستور قائم تہَ دائم تھِ، قدیم الفاظ مقامی سطحن پانت آز تے محفوظ سالم بدستور چھُ۔ صرف یونی آبیاری تحفظ تہَ سلامت سِنی ذمہ داری قلمکارن، شوق زباں وادب وَالن پانت تھِ۔ سیرازی، رامبر ی، زُندھاری، بھاٹلی بولین پوگلی سیئت خاص رابطہ چھُ گُزی کہ یاوُں دریائے چناَبُس دوطرفہ چھکرُو تمچھ بے یار ومددگار چھیاوُن کلچر مشترکہ چھُ۔ چناب کلچرُس کا شرو تہَ ڈوگرو دباوُ ہمیشہ بار آور رہنو۔

یاوُں کم ظرف تنگ نظر تلاوُس ساگروَن تاسُن
تیوں بحرائے عربُس کُتہ زانُن یاوُں یینَ جہلم وَن تاسُن
یاوُں ٹانگس سوار تھر کُووُن، تیوں ائر بَس سفرُس کُت زانُن
یاوُں مُوم ٹھیلس راشن نِنِتاسُن تیوں کوِنٹل بِورن کُت زانُن

ریاستہ جمے کشیر منز ضلعہ رام بن

قدیم ضلعہ ڈوڈے تہٕ جدید ضلعہ رام بن ریاست جمے کشیر سِن یکھ اہم حِصہ یُو قدرتی مناظرہ سیئنت مالا مال چھُ یس ''پوگل پرستان'' نام چھُ یسائے وجہ تسمیہ گیا۔ کانئے گوٹھمائے مختلف خیالاتن منز لِکھتے متی، تھِ۔ پوگل پرستان مہاراجن سینئے دَور حکومتس منز جمئے کشیر نیشنل ہائی وے آحتہٕ دشوار گذار پہاڑی علاقہ دُور دراز اتھوُ جارج گریرسَن ماہرِ لسانیات پورے مُلکس تحقیق زبان وادب مکمل کرنے باوُجود چِناب دریاوُ کراس لکری پُگل پرستان نہ یہ ہیگ مُچھ البتہ چھپنس منز رُنڈی ژنڈل کری دورائے حرکت قلم سیئنت علاقائی بولین سُن ضلعہ ڈوڈس حدوار بعہ تحریر کرچھُ

Siraj is one of the satlaj Group of Dialects and yet a Third is allied to Kulai , All these are farms of Western Pahari South of the treat in which Poguli spoken.(Peiter Hook)

پتنے امریکہ یونیورسٹی طالب علم تے تحقیق غالباً چن ورہن پُوگلی بولیاسِن مکمل کمیتھِ گو ہزہ تئیونی تخلیقات نظرن نہ گے بہر حال قدیمی معلومات یکجا کرنے سُن نام تحقیق آس چھُ خصوصاً جمئے صوبس منز زبان وادب (تواریخ تہٕ تنقید) وَلی محمد اسیرؔ کِشتواڑی صفحہ ۱۲ ضلعہ رام بن ریاست جمئے کشیر سُن یکھ خاص خطہِ ارض چھُ اگریَس جمئے کشیر بلکہ

جنت کشیر مُلکس سیئنت مِلاوُنے سُن ساکٹ ونم بے جانہ چھُ (1) روڈ آزفوروے (2) ریلوے (3) ہوائی پرواز تے یسی ضلعس پانت گویا پوگلی تہ کشمیری منز (لتہ منجہ) ریاست سنا تمام اضلاہن منز ضلع رام بن چھُ پسماندہ غریب تہ بے حال وجہ یوں چھُ یاں تے اِتِک جنتا بے حِس تہ نافہم بے غیرت تھِ یاں سیاسی رہنمائی سُن فقدان چھُ آخیر گوُکُت یس علاقس، اصل منز فیلڈ ورکرس رہنما اَن تھِ ہند راذُلی یاں تیئون نہ تھِ یس غریب علاقس تعمیر کرنیِ تعلیمی اداران سکولن عمارت تہَ وستادن سِن کمی ہُنر مند تعلیم یافتہ نوجوان چھ بے کار جگاہ پوستہ خالی۔ ہسپتالن ڈاکٹرن سِن کمی دوائی نایاب۔ پینے سن پیئیں سِن تہَ بجلی گواش سِن نایابی جمئے تہ: کشیرہ شہر بین تہَ دُوین ذرائعین سِن معلومات پڑھنے کیچہَ نہ اخبار نہَ رسالہ آمد ورافت سنا مشکلات، ناگہانی آفات، موسمی آفاقی آندھی وسیلاب سِن کنز خاطر خواہ انتظام نہ آسنے برابر

تعڑُس کٹ چھُ رات ہجرُس۔ سری رات ذالم رَنگو صبرس

آزمشتاق چھم دوُئی شادمانی۔ مَس مسہاہ دلہیر یار آوسجرُس

قلعہ! یُو قلعہ چھُ کور

تھدے بال پیر پنچاُس شُمالاً وجنوباً یکس ،دُویُس بکھا بکھائے پُگل پرستان ۔نیل ۔بانہال ۔کھاڑہ ۔لوکچہ لوکچہ وادِین سنیاں بستیئن قدیم دور سَنے مقامی رہنما اَن ۔سیاسی آزمائش کرنے والن ۔راجن تہٕ مہاراجن زہنُس منزٕ آو کہ تیوٗں خودمختیاری سُن اعلان کرتا کہ تیوٗں لکچہ حکومتہ تشکیل دیتا۔قدیم الا ایام اَحتہ اَتی بس چھسَم (''چھوٹے راجواڑے قائم کرکے جبکہ ہر راجواڑے میں ایک قلعہ ہوتا تھا'') اَد جتگلن ،درمنن، ناگن، دھارن ،سرحدہ مقرر کرنے پیتے اَچاہ ۔یئون پہاڑی قلعن منز گٹ کوٗٹ ونے پیتے اَحتوٗ ۔یئون پہاڑی قلعن سنا آثار کھنڈرات آز تے موجود چھ ۔اِتکائے باشندئے مقامی راجن مہاراجن سنا تحت اصل ثبوت پیش کَچھ ۔اَدامن تہٕ آمان قائم رچھتوٗنائے ۔صوبہ جمس منزٕ قلعن سِن تعداد باوٗن (۵۲) تھِ یاوٗن منز یکھ پُگل تہٕ ڈھک رُونی گام سَن قلعہ چھَ ۔وَن چھ پُگل قلعس زمن مال رینیو ریکارڈُس دِی کنالِ نومرلہ اندراج تھِ غیر پُگلیئے یُو قلعہ بانہالہ سیئت شاو لنے سِن ناکام کوشش کمتھِ یلہ زن عدل کوٹ تہٕ رُونی گام تاجہال سنیاں مُسافت منز کافی فرق چھُ ۔پہاڑی سفرس بانہالہ آحتہ منگت براستہ ژاچالہ کھوٗڑ اندرسن وادی کراس کری منگت اَدہنکھ جتگلُس مہو کچہ پیدل سفر اَحتوٗ ۔یِس پُگل سِن قلعس بہٕ عین مُتصل پانڑل یا (پانچل) دُورتاں پھیلیِ تھِ بلکہ پانڑل یا (پانچل) اُکھڑ ہالہ آز پُگل پرستان سُن تحصیل صدر مقام چھُ ۔پُگل بُن شالہ سُنا حکمرُانئے کلہن دورس منزٕ خاص رول ادا کُچھ ۔اُتھِی کھشن قبلہ سِن حکومت اَحتیِ پہلے

یعنی اولن (Deng Pal) ڈینگ پال کھش حُکمران اَدٗ بھادیہ Bhagika ناس سنا حُکمران ڈینگ پال سُن رشتہ بھکشا چرس۔

قلعہ......پُگل رُونی گام سینتی (گنج پت قلعہ)

سیئنت بنوتو یُونسل سُن کاشُر واَحتُو ڈینگ پاُلس راجہ جے سنگھ حملہ کو۔ یُو دریاوٗ چِناب پارکری گول گلاب گڑھ نش گو اِناری راجن ڈینگ ٹھل تے پننےٚ قبضس منز آٹھو۔ اچاچالہ حُکمران سُن کمانڈر کشیر سنے بادشاڈ روخوفس سیئنت ویٹلا تانش گو اَتھی پناہ رِگن چتیئے بنشالہ سنے کھش قبیلےٚ یس حملہ کو۔ آخر یُو اِن لین (مارڈالا) گس بادشاہ'' سُسل'' آستچھُ دُویے تخٗتس بیم تُو۔ گھٹی وقتس منزیَس تے شکست مِلتی۔ ین تے بنشالہ واتِ کری کھش قبلین لبعہ پناہ رگنتی۔ تیلہ بھاگپ گا بنشالہ حُکمران اَحتُو۔ یُوسُو دور آحتُویل بھکشا چر چرننے مالے سن تخٗتس واپس کرنے رِسن جدو جہد کے مگر راجہ جے سنگھ ژوپاری یُو گھیر لئے ادایے یُو قلعہ پُگل منز مار گو۔ قلعہ پُگلس راج ترنگنی قلعہ بنشالہ نام دِتمچھُ۔ یُو قلعہ عدل کوٹ بانہالہ سیئنت ذوڑنے رِسن کوشش کرنے آمتھ اَناری یُو کاریو زوڑ حقیقت سیئنت واٹ کھالتے نہ چھوٗ۔

یلہ زن ا۔ کاہل سنگھ بلوریا ۲ مولوی حشمت اللہ ۳ پورن نرسنگھ داس دُویہ لِکھنے والیئے یُو ثابت کمچھُ کہ صوبہ جمِس منز باوٗ (۵۲) قلعن منز چھ یُکھ قلعہ پُگل سُن۔ یس سیئنتی رام سُن (گج پت قلعہ) بلووٗت سنیاں وتہٗ پستھہ (۱۵) میل شاوٗ لنے آمچھ یُو اِگی تہٗ لِکھنے آمچھُ کہ زمینی حقائق ریونیوریکارڈ قلعس دی ۲ کنال نو مرلہ رچھِ کمچھُ۔ یُو قلعہ چھُ

یِس مقامی طور پانت کھاروان قلعہ وَن چھ ۔ یِس آحتہٕ علاوہ پانژل یا یِس علامتی دُوٕیہ کنژ قلعہ نہ چھُ ۔ یُو علاقہ کھاروان حلقہ دھنمستہٕ ۔ بوہر دار سنیٖت مشہور چھُ یِس قلعس ورتی پرتی کافی ذاتی قبلہ آباد چھ یون ذِکر اَناری چھُ ۔

جدُ ود قلعہ پُگل تہٕ شیوہی ذاتی

یِس تمام پہاڑی علاقس منز کُل شیوہی ذاتی چھ دُوٕیہ پُرانے زمانس آحتہٕ اِتی آباد چھ اُس ڈھکہ رُونی گام آحتہٕ شروع کرم ۔ ۱۔ ملک ۔۲ ۔ نائیک ۔۳۔ ساہل ۔۴۔ جرال ۔۵۔ لوہار ۔۶۔ کوکہ ۔۷۔ ڈینگ ۔۸۔ دھوبہ ۔۹۔ کمہار ۔۱۰۔ کرال ۔۱۱۔ گجر ۔۱۲۔ پہلہ (چوپان) ۔۱۳۔ پڈھار ۔۱۴۔ فقیر (شاہ) ۱۵۔ بالی ۔۱۶۔ کٹوچ ۔۱۷۔ نجار ۔۱۷۔ بوتھیال (ٹھکر) ۱۸۔ سومڑیا (ٹھکر) ۱۹۔ باتدا ۔۲۰۔ شان ۔۲۱۔ گورو ۔۲۲۔ قاضی حجام ۔۲۳۔ وانی ۔۲۴۔ پٹھان ۔۲۵۔ بوہرو (خان) ۲۶۔ موچی ۔۲۷۔ شیخ ۔ پُگلی قلمکار باندھہ نِستہ یون محققین بے سُود "درافُن" نہ کرنے دیونُ ۔ یاوُں شیویں ذاتی یِس قلعس آس پاس ورتی پرتی بسمین یُو ثابت کرچھ کہ قلعہ پُگل پانشالہ (پانژل) کا دوسرا نام ہے ۔ قلمُس پیوُس راستی سِن حرکت دینِی کُذ کہ پزٕ حقیقت خالق قُدرتُس پیارو (ٹاٹھ) چھُ ۔

راج ترنگی سُن مُصنف پنڈت کلہن یُو راجا بکھشا پرسُن خلاف چلاوُنے والی راجہ جے سنگھ مُہم آحتی یُو تِلہ قلعہ بنشالہ (قلعہ پُگل منز مُقیم آحتو ۔ راج ترنگی (۲۱) یِس جنگی حوالہ سیٖنت قلعہ پُگل حدودسُن نقشہ پیش کمچھ یِسوع محل وقوع بالکل تِناری چھُ مِثالن سِواچن پاسن ناقلِ دھاوُنے وتہٕ چھ ۔ یِکسی پاسس حملہ کرنے

سُن دار چھُ۔ سُو گوشحالی سنے طرفہَ۔ راجہ جے سنگھ یکھ نو کمانڈر (چمبہ لین) یَس مُہم سُن اِنچارج تے اَحتوٗ یس نیوی فوج کمک اَحتیِ ہِن بالتوفوج تھِ کہرادکامیابی کُڈنہ مِل تھِ؟ سُو یَس پہاڑی پانت گوٗیہَ پہاڑی قلعس جنوبس بکھا تھِ سوٗےٗ دامنُس یکھ درہ واقع چھُ یِس پانت آزرُونی گام سِن بستی تھِ۔ یُو اِگی تہ دینے آمُچھ۔ یَس کمانڈرُس چوٹی پانت وائیت کری پتہ لیگوکہ قلعہ سِن فصیل زیادہ تھدھ تھِ تہ شُمال مغرب سنَ طرفہ حملہ کرنے ئیہ ہیگ۔ یَس آحتہ ثابت بنوچھُ یُو درہ منگت نہ چھُجیتنے اِناری'' جمہ کشیر لداخ گزٹیز کے مرتب بیٹس'' نے سمجھا ہے۔ دُوئیہ یُو کِنار ممکن بنی ہیکہ قلعہ عدل کوٹ اُیس یاٹھٹھار یَس زن حال منز لکھتمِت کتاب Banihal Gateway of Kashmir (بانہال گیٹ وے آف کشمیر) از منشور بانہالؔی۔

پانڑالہ تغیر یافتہ پانچل

یَس کتھاسُن دعویٰ کرنے آمُچھ کہ چمبرلین قلعہ سُن جائزہ گِننے بالنے، کچہ درہ منگت گس بالیِ اصل منزیُو درہ چھُ ''کھاروان'' رونی گام سُن درہ یَس پانت قلعہ پُگل (نبشالہ) واقعہ چھُ پہاڑی تھِ بالکل سامنے (اُگن بکھا) اتھاہ قلعہ سیویَے دامنُس صاف پشنے یے چھُ۔

بکھشاچر جنگ کرتے کرتائے مارہ گو

پِسولٹ (سر) گردُن ژٹ کری راجہ جے سنگھُس ثبوت کچہ پیش بنوُتو۔ یَس سینتی کلھن لکھ چھُ کھری نلکا (کھڑی ناچلانہ) تاں (۲۲) تواریخ پوگل پرستان مصنفہ اسمائیل اثرؔی۔ اِتی غور تہ سوچ کرنے سُن مقام چھُ اگر قلعہ سُن مُراد عدل کوٹ ٹھٹھارا یسھی درہ منگت ترو وغیرو تہ کوُرہ گسھی اگر گسوُئ اَحتو (کھری ناکا) بقول کلھن (ناچلانہ کھڑی) منگت کیچہ سدھُ تہ آسان احتوُ۔

(''قبل از بتایا جاچکا ہے کہ کراوہ ژاچحال کے راستے کھوڑ اندر جنگل سے منگت کا آسان سفر ہے'') یاوَں دلائیل صاف ظاہر کرچھ یسائے وت مناسب تہ آسان ناچلانہ کھڑی گستائے بُنرحلہ کاوُنہ وغیرہ کوکچہ گامن منزتھِ۔ گیٹ وے آف کشیر یومن تچھُ، تسلیم کچھُ نبشالہ منز کھش قبائیل راجن سِن حکومت اَحتی یاوَں ڈینگ پال تہ بھاگیکا نام سنہار راجہ اَحتہ اِناری تے ''حال'' اگر شُمار کرمَ پوگل پرستان، نیل زیادہ تعداد

منز چھَ گو یہ نہالہ مخصر کھار پورے تاٹھٹھار نہ تھِ بلکہ باہٖالہ ہزہ ہینکھِ آئیس علاوہ آبادی پہاڑی تھِ یس منز پوگلی بولیا والہ بسمین چھَ (''بشالہ پانژل دراصل (پانچل) کا تغیر ہافتہ نام ہے۔'') یُو فطری اَمر چھُ سنسکرت سُن ترجمہ، انگریزی زبان منز یوی کرنے اَد انگریزی سُن اُدو کرنے یوی لکھنے تہٕ بولنے والے بجس منز کافی فرق تھِ۔ غیر زبان محقیقو کھڑی (کھری) ناچلانہ (نلکا) لِکھتمُت چھُ۔ ذہنی حقائق جغرافیائیہٕ تحریری ثبوت بے شُمار چھَ لہذا یہ بحث پوی اِتی بند کرنِ۔ رامسوُ۔ لڑو، بُہر دار، ڈھک، رونہ گام، تاجنیال، کھاروان، وگلین، دھنمتہ، ہندو مسلمان باادب خوبصورت پُگلی بولی بول چھَ امن تہٕ شانتی سینت نالتوکری پُگلی زبان سینس بکھ رٹ چھَ۔

پگل پرستان تہ ورتہ پرتی بسمین

یس منزٔ شک سِن کنۂ گنجائش نہ تھِ کہٕ کشن قبائل آرئن احتہٕ پہلے سینٹرل ایشیأ ترائے کری سندھ گنگا جمنا آباد گیوٚ ہبل کہ یاوٗئیں قراقرم ترِی (عبور) کری گلگت، کشیر، ہماچل، نیپال، آسام آباد بنوتہٕ۔ یلہٕ HUN ہُن قابئیل ہندوستانس پانت حملہ آور بنوتھیاوٗن روکنے رِکھیتے کش قبائل (راجپوت) تیار گیوہ یاوٗئیں ہمالیہ بکھ ہجرت کے۔ خاصکر پیر پنچال پٔنن ہمیشہ بستی بساوٗ چنئے۔ آزٔک پوگل پرستان نیل، کھڑی بل کہ سربگنی، پنتھال، ڈگڈول گنڈ ہوتھ گام بستی والا علاقن بسمین (راجپوت) اکثریت کش قبائل یاوٗں وادیِ سندھ تہٕ راجستھان احتہٕ۔ ہجرت کری اِت آباد چھٕ یوٗئیں نہ صرف HUN ہُن قبائلی ہارلتہ بل کہ جہلم دریاوٗس یکا بکھا مڑدانہ مقابلہ کری ہندوستان سِن تاریخ بہادری کارنامن سیئنت بھری تھِ یاوٗئیں بہادرئے نہ صرف رسم ورواج آتسوٗ بسوٗ طورطریقہ مقام پاٗنس سیئنت آنتہ بل کہ کافی حصہ زبان تہٕ ادب سُن تے پٔنن شناخت پُرزنت) پیچھان بحال رچھنے رِکچھ تے سیئنتی مکمل تہ بدستور رچھتیِ۔ یِسوا بے شُمار ثبوت ماجود چھٕ۔ ہمیشہ کنۂ جانور یا اِنسان ہجرت کرچھُ تئیس منزٔ زندگی سنا وجوہات آس چھٕ سو سیاسی انقلاب اُسرہ یا سماوئٔ اچانک بدلاوٗ آسرا یوٗئیں مئی گرنٹئیں ہجرت "یافتائیے" پاٗنس سیئنت قدیمی رہائشی مقاماتن سناں نام تاں عزیز ترین رچھتھا آسھٕ وجہ تسمیہ علاقن سِن آسایئے اُتا اگئی غالباً دی ۲ دہائی منظوماتِ شروأ کتاب منزٔ کمتھِ پوگل پرستان۔ سیراز۔ راج گڑھ بھرت پور پاوٗں ژور نامہ ریاست راجستھان موجود چھٕ ضلعہ آسُن یا صوبہ اُتھائیے ہجرت کرنے آمچھٕ۔ یوٗئیے یکھ مسلم ژبوت چھٕ پوگلی سیرازی منزا کثر الفاظ ہندی یا مغربی پنجابی سیئنت ملتے چھٕ تصدیق چھٕ (۴۲ ۴۳) بحوالہ جات)

نومے تہٕ کھےٲ باؤنڈری

جوہوم حق بجانب عداوت بنی گے
خبُر کور اَچام مگر شناخت بنی گے
جوم اِنتظارُس صبر تُوئی کرنیاس
تِن جو بہارُس اَجر تپوئی نِنیاس
پرٕس آز بابا ہو نندر زُلی پے گے
پرُو جو بچارے کنڑی شرارت بنی گے
عالم تہٕ ظالمٕ تھدے پائے والن
کھالِنس تہٕ لاگِنس مساوات بنی گے
شہرن چھٕ ہیٹر کنتھن بکھا چھٕ میٹر
نِکن آز لائیٹرتہٕ فائیٹر تھِ کرکٹ
کھیل رات دُوس فراغت بنی گے
موبائل کنن کھل سوچ آف مِش گیس
گرے بار ٹیٹھِ ستی شامت بنی گے
کھیے روز ہدائت مالے مالیا کُوڑن
کُوڑہن بھوُ تھے پھیری نِکن بدہی گے
بور گمتھ پڑی پڑی کِتابن اُردو پاس گے
اِنگلش پاس کری غیرِ باقیات بنی گے
اگئی اَہتوُ بورڈ مشتاق ڈٲہمی تہٕ باہمی
اُنانومے تہٕ کھےٲ پاس پورٹ بونڈری بنی گے

غزل

لیگ مُچھ پرت مینے ارمانن تینؤ ئ قسم
تال نس اُبھی رہی نسِ گس چھُ تینؤ ئ قسم

سری رات آز پڑھ چم تینیِ بس داستان
گنتے راہ نُس اِت تارگن تینؤ ئ قسم

اُسمکھُ کیم چھم تیناۓ فراقُس کُت کرہا
اَتیچھِ تِی اچاہام اُش بھری تینؤ ئ قسم

ورنے تاں آوں بالتے راہ نُس ساون صرف
بھرانتھ اَچاہام گستے تینی تینؤ ئ قسم

مست ہلہ مہِ گولہ گنتھ تہاہ پن ناۓ دِلس
اُن نہ ین اَحسان تِی رچھتم تینؤ ئ قسم

مشتاؔق چھس تُو پروانہ زن روز وشب
دِلسَ ٹیٹھِ گستھِ مہَ ذاگے اُنا تینؤ ئ قسم

پُگل سِن آبادی تہٕ رقبہ

چھَن اَچھِن منز جائے ییتیٔ وائے بھر بھر جھِن دِلن
تھنڈی ہوا دُوِیہ تُوڑ پائیں گرمیین منزشین رِتن (ایم حسین نیلوی)

پُگل سِن آبادی غالباً شورٕ ہزار (۱۶۰۰) ہزار نفوس رقبہ ۱۶۲۴۸ شورٕہ ہزار دِی ہتھ اٹھتالیی یعنی شورٕہ ہتھ چتہ ریس مربع کلومیٹر زبان بولنے سنے اعتبار سیتھ اَحٹ ہزار چائے ہتھ گنُوی (۸۳۱۹ کلومیٹر شھُ یس علاوہ رقبس پُوگل معاون بولیا آباد چھُ پُوگل اَحتہ علاوہ پرستان، پانچل، دھنمستہ، سوجمتنہ، بہردار، نیل ناڑ واوٕ، چملواس، چاپناڑی۔ ام کوٹ چنجلو۔ ینجال، سرگنی، مُومڑ۔ اور نال۔ پنتھا، دردہی۔ کواالیین۔ بلہوت، لار، گاندھری، کبھی، میترہ، کہترہ، پہڑہ، وغیرہ حدود ریاست جمعے کشیر لکھن پور، اَحتہ نگروٹہ تاں صوبہ جمس منز پُوگلی بھاشا پھیل گمتھ۔ اکثر جنگل جاڑ آسمتتؔ شھُ یس منز ہر قسم سنا جانور تہٕ پرندہ گنھے جاڑ سنے پناہ منز آسون نُو یئے چھُ کتابن منز ہرُ تمت یکس وَقتس یلہ راجہ جامبولوچن راج کرتے اَحتُو یکہ دُوس وزیرن تہٕ پننا حفاظتی سِپاہین سیتھ شِکارس گوخاصہ کوشش کرنے باوُجود شِکار نہ مِلتُو بادشاہ تہٕ وزیر یکس کولے (درخت) سنے شہلس کھل تھجُرس بمتا یاوُن اچانک نظر یکس تلاوُس بکھا پے یو تلاوٕ اتھنز دیکی اَحتُو اَتھی شال (شیر) تہٕ ژیلی (بکری) پیئیں پیتے اَحتہ بادشاہ یُو وقع بالی کری حیران گو یس واقعس اَحتہ صاف ظاہر چھُ جمعیٔ سِن دھرتی امن شانتی تھِ ییر شال تہٕ ژیلی یکسِ تلاوُس پائیں پی چھُ یکھ زمانہ اَحتُو جمیئے سبزاراِرن میدانن دوکانن سنا ہر آمدن منزرات سنیاں تاریکی منز شوگی (لیٹ) آرام کرتے اَحتہ آز کافی بدلاوٕ آمچھ آز اِنسان پننے محلن گھابرُ وچھُ۔ گویا تیلہ جمعیے سِن دھرتی امن وسکون شانتی سیتھ بھرِ اَحتیِ۔ آخیر کُت گو آز کے سماجس تہٕ یونے رہنما ان تہٕ بیروکریٹن (۱) کوٹھی سیکورٹی گیٹ (۲) سیکورٹی ایس کری تے ننِدر کا میاں، یسائے جنتا سُن رنہما یسائے جنتا اَحتہ خوف کھالتے بیتے۔ یُو برہ باڑہ انتری رہ رہبری کیلہ اَیس۔

آغاز۔ تواریخ پوگل پرستان زبان وادب

تاریخ پوگل پرستان (۱) پروفیسر مرغوبؔ بانہالی (۲) بشیر احمد رونیال (آئی اے ایس) تعاوُن مصنف آغاز میں اور مولف کی سیرت شخصی سے قبل ٹھیکیدار پورن سنگھ کٹوچ سابقہ ذیلدار کاندان کے پھاگمولہ داخل پوگل (قدیم) سے اور محمد اختر ملک نائب صدر امن کمیٹی پوگل پرستان خیالات وتحریر شخصیات ہی کتاب تاریخ پوگل پرستان مولف جناب مولانا محمد اسماعیل آزادؔ اثری نے مکمل مرتب کر کے آئیندہ آنے والی تحقیقی پود کیلئے لسانی وتحریری راہیں آسان کرنے کی حتےٰ الوسیع کوشش کی ہے۔ یہ مبارک بادی کے مستحق ہیں۔ تاریخ پوگل پرستان کے صفحہ 499 سے 475 تک کے تعلیم یافتہ خصوصاً اُساتذہ کو تحریر زبان وادب مُس شمولیت کرنے کے رینگ سوچ کو چھیڑا گیا ہے۔ اب نتیجہ ذرخیزی ہو یا بنجری یہ دارومدار محنت کش پر ہوگا ہم نے قبل ازیں ساٹھ سال اُس وقت کے تعلیم یافتہ پوگلی کی پیڑی کو تحریر زبان وادب کی توجہ دِلوانے کی کوشش کی تھی جبکہ اِس فن سے مذاق کیا جاتا تھا۔ ایک فن کار کو آخری زندگی تک اپنا افن شامل رہتا ہے۔ سماج کی ھوصلہ افزائی ہو یا نہ ہو۔ مولانا اثری صاحب نے بیماری کی وجہ سے ضعیفی حالت کی میں بھی دُنیا پر زندہ رہنے والا کام انجام دیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ کام پائے

تکمیل تک لے جانے کیلئے ہر قسم کا صبر و برداشت کا مادہ ہو۔ اور اس قدر ذخیرہ ہو کہ کہیں کاہلت رکاوٹ نہ ڈال سکے۔ ایسے قلم کار ہی خیر خواہی و اجر دارین کے مستحق ہیں۔ اِن ہی کے ساتھ پھر کبھی ہم نے کہیں کشفی ادارہ چھن'' کلام پوگلی زبان میں لکھا تھا اور کشفیہ کیلئے دس سال ہر قسم کی قربانی دی ہے صرف اللہ قبول فرمائے۔ اِس تواریخ کی بڑی ضخیم کتاب میں صفحہ 400 سے 475 تک دولفث لکھنے کی گنجائش نہیں نکلی ہے۔ ورنہ تاریخ کے یہ مذکورہ اوراق میں بنیادی تواریخی حالات اور مقامی سادگی ، نیکی ، امداد باہمی ، خوشی غمی کے حالات ، آپسی رشتے وغیرہ کو تفصیل سے وضاحت میں بخوبی کام میں لائے جا سکتے تھے۔ ورنہ بنجر کو درہال کے بِنا کھاد ڈال دینا نفع کی خاص توقع سے محروم ہی رہنا پڑتا ہے۔ زبان وادبی تحریر سے آپسی نِفاق کا ذکر بھی مولف نے کیا ہے۔ یہ کون لوگ تھے؟ جنہوں نے ایسا کر کے بیس برس پیچھے کر دیا۔ خیر خواہوں میں اِن کے اسمائے گرام بھی لرزتی قلم لِکھ دیتی ہے۔ اللہ کے سوا شفافیت لانا ہمت مرداں نیست۔

پوگلی ادب تہ شاعری

کنژس زبان سنا ادیبن ۔شاعرن ۔نثر نگارن سن پُٹھ کلام یَس منز خیالات تہ جذبات سن ترجمانی دُ یہ باریک معنی تہ مطالب سن عکاسی کمت ائیس یسی ادب ون چھ ادبُس احتہ اِنسان سنے نفسُس سنجیدگی فکر تہ جذباتن منز تازگی جدت احسان تہ جذباتن منز نزاکت دُیہ زبانن منز سلاست تہ روانی پیدا گس تھِ

ادبی اطلاق اِناری شعری تخلیق پانت آس تھِ یس کھاشا قبیلس شعروشاعری سُن شوق وزوق فطرتاً چھُ ہر پہاڑی شخص یسی ماحول سنے آغوشُس منز بالتے اَدترقی سینٹ تے ہمکنار بنوتے ۔ژورن پاسن خوبصورت مناظر قدرت دِل کشش کرنے والا جنگل پہاڑن پانت شین سینٹ بھری سترہ درمُن تہ ڈھلوان وادیہ تہ نٹیا یہ دُوس اُکھسون تہ درون تہ اُوش دُوس سنیاں زٹرن سینٹ صرف تارگن زن پشتے ہشتے کھولیہ چراگاہ ناگ تہ تُوڑپائیں سنئیں گڈھ تہ نہرہ بیسُوئے کس یاون پُگل سنیاں نائین تہ گوئین پیینین تہ چھوئین سن برکت تھِ عروج تہ زوال سن آزمائش یسی ماحوُس متاثر کرتھِ ادیب تہ شعرا برسات سنے موسُمس منز نظم ،غزل تہ مناجات ،رُباعی ،قصیدہ ،مثنوی ،دُ یہ اضاف سخن لِکھتے راہ چھ ۔اِت لوک گیت ،لوک ادب حق بداد ،مناجات لکھنے سُن شوق روز بروز بدھو چھُ ۔اگر لِکھنے پڑھنے یئونن خوب لِکھُن اُس نہ آسم قلمی نام سینٹ یاد کرُن ۔نہ صرف یاد کرون بل کہ انگشت بہ دندان ذاتی درنگی پوگلی زبان وادب سنی یکس دوئیس روعواع اُکھلتے سنئیاں بھر پور کوشیش کرتا سُن اللہ تیلہ عقل تہ صبر عطا کرنیا سنن ادیہ بولی ترقی سنا منازل طے کرلنے سنی توفیق دینیا سنن۔

راجستھان براہ ہماچل پوگل پرستان

بُزرگنن سُن ونوُ چھُ کہ یاوُں مئی گرنٹ سیدھہ یک لخت نہ آوُ کیہ یاوُں مالدار
آرین سنے طریقس یکسا جگہ آحتہَ دُویوسا جائے بدلی کر کنژسِ انقلابُس منز پیدا سختین
برداشت کری کئی وٲہن بعاد ہماچل وتہَ خاصا ورہی ہماچل کانگڑہ بیج ناتھ کانگڑہ ، پالم پور ،
دھرم شالہ تہٕ آس پاس بستین منز آباد رحنا کئی عرصہ گُذرُونے بعاد گس دُویکھ اِنقلاب آوُ
خواہ سُوسمادی اَحتوُ یا اراضی یہ بستی مائی گرنٹ پنن خالص نخصر روز آنہ لگنے والُ ''بھکشہ''
سامان کُن کرکئی ورہن پہاڑی پیدا سفر طے کری رام بن مُلملہ تہٕ آس پاس سنا علاقن منز
بیس گیوا۔ ادَ نفس سن تلاش منز شِکار سنیاں غرضہ یاوَن ہالہ '' لگ گلی'' دیسہ، شرؤ دھار ،
پرستان پُگل گستے آحتہَ یکھ یاں دی دُوس بعاد واپس پننے ٹھکانن ییتے آحتہَ آخر کار آبادی
بدھوتے گے یاوں پُگل پرستان سنے تمام پہاڑی علاقن بیس گیوا ۔ پرستان منز ٹلیالہ ،
آلنباس تہٕ یاون دھویرہ گُگل گوٹھ ۔ ناگترہ ۔ راہون تلاون بڑتراگنِ ۔ واگلہ ٹُھال زمینی
حصہ ہندن مُسلمانن سینتی بحصہ برابر خاص ثبوت چھُ کہ یاوَن اصلی مقامُس ، ''ٹھکانس''
مسلمان بنوتمچھ یاوتہ سفر سنے دورانُس بدلُوتمچھ ۔ بہرحال پانُس منز پریم ، محبت ایثار بہادری
، دیانت داری سنا جذبات بُنیادی جدی کھشا قبیلہ سنا مساوی چھ آز پُگل پرستان سنِ عوام
الناس باوقار ، غیرت مند ۔ خوش باش پُرعزم ۔ محنت کش ۔ قدردان مہمان نواز ، ہمدرد با
عزت صابر دی پایئے ہندہ مُسلمان چھ تاریخ منز پُگل پرستان سُن نام نہ صرف ریاستہ بل
کہ پورے مُلکُس منز خوشی سینٹت گننے ییتے تہٕ مننے یے چھُ ۔ رقبہ سن لحاضہ پُگل سن آبادی

محدود تھِ مگر زبانی سن لحاضہ نہ صرف ریاست جمعیئے کشیر بل کہ مُلک سنئیں راجدھانی دہلی تاں تھِ سابقہ چیف جسٹس جناب تیرتھ سنگھ ٹھاکور پوگلی زبان ہمراہ پننے کُمبہ اقارب وہمسایہ دہلی رہائش پزیر چھ َ یاونے بزرگن پوگلی ماتر بھاشا ِسن عقیدت تہَ احترام آختوُ انجھانی ڈی۔ڈی۔ٹھاکور پننے علاقن، عوامی جلسن تہَ مجلسن منز خطاب کرتے بار بار بیان کرتے اختوُ کہ یہَ پوُگلی تھِ کھاشا قبلہ بہادرن ِسن بولی دُور دراز پسماندہ حُب الوطن تہَ مُلک سنے حفاظت کرنے والن ِسن وراثت یَس پوگلی بولیہ ریاستی زبانن منز درجہ ِملنوُ گسھی۔جغرافیائی واقتصادی حالات بائیل کریَس شیڈول ٹرائب سُن مقام تےِ ملنے گس افسوس یَس علاقہ سُن گواش تارگن ژھے گونتےَ یہَ بولی زبان سُن درجہ حاصل کرشیڈول ٹرائب سُن حق تے حاصل کراُسھی بہرحال یاونے فرزندِ ارجمندٹی۔ایس ٹھاکورس تے جانکاری بطور استدعا کرنے آمچھ َ ۔یَس علاقہ سن تمام مردوزن پُر اُمید چھ َ یہ یاوں فراغت گاڑکر حکام ریاستی سرکار پوگلی شعبس کلچرل اکیڈیمی منز منظوری داولنُ تاکہ اُس نو جوانن آرٹس تہَ کلچرل ِسن تربیت کرلمنا۔تاکہ یَس بولیہ زبان سُن درجہ ِمل کرترقی ِسن وتَ ہموار بنیوُئی۔یَس بھاشا ِکچہ قلمکار مصنفیانئے تہَ شعرا ٔ تے جدوجہد کرچھ َ نوجوانن سُن جذبہ ٔشوق اُبھارنے کچہ پوگلی زبان منز ِکتابہ سکولن دینے آمچھ َ اکثر سکولی نوجوانن ماتر بھاشا پڑھنے سُن شوق بدھُوچھُ۔ علاقائی لوک گیت،غزل، چنہَ کلچرل پروگرام سنا شوقین نظرے یے چھ َ ۔ مالی معاونت تہَ رہبری ِسن ضرورت تھِ آسیئے کثر و مال تے جمع کھوبرتری سنیاں باڑہ ہاڑ ویئے گو،

من آذ بیگانگاں ہر ِگز نہ نالم
کہ بامن زیچہ کرداں آشتا کرد

اِسلام تہٕ پُگلُ پرستان

حقیقت تھِ پوگل تہٕ پرستان سناورتی پرتی علاقہ بانہال، نیل، کھڑی، تہٕ رام بن سنا پہاڑی علاقن سماجی، اقتصادی، معاشرتی، نظریاتی رابطہ کشیر سینٹ قدیم الایا مآحتہٕ مضبوط رہنا گُز کہ یو علاقہ پیر پنچال سنیاں آخری حد پانت واقع چھُ۔ پہاڑی وتہٕ ''حسن راز'' تہٕ درہ بانہال یُو آز تے ریل سنیاں وتہٕ جمعٔے سینٹ مِلاونے آمچھ۔ کشیر سینٹ رابطہ پوگل پرستانس آستمُت چھوٗ یس وجہ سینٹ دین اِسلام تے وارہ وارہ یس پُورَ پہاڑی علاقس پھیلِ گو یلہ زن درمیانہ پہاڑی رابطہ موسم سرما خاصا برفباری سینٹ بند تے گستےَ اَیسھِی پیر بُزرگ، یاوں پہاڑی درن تہٕ وادینَ نفس سنیاں تلاش منزٕ دِین اِسلام سنیاں توجہ بکھاتے آستمتہٕ چھَ۔

روزی سَن تلاش اِسانُس پیدائش آحتہٕ شامِل تھِ یسایٔے تلاش منزٕ کشیر سینٹ پینوٗ گستوٗ بدستور پہینُ یسَ علاقس مخلوط رسم ورواج آحتاہ کینژہ آز تے بدستور چھَ بہرحال دٔین اِسلامُس کشیر سینٹ رابطہ آئیس کری تحفظ رہنوٗ۔ ییر تاں مرحوم مولوی احمد اللہ بالی عربی ادارہ لاہور فارغ بنِ کری آوَیس قبل پوگل پرستان پہلے راجہ جگت سنگھ ۱۲۶۰ ئمنز یکھ وری (ایک سال) متواتر جنگ پُگل پرستان تہٕ یَس سینتھ ڈینگ بھٹل کشتواڑ سنے راجواڑس سینٹ مِلاوَ تُو دیمی جلد راجہ بھگوان سنگھ ۱۶۳۵ء ۱۶۵۰ء پوگل پرستان دوبارہ قبضہ کو۔ یَس منزٕ رام بن سنا دوئی علاقہ تے آوَ۔ (راجہ بھگوان سنگھ کے دورِ حکومت میں

پوگل پرستان کے علاوہ نیل، کھڑی کو بھی کشتواڑ کے راجواڑے میں شامل کیا گیا۔ ایک نِشان پتھر کا بانہال کے جنوب جموں جاتی سڑک پر ''وگن'' کے مقام پر کشتواڑ رُنڈ کہا جاتا ہے۔ یہی نِشان کشتواڑ کے راجواڑے کے ساتھ مِلائے گئے علاقہ جات میں رکھے گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ پوگل اور کشتواڑی زبان کے بیشتر تعلقات قریب تر ہیں۔)

یَس آحتہَ پہلے مرحوم احمد اللہ بالی سنِ ذکر کرنے آمچھ اُنا پُگل پرستان منز دین اِسلام کِنار کیلہ تہَ کیم گزرگ احتہَ یئون جدو جہد کر قربانی دِتمت یوَ اِنشااللہ تحریر کرنے یوی دین اِسلام سُن حب اللہ دِلن تراوچھُ پننا خوف دار بندن سنا دِلن منزَّ یاوَن چھُ نہائت گہرائی سینت سوچ وِچار کری دامن دین رٹمُت۔ ہجرت یافتہ یاوں دیپائے بارنہَ پنیئے پنیئے دین دھرمُس پابند رہنچھُ غیر پُوگلی مولوی تہَ پنڈت کشیر ااحتہَ حصول روزگار پیتے آسھون تیون اُجرت دیئے کری قرآن تہَ گیتاسن جانکاری حاصل کے پڑھ توُ نئے بلکہ کینژن گامن آز تے مولوی یا پنڈت جی دُوس تاریخ مقرر نہ کری۔ شادی بیاہ یا حصول کارروزگارُس نہَ گس چھُ ہو یا یئوئیں یوُ عِلم پننے روزگارسُ بکھالا گتوُ اُنا آز کے دورُس منز یاوَن پیرتہَ ''لگ'' پنڈت ون چھُ آزیَس علاقہ سن بے شُمار مساجد تہَ مندر تعمیر کرنے آمچھُ اُنا مقامی تعلیم یافتہ نوجوان گوٹھمن ادارن ڈگری حاصل کری۔ عربی ادارن منز دینی درس دے چھُ نماز سنا پابند حج بیت اللہ زیارت سنا عقیدت مند چھُ۔ غالباً ہر جامع مسجد سینت دینی تعلیم حاصل کرنے کیچہ درس گاہ قائم کرنِی آمچھُ۔ مندرن ژیرٗ ژاھاڑ گھنٹی بجا دی پوجا کر چھُ دِہاتن منز تیوہارن بغیر گیٹ کھُلتے نہ چھُ۔

مُراد کا کنبہ آج تک

(شجرہ نسب شامل ملاحظہ ہو)

مُراد کی تیسری پیڑی پر نڈر، دلھیر اور سنجیدہ شخصی دور میں عوام کے ذریعے سرکاری کام انجام دینے والے بہادر کام نام محکمہ مُراد تھا اُن کا رینک شخصی دور میں ''جھوٹے دار'' تھا پرستان سے چک نارواؤ تک کے علاقہ جات سے سرمائی وگرمائی حکومت کے راجاؤں وزیروں دیگر کارندوں کو رام بن سے پڑاؤ رامسُو اور وہاں سے بانہال اور کبھی خاص حُکم اجراٗ ہونے پر بٹوت سے قاضی گُنڈ تک پیدال کا رسر کار لیا کرتا تھا۔ جھوٹے دار کو آج کے تھانے دار کے مساوی اختیارات ہوتے تھے۔ قدیم بزرگوں کا کہنا تھا کہ انہوں نے بڑی حکمت عملی سے اُس دور میں سرکاری اہم احکام انجام دیئے تھے۔ اِسی وجہ سے اِن کو نورہ برنڈلہ کھیچ ناڑی اِمناڑی اور راہون میں کرسناڑی سرکار کی طرف سے عنائت ہوئی پوگل میں کسی جگہ دھان والی زمین نہیں تھی اور نہ ہی موجودہ دور میں ہے۔ اِن کو بطور حوصلہ افزائی یہ تینوں جگہیں کھیچ ناڑی دھان والی زمین دی گئی۔ چونکہ اِس کا لگان مالیہ بھی ادا کرنا پڑتا تھا۔ محکم کی وفات کے بعد اُن کا بیٹا سخی محمد بھی کچھ عرصہ کارِ سرکار انجام دیتا رہا۔ یہ بہت اِنصاف پسند، باحیا وعزت دار تھا۔ اُس نے اپنے فرزندِ کبیر عشب کو اپنا چارج حکام بالا کی رضائے حُکم سے دیا تھا عشب کٹوچ

اپنے دادے کی طرح ہوشیار مدبر اور حکمت عملی کا خاص ماہر تھا۔ اُس نے نہائت خوش اسلوبی اور باعزت سرکاری کام انجام دیئے۔ اور اپنے کنبے کی بستی کو بیگار سے چھوٹ دِلائی اُن کا گھریلو کاروبار برادری کے لوگ خوشی سے انجام دیتے تھے۔ چونکہ اُن کی رہائش نورہ کے مقام پر تھی۔ اب اِسی دورِ حکومت میں سردار بدھ سنگھ بندوبست کلیکٹر پوگل پرستان میں آئے غالباً عرصہ تین سال تک ربیع وخریف فصل کے موقعوں پر زمینی ناپ وبندوبستی اندراجات ہوتے رہے۔ اُن کی عارضی بستی واقعہ دشمنن اِمناڑی مال مویشی کولیکر ادھواری کی صورت میں تھی۔ اِسی بستی کو مدنظر رکھتے ہوئے کلیکٹر یا تحصیل دار مذکورہ نے اُن کے والد کے نام پر بندوبستی اِنتقال درج کر کے تحت قانون مالیہ ''لگان'' پر تصدیق کر دیا۔ نورہ استھان کے ساتھ ملکیتی اراضی کا کچھ رقبہ نورہ محسنتہ فقیر شاہ کی کاشت میں رہا جو آج محسنتہ نمبردار کے پوتوں کے زیر کاشت ہے۔ باقی اَستان بھت'' نو اُڈر'' کا حصہ اُن کے حصہ داروں نے اپنے حساب سے تبادلہ وحصہ فروخت کر کے مصرف میں لایا ہے۔ حصہ ٹاکیوں کے پوگلی میں نام ہیں عشب کے حقیقی چاچا نیمالیہ نہ ادا کرنے کی وجہ سے ہجرت کر دی اُس کا نام ''مغلو'' تھا شخصی دور کا باج بے گار تعمیل حُکم گھریلو اخراجات خوشی وغمی غرضیکہ ہر قسم کا دباؤ جھوٹے دار عشب کے کاندھوں پر پڑا ۔مجبوراً اب زمینی مالیہ ادا کرنے کی وجہ سے بہت دباؤ پڑا۔ درمیانی جگہ جس کو آج مشتاق پورہ کہا جاتا ہے نورہ سے رہائش منتقل کر کے آنا پڑا۔ یہ مالدار تھے مال مویشی کے علاوہ اکثر بھیڑ بکریاں پالتے تھے۔ اُن کے چھوٹے بھائی امدو کٹوچ مال کا نگہبان تھا۔ اپنے

چھوٹے بھائی امدو کی دو شادیاں کرائیں آخری نکاح سے اولاد بدستور ہے۔ ''محکم کا بندوبستی'' بنٹر پوگلی ریاسی، ارناس، خٹرب کھروئی'' کے ساتھ ملکیت میں بھی اندراج ہے کریناڑی میں اُن کا گوٹھ بھیڑ بکریوں کو کچھ عرصہ رُکنے کی جگہ تھی جس میں آج ہمارا تمام کنبہ آباد ہے۔ کچھ حصہ ہمسائیوں سے خریدا ہے۔ یہ مقام راہون میں شامل تھا۔اب اَپر مشتاق پورہ راہون (Upper Mushtaq Poora Rahoon) کہلاتا ہے۔ یہاں عزیز مشتاق کی سرپرستی ورہبری میں دینی درس گاہ تعمیر کی گئی ہے۔آس پاس کے لوگ اِنتہائی شریف طبیعت اور نادار ہیں۔

آس پاس قابلِ سیاحت:

موجودہ حکومت نے اِس خطہ ارض کو بغیر پانی۔ بجلی، سڑک، وتعلیم اور دیگر سہولیات سے محروم رکھا ہے۔ یہ مفلوج سرکار کا شاخسانہ ہوسکتا ہے۔ یہ علاقہ کرال رُون سے بڑتراگن کے حدود تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ مقام سب سے بُلندی پر واقع ہے۔ ٹمبڑ۔ گُجر رُون، تلاوَن، بڑ درُمن۔ چاکوئے، منڈھی وغیرہ کے علاقہ جات خوبصورتی ودِلکشی کے مناظر قدرت خالق قدرت کے عطا کردہ مقامات ہیں۔ دوسرے مقامات شال گاڈ سے لیکر سرگلی کے مقام تک مُنڈ کھال۔فل سِلہ، نارُڑ، تھنہ، دھویرہ، وٹل دار، سرنن دھاوَ کھن، نوگام، ناگترہ، مرہون، وادی سرگلی تک مناظر قدرت سے مالا مال ہے۔ سرکار کی نظروں میں فراموش قابلِ ٹورازم یہ مقامات یاد کیئے جائیں گے۔ ہمارے ارمان صبر سے ہی خاموشی کا اجر حاصل کریں گے اِنشااللہ۔

قابلِ ٹوراز م خاکہ

یسوے چھولن شور ہردم برٹ وتھجر چھُس پر بتن

رنگ برنگی ورنی رِچی شوبُون چھُ مینؤ ئی وطن

(ایم حسین نائیک نیلوی)

مزید برآں پوگل کے بالائی مقام راہون برٹ تراگن کومرکزمان کرنظر ڈالی جائے تو کاؤ کوٹ، شرواُدھار، نون کوٹ، لاڑ بھتی کا مغربی پہاڑحس راز ، وتبرہ نوتخ کا بالائی پہاڑ بانہال ٹھٹھار کا، گھوڑا گلی وغیرہ کا بالائی سلسلہ پیر پنچال، لدھا دھار، پتنی تاپ سے پھر کاؤ کوٹ سے مِلتا جُلتا اندرونی خطۂ ارض ضلع رام بن ہے۔ ضلع رام بن پتنی تاپ سے ٹھٹھار بانہال تک ریاست جموں وکشمیر کی گُذر گاہ ہے۔ راجاوٗں کے دورِ حکومت میں روڈ جو جموں کوسرینگر سے ملاتا ہے۔ اب فوروے کی صورت میں کُشادہ ہو رہا ہے۔ نہ صرف اتنا ہی بلکہ اِسی ضلع رام بن میں بانہال، ٹھٹھار سے تحصیلہ گول کی آخری حد بندی تک ریلوے وے کے ذریعے براہ اودھم پور جموں کو ملایا گیا ہے۔ تیسرا ہوائی راستہ بھی ریاست کی ہوائی ٹرانسپورٹ کا اکثر سایہ پرواز ضلع رام بن پر ہی پڑھتا ہے۔ ضلع رام بن کے دُور اُفتادہ خطۂ ارض کے بسنے والوں کی مادری زبان اکثر پوگلی اور معاوَن پوگلی یعنی زندھاری سرازی وغیرہ ہیں۔ پوگلی زبان وادب کی ترقی وافادیت تو دُور کی بات ہے یہ پسماندہ علاقہ آج بھی بجلی اور پینے کے صاف پانی سے محروم ہے۔

ریاست کے اعلیٰ حکام تک آواز کون اور کیسے پہنچائی جائے۔ جبکہ اِنفارمیشن کی طرف سے یاریڈیو سے شہربین کے ذریعے خبریں وخاص اطلاعات حکومت تک پہنچائے جاتے ہیں۔ اُن کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ علاوہ ازیں پتنی تاپ کو چھوڑ کر قبل دید ٹو رازم کے خوبصورت مقامات کی نشاندہی کون کرے اور کیسے کرائی جائے۔ ورنہ راجگڑھ، ہالہ دُھنداٹھ ہمک گلی کا بالائی حصہ۔ شرواُدھار، گگولی، شرگلی، پٹڑون، مُنل گوٹھ، مالن سر، حس راز ونبرہ، دھویرہ، یمُل تلاوٗ وادی سرگلی، تھلن، ٹاپ نیل نونخ منکت وسھو کے خوبصورت برف پوش پہاڑی گجر گلی، گول، داچھن، مہاکنڈ، پلری وغیرہ کے دِل کش مقامات نشاط شالیمار، گلمرگ کے ثانی مناظر قدرت موجود ہیں۔

وائے ریل سروے گسھی:

وائے اَرمان چھِم مہِ کیتاہ پننے سِینس منز۔ زاگہ کیت کول اَناری تینےِ صبرُس منز (مشتاقؔ پوگلی)

ریاست کی آبادی کا اضافہ ہونے پر ایک دور میں ہماچل سے کشتواڑ دیسہ شرواُ اندر سے سُرنگ، ٹنل براڑسُول، مان دری سے ہاڈووِیری ناگ سے ریلوے لائن کا سروے ہوتا جو بانہال سنگلدان سروے سے نزدیک اور فنڈنگ بھی شاید اُس سے کم لگے گی۔ اِس ریلوے روٹ مسافت کا آرام دہ اور مختصر سفر اِنشا اللہ خرچہ بھی کم ہوگا۔ مُلک کے کشمیر تاج کو تین اطراف سے راستہ کی سہولیت دینا جائز ومناسب ومُلکی مفاد پر ہوگا۔ یہ سروے قدرتی کانیں۔ دھاتیں بلکہ ہر قسم کی دھاتوں کی ٹکنیشن والوں نے قبل از نشاندہی دی ہے محض روڈ کی وجہ سے کان دیکھنے والے ٹیکنیکل والوں کو دشواری کا سامنا ہے۔ چمبہ سے سرینگر تک ایک

اور مُلک ہندوستان کو آمد رافت کا ذریعہ ریلوے لائن خصوصاً ہماچل پردیش وریاست جموں وکشمیر کے پہاڑی علاقوں کو مِلانے سے روزگار وترقی کا اضافہ،اس میں ہر پڑاؤ قدرتی وادیاں خوبصورت میدان صاف وشفاف پانی کے حصے گھنے دیودار اور قسم قسم کے درخت ، قدرتی پھولوں سے بھری وادیاں رنگ برگے پھول مقامی اور مائیگرنٹ پرندے اور جانور اِنسان چاہتا ہے اِن کے حرکات دیکھتا رہوں ۔ بھلے ہی اگر ہمارے مُلک نے یہ سروے کرانا اطمینان سے جلدی کرایا تو پہاڑی لوگ یقیناً راحت کا سانس لینگے ۔حکومت کا حق بنتا ہے کہ اِن لوگوں کے مشکلات کو دُور کیا جائے ۔ پلاننگ تو باتوں سے بہت پہلے سے شروع کی گئی ہے تاہم کام سست رفتاری سے ہو رہا ہے ۔ باعزت، دیانتدار لوگوں کو کام دیا جائے تاکہ وہ اپنی عزت اور فکر مندی سے کام انجام دیں گے ۔ ورنہ گورنمنٹ پلاننگ وغیرہ سنگشن کام بھی لعت ولعل کا ہی پیشہ بن جاتا ہے ۔ آفیسران منجملہ سب سنجیدگی سے انجام دیں گے ۔ اگر ٹیکیکل انجینئر نگ عملہ شوق ہُنر مندی سے سروے انجام دیں تو یقیناً اِن پہاڑوں پر بڑی قیمتی قسم کی جڑی بوٹیاں دستیاب ہوں گے ۔ ہمارے لوگوں کو اگر مفتی سعید کی سرکار نے ٹورازم کے نقشے میں پتنی ٹاپ کے آس پاس کے علاقہ جات لائے دُتھن ،ٹنگر ۔ بھٹن ،کبھی ، ۔ گاندھری بلکہ مال سوتک ٹورازم کے نقشے میں لایا ہے ۔ ڈگڈول سے لیکر نرتھیال ۔ پھاگ مُلہ ،نرتھیال ،نوگام گُجر اڑہ ۔ سینا بھتی پرستان دودھ پاؤ ذے ون ، دھویرہ ، گگونی بڑترا گن ، سرگلی ، ناگتہ مرہون وغیرہ ٹورازم کے نقشے میں لائے جائیں ۔ پوگل ہائر سیکنڈری سکول کے شمالاً ناگترہ مرہون سے لیکر بڑترا گن راہون ، تلاؤن بلکہ واگلہ پانچل گلی ، چاکویئے ، منڈھی وغیرہ قابل ٹورازم مقامات ہیں ۔

پُز یار و تہ آپُز یارو

پُز چھُ یکھ اعلیٰ ترین ذہنی یافت، معنی مطلب چھُ پُز اِنسانُس اَنتری پُٹھ سرمایہ تہٕ خزانہ علاوہ تمام چیزہ طاقت خارجی چھہٕ ۔ یاوٕن کینژس تے وقتس ختم گس چھہٕ کُنٛد کہ یسو ذخیرہ بالکُل مختصر تہٕ محدوداس چھُ ۔ اپُز یارو نہ صرف پانس رِکچہ وبال جان چھُ بلَ کہ سو سماجُس خلقن رِکچہ تحریری طور ''وترُ'' بیالُ چھک لے چھُ ۔ جناب ولی محمد اسیر کشتواڑی کافی محنت جدو جہد تہٕ عرق ریزی سینٛت یکھ ذخیرہ کتاب ''کشیر تہٕ جمعس منز کاشرٕ زبان وادب'' (تواریخ تہٕ تنقید) یکھ خاص قربان دئیں رکری تحریر کمتھ یس منز صفحہ نمبر ۱۹۴ نوگامی صاحبِ ۱۹۵۲ء۔ ۵۳ آحتہ طابع آزمائی کرنے سُنو دعویٰ کُھچھ شاعرانہ تخلیقی نشان تے چھُ ۔ نہ زبان وادبُس منز یکھ لِکھاری شاعر پنے پانُس تنظیمی ذمہ دار تے ونِ ادَعملی حالات تے آسُن مایوُس کُن ۔ دیمی تحریر سرگلی سُن میدان چھُ تاریخی مقام یس منز کنژ زیارت گاہ تاریخ منز لِکھنوُ پش چہ اَیچھی اپُز (لغو) چھُ اد پوُہس منز پیر صاحب بزرگ کشیر آحتہ استانس سرگلیا وأت کرژا ورن گزن شینُس کلُما چھہٕ پھُل پیش کری چھہٕ پوہ تہٕ گُل بناوی کر وجہ تسمیہ کیتہٕ حقیقت تھِ یلہ زن یس علاقہ سنا خلق (لوگ) چھہٕ ہجرت ہافتہ یاوئیں پوگل تہٕ راجگڑھ وغائرہ سنا نام راجستھانا احتہ براہِ کانگڑہ ہماچل آحتہ مزید ہجرت کری آنچھہٕ یُو اِگئی کئی بار لِکھ کُچھُ (تاریخ پوگل پرستان) صداقت ماژلِی؟ کاغذی پھُلما مُشک دار اِئیسِ؟ آخرس چھُ تحریر کشن فلسفہ ژانکس کھلچھُ آنئی گوٹ ۔ شانکس کھل تے آحتوٗ گواشکرنوٗ کُنٛد کہ پُگلی بولیہ چھُ درجہ زبان تاں واتلنوٗ ''قلمی جفاتھِ یس کار'' غیر تخلیق منز پٔنٛن تعارف کرنو حماقت تھِ ساف ظاہر چھوُ پُگلی زبان تہٕ ادب دوست لغو آپزس مذمت کمتھِ ۔

پوگلی کا متبادل کوئی اور نام دینے کی سازش

''مالیہ زبان تہ ادب'' پینے والیہ نسلہ رکچہ جاریہ کارکرنے والس اِقتدار تہ عہدہ سن ہوس اسی ریاکاری سن علامت تھِ خالق قدرت ہر فرد بشرس حرکات اِبلیسیت آحتہ پناہ دے را اسایئے قبل از ۱۹۹۶ء تحریک پوگلی زبان وادب شروع رکمتھِ تا دَم دِن ڈائن دہائن منز گیلکائے گوٹھمایئے کم رکاوٹہ تر راوچہ صرف علاقائی تعصب تہ طمع اِقتدار حاصل کرنے رکچھیہ پسماندہ پیمتِ مالیہ بولی آزاتاں زِبائن سُن مقام حاصل کرِ گمتِ اسہی۔ اَسہے ۱۹۹۶ء بمقام اُکھڑہال کافی جدوجہد کری کثرُوئی مال جمع کری ادبی تحریک شروع کھے۔ یِس کار خیرُس سیاسی نظر بد تے لاگی۔ یِس ادبی گرسِ گیلکائے ژہرہ سینٹ نارلیگ'' (اِس گھر کو آگ لگی گھر کے چراغ سے) اسیِ پوگلی بزمِ اَدب (رجسٹرڈ) کے ستر فیصدی ممبران وعہدیدارانےنے مدِ مقابل کوہستانی پوگلی الگ کرنے کی ناپاک ونا کام تخریب کاری میں حصہ لیا۔ مرض اُن کا بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ بہر حال ڈاکٹر صاحب کی قلم دوائی لکھتی ہے۔ مرض گھٹتا ہے۔ بیمار صحت یاب ہوتا ہے۔ اِنشااللہ قلم کو اُس وقت قوت ملی ہے جب خالق قدرت نے اپنے بندوں کو اپنے پاک نبیؐ کے ذریعے ہدائت عطا کی تھی۔ چند ساتھیوں کو چھوڑ کر خاکسار کی نشاندہی پر ہی نام نہاد پوگلی لکھنے والوں کے نام بھی بغیر تحریری ثبوت کے آرہے ہیں اُنہیں فراخ دِلی سنجیدہ زبان وادب دوست ولی محمد اسیر صاحب کا بعد مولا شکریہ ادا کرنا چاہیئے جو ادبی شعور کو بیدار کرنے میں مصروف ہیں اور آج بعد سبکدوشی بھی تحریری خدمات میں تھکتے نہیں۔ اللہ مزید عزت عطا فرمائے۔

پوگل پرستان اور راجگڑھ

بزرگوں کا کہنا ہے کہ پوگل پرستان اور راجگڑھ دونوں ہجرت یافتہ ہم سفر تھے
کسی اراضی یا سماوی اِنقلاب کی وجہ سے کافی عرصہ گذرنے کے بعد انہیں ہماچل سے
شمال کی طرف بالائی پہاڑوں کو عبور کر کے اُس زمانہ میں مہاراجوں کی حکومت میں
راج گڑھ اور اِس کے آس پاس ڈوڈہ۔ دیسہ سے لیکر رام بن تک کے بالائی پہاڑوں
پر ڈیرہ دالنا پڑا اُس زمانے میں یہ خطۂ ارض خاص قابل کاشت نہیں تھا۔ یہ کھش قبیلہ
اپنی بہادری کے جواہر دکھا چکا تھا۔ یہ روزی کی تلاش میں اکثر شمال کی طرف پوگل
پرستان کی طرف خصوصاً شکار کی غرض سے گھومتے رہے جدوجہد سے ہی اپنی عیالداری
چلاتے رہے۔ آخر چند کنبے ململہ رام بن دیگر راج گڑھ کے بالائی علاقہ جات سے
نکل کر پوگل پرستان آباد ہوئے۔ اُن کی بھاشا مشترک پوگلی سیراجی رہی ماراجوں کے
دور حکومت میں وہیکل روڈ نہ ہونے کی وجہ سے اُودھم پور سے پتنی ٹاپ پیدال سفر میں
مہاراجوں اور اُن کے خاندان کو گرمائی راجدھانی کشمیر کیلئے پالیوں پر ایک پڑاؤ سے
دوسرے تک بغیر اُجرت بیگار کے طور پر مختلف مقامات کے لوگ کار سرکار انجام دیتے
تھے۔ بٹوت ست رام بن کے پراوٗ میں رامسو اور رامسو سے قاضی کنڈ اکثر سراجی اور
پوگلی اِن پڑاوٗں میں حکومت کا دربار سرمائی اور گرمائی دونوں موسموں میں یکجا انجام
دیتے رہے۔ یہ سلسلہ غالباً پرانے بزرگوں کا کہنا تھا ۱۹۴۷ء تک بدستور رہا۔ اِن کی

بھاشا ملی جُلی پوگلی اور سیراجی چلتی رہی۔ انگریز محقق گریرسن لسانیات برائے تحقیق زبان بعد میں پیدال سفر طے کرتے ہوئے ریاست میں داخل ہوئے ہونگے۔ گریرسن ماہر لسانیات نے کافی جدو جہد پیدال سفر خصوصاً اُس وقت کے ضلع اودھمپور کے پہاڑی علاقہ جات میں تحقیق زبان پر کی ہے۔ تاہم خاص مقامات پر اُنہیں سہولیات سفر نہ ہونے کی وجہ سے گرام بیلی پر ہی اعتبار کیا ہے۔ (بقول پروفیسر محمد اسد اللہ وانی) چونکہ پوگل پرستان چناب کراس کر کے لسانی سفر کیلئے زیادہ مشکل تھا گریرسن قریب سے پوگل کا جائزہ نہ لے سکا ہے۔ پھر بھی لِکھا ہے۔

Where the Siraji has adopted the westen

Pahari. اگر گریرسن پوگل آیا ہوتا تو سرگلی کا زکر ضرور کیا ہوتا کیونکہ سرگلی قدرتی میدان ہے۔۔ اِس کی توسیع کیلئے شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ نے کہا تھا۔ جبکہ شیر کشمیر نے نان پارٹی چناؤ کے بعد ۱۹۷۸ء میں بحثیت چیف منسٹر سرگلی کے میدان میں ایک بھاری عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اِس مناظر قدرت کے میدان کی توسیع کرانا حکومت کی ذمہ داری ہے، اِس پسماندہ اور پہاڑی علاقہ کو روڈ کی سہولیات دینی لازمی ہے کیونکہ محققین کا کہنا ہے کہ ویسٹرن پہاڑی پوگلی ہی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں بہنیں ساتھ ہی پلی بڑھی ہیں۔ اِن دونوں نے ہجرت سفر کیا ہے اور کارِ سرکار (بیگار) بھی ساتھ ساتھ انجام دی ہے۔ آج بھی پرانے بزرگ ملتے ہیں وہ سراجی پوگلی میں بات کرتے ہیں جیسے فرید احمد فریدی تحقیق سیراجی میں لِکھتے ہیں کہ ''دیسہ'' اور آس پاس کی بولی میں

پوگلی بولی جادو کی طرح داخل ہے۔ اور وادی گلگدھار۔ راج گڑھ اور رہالہ کے آگے رام بن کے اُوپری تمام گاؤں میں اِسی قسم کی سیراجی پوگلی بولی جاتی ہے۔

بھدرواہی کو ہماچل چمبہ ہمسائیگی کا اثر ہے۔ اور آگے رفتہ رفتہ ڈوڈہ کے قریب بستی نے پوگل کا آدھا حصہ قبول کیا ہے۔ جبکہ زندھاری اور رامبڑی نے ساٹھ فیصد پوگلی کو بدستور سنبھال کر رکھا ہے۔

رامبڑی اور زندھاری کی نِشاندہی ذیل اشعار

پیٹھانہ مُٹھی سے لکڑی نہ ڈالی پسر اُہنوڑے راتی اُے دے گُوریمَن بیانی

پانڑی نہ تپُو سے نلکا چھ خالی باغ تے سُکی گا کیمایوِی خوشحالی

(مشتاق پوگلی)

فرید احمد فریدی بعد تحقیق سیراجی لِکھتے ہیں اِس بولی میں ادب وآداب کے الفاظ بہت کم ہیں۔ مثلاً تو کیوں کراں چھِ پوگلی ''تُو کت سے کر چھس'' (سے) ادب واحترام کیلئے بولا جاتا ہے۔ تو کو، کرا سِس (کشمیری ژِ کیاہ چُکھ کران؟) ٹھاکر چڑھت سنگھ:۔

سیراجی کلام:۔ اُڑتی جھنڈی دیکھ کر مرغوں کری پُکار

پچھلا ڈر باطے ہوا آئی ہماری بہار

پوگلی ترجمہ:۔ اُڈتے جھنڈی بالی کری کگڑ کرتے کُٹکٹاس۔ پتمو مُڑو پور گو آیئے آیئے بہار

دینا ناتھ رانا:۔ سیراجی کلام

دُشمنے تی دُشمنی چنگی پر گلے تو ِگلڑ بھارو۔ مارا نتے اپنڑیں زمے دینا ناتھ پھری

کوٹو۔ پوگلی ترجمہ:۔ دُشمن سن دُشمنی تھِ اصل مگر ہٹس کھل ،گلڑ نہ چھُ جوان

اے دینا ناتھ اُسن پنیا ئے قتل کرون اُد گسو سہارا ائیس

سیرازی اور پوگلی کے اکثر الفاظ ہم معنی اور ہم لہجہ ہیں۔ کیوں نہ ہوں؟ دریائے چناب کے جنوب مشرق سے سیرازی شمال مشرق ویری ناگ تک اندرونی علاقہ جات پوگلی ہر مقام پر اِس کے ساتھ ملاقات کرتی ہے۔ علاقہ نیل چملواس۔ کھڑی شگن۔ ام کوٹ چاپناڑی ہینجیال بانہالہ کو پوگلی قبول ہے۔ یہ دونوں بیروں ریاست سے آ کر یہاں آباد ہیں۔ راجپوت قبیلے کی برادری آج بھی اپنی بھاشا جس کو آج ہماچلی بھاشا کہتے ہیں حفاظت کیلئے مقیم ہیں۔

جارج گریرسن سیراجی تہٕ پوگلی سُن جغرافیائی ولسانی حدود اربعہ تحریر گژھ۔

The word Siraj means Kingdom of Sira . and hance only mountainous country . such countries are orignal liable to have dialects ot hheir own, and hence we fixd several sirags in exixtence each with a distinct. form of speech . Thus there is a siraj in the sanila hill states, a subdiialect of kutholi. all those are forms of western pahari. south of the tract in whisvh "Pogali" is spoken ,there is further tract of hill country raceting down to the river Chinab, and also called siraj. Hear

that river runs east and west , some twenty miles west of Barshala, on the north bank of the Chinab is the town Doda , which may be taken as the Headquarters of Siraj between the Pogal and the Chinab. The language of this siraj is therefore called the Siraji of Doda. In 1911 this siraji was repeated to be spoken by 14332 Peoples to its north lies the "Pogali" to its east.Kishtwari. To its south aeras the chinab lies the western and of Bhaderwahi, The language of which Bhaderwahi,here fading in to the Dogri,Panjabi or Jammu spokenfurther south and south west .To the west of Doda siraji we have Rambani on other Kashmiri dialect. As its Postion in indicates Siraj is a mixed language . The Bhaderwahi to its south is a form of westorn Pahari,and moveever corrupted by dogri Punjabi,the Kishtwari to its east and the "Pogali" to its north are forms of Kashmiri, Already affected by western Pahari and siraji is still more corrupted by these languages, it might with

almost equal correctness be collified as a dialect of Kashmiri or a dialact of western pahari,but i have put it in the former class beacouse it passesses cretain typical dardic Characteristics which do not belong to the latter 48.

فرید احمد فریدی ڈوڈہ کے محقق قلمکار محمد اشرف زرگر بھی اپنی تحقیق میں یوں کہتے ہیں پرستان (پوگل) سے لیکر حالہ وگندنہ تک کا یہ خطہ راجوں مہاراجوں کی ستم کاریوں سے محفوظ رہا ہے۔ ضرورتاً مقامی راجوں نے سر اُٹھایا تو اِس کا نام سراج پڑ گیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ سراج اصل میں سہ راج اور کچھ اسے سوراج سنسکرت آزاد یا خودمختیار سے بنا ہوا ہے۔ وادی کشمیر آج بھی حصوں میں ہے۔ ا۔ کمراز ۲۔ اِمراز۔۳ ۔اعزاز باشندگان کشمیر نے اِس کو سِیراز کہا۔

بشیر بھدرواہی صاحب اَناری تحقیق سیرازی کمتھِ وَن چھ کشتواڑ کو نتواڑہ علاقہ وُرہ چناب دریاوُسُن یکہ پاسہَ رام بنی بولیہ زندھار سرحُدس تاں دُوئے طرفہ پوگلی بولنے والے علاقن تاں یاوُں علاقہ چھ ڈِگڈول۔ پنتھال، دردہی۔ کھوڑا۔ مکرکوٹ، سوجمتنہ، نرتھیال، پھاگمولہ، پنِگارہ، پرستان، مخالف نوگام۔ گُجراڑہ، شروأ دھار دامن چونتھان سنے گامن تاں پوگلی بولیاسن ہمنواتہَ ہمسفر سِرازی مقیم تہَ آباد بیستر بھدرواہی سُن ونئوُ چھ نگری۔ راج گرڑھ، ٹاپ نیل، چکہ، گُنڈی، دیسہ بھاگواہ، بجارنی، کاشتی گرڑھ، شران تہَ بھرت ہُو گامن منز بولیہ یوان مشرقی علاقس محلّہ تہَ جودھپور گامن منز تے بولنہ

یے تھِ۔ اِن کا کہنا ہے کہ زندھار بھی سراج سے زیادہ پوگلی یارامبڑی کلچر کی عکاسی کرتا
ہے۔ ویسے بھی راج گڑھ ہالہ ڈُھندراٹھ سے آگے سیراجی بولی کا اثر نسبتاً کم پایا جاتا
ہے۔ ڈاکٹر پریتم کرشن کوتوال سیرازی کی تحقیقی زندھار سے کونتواڑہ تک کرتے ہیں۔
جبکہ زندھاری بولی نے اسی فیصدی پوگلی بولی قبول کی ہے۔ ضلع رام بن کی علاقائی
بولیوں میں زندھاری بولی سب سے زیادہ پوگلی کے قریب ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ
کشمیری زبان ریاست جموں وکشمیر میں اکثریتی زبان ہے اِس کا اثر دونوں صوبوں میں
یقینی ہوگا۔ کشمیر سے آئے ہوئے ہجرت یافتہ زبان لیکر آئے ہیں1990ء سے قطل بھی
کشمیری ریاست کی تو بات کیا؟ پورے ہندوستان میں بلکہ دیگر ممالک میں بھی کشمیری
آباد ہیں اوراپنے کنبہ میں ماجہ زبان کشمیری ہمراہ لیکر آباد ہیں۔ اِسی لئے غیر کشمیری بھی
کشمیری زبان کا استفادہ بہ آسانی ریاست کے کونے کونے میں لے رہے ہیں۔ ہاں
موجودہ دور میں کلچرل اکیڈیمی کی طرف سے مالی معاونت کیلئے مالیات کا نقصان ہے۔
یوں بھی نو جان تعلیم یافتہ طبقہ نٹ ورک فیس بُک موبائیل کا استعمال ہی کر رہے
ہیں۔ کتابوں کا پڑھنا کسی حدتک نیم سیاست کاردہاتیوں نے اخبار پڑھنے کوزیادہ فوقیت
دی ہے۔ طالب علم :۔طلباً '' بے چارے مُشکل سے سلیبس مکمل کرتے ہیں اگر فراغت
مِلی تو فیس بُک ، زِپ ٹِک ، گُو برتھک ، آئینہ لُک ۔ٹائم مُک ہوتا ہے۔

پوگل پرستان اور راج گڑھ

پوگلی بولی کے تین لہجوں کی نسبت سرسری طور پر تحریر کیا گیا ہے۔ جو پہلا لہجہ پرستان چونتھان سے شروع ہوتا ہوا بلوت، گنڈ ہوت، جوندھار، گام قصبہ رام بن کے پہاڑی علاقہ جات تیرہ، حالہ راج گڑھ، ٹاپ نیل بلکہ کاشتی گڑھ اور ایک شاخ دیسہ تک چلی جاتی ہے۔ گویا پوگلی بولی کی راہ ہجرت سفر سے ابتدا میں اِسی سمت وارد ہوئی ہے۔ اِسی لئے پوگلی بولی میں بھدرواہی اور کشتواڑی کے تاثرات بھی شامل ہیں۔ راج گڑھ خاص کی بولی زبان کوڈوڈہ، بھدرواہی بولی سے خاص رابطہ ہے۔ بزرگوں کا کہنا تھا کہ راج گڑھ، پوگل نام ریاست راجستھان ہجرت یافتہ مہاجرین نے اپنے ساتھ لایا ہے۔ اِسی لئے اِس خطۂ ارض کا کلچر زبان وغیرہ پرستان چونتھان سے ملتا جلتا ہے۔ بجارنی ڈوڈہ اور دوسری جانب سے دیسہ سے لیکر ایک دوسرے لہجوں کے اِشتراک سے گفت وشنید ہوتی ہے۔ پوگلی بولی کا دوسرا لہجہ جو براڑ سؤل مالیگام، پوگل، پانچل، بٹرو، چکہ، سربگنی،، سومبڑ ہاڑوگ، دھرم گُنڈ، گاندھری۔ کبھی، ٹنگر، بھٹنی بلکہ بالائی پہاڑی علاقہ جات بٹوت کی سرحد تک ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے دِکھائی دے رہی ہے۔ پرانے بزرگ دانشوروں کا کہنا تھا کہ پوگلی بولی کے اکثر لوگ خوشی یا غمی کے موقعوں پر ایک دوسرے کے لہجوں میں زم (مل) کر پیار

ومحبت بانٹتے ہیں ۔ پوگلی ہر لہجہ اپنانے والے دوسرے لہجے کا احترام کرنا جانتے ہیں جیسے بھدرواہی، ڈوڈہ اور راج گڑھی آپس میں گفتگو کرتے احترام کرتے ہیں۔۔ ان میں بھدرواہی ادب سے مالا مال ہے۔اس لئے بھی کہ یہاں تعلیم کا آغاز پہلے ہوا ہے۔اس کا خاص اثر علاقائی بولی پر ہے۔اور بھدرواہی اپنے کلام میں بھی جی بولتا ہے۔ پوگلی بولی اپنے لہجے والا دوسرے کا لہجہ اپنا کر بات کرتا ہے۔ جیسے بات کرتیہوئے دونوں سے شہد (مکھیر) ٹپکتا ہے۔اِس طرح (پریم بھاؤ) پیار و محبت کا اضافہ ہوتا ہے۔اِسی لئے یہ علاقہ ہر نا مصائب حالات میں امن وسکون سے رہا ہے۔امن وشانتی یہاں کا اثاثہ ہے۔ پوگلی بھاشا (بولی) میں ڈی ڈی ٹھاکور اپنے خاص رشتہ دار سے اپنے اِسی لہجہ میں بات کرتے تھے۔رشتہ جوڑنے پر (انجہانی کا کہنا تھا ''نین سُکھا بالیلویہ کُرڑی لچھمیہ جوانمتی دیوی لگِ چھِ تی نوحُ نہ شُوبُوی۔در جواب احترام سے مُسکراتے ہوئے۔آوًں گُوز پاؤ ''بیبایا'' (جیجا) کو کہتے ہیں اِس کلام ''بات'' سے کسقدر پیار بھرا ہے۔(ٹھاکر سریش کی شادی بمقام بٹرو)

پوگلی بولی آلہ ہے
جو مختلف دھاتوں کا مرکب ہے

پوگلی بولی کا یہ درمیانی لہجہ اور راج گرڑھ خاص بولی کی خاص اہمیت وافادیت ہے۔ راج گرڑھ، مُملا رام بن، پوگل پرستان یہ ہجرت ہمسفر ہیں۔ اِن کی قرابتیں بھی اہمیت کی حامل ہیں۔ قبل از ۵۵ سال سے ہم نے لِسانیات کا مطالعہ کیا۔ یہ پوگلی بولی کا آلہ ہر قسم کی دھات کا مرکب ہے۔ پوگلی ہر علاقائی زبان کو سمجھنے کا شعور رکھتا ہے۔ جیسے کشمیری۔ ڈوگری۔ پنجابی۔ انگریزی۔ عربی بلکہ چند پرانے تعلیم یافتہ لداخی، سندھی اور افغانی۔ فارسی کو بھی کچھ حد تک سمجھتے ہیں۔ پوگلیہ تعلیم یافتہ مُلک میں علی گرڑھ کے دوسرے نمبر پر اُردو بولنے اور لکھنے میں ماہر ہیں۔ پوگلی کے بہترین مصنف، حافظ خطیب باشعور ذہن رکھنے والے لوگ ہیں۔

قدرت سے جفا ہے تیری مشتاق پوگلی مادری زبان پر
یہ جفا پوگلی ہی نہیں بلکہ جفا ہے معاوٗن پوگلی ادا پر

تیرا لہجہ جوزراڈی وادئ نیل، چک ناڑ واوٗ سے شروع ہوتا ہے۔ جنجلو، ہینجال، اَم کوٹ، چاپناڑی، کھڑی شگن، ناچلانہ، رام سُو، گلاب گرڑھ لار تک (بتہ کشیر) ریاست کی اثریتی زبان کشمیری کے شانہ بشانہ تواریخ اوراق پُر کرنے میں

لگی ہوئی ہے۔ یہ لہجہ بہت احترام کا حامل ہے۔ پوگلی بولی کلچر کے لحاظ سے کشمیری کا ایک اہم حصہ ہے ۔ کاش! اگر کلچرل اکیڈیمی جموں وکشمیر ہمارے شوقین گلوکار نو جوانوں کو کم از کم ایک مرتبہ ہی ماہوار تربیت کا سامان ہی میسر کرتے تو یقین سے کہا جاتا ہے کہ پوگلی زبان کے بہترین گلوکار بن سکتے ہیں۔ یوں بھی ہمارے وادئ نیل، چملواس، چاپناڑی کے پوگلی ہیں قابلِ تعریف گلوکار رہیں۔ علاقائی اجتماعات میں ان کے فن کی تعریف کی جاتی ہے۔ جبکہ یوم جمہوریہ ۲۰۱۵ء ضلع انتظامیہ، ڈیولپمنٹ کمشنر رام بن جناب فاروق احمد شاہ بخاری، جناب بشارت بُخاری وزیر جموں وکشمیر نے الحاج عزیز مشتاقؔ پوگلی کو آنرز ایوارڈ وسند لیٹریچر پوگلی سے نوازا ہے۔ پوگلی زبان کو زبان کا مقام دلانے کیلئے مشتاقؔ پوگلی نے قبل پانچ چھ دہائیوں سے متواتر کام کیا ہے۔ پوگلی کے ان تینوں لہجوں کو متفقہ طور پر علاقائی وشخصی تعصّبات سے پاک ہوکر بولی کو زبان کا درجہ دِلانے کیلئے آگے آنا چاہیے۔ اورنو جوانوں کو مادری زبان کا احترام کرتے ہوئے بولی سے زبان تک علاقائی زبانوں کے مقام تک حق بجانب ہے۔ اِس کیلئے وادئ نیل کی ادبی سرزمین ماشااللہ زرخیز ہے۔

اِقبال شاہین نیلویؔ و غیور قلمکار وادئ نیل

بھارت دیش میں کشمیر جنت بے نظیر ضلع ڈوڈہ میں بھدرواہ چھوٹا کشمیر اور ضلع رام بن میں وادئ نیل واقعی جنت بے نظیر سے کم نہیں ہے۔ ادبی خدمات انجام دینے والوں میں ا۔ مرحوم محمد حسین نائیک جراڈی نیلویؔ پرنسپل ریٹائرڈ۔ ۲۔ جناب لیکچرار محمد اقبال نائیک ۔۳۔ عبدالرحمان سوہل سوہل، ۴۔ غلام رسول ملک زیڈ ای او۔ سرفہرست ہیں۔ شاہین نیلویؔ نے ذاتی اخراج پر پوگلی تحقیق وصوتیات کِتاب منظر عام پر لائی ہے۔ مطبوعہ مذکور دستیاب نہ ہوسکی مصنف نے تگ و دو نہائت زوق وشوق سے پوگلی مادی زبان کی خدمت انجام دی ہے۔ جناب عبداللطیف نائیک بُلبُل نے بھی ابتدا میں مادری زبان کے تیئں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ شاعر کے ساتھ ساتھ گلوکاری کا شوق بھی رکھتے ہیں۔ اِس کے علاوہ جناب الحاج غلام رسول ملک بھی وادئ نیل کے پوگلی شعرا ٔو مصنفین میں سرفہرست ہین اُنہوں نے منظوماتِ شروا ٔمشتاق پوگلی کی لِکھی ہوئی کِتاب میں پوگلی بولی کی اہمیت وافادیت پر ذریں خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اِن کے علاوہ جناب عبدالرحمان سوہل ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر بھی اعلیٰ نثر نگار ادیب وشاعر وادئ نیل کے کئی بزرگ ونوجوان پوگلی بولی کے مصنف وشعرا ہیں چند سیاسی متلاشی لوگوں نے زبان وادب میں رخنہ ڈالنے اوع علاقائی تعصب کی بدترین فضا پھیلانے کی وجہ سے اپنے کاروبار کو چھوڑ کر متبادل کوہستانی بولی قرار دینے کی ناکام کوشش کی اور لوگوں کی

مادری زبان وادب میں رکاوٹیں ڈال کر سیاسی ہر پارٹی کے سائیبانوں میں شرکت کرتے ہوئے اقتدار حاصل کر کے علاقائی غربت و مفلسی کو نظر انداز کر کے ہی دم لیا۔ انجہانی ڈی ڈی ٹھاکور نے اپنی رہائش گاہ بٹوت یہ واضح یا تھا کہ شمالی ہندوستان کے پہاڑی تمام علاقہ جات کو کوہستان کہا جاتا ہے۔ یہ بولی کوہستانی نہیں بلکہ یہ "پوگلی" ہے۔ اِس کی رجسٹریشن پوگلی نام سے ہی ہوگی۔ کوہستانی یا اور کوئی نام پرستانی وغیرہ سے زبان وادب کا کام کرنا ہے۔ اِن تخریب کار چند لوگوں نے شوق رکھنے والے ادباً، شعراً، مصنفین، محققین کے تیز رفتار ادبی منزل تک جانے کیلئے نا قابل تلافی بگاڑ ڈالا ہے۔ اِس نا قابل فراموش حرکت پر پوگلی زبان وادب کا کاررواں اپنے تحقیقی سفر میں دو دہائی پیچھے رہا ہے۔ بہر حال قلم کار بھی کھش قبیلے سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ یہ قبیلہ اپنی بہادری کے جواہر دکھانے میں ہمت نہیں ہارا۔ پوگلی کے معاوِن بولیوں میں مصنفین و شعراً سے استدعا ہے کہ وہ لِکھتے رہیں اور اپنی مطبوعات منظر عام پر لانے کی لئے کوشاں رہیں گلو کار ہنرمند نوجوانوں سے بھی یہی توقع ہے کہ وہ اپنی مادری بولی کو زبان کے مقام تک لے جانے کیلئے اپنا حق ادا کریں۔ غیرت سے کام لیں تا کہ نشر واشاعت میں آپ اور آپ کی آنے والی نسلیں اپنا جائز مقام حاصل کر سکیں۔ ادبی تنظیم "بزم پوگلی زبان وادب" غیر سیاسی رجسٹریشن ہے۔ جو لوگ اِس کا عہدہ لئے دس پندرہ سال سے غیر آئینی طور پر بیٹھے ہیں تمام ریکارڈ ہینڈ اوور کرنا چاہیئے۔

آزادی سے قبل تعلیمی حالات

پوگل پرستان

مُلک کی آزادی سے قبل شخصی دور میں نہ صرف پوگل پرستان بلکہ موجودہ ضلع رام بن کے تمام پہاڑی علاقوں میں بسنے والے لوگوں کے تعلیمی حالات نا گفتہ بہہ تھے۔ راجاؤں کے دور حکومت میں خالص جاگیرداروں۔ بنڈداروں۔ ذیلداروں کے ساتھ خاص رابطہ ہوا کرتا تھا۔ غریب ان پڑھ لوگ پالکیوں میں راجا خاندان اور اُن ے وزرائُ کو سرمائی اور گرمائی راجدھانیوں کیلئے مخصوص تھے۔ ٹرانسپورٹ کو کوئی بندوبست نہ تھا۔ دریائے چناب کے کنارے پر بٹوت سے لیکر رام بن تک اور رام بن سے لیکر بش لڑی ندی کے ساتھ ڈگڈول اور وہاں سے بانہال ٹھٹھار تک مقامی ندی کے کنارے فٹ پاتھ راجاؤں کا راستہ آج بھی موجود ہے۔ بہرحال ان پڑھتا کی وجہ سے ان علاقہجات کے حالات جوں کے توں رہ گئے تھے۔ آج کی تحصیل پوگل پرستان کے صرف پوگل ہی راجہ ہری سنگھ کی حکومت میں ایک پرائمری سکول تھا۔ یہاں پر غور کرنے کا مقام ہے کہ خالص پوگل میں ہی کیوں واحد ایک بنیادی تعلیمی سرکاری ادارہ تھا؟ یہ مولانا مرحوم احمد اللہ بالی سے قبل کا واقع تھا گویا ظاہر ہے کہ پوگل کے بزرگ واقع اَن پڑھ ہونے کے باوٗجود کھش قبیلہ بہادر۔ بے خوف اور سود سمجھ سے مالا مال تھے اُن کی

ڈیمانڈ پر ہی راجہ نے مدرسہ دیا ہوگا۔ ضلع ادھم پورے بعد ضلع ڈوڈہ بنایا گیا۔ کثیر آبادی ضلع کی بٹوت سے ڈوڈہ، کشتواڑ، بھدرواہ، بھلیس، بلکہ مڑھواہ، دچھن، وغیرہ تک تھی۔ یہ مجودہ ضلع رام بن پیر پنچال، بانہال تک راستے میں (لتہ منجن ہی تھا) ورنہ بھدرواہ، کشتواڑ، ڈوڈہ میں تعلیمی ادارہ جات راجاؤں کی حکومت میں بھی سرفہرست ہی رہے ہیں۔ آج کے دور میں یونیورسٹی بھدرواہ میں اور پوگل میں وہی بغیر سر (ہیڈ ماسٹر) کے دوسال قبل سے خستہ حالی صورت میں ہے۔ ہاں اِتنا ضرور ہے کہ (ذرا ضم ہوتو یہ مٹی ذرخیز ہے ساقی) آزادی سے قبل شخصی دور کا مدرسہ بھی پھلدار ثابت ہوا ہے۔

اُس مدرسے نے پوگل و ہمسائیگان علاقہ جات رام بن، بانہال، تک اپنی فصل سے فیضیاب کیا ہے۔ اِس کا ثبوت مُلک کی پارلیمنٹ، مُلک کی عدالت عالیہ اور وادی میں پوگلی ہی کے دینی خطیب ہیں۔ اِس پہاڑی علاقہ پوگل پرستان کو خالق قدرت کی پُر شفا نگاہ ہے۔ دُعا ہے کہ یہ نگاہ قدرت بدستور رکھے۔ سعودیہ میں زیادہ پوگل کے ہی عالم دین درس وتدریس پر مامور ہیں۔ اور عربی تربیت کے طلاب زیر تعلیم ہیں۔

قابل احترام جناب بشیر احمد رونیال نے اَن تھک کاوشوں سے ہائی سکول پوگل کو ہائر سیکنڈری کے درجے پر اَپ گریڈ کرایا بلکہ اِس کے ساتھ ہائی سکول مالیگام کو بھی رمسہ کے تحت اَپ گریڈ ہائر سیکنڈری میں درجہ دِلایا ہے۔ ہائی سکول پوگل کے ہی طالب علم بی اے رونیال نے حق ادا کیا ہے جبکہ قبل از عوام کا چناؤ ہوا نمائندہ تعلیمی سلسلہ میں خصوصاً حکمت عملی سے سزا دیتا رہا تھا۔ اِس ادارے کو سیاسی گیم کا بال بنا کر بیٹ سے دھجیاں اُڑانے کے مترادف عمل تھا۔

مرحوم عبدالرحیم بالی

خون جگرُس بھرِ رچھم ژ انگو یکھ
زا لئےَ کچہ پروانہ اَسیا دُ ویئے تے کنژ

عزیز مشتاقؔ

مرحوم عبدالرحیم بالی مُلک کی آزادی سے قبل بخانہ محمد یوسف (عشب) بالی کھوڑہال پوگل تولد ہوئے۔ وہ قدیم تحصیل رام بن کے اولین تعلیم یافتہ اسداللہ میر بانہالی اور لعل دین حجام پوگل کے ساتھی تھے۔ اُن کے والد محترم ایک قابل ترین اُستاد اور عالم دین کے علاوہ خطیب اور اعلیٰ قلم کار تھے۔ گھریلو تربیت بنیاد نے عبدالرحیم بالی کو تعلیمی سلسلہ میں کالج تک پہنچایا۔ وہ تعلیمی جذبہ شوق سے حاصل کرنے کے خواہاں تھے ۔ مطالعہ وخطاب کے شوقین تھے۔ کُتب بینی کو اپنے والد محترم کی طرح محورہ کر ضیافت طبع جانتے تھے۔ بزرگوں کو کہنا تھا کہ وہ ہر چھوٹے بڑے دانستہ نادانستہ کو نہائت پُر خلوص انداز سے مذاکرات کرتے تھے۔ گویا ظاہر ہے کہ وہ سماجی رہبری کو عزیز ترین مانتے تھے۔ اُس ان پڑھتا دور میں پہاڑی غربت وافلاس پر ترس کھاتے ہوئے رہبری کرتے تھے۔ اُن کے برادر اصغر عبدالعزیز بالی بھی خلیق، پُر خلوص۔ پُر امن اور مِلنسار اِنسان دوست ہیں۔ عبدالرحیم بالی مرحوم نے پرنس آف ویلز کالج جموں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی بلکہ تربیت بھی ھساصل کرنے کی کوشش جاری رکھی تاکہ وہ اُس وقت کے ادارہ انجمن کشفی کوہستانی پوگل میں بطور ہیڈ ماسٹر براہ کام کریں۔ بہر حال مُلک آزاد ہوتے ہی مشکلاً ہوا ۱۹۹۵ء چند ایام صحت ناساز ہونے کی وجہ سے اتفاقیہ مرحوم عبدالرحیم بالی اِس پورے کوہستانی علاقہ کو داغ مرگ دے گئے۔ اللہ مغفرت کرے۔ آمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رواداری اَسن پیاری

ڈگری بھی تھی اُردو، ہندی، انگریزی بھی تھی
گھر میں تربیت عربی مادری زبان پوگلی بھی تھی

عزیز مشتاقؔ

اُس رواداری تہٕ اطمینانُس پانت فخر حاصل کری چھسم اُس مالک حقیقی یوسٕ شُکر بجا آن چھسم کہ اَسوے مُلکُس الگ الگ مذہب، ثقافت، روائتہ، طرز و طریقہ زندہ گی تہٕ بولیہ زبانی چھےٚ یو معاشرہ یکسی دویوس سینٛت شراکت تہٕ حصہ داری قائم رچھنے منز بدستور چھُ ادایے مُلک سنی عزت طاقت تہٕ پائیداری بحال تھٲ۔

تنہاہ ئی طور ثابت قدم یکجاہ بنیادِن پانت روحانی جذبہ مدِ نظر رچھکری تلاش تُپ ژھانڈ کرنی پیوی کالی یتفاق سینتی نہ بل کہ پختہ یقین کری متعین وقتُس تاں لگاتار توجہ تہٕ لگاوٕ سینتی حاصل بنو تھِ۔ یو کرنے بعد مذہبی علاقائی دُوے نسلی حد بنسی ختم رِگسنے گسہی۔

سوالچھُ پیش اَس یہنے مثالی حالت کناری حاصل کری ہگم۔ اَس ییر چھسم یسا حالتہ منزٕ چھسم تیری اَحتہ جدو جہد کرنی پیوی۔ اَدترقی تہٕ خوشحالی سنیاں وتہ سنو

انتخاب گسھی کرنو۔ اِناری مسلم یونیورسٹی سنے بانی جناب سر سید احمد خان تہ بنارس ہندو یونیورسٹی کے بانی پنڈت مدن لعل مالویہ کی تعلیمات پر نظر ڈالتے ہیں۔ یہ وہ صاحب لوگ تھے جنہوں نے دُنیا کو مذہب کے چشمے سے نہیں دیکھا۔ یعنی تیوِیں معاشرس مذہب یا دھرم بالی ری یاوٗں ادارہ قائم نہَ کیو ہاتیون دُور نظر بالغ نظری تہَ پایہ دار، مضبوط بلکہ دوڑ ویقین یاوٗ نو اصول اُحتوٗ۔ یِس سینت منتشر نہ نلکہ متحد حالات مضبوط گیوٗہ۔ یُو وطن یہَ دھرتی جنم بھومی سرن سنی تھِ خواہ سنو ہندو اَسرا مسلمان اِسرا اِسکھ یا بُدھ کرسچن یا ہری جن اِسرا۔ وہ لوگ جانتے تھے کہ روحانیت ایک غیر مری طاقت ہے۔ روحانیت پھٹنے والی نیست و نابود گسنے والی نہ تھِ۔ وطن دوست دانشوروَن چھَ اخلاقی مروت، رواداری پاٗنس منز اتحاد تہَ بھائی بندی سئوٗ سبق دیوٗتیں پانت عمل کروٗ۔ اَسن پُگلی بولی بولنے والا ہندن، مُسلمانن آپسی اتحاد تہٗ بھائی چارہ وراثت منز مِلتہ مُچھ۔ بہادر بُزرگئے وطن عزیز سِنی حفاظت تہ قدر کمیتھِ یہ آزتے بحال پائیدار تھِ۔

بے حسی قوم کا معیار گرا دیتی ہے

بُزدِلی صیغہ ہستی سے مِٹا دیتی ہے

مرحوم لال دین المعروف لالہ لون

تیئنےِ کیچھ سرؤ شوق راوٗ تُو عاشقن

عِشق سُن اِستانہ آیسیا دوئے تے کنژ

عزیز مشتاقؔ

مرحوم لال دین بن رمضان حجام (باپھندہ) شخصی دور میں بمقام ترگام تھبہٗ پوگل پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم پوگل سے حاصل کی۔ بزرگوں کا کہنا تھا کہ اُن کے خاندان کنبہ کے رشتے ملک کی تقسیم سے قبل پشاور پاکستان کے ساتھ تھے۔ چونکہ لال دین ذہین فہیم اور قدردان طالب علم تھے تعلیمی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے پشاور چلے گئے وہاں پر میٹرک پاس کیا حالات کے پیش نظر اُن کا کنبہ کچھ وقت دہلی اور کچھ وقت لاہور بھی رہے۔ بہرحال بزرگوں کا کہنا تھا کہ لال دین آزادی پسند اِنقلابی ذہن کا نوجوان تھا۔ تعلیمی سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اُس دور میں ایف اے پشاور پاکستان یونیورسٹی سے پاس کیا تھا۔ اپنے علاقہ پوگل پرستان کےلوگوں کی نمائیندگی کرنے کی غرض سے تقسیم مُلک کے بعد وہ پوگل واپس آنا چاہتا تھا۔ موت نے یاوری نہیں کی یہ وعدہ اٹل ہے۔ آزادی کے دوسرے سال ۱۹۴۸ء میں اِس دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔ پوگل کے لوگ خصوصاً اُن کا کنبہ ہمیشہ کیلئے اُن کی رہنمائی سے محروم ہوگئے اللہ اُن کی روح کو سکون دے۔ عالم برزخ میں اللہ ذخیرہ راحت عطا فرمائے (آمین)

مولانا احمد اللہ بالی پوگلی

منشور بانہالؔی صاحب پوگلی بولیہ منز تخلیق شعراہ تہٕ اَدبُس پننا کِچھ وضاحت تحریر کرتے یاوئیں صفتہ نمبر ۱۷۷ اکینژ تہٕ چھس منز کاشُرِ زبان وَ اَدب (تواریخ تہٕ تنقید) مصنف ولی محمد اسیرؔ کِتابہ مولانا احمد اللہ بالی مرحوم ساکنہ کہوڑ ہال پوگل سنے بدلہ مولانا احمد اللہ بانہالی (۱۸۵۳ ۱۹۲۰) چھُ یِس پُگل علاقہ سُن باشعور شخصیت آسنمتُ تیسد وُرسمنز ضلعہ اُدھمپورسُن کنژی خاص مُہن اُیسی یِس لاہورتاں عربی اَدارس تعلیم حاصل کرنے سُن مُقدر آسہی۔ منشور بانہالؔی صاحب تھِ پُگل پرستان سنےَ دَامنُس اُکھڑاہالہ منز بحثیت لیکچرار ڈیوٹی انجام دیتمِت۔ پوگلی زِبان زانئے والن سِن بالائی آبادی کافی دُور دراز دیسہ حد بندی ڈوڈہ آحتہ گیژہ حد بندی ''حس راز'' پہاڑ سنے دامنُس تاں پھیل تُمتھ اِناری بانہالہ کینز ئے زبان وادب دوست چھٕ تناری پوگل پرستان تے چھُ نہ صِرف خوش نویس بَل کہ شیرین بیاں تے موجود چھٕ۔ منشور صاحبُس اُیس یاد آسایئے بہراہ مرحوم شیدؔا صاحب وغیرہ بزرگ شعرا اُسلور جوبلی تہٕ آل انڈیا کشمیری کانفرنس ٹیگور ہال سرینگر 1984ء منز شرکت کِمتھ تِس دورُس شائد میںیاں تحصیل بانہالہ سنا نوجوان لِکھنے والہ پیدا ایئے نہ بنوٗتاہ یِس منز کنژ شک چھُ نہ ہر بولیہ یا زِبانٔ آحٹن کلومیٹرن درمیانی فیصلس سُن ضرور فرق آس

چھُ ۔اِناری سرینگر سناں کاشری زبان تہٕ بانہالہ سنیاں کاشری زِبان منز فرق چھُ اَناری سیرازی، زندھاری، رامبڑی، بھاٹلی، تہٕ پوگلی منز لہجہ سُن فرق ہنکھ اثر گر چھُ ،کشتواڑی تہٕ پوگلی پانُس منز باہم قریب چھُ دپنِ کاشری زِبان سیٹھ خاص تعلق چھُ کُل ریاستہ منز کاشری زبان اکثریتی زِبان تھِ پس زبان سنا لِکھنے والن آسن سرن پسندی ہمسایہ بولین سُن خاص خیال رچھنوٗ یلہ زن محمد یوسف ٹینگ صاحب چھو منظوماتِ شرواٗ مصنف مشتاق پوگلی تا کیداً تحریر کُمت کہ کاشری زِبانِ سنیاں ہمسایہ بولیا خاصکر ''پوگلی'' مہارانیاں سنا کنگن تہٕ زیور چھُ یس بغیر کاشری سِن ثبوت تھِ نا ممکن ۔یتوہ اعلیٰ پایہٕ سُن مصنف شاعر تہٕ ادیب چھُ

جفا کیھیم تیس وفا کرنس رئیند گی گھیے دُور
شفا منگھی سہو پانسی وَفا وائے وَنمس کُت
وقت لین ضائع کری احساس تے غائیب چھس
اِتی ما چھس ومرہ رہنو وائے وَنمس کُت

ضلع رام بن مقامی زبانیں اور بولیاں بولی جاتی ہیں

(۱) اُردو ۔۲۔ انگریزی ۔۳۔ کشمیری ۔۴۔ دوگری ۔۵۔ پوگلی ۔۶۔ پنجابی ۔۷۔ زہ ندھاری ۔۸۔ رامبڑی ۔۹۔ سیرازی یا راج گڑھی ۔۱۰۔ اشنا ۔۱۱۔ گوجری کُل گیارہ ضلع رام بن کا زبان وادب گویائی یا گدت وشنید کا محفوظ حصہ ہے۔

(خاص معلومات)

گُذروتچہ خاص کتھہ

۱۔ کأشُر شیرازہ آوٚ ۱۹۷۲ء منز چھاپنہٕ پہلے آیہٕ صرف یکھ ہزار جِلدہ چھاپنہٕ

۲۔ ۱۹۸۱ء مردم شُماری کأشری بولنہٕ والن ہٕنز تعداد ۳۱۳۶۱۴۶ آسٕہٕ۔

۳۔ آہٹوی ۲۸ شیدوٗلس منز مُلکس منزاڈ دہٕ زبأنی آسٕہٕ پتہ دواوہی ۲۲ آز بد ہی گیأ

۴۔ ۲۱ دسمبر ۲۰۰۳ء ڈوگری بھاشا آٹھویں شیدوٗلس بِل پاس گے۔

۵۔ ڈاکٹر اِقبال سنہٕ پوترس اِقبال ولیدس 31052015 ایوارڈ آوٚ دینہٕ۔

۶۔ چاہٕ (تین) ہزار جامع مساجد مُلک چینس چھہٕ سرن آستہ بڑی مسجد کاشغر تھِ

۷۔ پوگلی بزم اَدب ہٕنز نان پولیٹیکل ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ء کاڑنہٕ آیہٕ

۸۔ پوگلی بزم اَدب ہٕنز رجسٹریشن ۲۹ مارچ ۲۰۰۱ء (مشتاق پوگلی)

۹۔ ۶ مئی ۲۰۰۵ء بدھوار کأشُر اخبار کأشُر ٹائمز سرینگر آستہ اجرأ کرنُک اعلان کرنہٕ آوٚ۔ علاوہ ازیں کأشُر جریدہ رِسالہ بھی منظرِ عام پر آ رہا ہے۔

۱۰۔ قمراز بزمِ ادب کشمیر نے دُوردرشن پروگرام کیلئے تربیت جناب پروفیسر رحمان راہی، جناب فاروق نازکی اور دیگر ادبأ و قلمکاروں نے شروع کی۔

۱۱۔ USA کا ماہوار خرچہ عراق پر چار عرب ڈالر تھا۔

۱۲۔ ۱۷ ستمبر ۲۰۰۳ء ریڈیو کشمیر سرینگر کی طرف سے کبیر ساوٚن ایوارڈ رحمان راہی مشہور ادیب و شاعر اِن کے ساتھ کشمیری گلوکارہ کو اِنعام سے نوازا گیا۔

۱۲۔ ریاست جموں وکشمیر کی آبادی 14957205 1 ہے۔

۱۳۔ ضلع ڈوڈہ کا رقبہ ۱۲ ہزار کلو میٹر ہے۔

۱۴۔ تمام دُنیا میں سب سے زیادہ جانور ہندوستان میں ہیں۔

۱۵۔ دُنیا کی سب سے بڑی پارک ریلوشون پارک امریکہ میں ہے۔

۱۶۔ دُنیا کا سب سے بڑا ہوٹل روشیا میں ہے۔

۱۷۔ کونسا جانور پتھر اور لوہا ہضم کرتا ہے؟ مگرمچھ

۱۸۔ اندرونی چوٹ کیلئے چینی اور نمک مِلا کر کھالیں درد دُور ہو جائیگا۔

۱۹۔ باہری چوٹ پر پھٹکری بھون کر (بشرطیکہ فسٹ ایڈ دستیاب نہ ہو) اگر دستیاب ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔

۲۰۔ عزیز مشتاقؔس پستاہ اگست ۲۰۱۵ء منز آنر ایوارڈ دینے آو۔

۲۱۔ چین کے وزیر اعظم وین چیانو کے ساتھ ہندوستانی وزیر اعظم منموہن سنگھ نے ۱۴ مرتبہ ملاقات کی یہی وزیر اعظم مارچ ۲۰۱۳ء سبکدوش ہوئے۔

۲۲۔ بھارت کے کُل ڈاکخانے ۱۵۴ لاکھ ہیں۔

۲۳۔ انجمن کشفی ۱۹۲۶ء سے ۱۹۴۷ء تک پورے بیس سال کچھ ماہ تک چلا۔

۲۴۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی ۲۲ کروڑ ۶۴ لاکھ ہے۔ یہ مُلک انڈونیشیا سے زیادہ ہے۔

۲۵۔ مولانا احمد اللہ بابلی پوگل کی تاریخ پیدائش ۱۸۵۳ء اور وفات ۱۹۲۰ء عمر ۶۷ سال۔ اُن کے لاہوری اُساتذہ حافظ عبد العنان ۲ مولانا محمد حسین بٹالوی۔

۲۶۔ مرزا غلام رسول جموں سے ۱۹۲۶ء وفات ۱۹۴۰ء کل چودہ سال تعلیمی خدمات انجام دی۔

۲۷۔ منیجر محمد اسمائیل لاہوری نے میاں غلام رسول کی وفات کے بعد ۱۹۴۰ء میں

انجمن کا چارج سنبھالا۔

۲۸۔ ۱۹۴۶ء میں بمقام تھنہ مالیگام پوگل ایک دار العلوم کا افتتاح کیا گیا۔

۲۹۔ ۱۹۴۷ء ادارہ ہذا شورش کی زد میں آ کر ختم ہو گیا۔

۳۰۔ مولوی محمد یوسف بالی مرحوم نے ۱۹۵۷ء میں جمعیت اہلحدیث کا رابطہ جموں وکشمیر سے کیا۔ قبل ازیں دِلی کے ساتھ رابطہ تھا۔

۳۱۔ مرحوم مولوی محمد یوسف بالی کے مطالبہ پر وفود مبلغ ۱۹۵۸ء۔ ۱۹۵۹ء ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۴ء میں آئے۔ مولوی محمد یوسف آخر تک توحید ورسالت کا پیغام لوگوں کو دیتے رہے۔ یہ مسلسل اجتماعی وانفرادی دین کی تبلیغ کرتے رہے۔ اور اُنہوں نے بدعات وشرکات سے پرہیز کرنے کی تلقین کی اور تنبیہ کرتے رہے اللہ اُنکے روح اطہیر کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔

۳۲۔ لال بہادر شاستری ۱۰ جنوری ۱۹۶۶ء پاکستان کے ساتھ تاشقند میں سمجھوتہ کیا۔ اور ۱۱ جنوری حرکت قلب بند ہونے پر سرگباش ہو گئے۔

۳۳۔ ۹ جولائی ۱۹۷۷ء کو شیخ محمد عبداللہ نے نیشنل کانفرنس پارٹی سے حلف وفاداری لی

۳۴۔ پہلا الیکٹرانک کمپیوٹر ۱۹۱۹ء میں بنایا گیا۔

۳۵۔ ہندوستان میں ادب کا نوبل انعام رابندر ناتھ ٹیگور کو مِلا۔

۳۶۔ مشتاق عزیز پوگلی کو پوگلی کے ادبی خدمات پر ۲۰۱۵ء میں یوم جمہوریہ کے موقع پر آنرز ایوارڈ وسند خاص سے نوازا گیا۔

۳۷۔ کُل ایریا جموں وکشمیر دو لاکھ بائیس ہزار دو صد چھتیس (222236) کلومیٹر ہے۔

۳۸۔ مہاراجہ ہری سنگھ ۶۵ برس کی عمر میں سُرگباش ہوا۔

اب مال مویشی کی کمی

۱۹۵۵ء تک پوگل پرستان دونوں حلقہ پٹواروں میں زمینداران کے پاس مال مویشی کثرت سے پائے جاتے تھے۔ دیکھادیکھی میں چراگاہیں آباد کردی گئیں۔ جیسا کہ ہر ساؤ پرستان ِکتاب بزبان پوگلی مصنف عزیز مشتاق وجہ تسمیہ پرستان کے ساتھ چراگاہوں کا فقدان اظہار کیا گیا ہے۔ قدیم دور میں سنسیری مال مویشی کی کثرت تھی، گدی پوگلی گانے بڑے شوق سے گاتے تھے۔ پوگل کے شُمال میں سرگلی ایک تاریخی مقام ہے۔ اِس کے مشرق میں ''واگیدن'' مرہون کے شمال اور'' زمائے نال'' کے مغرب میں خوبصورت ڈھلوان دھار سٹیٹ لینڈ (خالصہ سرکار) ایک اچھے خاصے باشعور ٹھیکیدار غلام قادر خان نے Gon More Food ایکٹ کے تحت الاٹ کر کے زیر کاشت لاکر آباد کر دیا۔ اِس پر پوری آبادی کے ساتھ اختلاف ہوا۔ بلکہ الف اے ۔ آر مقدمہ بھی چلا۔ باقی زمینداران نے بھی ایسی ہی چراگاہوں کو آباد کیا تھا۔ فریقین کا مناسب تصفیہ نہ ہو سکا۔ آپسی اختلاف کی بنیاد پر یہاں سے شروع ہوئی اِس سے قبل ریونیو ولیج مالیگام بمقام تھنہ وٹل دار بھی ایک بارسوخ آسودہ حال شخصیت کے زیر قبضہ خالصہ سرکار چراگاہ ہوا۔ یہ رقبہ مرحوم مولوی عبدالسبحان نے آباد کر کے اپنے قبضہ و کاشت میں رکھ دیا تھا۔ تیسرا رقبہ مرحوم حبیب اللہ ٹھیکیدار گواہالہ نے بھی چراگاہ کو اپنے زیر کاشت کر دیا۔ ایسی مثالوں کو دیکھ کر باقی لوگوں نے بھی اپنے تجاوزات کو بڑھایا۔ نتیجہ یہ

نکلا کہ مال مویشی کو رکھنے کی کوئی خاص گنجائش نہ رہی زمانہ گذرتا گیا بہر حال مذکورہ اشخاص کو اپنے دور میں بھی یہ مال مویشی کی روزی کا احاطہ کام میں نہ آسکا۔ دُنیا فانی ہے وہ خالق مخلوق سب پر نگاہ کرم رکھتا ہے۔

آج یہ مقدمات بے کار پڑے یا دیگر لوگوں کے قبضہ وکاشت میں ہیں۔ ورنہ اِن چراگاہوں میں مال کے گوالے پوگلی چنہ گاتے تھے۔ اب ماشااللہ اگلا دور ہے۔ تعلیم نے ٹینکیک میں ترقی کی مال مویشی کم ہو گئے بیل ہل جوتنے کے لئے۔ اور گائے یا بھینس دُودھ کیلئے پالی جاتی تھی۔ اب بیل کی جگہ پُرزے والی مشین تیار ہوئی، دُودھ تو ڈبے میں ہے۔ اور ڈبہ الماری میں خواہ پاؤڈر ہو یا لیکوڈ دونوں شیر خوار بچوں کی غذا بن گئی۔ ڈاکٹر صاحبان جنم والے بچے کو ماں کا دُودھ دینے کی بھر پور کوشش کرتے ہیں۔ ماں بیچاری موٹاپا، بی پی اور شوگر کی بیماری ہفتہ وار ہسپتال کی زیارت اور ڈاکٹر کی ہدائت پر صبح شام دو کلومیٹر دوڑائی۔ پرہیز کسی خاتون کو روغنی کھانا منع کسی کو نمک منع کسی کو بی پی کم ہونے پر نمک زیادہ کھانا۔ بیچاری ماتاجی کو دُودھ، گھی، مکھن کہاں نصیب جب گھر میں گائے موجود نہیں اگر اپنے شوہر کو آمادہ کر کے گائے رکھ لی تو اُس کا پالن کون کرے۔ گوبر میں لت پت دُودھ دوہنے میں بھی ہاتھوں کو ''سُنگڑ'' بچے ذرا بڑے ہو جائیں دال بھت سکول سے ملے گا۔ وردی کتاب کاپی بھی وہیں سے ملے گی ہاں بڑوں کو سزا چھ نفر راشن کارڈ والے کو تین کلو زیادہ یا کم ہٹیلوں میں بی پی ایل اور اے پی ایل کی گردان۔

ونے زورہ پہہَ چھسَ زوڑُ مہِ ماجو ہوتسِ واگبدن زوُہ گھُڑ و۔

مۆمِن گَم چھُ

آزدوان تے بےکارایوان تے بےکار　　گیس مچہ سُوچ آن قیامت بنۍ گے
بارنن تفاوت کنہٕ ی نہو طے کے　　گرام سبھا آز سے ٹماٹر بنۍ گے

اصل منز یس روئے زمین سنے پلیٹ فارمس (دستر خوانس) پانت تمام اِنسان وحیوان کھالِنس پینس دوین ذی نے والیا چیزن منز برابر سنا حقوق رچھِھ۔ یکس اِنسانس دُویُوس آحتہ زندہ گی گزارنس منز کنہٕ فرق یا تفاوت نہ تھِ۔ خالق کائنات اِنسانُس پنٕن حق اداتے حاصل کرنےسُن اختیار دِتمت چھُ یسی سینت کا (عمل) کانےسُن یکھ طریقہ ضابطہ عطا گُچھ اِنسان حاصل کرتے اَیس طمع تہٕ ذاتی خواہش شاتنِ رکچہ دُوین خلقن سنا حقوق پننے قبضس منز ائین کری یکھ تکلیف تہٕ مُصیبت مہٕ بنی کسرہ۔ دراصل اصولن تہٕ ضاطن طابین رہ نۆ مومن سُن مقام تہٕ قیام چھُ۔ مومن بندس یاوٗں تمام حقوق خدائی دستور فطرت احتن مِل چھَ طریقہ عمل حق تلفی، دِل برزنس ظُلم کرنس آحتہ پاک چھُ۔ یاوٗں پاک حقوق یَس بندائے بشرُس ین سنا رکچہ اداکرنے آوہٕ دینے آوہ کہ یُوحیوان ناطقِ پنٕن مقام درٕ ڈُھمِل (رٹ) ہیگ دُوئین پانت ظُلم یا کنچن حق دبلنو یا دُوئین سن زندہ گی تلخ (زہٹی) بناوٗنی کنہٕ دُکھی تہٕ بدحالی سُن شِکار الِلہ ذکر اللہ تطمین القلوب خالق قدرت ہرقسم سنیاں نعمتہ عطا گم چھَ یاوٗنی پاسداری کرنی مومن سن شناخت تہٕ سبز کونے وول تاج چھُ۔

نام تینوٗ ئی پاک چھُ اے خدا۔ ناچیز چھسم اَس رہ گدا
شِن دُوسن منز گے کُل کائنات بنی آدم بناوٗی کری تے آحتوٗ روح جُدا

توحید آوٗ مدن وار نشتوٗ

نا مصائب حالات آسنہ باوٗجود مصنف مشتاق پوگلی یُس حوصلہ افزائی کرتے یسو مطلب چھُ موجودہ اکیڈیمی سیکرٹری حاجنی صاحب یاوٗن ہمسایہ بولین سنا لِکھارین تحریری حوصلہ افزائی کرنے گسھی۔ منشورؔ صاحب چھُ پیر مشکور صاحب پوگلی سُن بنیادی شاعر تحریر کرتے ثبوت کلام بِنا تخلیق اِناری:۔دیتے (ا) پانہ پانُس

(ا) پانہ نالُس داہ گستے چھُم بِمہِ مدن وارہ مےِ لب

کشمیری ترجمہ منشورؔ یوں لِکھتے ہیں:۔(میانہ یاترا دویہ میے نزدیک بہہ پانیئے وچھکھ کوتاہ دٔ ودچھَ) بحوالہ کاشر تواریخ تہٕ تنقید (مصنف ولی محمد اسیرؔ کشتواڑی)

(۲) کشیر پِٹھ آوٗ پیر مشکور پگلہ منز چھُس زاگتےٗ۔

مدن وارہ:۔ پوگلی لفظ کُلیتاً نہیں ہے۔ خاکسار ذاتی طور پر بزرگ مشکورؔ مرحوم کو بوہر دار (گگڑ ناگ نیل کے چند گاؤں کی پیرل میں جانتا تھا۔ پوگل میں اُن کے کوئی مُرید نہیں تھے۔ کیونکہ اُسی دور میں مولانا احمد اللہ بالی مرحوم لاہور سے توحید و عالمانہ ڈگری لیکر ااۓ تجے۔ اور سرگرم نابود ریا ونمود اور بدعات وشرکات تھے۔ مذکورہ اژ خاص میں (واہ) کا ذکر ہے۔ جو جھاڑ یا تعویز سے آرام آسکتا ہے۔ اُن علاقہ جات کے لوگوں کو آج اعتقاد توحید قلیل ہے۔ دوسرے شعر میں کشیر پیٹھِ آوٗ پیر مشکور پگلہ؟ منز چھس زاگتےٗ (پیٹھَ) کشمیری لفظ ہے پوگلی نہیں اور ذاگتےٗ کا اُردو

انتظار کرنا ہے۔ پیٹھ کی جگہ پوگلی میں (آھتہ یا پانت) ہوتا تو شعر پوگلی تھا۔۲۔ ذا گیتۓ یعنی انتظار وہ کہاں ممکن ہے۔ جبکہ اُن کا کوئی مطلب و مرید پوگل کا ثبوت نہیں ہے۔ پوگلی مصنفین وشعرا کا کہنا ہے کہ اگر کہیں مطبوعات کلام پوگلی مرحومہ مشکور ہیں تو ہم زبان وادب کے بنیادی شاعر تسلیم کرنے کے حقدار ہیں۔ ورنہ غیر پوگلی لِکھاری بھی مشتاقؔ پوگلی کو پوگلی زبان واودب کا بنیادی لِکھاری مانتے اور لِکھتے ہیں۔ بل کہ اِن کی مطبوعات غالباً آدھی صدی قبل سے موجود ہے۔۔ عزیز مشتاقؔ پوگلی طالب علمی دوَر سے تادم پوگلی زبان وادب کی خدمات انجام دینے پر مصروف کار ہیں۔ یہ قلعہ پوگل نزد کھاروان، پانچل کو کسی اور نام سے جوڑنے کے مترادف ہے۔ جو صرف خیالی ہے۔ حقیقت میں نفی ہے۔

ے ہنسنے والے میری ٹوٹی ہوئی کشتی کو نہ دیکھ

حوصلہ اب بھی ہت طوفان سے ٹکرانے کا

ہنکھِ تحقیق ضلعہ رام بن سنِے گامن

تہٕ نامن ہِسن (پوگلی منز)

کشیرِ تہٕ جمس منز کاشری زبان مصنف ولی محمد اسیرؔ کتابہ صفحہ نمبر (۱۷۶) منشورؔ بانہالی پوگلی بو یہ کیا زآوِیہ ناوِدِنہٕ؟ بقول منشورؔ بانہالی آزتاں مختلف مصنفینو تاویلہ تہٕ قیاس آرائی سیٹھ درانگن کمچھ بل کہ یہ تھِ حقیقت کہ ضلعہ ڈوڈے سنا خصوصاً پُگل پرستان راج گرڑھ دگر گامن بسمین چھ ہجرت یافتہ قدرتی فیصد چھوٗ کہ یاوٕن اُیس تیرکُ اثر تے ییر آحتہ یاوٕئیں ہجرت کمتھ نام تے چھ تیرائیے آحتہ پوگلی زبان تے چھُ بقول مرغوبؔ بانہالی دیگر زبانِ یا سنسکرت سُن خاص اثر چھُ آزکس دورسُ منز پس پانت غالب اثر کاشری ڈوگری زبانن سُن چھُ بشیرؔ بھدرواہی صاحب تے بعد تحقیق لِکھتُمت چھُ یہ تھِ عجیب کتھ کہ نھدرواہی مصدر چھ پوگلی مصدرن سیٹھ ملتے یاوٕئیں چھ کینژہ الفاظ نشرنوژھنو۔ زونو۔ زپنو وغیرہ ہم معنی ولہجہ ثابت کمچھ کٔذ کہ آسُن لفؔ یکی بھدرواہی زبان تھِ ہماچل ، شملہ، چمبہ سِن ہمسایہ زبان۔ صوبہ جمعے سنیاں علاقائی بولین خصوصاً پوگلی ، کشتواڑی تہٕ سِرازی چھُ ہماچلی تہٕ ڈوگری سُن تے کاصا اثر بل کہ یوٚ پیوی قبول کرنو آز محققین سرنی زِبانن بولین چھُ انگریزی زبان سُن سخت دباوٕ چین یار پوس تے چھُ مادری

زبائن فروغ دینے سن کوشش کرتے بہر حال انگریزی دُنیاوَس پانت غالب تہٕ بالاتر رہی۔ اگر مقامی قلمکار زبائن رحفظ سن کوشش منزٕ کوتاہی کرُن عنقریب یاوَن مرکب بنِ کر بگڑی گسُن ۔ عام بول چال منز آز ہر بولیہ یا زِبان تر ہی فیصفی انگریزی زنائن سُن اثر چھُ۔ بل کہ آز بیروکیٹ یا نمائندہ ستر فیصدی انگریزی منزٕ مشکلاً ترہی فیصدی ہندی یا اُردو بول چھٕ۔

غزل

ہنسنے والے میری ٹوٹی ہوئی کشتی کو نہ دیکھ

حوصلہ اب بھی ہے طوفان سے ٹکرانے کا

خواہشوں کے مینار پر چڑھنے سے پہلے

سوچ لینا چاہیئے کہ آندھی کِسی کو نہیں بخشتی

وفا کا درس بارشوں سے پوچھو

جو پھولوں کے ساتھ کانٹوں پر بھی برستی ہے

رونے کے دِن گئے اب ہنسنا میرا کام ہے

جس نے مجھے جُدا کیا قسمت اُسی کا نام ہے

سعیدہ سمرین تہٕ پی ایچ ڈی

سِرازی تہٕ کشتواڑی بولیٚن منز

بے خبُر تے کتھ کرتے پُگلی کلامن سِن
بوتل تھ خالی تلاش تھِ جامن سِن

(یسایئے کِتابہ منز ڈاکٹر اومکار ناتھ کول) کأشری منز (غار مطبوعہ کِتابہ ہُند حوالہ دِتھ پوگلی بولیہ ہُند لفظن منز ذکر کورمُت)

Lexicography in Kashmiri. It is note worthy that there are many lingaustic Features including 70% Voeabulory of Pogali identified with Kashmiri Pogali Pesseses some linguestic traits which are relevent to sanskrit e.g.(d) in place of (r) or (s) in place of (h) .35-

کأشری منزٕ یہ کتھ چھ دٕلی پاٹھی نناونزِ کشتواڑی تہٕ سِراجی مقابلہ چھے پوگلی زبأن پٹھ گریسن تہٕ گرام بلی یَس پتہ جان کام کِرمشر آزکل چھ مِس سیدہ سمرین وچ کأشر کوٗر پوگلی سراجی تہٕ کشتواڑی بولیٚن پٹھ کشمیر یونیورسٹی ہندِس کأشر شعبس پی ایچ ڈی کران۔ بہر حال یمہ تیر شوئے بولیہ چھ کأشر زبانی ہُندہ لہجہٕ۔ بزبان پوگلی) مِینا لکھنے والے پُگلیہ تھے۔ یہٕ توسائے مالیہ زبان کأشری زبأنِ سنیاں لِجن منز آسر ہہ یا کھنجن منز زینٹر پوگلی منز ایم فِل کرتایا پی ایچ ڈی تُس رہوٗگی یِکس دویوٗ۔ آشاہ آشاہ بالتے رہوٗ۔

ڈگری آزانچھ فڑو

اَدرے کولس ڈھکیہ چڑو

پتہ ییرتاں مالیہ ِسن وراثت تے۔ کھنجن منز بنٹ ِگس اَدَ آیندہ نسلہَ
دُو یہ غیرن سنہَ غلام بنوُون۔ گریرسن تہ گرام بیلی یا پیٹرہک
چھَ انگریز تحقیق کرنے والہ۔ گوڈھمہَ مقامی محقق تہِ چھو

سنجن تہَ کھنجن سنے دراں فنُس مصروف ڈھکہ چڑو (پرندہ) ہوکھے کولس ٹکرائے کرتے
ادرِس نہ ہر ِگز ژیرٹییئے۔ اَسوِ کارِ بساتہَ برخوردارہ لیس دورُس چھُ ادرس ہوکھوکرنو (نو
جوانن) ادَ ژٹ کری رُڑلنوُ۔ پانہ قلم رٹوُ تحقیق کروُ بالوُ، تعلیم چھُو سماجی۔ اقتصادی۔
معاشرتی۔ سیاس دباوٗ ترائے کرثقافتی دباوٗ تُسایئے زہیلتوُ پینے والیہ نسلہَ پی۔جی کری
کُڈ بے کار کرتھنہ پوگلی منز بچارہ غیر پوگلی ڈگری کرتا تُسو ہَ انگریزی یادُوئین زِبانَن منز
پی جی کرنُ۔ ادایئے سکالر بنونُ۔

ہمارے علاقہ جات میں دوجگہ بستیاں ہیں سرمائی اور گرمائی جائے۔ ''ادھوار''
جس کوادھوارُس بھی کہا گیا ہے۔ ایک جگہ بچوں کوسکولی کام کا جائزہ لینے کو کہوادھوری پناہ
لیتے ہیں۔ وہاں ماتاجی کاہلی میں دھوپ سیکتی یا کپڑوں، برتنوں کی صابن پاوڈر سے خبر
لیتی مصروف ہے۔ وہ جانتی ہے کہ بچہ تعلیم کے علاوہ سکول سے دال چاوَل بھی کرکے آیا

ہے۔اب جانے دو بیچارے کو نام نہاد کرکٹ گراونڈ میں تا کہ گھر کے کپڑوں کو میلہ اور پھاڑ کر آئے گا۔ پروفیسر مرغوب بانہالی میرے بزرگ اُستاد کی کوششیں پوگلی کلام میں بحثیت علاقائی بنیادی اُستاد کے

یارایر جو گرِ ھم اُس ادہ وارس۔ زنَ گرِ ھم شاہی دربارسُ

چنہٰ ونم ژلی ژلی سبزارسُ۔ منجہ کھالم ہمہ کرناگس پانتھ

کاٹھ والم اُکسی کڑی دیو دارسُ۔ نِکہ ڈڈژ ٹچھنَ گیندہ چھنَ زارسُ

(محترم اُستاد نے آج کا نقشہ قبل از کس انداز سے کھینچا ہے) اُستاد محترم کا کلام موجود۔ آدھے شعر کا اضافہ کاکسار کے قلم سے بے ادبی معاف۔ موجودہ دور کے بچے منجہ چشمے ناگ پر نہیں کھاتے۔ بلکہ سکول میں کھاتے پیتے ہیں۔ بعد سکول کپڑے پھاڑ کر زار سے کھیلتے ہیں۔اب شائد سکولوں میں لنگر کھانا پکانا اور کھلانا بھی سوکھی دست میں بدل جائے۔اساتذہ معہ طلباً وطالبات مصروف درس وتدریس ہو جائے۔ خالق کائنات اِنسانی کرونا وائرس وبائی بیماری بلکہ مہاماری سے نجات دے حتیٰ کہ تا ہنوز ویکسین تیار کرنا بھی انسان کے بس کی بات نہیں۔ ہر شے کی حفاظت خالقِ واحد کی ہے۔

ولی محمد اسیرؔ ریاستہٕ سُن بہترین قلمکار

ولی محمد اسیرؔ ادبی شوق رچھنے وول سو کھم نہ زانی ریاستی سطح پانتی نہ بل کہ اُردو ادب تہٕ زبان منزٕ بیرون ریاست تے یاوٗں مشہور تہٕ معروف چھیاوٕیں نا مصائب حالاتن منزٕ تے ہمت تحریری مشقت ۔ مروت مالیہ زبانٕ سِن عقیدت بھری اُلفت بدستور رچھتی ۔ یاوٗں نہ صرف بہترین ادیب شاعر بل کہ محقق ۔ نقاد ۔ مورخ تہٕ خوش نویس مینٔ اعلیٰ مقامُس پانت تچھ

دراصل اسیرؔ کشتواڑی صاحبس مالک برحق سِن عنائت فراغت ۔ ہمت ۔ عافیت ۔ کشیر تہٕ سوبہٕ جمعس منز کاشُر زبان وادب (تواریخ تہٕ تنقید تخلیق منز مالیہ ابانٕ سِن اُلفت نصیب تھِا دایئے ابدی زندگی منز تے اِنشااللہ اجرِ دارین سُن حقدار چھُ آوٗں یِس رکچھ یاوٗن دادِ تحسین تہٕ مبارک باری پیش کرچھس ۔ ریاستہ منز کاشُری تھِ اکثریتی علاقائی زبان اُسیرؔ کشتواڑی چھُ بالہ ہپور ضلعہ ڈوڈے آز کے ضلعہ کشتواڑ سُن رہائش پذیر ادٕ قلمی آزمائش منز چھ بے شُمار یسا نسیاتی تحریری خُدام منزل طے کرنس رواں دواں بہرحال ضلعہ ڈوڈے علاقہ کشتواڑ سنے اسیرؔ صاحبسٕ آحتی وِکٹ مقدرن منزِیس رکچھ، آوٗں ضلعہ رام بن سنا ادبا ۔ شعرانٕ و مصنفین بل کہ صوبہ جمعے سنا لِکھاری انٕ سنے طرفہٕ مبارک کرتے چھس یِس کٹھن تہٕ دشوار گذار سفر طے کرمنزلُس کامیابی سیئت واتنوٗ کینژ آسانکار نہ چھُ یاوٕیں شائدکمال نوجوانیتہٕ سرکاری ذمہ داری بحثیت

اعلیٰ آفیسر باوُجود دِلسائی کئی تحقیقی پڑاوُ طےَ کِچھ یسوشبوت مصنف سنیاں تواریخ تہٗ تنقید
تھِ تصانیف تہٗ تالیفاتا آخرسُ فہرست مرتب تھِیاوئیں لسانی تڑپ منز غالبًا ریاستی سناہر
کونسُ پانہ جائزہ ہِگن کرفوٹوگرافی معلومات ۔ تاریخ وجغرافیائی ہنہٗ ہنہٖ زیر قلم تحریر کری
کِتابی شکلہ منز ہینے والے سماجس کِچھوتؔ ہموار کمتھِ ۔ یاوئیں غیر کاشُری بولین سنا
ادبین ۔ شاعرن ۔ قلمکارن خاص کری
پوگلی ۔ سیرازی ۔ کشتواڑی لِکھنیوالن نیندر ہوسیار کمیتھِ ۔ اَد مادی بولین سنُ جذبہ شوق
نہائت خلوص وخوشا سلوبی سیئت بڑھاوُنےسن حکمت عملی بروئے کارلا گتمتھِ ۔
ظاہرچھُ اسیرؔ کشتواڑی قلمی تصنیفاتی مطبوعاتی ،فوٹوگرافی نہ مشنے والیانہ مِتنے والیایادَ
آشتہٗ بدستور رہون تہٗ اجر دارین حاصل کرتے رہونُ ۔ یہنوئی ذخیرہ دُوئیہ سُوکم
دُناوُسُ پانت حاصل کری ہیگ ۔

مرحوم عارف ندیمُس خراجِ تحسین

یوُ سرائیے لِسانی ادبی شوق رچھنے والہ جناب ولی محمد اسیرؔ صاحبس دعائے عمر
درازیسن تہٗ ایمان کامل سن دعا کرمَ ۔ یاوُں نے مرحوم فرزندسُ ’’عارف ندیمُس‘‘
جنت الفردوس عطا بنورہٗ یلہ زن سُو جنتی کِتاب لِکھتے وقتس سینتی بِمتے آحتوس !
ولی محمد اسیرؔ کا شعر مرحوم ندیم کی یاد میں :۔

سُہ رونق گرہکُ اودتھز شان اہیس

سُہ مستانہِ رِندانہ گندانہ کوت گو

مِلنسارہ، در دِل اُتچھی گاش سونے

سُو اوس محبتگ زن تہِ موئے خانہِ کوت گو

پوگلی میں شعر مشتاق پوگلی (عارف ندیم کی یاد میں)

رُوحہ مینا دم دم نس نیاس یکدم

نہوچھس تُو یکلوُ یئے ملائیک چھ ہمدمَ

پوگلی کاشُر ترجمہ:۔ رُوحہ مینا نے ثواب شِ آسکھ زِندہ گی منز قابل یاداشت حرکات کران حُکم آوَ وارہ وارہ نیر۔ قریب واتِکھ جلدی تیر ژِ چھک نہ کُنوئی تحفظو الئے ملائیک (فرشتہ) چھ ہمسفر اِنتظارُس۔

خاکسار کے خیال میں مفقت پدری اور خوفِ موت والوں کیلئے مصنف نے قلم کے ذریعے دِلی صدمہ حساس دِلوں تک پہنچا دیا ہے۔ مصنف کے فرزند کبیر محمد اقبال کٹوچ (اقبالؔ) مئی کے پہلے ہفتے ۲۰۱۹ء وفات پا گئے۔ نیک طبیعت، خوش مزاج، خوش نویس تھے۔ خالق کائنات سے دعا گو ہوں کہ مرحوم عارف ندیم، فرزند ولی محمد اسیرؔ۔ مرحوم فرزند اِقبال کو عالم برزخ میں اعلےٰ مقام ملے۔ آمین! ثُم آمین۔

پگُل اَستان

زرعی اصلاحات بندوبست اوّل پگُل پڑستان نیل بل کہ تمام پہاڑی علاقہ اَلغتہَ
خالی آستمِتھ (پرانے بزرگن سُن جمتُ چھُ) اول تسر تیت تصدیق بندوبست ریکارڈ سردار بُدھ
سنگھ کلیٹر (تحصیلدار) آستمُچھ تیں وقتہ سنا گامہ زیتھا ہمراہ مراد کنبہ سُن سخی محمد نام خاص کار سرکار
انجام دیتے آستمُچھ تفصیلاً ڈِکر دُویسا چاۓ چھُ کنبہ اصل منز حلقہ پٹوار پگُل (نوری) ڈیرہ دائیں
اُحتہ یاوُن ملکیتی حقوق چِن جائیین کھیج ناڑی امناڑی ، کرسناڑی دینے آوٗ اِمناڑی سینٹ
خالی رقبہ یوزیر کاشت قبجہ بزرگن سُن آحتوُ بنام سخی محمد" کٹوچ ملکیت تصدیق بنوتو ۔ تیر بعدلیس
زمینی بستی (سخینن سنے) یعنی سخی آباد نام پۓ اُنا آبادی بُدھوتے گے دُوییٔہ ہمسایئہ تے بجانب
مشرق آباد گیوہ ۔ یاؤں تے اصلی موڑہُ نورہ ڈیرہ دائیں آحتہَ (سخی آباد) سنے شُمال مشرق
("ٹولہ شکلہ" تھِدی جگہ قلعہ زنَ آحتی لیس پانت رائین (راجن) سُن محل یسوہ گرنڈہُ
(کھنڈرات) آزتے موجد چھ بنیادی تعمیر محل بالی کرئ ثابت گس چھُ یہ راجدھانی آستمِتھِ ۔
یسوئے شُمال پستی منز یکھ بہترین توُڑ پائیں سُن چشمہ رائین (راجن) دَور سِنی کاریگری
ڈھورے سِن ناڑُو آزتے موجود چھُ وقتی راجہ سنے محلاتن حریف دُشمان ٹمڑ بُتی بالائی مقام کرائہ
دُن تہ تلاوُن آحتہَ کھش قبیلہ تیر کمانن سینٹ حملہ کرنے سِن کوشش کرتے ادنشنے دُوییٔہ تہادی
منز مصروف جنگی آزمائشہ کرنے علاوہ شکار کری نفسہَ گزارہ کرتے آحتاہ (بزرگن سُن فرمان)
مُرون زمائیے نال ۔ گوڑ ومال ڈگوُن ۔ بڑترا گن ۔ ناگنی بل کہ ونبرے تاں شکار گاہ اچاہ کھش
قبیلہ سُن یکھ خوبصورت جوان تیر کمان سامان سمیتھ راجہ سنا گھیرس منز گوفتار گوجیل کمرس منز قید
رچھنے آوٗ ۔ پِس جوانُس راجہ سنے حُکمس رات پھانسی (سولی) یِنے یوہی اچانک بادشاہ سنیاں

گُرمِهنیاں قیدی جوانس بکھا نظر پے یو کہر خوبصورت شکلہ دار (پُٹھ مُت) آحتو یسہ ترس آوَ یہ کھش قبیلہ سُن جوان پھانسی آحتہ بچاوُ نُو چھاتے آحتی مہارانیاں پَنن بچہ شیر خوار ''کرُ ؤپٹھ مُت'' موڑہ آحتھو ''منَ دوارہ'' آحتہ جوانُس جونیاں یلہ تِ دروغہ پھانسی کِچہ گرفتار کری نیونُ آوُں برپس منز کھڑی کریکھ ممہ (پستان) دُودھ پیول تاسہ یکدم دُویکھ ممہ رِٹ دُودھ پی نیاس ییٖن کھش نو جوانِ پھانسی دینے سنے وتُس اِناری کو (راجن) یو حال بالی کری دروغن حکم کو (ہلٹ) رُکو یو ترائے لیتھن۔ آزاد کری پَنن پڑ گبر مُتبنہ بناوُتن یُو وراثت سُن حقدار بنی گو، ہجرت والہ قبیلہ پیتے گیوا یاوُں سرہ بہادر جنگجو کھش قبیلہ منز آحتہ حفاظتی دستئن منز آباد کوٹوچ، بالی، سوہل، باورے، گنائی، رونیال، بٹ، نائیک، ملک، شیخ وغیرہ قومہ رشتہ ناتیٔ سیئت زوڑ گیوا (یو پوِ گلستان) یُو قعلہ رائین سُن راجدھانی بارُون (بوہرن) سنے قبضس منز تھِ بل کہ آزتھِ یاوِیں پننے رِشتہ دارن تے شمولیت رچھتمت۔ اتھی کنز زیارت، استان یا قبرستان نہ آحتو ''مہارانی''، کھش بہادر خوبصورت نوجوان حکمت عملہ تہ ترس سیئت بچاوُ تُو پَنن یکھ ممہ پستان دُودھ وقف کری۔ پوگل سُن نام (پُگل) ہجرت کرنے والیئے پانُس سیئت آنتھ بچھ باد سنے بسمینا یئے لیس (بسنے والیئے) بندوبست ریکارڈس منز (پستان جائے) پُگل اَستان نام رچھتمت اُلیس یہ فرو کھتے اَناری ستگلی سر بگنی بلند گلی (دو بلندیوں کی درمیانی جگہ) آز مشہور تہ معروف کھیلن تہ سیاحت سُن صحت افزا جائے جمعہ صوبس منز مشہور تھِ۔ ماہ نومبر بعد ات بستی دینے قابل ناممکن چھُ ژوُر پانژ میٹر شین موجود آس چھُ ''پوہ کا گُل افسانہ'' اپزو۔ صرف آز رِکس مقامی سیاست دانن تہ حکمر انن ارہ بکھا توجہ دینے سن ضرورت تھِ پُگل اَستانُس سیئت وجہ تسمئیہ (پوگل) کنزہ دُورسُن تے واسطہ نہ چھُ۔ کشیر پانت یے کری برزگ پیر پوہ گلُس وجہ تسمیہ پوگل بناوُ ہی تیرا گئی ہجرت والے کھش قبیلئے نام بغیر بستی نہ دِتمت آسھی دو یہ تیس زمانس

پوہس منز سرگلی ژاوٗر پانژ گزشین پیتے آحتوٗ پیر بزرگ کشیرٕ آحتہ گس ہوائی سفرٕس منز سرگلی واتھی یلہ زن آزتے بندٕسن بستی سرگلی آس پاس نہ تھِ۔ تیلہ کور کہ مُرید آس ہوٗن یاوٗں پوہ کا گُل بناوٗنس مدد دیوہون البتہ کشتواڑ سنے راجہ سنارا جواڑہ ڈینگ، بھٹل بنشار۔ پانژالہ آستمتہ چھٕ (بحوالہ زبان وادب تواریخ اسیر کشتواڑی) پوگل صرف سرگلیاں اُستانُس آس پاس نہ چھُ اِت غور کرنے سٕن ن ضرورت تھِ سوجمتہ رام سوآحتہ پرستان چونتھان۔ سرنگہ، لدنیال۔ پھاگمولہ۔ رونی گام، دُوردراز پہاڑی علاقس پوگل نام چھٕ۔ اگر پوہ کا گُل (پوگل) آسہی تیلہ آزکہ پنچائت سئوئی پوگل آسہی۔

پنچائت راج زبان تہٕ ادب

راجن، بادشاہن سنے دٕورٕس منز ۱۹۴۷ء آس پاس مولانا عبدالسبحان دینی سماجی رٕرگر دور آحتو ۱۹۵۳ء منز پنچائتہ ترتیب دینے آیہٕ یس پورے پُگل رام سو سوجمتنہ آحتہ پرستان تاں سرپنچ مولوی عبدالسبحان ممبران بالترتیب (۱) غلام رسول بالی (۲) عبدالعزیز لوہار پرستان (۳) جگت رام پانچل (۴) غلام قادر خان پوگل موہڑہ۔ (۵) غلام اکبر شیخ کُنڈہ مالیگام آستمتہ چھٕ کینژ نورہن مولوی مرحوم سرپنچی سنا فرائض انجام دینے رُہن۔ تیر بعد غلام قادرخان سرپنچ بناوٗنے آوٕ۔

پنچائت سربراہی ۱۹۵۸ء بعد

مرحوم غلام قادرخان کاروباری آحتوٗ یاوٗئیں خاص توجہ نہ دئیں ہیگِ۔ پنچائت نہ بنوتِی پنچائت بلڈنگ غالباً ۱۹۵۸ء بعد غلام رسول بالی سوجمتنہ یاوٗن منشی غلام رسول ونتے آحتہٗ سرپنچ بناوٗنے آوٕ۔ یاوٗئیں آحسن طریوہ سیئت یو فرض انجام دِیتوٗ۔

۶۱۔ ۱۹۶۰ء الف دین کٹوچ تیس زمانہ سُن یکھ باصلاحیت سماج دوست ۔ پُرخلوص بہادر کاروباری ٹھیکیداری کار پیشہ کرتے آحتو۔ پنچائت چناوٗ جیت گو۔ کافی وقت بحثیت سرپنچ تہٗ چیئرمینجوڈیشل عہدن پانتُ۔ صالح گُن دُور اندش آحتو قائم رہن ۔ پوگل خاص دِی نمبرداری (۱) مختہ نمبردار (۲) بھگیلہ نمبردار بعداز محمد یعقوب (۲) اوتار چند ٹھاکور کوٹ دِن نمبردارئین سِن یکھ پنچائت بنوتی یسو سرپنچ مولانا عبدالسبحان سابق سرپنچ سن فرزندِ اصغر محمد ابراہیم سرپنچ جیت گو۔ یلہ زن مولوی عبدالرشید پنچائت انسپکٹر آحتہ ایم ایل اے ممبر اسمبلی بانہال بنی گو غالباً ۲۰۰۳ء منز یکھ نوعمر تعیم یافتہ محمد اقبال کٹوچ چناوٗ جیت گو دُویسایہ نمبرداری (پوگل بی) محمد عبداللہ شیخ گُنڈہ چناوٗ جیت گویاوئین نامصائب حالات منز مولوی عبدالرشید ایم ایل اے سنیاں سربراہی منز تھکنے لائق کارکیوہ۔ بہرحال آز پنچائت پوگل نمبرداری منز نصب سبکدوش عبدالقیوم بٹ سرپنچ کارانجام دیے چھُ تیس زمانس پنچائت گرانٹ سیکٹرن منز آحتیاز خیر آسرہ بلاک تہٗ پنچائت والن نصف نمبرداری لاکھا روپئین سِن گرانٹ آسنے باوُجود تعمیرات سُن قابل رحم حال چھُ۔ نامصائب حالات یعنی خصوصاً ۱۹۹۴ء بعد پوگلی سنا سرپنچے آزادی سنا تقاریبن منز سماج خصوصاً معصوم نِکائے تہٗ کُوڑیئے سلامی دِتی پنچائتی عہدداران تسلیم کری عزت واحترام پیش کو خصوصاً ہائی سکول سنا منسلک سرپنچ حضراتن احساس ''سلامی'' سِن عزت افزائی یادا گر آیسِی یاوُن تعمیراتی کارن سر سیاست سنا نشانہ بناوِی کری اڈ کلومیٹر پُگل سڑکہ رکاوٹہ نہ کھڑا کرلہون، مقامی سیاست کار تعمیرتاتن سیئت علاقہ سُن نام نہ پنے عہدہ اقتدار سِن تیواریخ بناوُ چھ۔ بل کہ پنون پنون ترقی سنو دورتے بنجر بنی گوہ۔ یودعا کرم یینے وول وقت ذرخیزی شاوُلرا۔ آمین۔

سیرازی تہٕ پوگلی بولیا ضلعہ اودھمپور منز

علاقہ پوگل (پگّل) ریاستہ جمعئیے کشیر تیس شخصی دور حکومتہٕ بعد ضلعہ اودھم پور انتظامیہ منز یچھتی ۔ یتفاق ۔ بھائی چارہ محبّ الوطن ۔ فرمانبردار سرکار ۔ امن پسند، تھکنے وول قطعہٕ ارض چھُ گو یسائے قدیمی تواریخ مرتب نہ تھِ ۔ زبان و کلچر بود باش دیگر معاملاتِ زندگی منز محنت کش، ذہین ۔ باغیرت ۔ مہمان نواز چھُ ۔ پوگلی بولیاتہٕ ادن سُن یکھ پنن مقام چھُ ۔ بارہا ونتے آمچھکہ پُگل تعلیمی لحاظ بھدرواہ سنے دیمی نمبرؤس پانت چھُ ۔ بھدرواہ، ہماچل، چمبھسر حدن، کلچر زبان ودب سیئت ہمنوا چھُ بل کہ یسواثر ڈوڈہ خاص تہٕ سیرازراج گڑھ تاں اثر کر چھُ ۔ اِتن بشیر بھدرواہی صاحب سیراجی بولین نشاندہی کرتے لِکھتے سیرازیتھِ ضلعہ ڈوڈے سِن یکھ اہم تہقدیم بولی، کشتواڑ کونتواڑہ آحتہٕ یکہ پاسہ چناب دریاوُس سیئت رامبڑی بولین زندھاری سیئت دُوئیہ پاسہ پوگلی بولنے والے علاقن نگری ۔ راج گڑھ ۔ چکہ، کنڈی ۔ دیسہ، بھگواہ، بجارنی، کاشتی گڑھ، بھرت وغیرہ گامن منز بولنے پیتے ۔ بشیر بھدرواہی سِن قلمی تحقیق تھِ کافی تحریری تعصب آحتہ پاک کُڈ کہ دھندل وغیرہ گامن منز چھ پوگلی ہجرت یافتہ زندھاری تھِ پوگلی سِن خاص شاخ لِنڈ سیرازی منز راج گڑھ جاٹ گلی ۔ ہالہ دھندراٹھ، بلہوت ۴۰ فیصدی پوگلی سیرازی بولی دپنی ہِندن تہٕ مُسلمانِنسن مشترک تھِ اِناری پوگلیتے مشترک رلہ مِلہ دیپایئے بولئین ڈاکٹر کشن کول تے چھُ بھدرواہی، سیرازی پوگلی ۔ پاڈری سِن ذکر کیمتُ ۔ بہرحال گریرسن یا گراہم

بیلی ین یا بیٹر ہو کن تحقیق زبان وعلاقائی بولئین تھ قدیم ۔ جدید۔ محققین گامہ گامہ
غالباً فی گرس گرٹھ کر معلومات لسانیات باخبرُ بنی کرِ قلم ٹلنو یتے چھُ قلمی درانفن یو
چھُ نیم کری مِل گسنۓ ۔

منزلِ عشق طے جو کرتا ہے بندۂ کردگار ہوتا ہے
کیا ستم ہے کہ تیرا دیوانہ آفتوں کا شکار ہوتا ہے۔

پوگلی بولیا عزیز مشتاق پوگلیسنیاں کتابہ ۱۹۷۰ء بادولی محمد اسیر صاحب
تحقیق لسانیات اد ضلع ڈوڈہ کی ادبی شناخت (۲) تصویر ضلع ڈوڈہ (۳) کشیر تہ
جمّیے کاشری زبان وادب تواریخ تہ تنقید (۴) رسالہ انجمن منز حوصلہ افزائی کمِت ۔
آوٗں نہائت دِل سنیاں گہرائین سینت یاوٗن شکریہ ادا کرچھس اُستاد محترم جناب
مرغوب بانہالیسُن تے شکر گذار تے چھس یاوئیں مہ سوان مرحوم عبدالجبار منظورُس
تے پوگلی بولیا تہ ادب سنیاں تحریرہ بکھا خاص توجہ داوٗلتی

جناب فرید احمد فریدی چھُ پنیاں تحقیق منز تحریر کیمُت کہ اِناری بھدرواہی
سُن اثر سیرازی بولیہ قبول کیمُچھ اِناری چھُ دیسہ بولیاسُن اثر (بحوالہ تواریخ تہ تنقید
ولی محمد اسیر) سیراجی بولیہ تے چھُ پوگلی بولیہ سُن غالباً مساواتی تاثیر۔ پوگلی تھِ ریاستہ
سنیاں تمام بولئین خوش آمدید کرتے سمجھوتے پوگلی بولی کاشرن تہ جمعیے سنا ڈوگرن
سمجھونوں ہنلکھ مشکل گس چھُ اتھِ پیٹر ہُک تحقیق یاد پے تھِ تیون ونوٗ آختو
Pogali is old than Kashmiri مقامی تحقیق کُنندۓ
تے تحریر کیمچھُ منیرہ مرغوب محلیق پوگلی کاشرچ قدیم بولی'' پوگلی بولنے والہ چھ بخوبی
علاقائی بولئین سمجھی تہ بولی ہگتے ۔ اکثر پوگلی چھ علی گرٹھ اُردو دارس تہ مدرسہ پاک

یونیورسٹی آحتہ ڈگری یافتہ یِس منز چھُ نہ کنہٕ شک پوگلی ریاستہ جمیے کشیرہ منز شفاف اُردو بولنس تہٕ لِکھنس منز ماہر چھہٕ پوگلی بولی تھِ مہوٗ منگت تراۓ کردیوگول آحتہ بجانب ٹھٹھارنوگام، تمام تحصیلہ خصوصاً تحصیل کھڑی، چملواس، امکوٹ ۔ چاپناڑی، چک ناڑ واوَ ۔ زنجوس ۔ ژنجلو، ہینچال، شہابناس ۔ وگن سنا بالائی علاقن سِن مادری بھاشا عسر منز تھِ یتی فرق زندھاری تہٕ پوگلی منز تھِ

نورحق ادب ہدائت سیول ہیگ سوکم ۔
یسوہ حامی خدا اُیس تیس مَتل ہیگ سوکم ۔
پشنے منز پُٹھ تھجر تیٔن سِر اندہ کھُر اندہ ۔
تینٗ دردثواب نظر یے یے چھُم

آز کے ضلعہ رام بَنس بانہالہ تراۓ کری صرف یکھ ہائی سکول پوگل آحتوٗ یوٗ باقاعدگی سینٹ ۱۹۶۰ء آغاز منز چالو بنوتُ یِس ادارس سُن مفادنہ صرف سالم ضلعہ سنا خلقۓ نکیۓ تہٕ گوڑیۓ ٹلتوٗ) بل کہ ضلعہ اودھم پور تہٕ اننت ناگ ضلعس تاں پُگل سُن تعلیمی ادارہ نفع بخش ثابت بنوتُ ۔ ڈوگریۓ جو مُچھ (کِدے سرندیا کِدے پرینڈیاں) یِس ادارس ۱۹۶۰ء تاں ۲۰۲۰ء شہٹن ورہن مفاد پرست پُر تعصب کنبن سُن شاند تہگھُر اند قائم رہنوٗ یاوئیں کنہٕسِ دَورسُ منز یہ عادتِ بدتہ تراوَ تیعام خلقن سُن ونوٗ چھُ کہ اِقتدار سُ منز یاوئیں تعلیم،، امتحانن دیگر مُلاقاتنمز دوئینغربین سینٹ عورہَ مالیا (سوتیلی ماں) سُن سلوک کو یلہ یاوَن گھُراند جھس آوَ یاوئیں شاطرانہ پالیسی سینٹ دائن نِفاق Dived and Ro تراۓ پنن مفاد حاصل کو غربین بل کہ سکولی نِکن زاتی کار

کِن کری سرگلیاسُن تصادم یکھ تاریخی مثال رچھ لمیتھِ حلقہ پٹوار پُگل سنے یکس حصہ مالیگام سنا نکن ٹڑکن) سیئنت تے ظالمانہ رویہ اختیار آوَ کرنی۔ غریبن تہ بے وسیلنسیئنت آوَ اہر طرح سنا ظلم روار چھنے، ادارہ سم املاک لڑکن سنیاں لوکل فنڈس بل کہ اُساتذہ سنیاں اُجرتن منز تے آیا تحریری فراڈ کری گفلہ کرنے یہنا یئے غلط ذہن والیئے پنن اکثریت پُگل آحتہ منتقل کری تخریبی چالیئے سیئنت مزید آن نیائے پُگل منز بدستور جاری رچھتمتِ تھِ۔ دوئین سُن حق تعصب سنیاں حکمت سیئنت غائب تہَ نابود گس چھُ۔ یہَ بدعت تہَ ناروا سلوک تشدد دُور کرنے سن ضرورت تھیس کِچہ تعلیم یافتہ نو جوانن دِنی پاسنسِر اندہ پیراندہ حکومت کرنے والنیس جمہوری مُلکس منز حاکمن سُن حاکم حِساب گِننے والو چھُ الہ ظلمُس آحتہ نجات حاصل کرنے کِچہ جدوجہد کرنے سنضرورت تھِ تاکہ حقدار نپنن حق مِل ہیگ۔ نتیئے کم گو شریف طبیعت آئیندہ پینے والیا نسلہ تے بے حال تباہ و برباد گسُن کُذ کہ نامصائب حالاتن منز تے شریف طبیعت عزت دار شخصیاتن بے قصور ستاوَ نے آوَ۔ انشااللہ نیکی انجام دینے والن سُن انجام تے بہتر ائیں۔

(زندگی وہ چاہیئے اعتباً کی زینت جس سے ہو۔ شمع روشن بن کے رہ بزم جاں کے واسطے)

پُگل سنو سکول ۱۹۶۰ء منز ہائی سکول بنو تو غالباً ۲۰۲۰ء شاہٹے ورہے بعد رمسہ تحت ہائر سکینڈری سنے درجس واتو ہلہ زن بانہالہ آحتھِ یمی نمبرس پاند آحتو یسائے نسبت سیئنت آزڈگری کالج سنو حقدار آحتو۔ گویا پُگل نصف صدی آحتہ جادہ پتوہ رہی گو۔

سبکدوش ملازم

یس دُور اُفتادہ علاقہ سُن عمر رسیدہ وستاد پِتما باغیرت سِد سادھ قوم سُن احساس نیاوہ نسلہ دینے گہی کِنڈ کہ؟ یاوئیں بہادری تہٕ جفاسینٹ پنن کِردار بحال رچھ کری مُلک سنے یکس کوُنس آحتہٕ دُویوس کونُستاں بستی دِتمتھ۔ تیوں ان پڑھ آحتہ مگر متعصب تہٕ خودغرض نہ آحتہٕ تیوِیں تھکنے لائق کار کُچھ تیلہ تواریخ مرتب نہ آحتِ نیتیے کارنامہ آز بالِ کری اُنگلی دِنتن منزرہ گسہی تخلیق تہٕ تحقیق سینٹ ثابت کُچھُچاے ۳ ریاستہ (۱) راجستھان (۲۔) ہماچل۔ (۳) جمعۓ کشیر سفر طے کر پننا بہادری سنا کارانجام دائیں خصوصاً ضلعہ رام بن پوگل پرستان تہٕ دُویئے تے پہاڑی درن۔ واڈین ڈوگن۔ تھجرنَ منز آباد کُچھ زبان دراز یئے مفاد پرستائے کنبہ پروریٔ شریف کم گفتار صالح کُن حق شناس آبادیٔمنز بسنے والن آز تے ناروا ع تہٕ ظالمانہ برتاوُر چھتمت چھُ۔ بجلی گواشہ تہٕ پینے والے پییں (پانی) بغیر دُویئہ تعمیری تہٕ ترقی سڑکہ ادِویاتی سہولیات آحتہٕ محرومیت تھِ آز کے دورُس منزیُو حال کرنے والنَ غریبن تہٕ نادارن ظُلم تہٕ ناحق ستاوُنے والن یِس رِوَیہ سُن جواب یس جہانُس نئ اگرتیس جہانُس دینوُ پیوی ''شانس آسرا خوراندا سرابدنیت مفاد پرست چھُ پنئے پٹس نک دیتے۔ یِسھوعمل تہگر دارزت نہ سِدھ گسِ کِنڈ کہ خالق قدرت والے یسوئے کنن ڈاٹہ لاگ کُچھ یُو ہُتنا یئے نہ چھُ۔ یس بدلہ اِنتقام گنوُ چھُ یِس پانت کمر گس چھُ زندہ گی تھِ مخصر اگر پنن کارانجام دینے بعد ریٹائرمنٹ گسنے بعد قدرت والے موقعہ دِیتوُ قرضہ وِلل ندامت سینٹ پتمائے گناہن سِن معافی منگنی آحتِ۔ دوچھوٹ ملہی کنژ وقت تہنوُ نوکری 'منز'' شاند'' آرام دہ نرم آحتوُ آز کونژہ کھر اند'' اُودن والے پاسہ لیٹ تراوُنی پیوسِ۔ اَستغفر اللہ کیتوہ دِلہ دڑو پونی صد کراس کری تے سُوئی حال یو کمال جوانی منز آحتوُ معصومائیے احترام کُچھ ادب بجار چھُ تمت چھُ خبرداری منز کوتاہی تے کُچھ تیون بدلہ تیر کورہ ورہ یوی اِت کُل بدلہ ہنہ ہنہ زورزبردستی سینٹ دُوہیڑی نیا کُچھ

مادرِ وطن

تُس یاد کرو: نو جوانو قدیمی کتھن ۔یوٗ پٹھ مُت چھُ سُند روطن (مشتاق پوگلی)

آوُس خاص کری لو کچارُس منز بزرگن سنیاں مجلسن با ادب ہمتے اٹھوُس ۔ تیس زمانس اکثر شخصی حکومت سنا ظلم تہٕ ستم ہر گھیاڑھ یاد پیتے آحتہٕ تیون غریبی، ناداری، سِتم سنیاں کتھا یادوٗئن ہُنلتے ترتیب وار وقت پاس ذہنی راحت زن نصیب بنوٗ تے آحتِ بکرمی ۲۰۰۴ تہٕ عیسوی ۱۹۴۷ء سنا نا مصائب حالاتن سُن ذکر سنجید گی سینت بیان آوُس گہرائی تہٕ غور طلب ذانتے احتوس ۔ئیوں دُکھی کتھا یادِ ماغس منز نقش تھچھ ااخر پتاح اگست ۱۹۴۷ء بقولے "تیوں نے" وطن شخصی وورسنیاں غلامی آحتہٕ آزاد گو تمام برصغیر مُلکس منز بسنے والیئے راحت، آرام سُن دم بھرتوٗ ۔آوُس بچپن معصومیت منز مگر حساس تہٕ ہوشیار آحتوسُ اَسوے علاقن پوگل پرستان نیل، کھڑی، بانہال نو جوانن امن قائم بنونے بعد نیشنل سِن فیتی دینے آئے (ہندوستانی مسلمانن) گویا پنن سیکورٹی حفاظت پانہ کرن آحتِ نون (نمک) تہٕ راشن سِن کمی تے درپیش آیئے نونُس خاص وقتس تاں کمی تہٕ پابندی لاگنے آیئے ۔ بزرگن سُن وَنوٗ آحتوٗ کہ گس رہبر امین صاحب بانہالہ آوٗتن راشن کارڈس پانت یکھ سیر نون فی کنبہ سپلائے کرتوٗ البتہٕ بیگار ظلم تشدد ہٹاوٗنے آوٗ ۔تیس زمانہ سِن پوگلی زبان خالص تہٕ اصل آحتِ بیگار سنے سفرُس یارات منزل قیامُس ٹائم پاس کرنے رِکچہ "حقہ" یکھ قدیم مصنف پُگلسِن

ونتے تہ یکس دُوئس داد دیتے ااھتہٖ ۔ راشن مکائے سُن مجوزہ تے وصول کرنے آوٗ یہ آزادی کنارتہ کیم داوتیِ یہ تھِ خاصہ ذہیٹی (لمبی) دلیل (داستان) اِنشااللہ یوٗ مضمون دو یوٗ سہ جائے یوی قلمبند کرنے۔

یس کچہ کیو حابزر گئے مِلکر جتن

یوٗ پٹھ مُت چھُ سندر مینوٗئی وطن

فی الحال پننے وطن سُن پیار محبت بٹنو باگروٗنو (مشتاق پوگلی)

وطن عزیز سن دردمائے غنیمت زاَن کری یسائے حفاظت کرنی ضروری تھِ

گوڑے مُلکس خواہ سیر وسیاحت آسراَیا حصول تعلیم آسراَ پاس پورٹ ویزہ (پرمیشن) اِجازت منظوری سفر بغیر ناممکن چھُ ۔ اِجازت نامہ حاصل کرنے بعد وطن عزیز سن قدر ئے تھِ بل کہ مابعد حیات آخری دم روح اِنسان تے خواہش کرچھُ تسو جنازہ گسہی پننے وطن آبائی قبرستانُس دفن گسنوٗ ۔ یوٗ فطری امر چھُ اِنار مالک مکان تازندگی قیام گاہ حفاظت تہ صفائی کچہ خبردار رہٗ چھتناری اِنسانس پنن موڑہ پنچائت ، بلاک ، تحصیل ، ضلعہ ، صوبہ ۔ ریاست تہ مُلک (وطن) عزیز ترین پیارو تہ پٹھ مُت سندر لگ چھُ ۔

یوٗ خطہٗ چناب دریا وُسدِ نی پاسن آباد ضلعہ رام بن یس منز پوگل پرستان ، نیل ، کھڑی ، چملواس ، قدرت والے جمعیے کشیر سن گذرگاہ تہ کشیر وادی خوشحالی تہ خوبصورتی سُن آغاز پنیاں رضا بناوٗ تمت چھُ ۔ یسائے گلیا ، نئ یا ۔ درہ ، لوکچہ وادی

کشیر جنت بے نظیر یاد پاوُلچھ یسوا گھنا جنگلات تیوں منز بسمین ہر قسم سنا جانہ ور۔ پنکھیر تپوڑ تہصا شفاف چھول (جھرنا) ناگ (چشمہ) خصوصاً مور تہ چکور رنگ برنگی پاپُڑ (عزیز مشتاق) پوگلی شعار یاد پاوُ لتے۔

پڈھ بھری پیتیئے دھاوُکھن دار انشر نین نشرتے مور
کرکٹ ٹرافی سرگلیا یار دو پہرے مچی گوشور

کاش! یوُ پوگل سن بالائی علاقہ سڑکہ آحتہَ منقطع چھُ نتے ٹورسٹن سیر وسیاحت والن کچہ گلمرگ ، نشاط ، شالیمار مقامن تے پچھواڑے ترائے لیوہی۔ ظاہر کرہوُن اَس شڈن منز بند (سرما) شینس (برف) اِتی قیام کرہام۔

کھش قبیلہ سنا بہادر۔ باغیرت ، محنت کش چھَ مگر یاوں شوقین تے چھَ۔ اگر پوگل پرستانگر مین کچہ جنت بے نظیر نئے آیسھی۔ مقامی بسمینہ آس ہونُ۔ بقول پوگلی ہجرت ہافتہ (مائیگرنٹ) گرمین منز خوشی ، غمی موقن ونَ چھَ واقعی پوگل پرستان آب تہَ ہوالحاظہ جنت فردوس چھُ۔ مجموعی حساب سینٹ بالم اَسو مُلک (وطن) ۲۲ ریاسن اُبھوسوا ارب آبادی یس منز ہر مذہب وملت سنا اِنسان امن وقانون سنا پاسداری کرنے والہ بھائی چارہ سُن ادب تہَ احترام کرنے والا چھَ ادایئے اَسو مُلک (وطن) جمہوری دیش سنے نامُس زاننے یے چھُ۔ مینے آبائی سُندر پوگل پرستانُس تے ہندو مسلمان یکجاہ پرمحبت ، یتفاق ، امن تہَ شانتی سینٹ اِتی اَس پاس برف پوش مناظر قدرت سنے مقامن پوگلی زبان تہ ادب گن کرمقیم چھَ۔ مہاراجہ

پرتاب سنگھ ۱۸۸۵ء تا ۱۹۲۵ء ژیلھی وری دورے حکومتُس منز دِی کالج جمعے تہ کشیر منز مڈل سٹنڈرڈ بورڈس منظوری دِتھی ٹیچرس ٹرینگ ۱۹۳۸ء سرینگر ۱۹۴۴ء جمع لیس علاوہ یکھ نارمل سکول جمعے۔

مہاراجہ ہری سنگھ ۱۹۲۵ء تا ۱۹۵۲ء راج کو ۱۹۵۲ء صدر ریاست جموں وکشمیر جمعے کشیر سِن صدر بنوٹ لیسی دورسُمنز شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہو زیراعظم بناوٗنے آوٗ ۹اا اگست ۱۹۵۳ء قید کرنے آوٗ مہاراجن منز سرنی آحتہٗ کم دورس مہاراجہ گلاب سنگھ کل کہاہن ورہن راج کمِچھ۔

راجہ رنبیر سنگھ مہاراجہ گلاب سنگھنُ آحتوین شیو ہین ورہن راج کو۔ راجہ ہری سنگھ، پرتاب سنگھ راجہ سُن آحتوٗین ست وہی ورہی راج کو (ہری سنگھ سنے حکومتُس منز آزادی سنا آثار نمودار گیوا۔ مراد کنبہ سنا دی بار نائے (ا) محکم۔ تھو بڑو غیر پُگلی ذیلدارؤس بدکاری پانت سخت پٹائے کمتھدِ و بارہ یوٗ عیش پرست پھِر کر علاقس نہ آوٗ۔ ومرہ سُن سبق مِل گوس۔ اِناری کری کُنڈہ سنے باغیرت ولیا شیخ بھمراہ باجرأت وقتی جوانیئے کیمچھ

طاقت ور جان جسم بہادر نہ آس چھُ
غیرت وول ہمت وول بہادر آس چھُ

مرغوب تھیوری

جناب پروفیسر مرغوبؔ بانہالی مرغوب تھیوری نام سِن انگریزی زبانٕ قابل تعاریف کِتاب لِکھ تمِت تھِ یِس منز کأشرِس یا علاقائی بولیٔن خصوصاً پوگلی منزا استعمال کرنے آمتہ عربی، فارسی تہٕ اُردو لفظن سنا اِملاہوس متعلق یکھٕ کھُلا تھیوریمرتب کرِیپیش کمِتھ بقول محمد یوسف ٹینگ صاحب ییلہِ گُلھم کأشر اِملا صوتیPhonetic بناوٕ نچوکالتھ گرن وألی ادیب گروپن مرغوب صاحبُس پُرخلوص اِسدلائِس پوشتھِ نہ ہیکِچ حقیقت محسوس کرٕ آئی کور تموسمِتھ اتھ نظریِس ''دِی گواشدِ بیٹرطریقہ مرغوب تھیوری'' ژھوپہ ژوی پانناوُنک فأصلہ مرغوب تھیوری تھِ وائِس چانسلر کشمیر یونیورسٹی پروفیسر وحید الدین صاحب پیش لفظ سینتی ۱۹۱۸۲ء شائع کمِت وائِس چانسلر صاحب چھُ اِناری ونتے:

Dr.Margoob Banihali has won precise and positive views about the formative aspects of the existing Kashmiri scripts (with the Firm Conviction that it should be continued to be written in urdu sciipt) and these he has expressed with suffecient strigght forwardness and reason able onjectivety in this Book. i thank that his brilliant piece of critical writing

with be appreciated with an open mind,scholostic approach and reat spirit of understanding"25 کشمیر یونیورسٹی فاری شعبس منزاول پہلایئے پی ایچ ڈی ڈگری مرغوب صاحبُس چھُ فارسی خاص مہارت حاصل ۔ تیوِیں تُلتیِ کاشری زبان سنے رسمُلفظنمنز صوتیاتی بنیاد نپانت تبدیلی خلاف آواز دُویہاِ ملا آسان دوئیہ گائیڈ لانٔنمشتمل فارمولہ وضع یس مرغوب تھیوری نام راچھتمُت چھُ ۔سید مقبول احمد تمیں وقتُس ڈائریکٹر سینٹر فار ریشن سٹڈیز کشمیر یونیورسٹی سرینگر چھُ مرغوب تھیوری سرنا اناری تحریر کرتے:۔

He has made genuine affort to present scientifically a workable and sudable alternative to the quastion of the script of the Kashmiri langiage an the alternative that will retain the lingusstic links of the language with its fountain heads and at the same time has made it conveniently readable by the people whose mother tongue it is"26.

تواریخ تہٕ تنقید مصنف ولی محمد اسیر کشتواڑی Page No:25-26 ''کاشر زبان وادب'' پانہ مصنف مرغوب تھیوری چھُ اَناری وَنتے ترقی پسند قلمکار پنیاں اِنتہا پسندانہ روش مطابق صوتیاتی بُنیادن پاٹھ عربی، فارسی تہٕ سنسکرت زبانن سنا لفظن مثلاً

معلوم، بقلم خصوصیت، خدا، قرآن، دُنیا، بھارت، ، بھگوان، بدُھس مہنائے لفظن مولوم، تائیم خوصوصیتھ ۔خوواہ، ۔قوران، دُنی یا، بارتھ بکیہِ وان لکھتے بہرکیف کنۂ قلم تُلی نقاد آس چھَ کنتھا کھل ذاگی مرغوب تھیوری تہٕ پے مخالفن سُن برُوحملہ ناکام کرنو۔ مرغوب تھیوری نظرہ رچھی کر خاص احسان توحید سن کتاب تھِ یکھ معجزہ۔ مرغوب بانہالی چھیسائے کتابہ تنقید تہ تاریخ منزِ لکھتے کہ صوبہ جمعیے سنا آز کہ دہن ضلعن ہماچل سنا تیسا تہٕ چمبہٕ تحصیلن منز آباد چھ یاوٕن نالائی علاقن ییر شین پیتے چھُ تیرتاں چھُ کاشری زبان پنا قدم پائیدار بناوٕ تمچھَ ۔مرغوب مزید دوئیہ ونتے کشیر پنجابُس منزسٕ پیر پنچال بلبچہ شکلہ۔ ییس بِلتُس منز چھِ ضلعہ پرِ دنژھ، راز بیر علاقہ ڈوڈہس شہوادا کشتواڑ، ڈوڈہ تہٕ رام بن سالم ضلعہ اودھمپور گول گلاب گرھ سالم تحصیل رام نگر نصب ضلعہ کٹھوعہ بلاور نصف نصف تحصیل بسوہلیمو جودہ بنی تحصیل سن سروُئی رلائی کاشرکلچرسُن پُراسرار کوہ تہ بال چھَ پٹھ مُت۔ نظارہ شاوٕ لنے بل کہ ریاستہ سنے ہرکونس کاشری زبان سنا تاثرات موجود چھَ ماسوائے ضلعہ موجدہ رام بن چھِ مختلف بولیا یاوٕن منز زندھاری سیراجی۔ پوگلی۔ رامبڑی۔ بھاٹلی، بولنے یے چھَ یاوٕن علاقن منز تمام بولیہ پوگلی سنیاں معاوٕن بولیا چھَ۔ پوگلی بولیا منز ادب تہٕ احترام سنا الفاظ روعب داب میٹھاہ تہٕ زہیٹا بل کہ تمام زبانٕن سنا الفاظ موجود چھَ۔

پُگلی بولیا سنا ادیب تہٕ شعرا

بُزرگ پوگلی زبانٕ سُن ادیب تہٕ شاعر مرحوم عبدالجبار منظورؔ پنا فرزندن رچہ ابان واد بسنا نشانہ رچھی گو مرحوم سنا فرزندن بار ہاونی آوٕتُس تیون کلام جمع کروتا کہ

تُس کِتابی اِشاعتی شکل دیوُم اَناری محترم عبدالرشید ذوالفقار صاحبُس تے ونئے آؤ محمد اقبال نائیک لیکچرار نیل باٹو پوگلی زبان منز صوتیات پانت مادری بولیاسُن کارانجام دِتُمت چھُ۔ تیس وقتہ سنا نام نہاد پوگلی بزم سنا عہدے داریئے کِتابہ سِن رونمائی بطور حوصلہ افزائی نہ کرہیگ۔ مہِ ذاتی افسوس چھُ کہ یاوٗئیں گِس مقصدُس یو پوگلی زبان وادب سُن ریکارڈ بند رچھِمت چھُ۔ نائیک صاحبُس مادری بولیاسِن عقیدت مدنظر رچھکرِ کوشش جاری رچھنی گِس۔ اَسھے تیون شاعرن سنیاں داعوتہ دِتمچھ کینژ ایئے برخوددار یئے علاقہ نیلہ سُن ادبی شوق عہدہ رٹنے سنے کِچھ ھوڑہ منز رسل تو علاقہ نیل سنا چملواس۔ ام کوٹ۔، چاپ ناڑی، کھڑی شگن، سربگنی وغیرہ سنا آوٗں گلوکار حضراتن خصوصاً نیلہ علاقہ سنا گمنام چھ تیون کوہستانی تنظیما یئے دھوکہ دیتُ شعرُ:۔

پنائے نہ ہُنتوٗ خطاکم بیگانن محلن نظرکیم لُطف آشیانن (مشتاق پوگلی)

گلوکار عبدالمجید ملک، فاروق نادم، اسلم نائیک یاوٗن سینٹ دُوئیہ لطیف پرواز شوقین زبان وادب سُن جذبہٗ تہٗ کلچر سُن شوق چند نام نہاد مفاد پرست تخریب کاریئے مچہ منز بُربادکو یکھ قلمکار چھُ نہ دُوئین سنیاں مطبوعاتن منز پنن تعارف کرتے یہٗ تِھیاوٗن حماقت، رسوائی۔ اِنشااللہ یوتھ بزم ادب پوگلی جذبہ تہٗ شوق رچھنے والہ چھ پُنن کارواں جاری رچھی۔ یاوٗنی حوصلہ افزائی یوی کری۔

مرحوم محمد حسین حسیںؔ نائیک جراڈی نیل

محمد حسین نائیک شاعرانہ تخلص حسیںؔ رکھتے تھے۔ ۱۹۱۴۲ء بخانہ سخی محمد نائیک جراڈی نیل تولد ہوئے۔ مڈل کا امتحان نیل سے اور میٹرک کا امتحان ہائی سکول بانہال سے پاس کیا۔ اور گریجویشن اننت ناگ کالج سے پاس کرنے کے بعد ۱۹۶۴ء محکمہ تعلیم میں بحثیت استاد تعینات ہوئے۔ جموں یونیورسٹی سے بی ایڈ اور کشمیر یونیورسٹی سے ایم اے پاس کیا۔ انچارج مارننگ اسمبلی ہائی سکول بانہال کے حکم پر ہر روز خطاب کیا کرتے تھے۔ یہ حساس طبیعت، حاضر جواب، ذہین، اور بہترین قلمکار تھے۔ شاعرانہ جذبہ خصوصاً پوگلی زبان میں بدرجہ اُتم موجود تھا ۲۰۱۲ء میں مصنف نے پوگلی مشاعرہ منعقد کروایا مرحوم نے اپنے گھر جراڈی سے آکر مشاعرے میں شمولیت کی ظریف مٹھاس بھرا کلام پوگلی زبان میں پیش کیا۔ مصنف کا ساتھی اور رشتے کی قرابت میں خلوص و بے باکی بھی ظاہر تھی۔ اُن کو ۱۹۷۴ء میں ماسٹر گریڈ ملنے پر شاندار شوق مزیداً بھرا۔ ۱۹۹۱ء پرموشن ہوئی ہیڈ ماسٹر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۹۷ء زیڈ ای او کے عہدے پر اکھڑہال اور ۱۹۹۹ء میں پرنسپل اُکھڑہال بنے۔ حسیںؔ مرحوم نے ڈی ڈی ٹھاکور کی کتاب ''یادوں کے چراغ'' کا ترجمہ کیا تھا۔ انہیں خوداعتمادی کا جذبہ تھا۔ پوگلی زبان کے مخالفین نے سازشیں رچائیں۔ پوگلی کے متبادل کوہستانی ''یا نیلوی نام رکھا جائے۔ مرحوم نے اِس تخریبی امر مولغو اور بے بنیاد قرار دیا۔ اور ادبی اجتمعات میں کہا مشتاقؔ صاحب ہمت سے کام بدستور رکھو یہ مادری زبان وادب کی قربانی

ہے۔ایک وقت ہو گا یہ رنگ لائے گی۔۲۰۰۲ء میں اعلیٰ عہدے سے باعزت سنکدوش ہوئے۔اکثر تعلیمی ادارہ جات دیگر سماجی شکصیات نے الوداع کیا۔

محمد حسین نائیک تعلیم دین سے بھی باخبراور دیندار خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

ااخر وفات پاگئے اللہ عالم برزخ میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔آمین

روح میناؔ دم دم نس نیاس یکدم نہو چھسُ تُویکلوُئی ملائیک چھ ہمدم (مشتاقؔ پوگلی)

غزل

صحرا چمن یہاں تھا سجانا پڑا ہمیں بھی
دامن پڑا تھا تار تار سہنا پڑا ہمیں بھی
دُکھ بھرا جگر یہ جھیلا ہے مشکلوں میں
حیات تھے جو شہنشاہ مِٹنا پڑا اُنہیں بھی
جابر بھی عشق تلے راحت میں پل بڑھا ہے
منتظر خوابِ شب سونا پڑا ہمیں بھی
تقدیر کے مغرور ہنستے ہیں بے وقت وہ
زخم تھے گہرے اُنکے مرہم کیا اُنہیں بھی
مہتاب کا دورہ شرق و غرب ہے جاری
بدلتے زمیں پہ حالات بدلنا پڑا ہمیں بھی
مُشتہر جدو جہد یہ جینا بھی مختصر ہے۔
دیکھا جنازہ جاتے جھُکنا پڑا اُنہیں بھی
فرِعون کے ساتھی خوش ہیں بس رہا میں
بولا توُ اے مشتاقؔ سُننا پڑا اُنہیں بھی

(مقامی بولیٔن کاشرِ سیٔنت رِشتہ)

کاشری سُن مقامی بولین اِنفرادی آخر کیتوہ یاوٗں نیرٕے چھہٕ تیوٗں جادہ یاوٗں دُور چھہٕ تیوٗن کم قلیل

کاشُر	پوگلی	کشتواڑی	پوگلی	سیرازی	پوگلی
ہُرد	ہَرد	بندھَ	بندھَ	بیشاکھ	بشاکھ
سونتھ	سونت	اتوار	اتوار	مگھیر	مگیرٗ
ژِندروار	ژِندروار	ژِندروار	ژِندروار	بأب	بَب باب
بوم واد	بوم واد	بودھ وار	بودھ وار	مالی	مالی یِیَ
بودھ وار	بودھ وار	برہستہ وار	برہستہ وار	دادو	بوڑ۔داد
جُمعہ	جُمعہ	زیٹھ	زیٹھ	ماسی ماشی	موسی ماشی
بٹہِ وار	بٹہِ وار	ہاڑ	ہاڑ	مأسو	موسو
زیٹھ	زیٹھ	پوہ	پوہ	پوترو	پوترو
ہاڑ	ہاڑ	ماگھ	ماگھ	چھِتوٗ	چھِتوٗ
پوہ	پوہ	ماسوَ	ماسوَ	نیلوٗ	نیلوٗ
ماگھ	ماگھ	سالہِ	سالہِ	گولابی	گولابی
پھاگن	پھاگن	کوڑی	کوڑی	دانت	دانت
ماسوَ	ماسوَ	پوٗتر	پُوتر	ژھیلی	ژھیلی

ہمسایہ	ہمسایہ		پوترِ	گھوڑو	گوڑو
دُشمن	دُشمن	ہمسایہ	ہمسایہ	سنڈو	سنڈہ۔بنڈو
ووزُل	ووزُل	دشمن	دشمن	اونٹ	اونٹ
کرہُن	کرہون	دوست	دوست	شال	شال
گولابی	گولابی	نیول	نیول	شئِل	شئِل
سَنڈِ	سَنڈِ	گولابی	گولابی	کاوٗ	کاوٗ
مِش	مِش	میش	میش	شأری	شأری
کاو	کاو	سنڈ	سنڈ	ککُڑ	ککُڑ
کونژ	الھوٗن	کبوتر	الھوٗن	کبوتر	الُھون

نوجوانا آنے زمانس کنژ اِنقلابکھ شوبدار
خوابید جانس منز آنے اضطرابکھ شوبدار
نندرہ منز نندر ژھُوئ اُزلِن اُزل کری وِنس
یِو بنورہ پانیئے تعبیر خوابُس شوبدار

سُو اگر رگ جانُس آحتہ نیرٛییے چھُ
تیوٗں تے اِنسان ربس ااحتیہ کہر دور چھُ
ژندرس آفتاب سئوٗ ئی گواش چھُ
شیشہ اکھ شیشہ سیٖنٔتی مستور چھُ

(رِشتن علاوہ ہنکھِ تحقیق)

کأشُرُ	پوگلی	کأشُرُ	کشتواڑی	پوگلی	سیرازی پوگلی
طوطہ	طوطہ	بناوُن	بنوون	بناوُنوں	بڑانڑوں
کوکُر	کوکُر	ستاوُن	ستاوُن	ستاوُنوں ستانڑوں	

راتہِ موغلُ راتہِ موغلُ کأشرِ زبان منز بناوُن، ستاوُن، پوگلی منز''ن'' نُس

گونی سرَف سَرف گونڈہٗ نوں بدھیرنو سِیرازی منز''ن'' ڑ بدہی گو لفظ چھُ

بطخ بطخ سوئی ''ن''، ''ڑ'' پنجابی تہٕ ڈوگری سُن دباوُ ظاہر گس چھُ

اُچھِ اُیچھِ یَس سِرازی بولیہ بولنے والن چھُ مبارک کہ

گَن گَن یہٕ دوگری یا پنجابی نہ بنی گے بھدرواہی بینوہی

نِکہ واڑی نِکہ واڑی تہٕ بجا آختوٗیہٕ بولی سومنزٗس جغرافیائی لحاظ

ہوٹ ہوٹ (لممبرٗ (قدیم) مشرق بکھا پُگل پرستان مغرب کشتواڑی ادکأشری

گردن گردن (مَٹ) سِن راچھِ راوٹ (سیکورٹی) شامل حال چھساَ؟

پھیکی پھیکی پوگلی میں ''خون'' رتھ نہیں بلکہ ''رت'' بولتے ہیں سرازی میں

چھاتی چھاتی ''رت'' ہی بولتے ہیں شائدان دونوں کا خون رت ایک ہی ہے

میاد میادَ (وزہری) لب ہمعنی ہونٹھ کشمیری منز ہوٹ پوگلی قدیم ''لممبرٗ'' جدید ہوٹ یوچھُ

ششُ ششُ قابل تحقیق ''لممبرٗ'' کس زبان سُن اَیس سِیرازی منز ''ٹھوٗ'' لیمٹ اوٹھو

دونوں الفاظ کھڑک کھشا قبیلے سے کھشتری دور کے ہیں۔

اُندرم اُندرم یاوُں دِیپائے لفظ غیر زبانٗن بگڑی یابنِ کری آمچھ

اونگجھ انگلیہ کولن سنانامن ویارکُل یاقلہ کُل پوگلی نام چھَ سیرازی بولیہ منز

کھونپہِ واٹھ کھونپہِ واُٹھ ''دیارتوبٹ' توت توبوٹ، کُل بجائے تو، بوٹ لگی گوس

کمر کمر پوگلی ٹھکرہٖ جس منز تے بوٹ بولنے یے چھُ

ژم ژم۔نیال ماہرِ لسانیات جارج گریرسن کیتہ تحقیق کرہیگی تِس زمانس

وال وال۔زڑ' پیدل سفرتہ علاقائی انَ پڑھتا گامن سنانام تے

گلاس ہِگلاس سِدا پوٗھادقیافہ لیگ کری سروے آف اِنڈیا تے کینژ

دَچھ دَچھ معمولی کتھ نہ تھِ بہرحال مقامی محققین صبر و تحمل سینٹ کارتلاش تحقیق

انجام دینے سَن ضرورت تھِ۔

عشق سنیاں وتہَ یوٗم چھَ طوفان کہرَ

جِگر زلتے الاوَ زنَ بوفانُس ہوا کہرَ

وتنَ منز کُذِ زنَ چھَ باندھائے چراغ

گتن گاڑن رہ گسَ چھَ وُمرائے داغ

اِنسان بے بس کونژ پھل رَحتائے باغ

کونژ داوَگُس اتراڑ یسِ بھَر بھَرَ چھَ

مقامی بولیٔن تہٕ کأشری زبأن منز فرق

اُردو کأشُر سیرازی پوگلی کشتواڑی ڈوگری

اخروٹ ڈوٗن اُتھولو اچھُڑ چھوڑ کھوڑ سیرازیی بولی

میں اُتھولو اور پوگلی میں اُچھُڑ کشتواڑی میں چھوڑ گویا پوگلی میں اُچھُڑ کا اُ، سیرازی بولی کا اور چھوڑ کشتواڑی بولی کا ہے ظاہر ہے پوگلی کی معاوٗن بولیاں دونوں سیرازی اور پوگلی (داڑِم) بولتے ہیں۔ پوگلی اور کشتواڑی میں (گوگل) ہم معنی ہیں۔ جیسے کسروڑ کو تینوں بولیوں میں ''ڈھیڈ'' بولا جاتا ہے۔ جبکہ ہسنو اور سوچنوں دونوں سیرازی اور پوگلی میں بولا جاتا ہے۔ جیسے روٹی ہم معنی منجہ دونوں کشتواڑی و پوگلی ہیں بولتے ہیں اس کے علاوہ لفظ کریلہ۔ تھوم۔ گاجر۔ شونکنو۔ مرنو۔ کھیڈنو تینوں مشترک بولیوں کا ہے۔ جبکہ پوگلی اور سیرازی کے یہ الفاظ ہماچل ڈھلوزی ہم معنی (۱) کھیت (۲) دیوس دہرہ سے (۳) کھیت دیوی دہرہ سے (۳) چمبہ بھدرواہ، ڈوڈہ سے پرستان کی سرحد تک ملتے ہیں۔ بحوالہ جناب بشیر بھدرواہی، فرید احمد فریدی دیگر محققین پوگلی بولی کا رشتہ کاشتی گرڑھ دیسہ کی اندرونی آبادی زندھاری کو گھیرے ہوئے ہیں سنہ ۱۹۶۰ء کا واقعہ یاد آیا سلطان پور چمبہ کا رہنے والا ہے گدی غالباً عمر ۶۰ سال کُتے کو سنگل سے باندھ کر بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ جا رہا تھا۔ دوسرا کُتا کُھلا تھا میرے ساتھی نے گدی سے بولا کھلے کُتے کا خیال کرنا گدی نے اپنے ساتھی گدی کو ہماچلی بھاشا میں بتایا۔ ''شونڑاں'' ہیرے

ڈق'' گویا کُتے کو ہماچل سے لیکر پوگل پرستان تک کے درمیانی پڑاوُ کی بسرتی والے ''شونڑاں'' بولتے ہیں۔ محقیقن کو کھوج کرنی ہوگی یہ لفظ کس بھاشا اور کہاں سے آیا ہے۔ جیسے جناب محمد یوسف ٹینگ صاحب نے منظومات شرَ وا کتاب کے تعارف میں لِکھا ہے کہ عورت کو پوگلی میں مشتاقؔ پوگلی نے گُرمہان لِکھا ہے اس کی تحقیق کرنی ہوگی کاٹنے کو ژٹُن کشمیری اور کشتواڑ میں بھی بولا جاتا ہے۔ البتہ پوگلی میں ژٹنوُ یا کٹنوُ جبکہ سِرازی میں بھی کٹنوُ ہی بولا جاتا ہے،۔ کٹنوُ کا لفظ بہت پریم کے ساتھ بھدرواہی میں اکثر پہاڑی لوگ بولتے ہیں۔ بہر حال ولی محمد اسیرؔ لِسانی خدمات پر قربانی دینے کا ابھی تک ریاست جموں وکشمیر خصوصاً ضلع ڈوڈہ میں کوئی ثانی نہیں ہے۔ قلمکاروں کو بیدار کرنے اور دُور دراز پہاڑی علاقہ جات تک پیغام حکمت عملی سے معلومات حاصل کرنا کوئی آسان کان نہیں بہر حال اسیرؔ صاحب کو زندگی و مزید قوت قلم عنائت ہوا۔ پوگلی شعر ہے شوقے سمندُ رس منز شوق چھُ لال ٹپتۓ۔ منزلُس ضرور وائت مگر اُلیس ہنفتے ہنفتے!

ترجمہ اُردو: ۔شوق رکھنے والا ہی سمندر میں لال و گوہر تلاش کرتا ہے۔ وہ منزل کو پالیتا ہے مگر ھفتے کانپتے۔

گریسن تہ مقامی تحقیق کار

ماہر لِسانیات جارج گریسن نے ضلع ڈوڈہ کی مقامی بولیوں کشتواڑی، سیرازی وغیرہ کا اُس زمانے میں جائزہ تحقیق لیا ہے۔ جب ذرائع آمدرافت ٹرانسپورٹ کا فقدان اور بولنے والوں کی آبادی قلیل تھی۔ علاوہ ازیں اِس پورے خطۂ ارض میں لاعلمی ڈیرہ ڈالے ہوئے تھی۔ دریائے چناب کو عبور کر کے پوگل پرستان تک پہنچ پانا بھی غیر مُلکی گریسن'' کیلئے مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ مقامی محققین نے اِن بولیوں کو بحوالہ مذکور ہی کشمیری زبان کی شاخیں بتایا ہے۔ اگر صوبہ جموں میں یہ بولیاں کشمیری زبان کا تحفظ ہیں؟ تو اِن کا استوار و توانا رکھنا ضروری ہے۔ ایسا عمل اِن بولیوں کے محافظ مصنفین، شعرأ کی حوصلہ افزائی تحریری و اشعتی ونشریاتی لازمی ہے۔ جبکہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں بھی صوبہ جموں خصوصاً ضلع ڈوڈہ و ضلع رام بن کے پہاڑی سڑک پینے کے پانی، بجلی کی روشنی سے محروم ہیں۔ پھر بھی یہاں کی ادبی تنظیمیں لِسانیات کی خدمت وجدو جہد میں مصروف ہیں۔ جناب ڈاکٹر مرغوبؔ بانہالی نے کھش قبیلے پوگلی کی نشاندہی کی تھی۔ اور اپنے بزرگ اُستاد کی رہبری میں مشتاقؔ پوگلی۔ مرحوم منظورؔ پوگلی۔ ذوالفقارؔ پوگلی وغیرہ علاقائی مصنفین نے قبل از ساٹھ سال پوگلی مطبوعات منظر عام پر لانے کا حوصلہ دیکھا ہے۔ بعدازاں اِن کی باغیرت ''بیٹی منیرہ مرغوبؔ جی'' نے اپنے والد کی سرپرستی میں ''پوگلی بولی

سے ''ایم فل'' کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اور بعد تحقیق پوگلی بولی کو زبان کو کشمیری زبان کی اہم وقدیم شاخ تسلیم کیا ہے۔ اب سوالیہ نشان ہے کہ اِس بولی کو زبان کا درجہ (مقام) ملے یا اِسی حالت میں بولی ہی رہے۔ جبکہ پوگلی بولنے والوں کی آبادی ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہے۔

ریاست کی اکثریتی زبان اور آس پاس کی بولیوں کی حق ادائی لِسانی طور پر اب تک ولی محمد اسیرؔ نے مضبوط، استوار وصبر آزماں کاندھوں پر لی ہے۔ یہ ضلع دوڈہ کے مقامی بہادر صاحب قلم وضخیمہ مطلوعات ہیں۔ جنہوں نے مادری زبان کی عقیدت واحترام کو جانا ہے۔

تیرے در پہ آہی جاتے ہیں۔ جنکو پینے کی آس ہوتی ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دِلش زندہ شُد بعلم

ثبت است ہر جریدہ دوام ما

نش چھوسم کُذے روشتے روشتیئے قدم رو کے دِلھیر بابا ہو

نہ چھم راہل کنژ آز یکلوئی چھس زیر بابا ہو۔

نشتے کُذے روشتے روشتے قدم رو کے یکھ گھڑ یکھ

پشتے تھِی فیس بُگس تصویر تینی گھڑ یکھ گھڑ یکھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کُھنہ مشق اُستاد عزیز مشتاقؔ

اقبالؔ۔ اقبالؔ

کُھنہ مشق اُستاد مصنف تہ شاعر عزیز مشتاقؔ پوگلی آز آحتہٓ غالباً شھٹھ وری شےِ دہائی پوگلی مادری زبأن علاوہ اُردو منز تے لِسانی خِدمات انجام دِتمتہ چھد لائل دینے سِن خاص ضرورت نہ تھِ کُذے کہ غالباً ریاستہ سنا مصنیفائے۔ محققائے کأشری تہٓ اُردو۔ انگریزی تحریری تخلیقاتن تہ مطبوعاتن منز تفصیلن ذکر کُچھ مشتاقؔ پوگلی نہ صرف پُگلی زبأن سِن خدمت انجام دِتمتھِ بل کہ اُردو تہٓ کأشری علاوہ زندھاری تہ بھاٹلی مقامی بولیٔن منز تے طبع آزمائی کمتھِ۔

ماضی منزٓ یوٗیں اُردو منز (۱) ماں کی کود (۲) توانائی (۳) قلم کار (۴) جنت (۵) سرگلی (۶) ٹن ٹن سکول کی گھنٹی (۷) سٹیٹ ہسپتال (۸) دیہات سُدھار ففٹی ففٹی ڈرامہ سکولوں میں پسندیدہ (۹) شعبان ڈار مخولی رام ڈرامہ شوقین کیلئے تحفہ قبل از منظر عام پر لاکر پہاڑی علاقہ جات کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بنیادی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ مصنف مذکور (۱) فریڈرک (۲) ڈریو (۳) والٹر لارنس (۴) مٹر سٹائن کے قیقات ماہر لِسانیات کا مطالعہ کارہے۔ جیسے فریڈرک دریون تھِ ۲۳ زبانن تہٓ بولیٔن سُن ذِکر کُھچھ (جمعے کشیر) جموں وکشمیر کے حدودوں میں (۱)

ڈوگری (۲) چھبائی (۳) رام بنی (۴) بھدرواہی (۵) سیراجی (۶) کشتواڑی (۷) کاشری (۸) داچھ (۹) اسطورچ (۱۰) گریزچ (۱۱) گلگتی (۱۲) بلتستانی (۱۳) لداخی (۱۴) گوجری۔ جموں وکشمیر چھٹے شیڈول میں شامل کی گئی (۱) کشمیری (۲) ڈوگری (۳) بلتی پالی (۴) دردی (۵) پنجابی (۶) پہاڑی (۷) لداخی (۸) گوجری زبانیں علاقائی زبانوں لِسانیات کا حصہ ہیں۔ دستورِ ہند آٹھویں شیڈول میں کشمیری کا آٹھواں نمبر لینگویٹکسر وے آف انڈیا کے آٹھویں جلد کے دوسرے حصے میں تفصیلاً ذکر ہے۔ (بحوالہ تواریخ وتنقید) اسیرؔ کشتواڑی بہر حال عزیز مشتاقؔ پوگلی علاقائی پوگلی بولی کی معاوَن بولیوں کے ماہر ہیں۔ اِن کی علاقائی پہاڑی لِسانیات کی خدمت قابلِ تحسین کے علاوہ قابلِ داد بھی ہے۔ جو موجودہ آنے والی نسلوں کیلئے باعثِ افتخار کے علاوہ جنبش قلم کی حوصلہ افزائی ہے۔ مصنف کی تعلیمی خدمات کو مالک عظمت و برکت سے نوازے۔

اُلجھا ہے کہیں دامن رنگین ہے کہیں کانٹے

گُذر ہے اِس راہ پہ مگر چھانٹے نہیں کانٹے

کٹھن راستوں پر چلنے والے پالتے ہیں منزل کو

جو راہ آسان لیتے ہیں وہ پاتے نہیں منزل کو

سماج میں آلودگی

ہمارا سماج ظاہر داری چمک کے باوٗجود اندر سے خالی ہوتا جارہا ہے۔ نہ جانے موجودہ سماج کو کس سمت کی ہوا نے دیمک کے خاموش حملے سے دوچار کیا ہے۔ جو ہر لمحہ اِس کی رگوں کو چاٹ کر دم نہیں لیتی گو چہرے پر لالی ہے مگر اندر سے خالی اگر ہے کچھ تو وہ کالا سیاہ سماں ہے سماج کے اندر کا یہ سماں چھپانے سے چھپ نہیں سکتا اور نہ ہی دبانے سے دب سکتا ہے۔ ایشاروں کنایوں یا عندیوں سے یہ دیمک حملہ غلاظت و آلودگی ہتانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ اب کے حالات اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ اپنے ہی صابزادے اپنے والد کو قتل کرنے پر تُلے ہوئے ہیں تاکہ وہ جائیداد کے وارث بن کر نام کمائیں اور عیش وعشرت کی زندگی گذاریں۔ عزتیں و عصمتیں نیلام کرتے ہوئے دوستوں میں بہادری ودلھیری کا چرچہ عام کیا جارہا ہے۔ ڈکیتی، چور بازاری، بد دیانتی، جھوٹ وفریب کے شرمناک کھیل کا اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ مذہب اور دین کی دہائیاں دینے والے سماج میں لادینیت اور مذہب فروشی عروج تک جاچکی ہے۔ مساجد تعداد میں بڑھتی جارہی ہیں اور نمازی گھٹتے جارہے ہیں۔ ایمان رفتہ رفتہ معدوم ہوتا جارہا ہے اذان سکرہ پن میں کھیلوں کا نظارہ کرتے قیمتی وقت کا استحصال کیا جارہا ہے۔ رشوت ودھوکہ دہی خود غرضی زاتی برتری نے اپنی جڑھیں استوار کر رکھی ہیں۔ دیکھا دیکھی ریاکاری نے خلوص واحترام سنجیدگی کو لتاڑ کر رکھ دیا ہے۔ بدتمیزی کے ماحول نے پورے معاشرے کو اپنی آغوش میں ہناہ دی ہے۔ اگر کوئی تمنا ہے تو صرف دولت جمع کرنے کی ہوس نے ظالموں کے ساتھ ہم پلہ رہنے کا درس حفظ کیا ہے۔ اور مظلوموں کی آہ وزاری پر ترس آنے کا نام ونشان نہیں ہے۔ تعلیم

کے نام پر بھی یہ جہالت بڑھتی جا رہی ہے۔ قدم قدم پر تعلیمی ادارے گھر گھر میں دینی تعلیم کا چرچہ کرنے کے باوجود آخر یہ کہاں کا اور کیسا سماج ہے۔ جو بگڑتا جا رہا ہے۔ سُدھار کے لمحات آخر کب آئیں گے جبکہ بڑوں کے آداب واحترام کا جنازہ نکل چکا ہے۔ چھوٹوں کی شفقت ایسے آلودہ ماحول میں معدوم نگاہ میں ہے۔۔ سیاست کو مقصد خدمت خلق کے بجائے ذاتی مال واثاثہ جمع کرنے کا ہے۔ سیاست کار اعتبار دینے والے پر ترس نہیں کھاتے اور اپنے فرائض منصبی کو انجام دینے کیلئے لیت ولعل کرنے کا فارمولہ استعمال کرنے کا ماہر ہے۔ تعلیمی اداروں کے استاد وطالب علم دونوں اپنے اپنے حال میں وقت پاس کرنے میں ماہر ہو چکے ہیں۔ درس وتدریس کے وقت بے ضابطگی سے ادارے کے اندر یا باہر گھومنے کا ماحول عام ہو چکا ہے۔ اپنے فرائض دونوں میں فراموش ہو چکے ہیں۔ صرف نام کے تعلیمی ادارے ہیں۔ وارثین طلباً بے خبری کے عالم میں خوابیدہ ہیں۔ ایک وقت تھا جب اِن ہی مقامات میں مومن بندے رہائش پذیر تھے۔ کم خورد کم گو پر بھی شاکر تھے۔ صابر تھے۔ عابد تھے۔ یہی وہ مقامات ہیں جہاں پر لال وگہرے پوشیدہ تھے اور ظاہر ہو کر اِسی سماج کے رہبر بنے۔ ماشااللہ سماجی سُدھار میں پل بڑھ کر اِسی کے کام آکر اندی زندگی کیلئے اثاثہ جمع کر کے لے گئے ہیں۔ آج کی قیادتیں بے چاری حمقاقتوں میں ہر مقام پر الجھی ہوئی ہیں۔ قیادتیں فروعی معاملات میں زندگی کے ایام پورے کرتی جا رہی ہیں۔ پورے ماحول میں جمود کا عالم نظر آ رہا ہے۔ دین تو مکمل ہو چکا ہے۔ خالق قدرت سے دعا ہے کہ اِس بگڑے سماج کے اندر ایسے معجزے ہر مقام پر پیدا کرے جو اپنے گھروں، کنبوں، پاس پڑوس مقامی آبادی بلکہ کُل سماج کی بہتری وبھلائی کیلئے مُخلصانہ کارہائے نمایاں انجام دیکر اپنے لئے قیمتی ابدی اثاثہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو۔

ریاست میں اُردو زبان کی صورتحال

بھارت مُلک کی واحد ریاست جموں وکشمیر ہے۔ جہاں سرکاری زبان اُردو ہے۔ محققین کے حوالے سے ریاست جموں وکشمیر ادبی مرکز رہا ہے۔ اِس ریاست میں سنسکرت زبان رائج تھی۔ مسلمانوں کی حکومت سے فارسی زبان نے درباری زبان کا درجہ حاصل کیا۔ اس کے بعد ڈوگرہ راجاؤں کی حکومت میں اُردو کو تقویت ملی۔ مختلف شعرا ُ وادباٗ نے اُردو زبان وادب کو فروغ دیا کُتب کے علاوہ اخبارات وجرائد کی نشر واشاعت سے اِس زبان کو ترقی حاصل کرنے میں مدد ملی ہے۔

ہندوستان کی آزادی کے بعد ریاست جموں وکشمیر کو عوامی حکومت دچلانے کا موقع فراہم ہوا۔ حالانکہ اُردو کو سرکاری زبان کے طور پر بھی تسلیم کرلیا گیا۔ اُردو کو سکولوں، کالجوں اور ابتدائی سکولوں میں تعلیم دی گئی۔ ریاستی سرکار نے مختلف زبانوں کی ترقی کیلئے ایک اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگو یجز کا قیام عمل میں لایا۔ مختلف مصنفین کو کتابوں کے شائع کرنے کیلئے امداد دی جانے لگی جس سے ادیب و مصنفین کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اُردو شیرازہ کے طور پر ایک جریدہ نکالا گیا۔ ریڈیو وٹیلی ویژن میں بھی اُردو پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ اِس طرح اُردو زبان وادب کو تقویت وفروغ ملا۔ دفتروں مختلف اداروں سرکاری عدالتوں میں اُردو رائج کی گئی۔ ریاست کے ہر دو صوبہ جات جموں وکشمیر سے اُردو میں سینکڑوں اخبارات کی اشاعت کا پروگرام عمل میں لایا گیا۔ جس سے اُردو پڑھنے اور لکھنے کا شوق مزید بڑھتا گیا۔ ہر سال نئی تخلیقات منظر عام پر آنے لگی انجمن سوسائٹیاں قائم کی گئیں

جن میں مشاعرے۔ ڈراموں کو فروغ ملا۔ اُردو زبان کے ساتھ ساتھ کشمیری، ڈوگری، لداخی۔ گوجری، پہاڑی کے علاوہ پوگلی زبانوں کی نئی تخلیقات منظرعام پر آرہی ہیں۔ اِس سے اُردو کی حیثیت میں قدرے کمزوری کے امکان ہیں۔ تاہم مایوس ہونے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ اُردو زبان کا مستقبل درخشاں ہے۔ اِس کا مقام بُلند پائے کا ہے۔ اور اِس کے چاہنے والے کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ صوبہ جموں کے چند اضلاع میں پوگلی بولی جو ابھی تک زبان تک لے جانے کے مراحل طے کر رہی ہے۔ لاکھوں لوگوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ ضلع اودھم پور کی ادبی تاریخ کے علاوہ ضلع ڈوڈہ اور اب موجودہ ضلع رام بن میں خصوصاً اِس بولی کو زبان کا درجہ دلانے کے لئے مصنفین وشعرا ُ کی تگ ودو تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ پوگلی زبان پہاڑی کے علاوہ ہر زبان سے رابطہ میں ہے۔ جو دُور افتادہ خطہ اُرض پیر پنچال کی زبان سے تعلق رکھنے پر پسماندہ رہ گئی ہے۔ اِس کا سلسلہ وار پہاڑوں میں بود وباش سے ترقی وفروغ کا عمل پچاس سال قبل سے ہی شروع ہوا ہے۔ ریاستی سرکار نے اِس کی رجسٹریشن سے مانیتا دی ہے۔ بہرحال قلم کار افراد کو حرکت قلم سے کام لیکر اِس کا انجام پائے تکمیل تک لے جانا ہوگا تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں اِسے مادر ٹنگ سے تعبیر کر سکیں۔ بہرحال اِس کا ترجمہ اُردو سے ہی معقول رہے گا۔ جو غیر پوگلی کیلئے مفید ثابت ہوگا۔ جیسا کہ ''مین خیال'' (۲) ہر ساوٗ پرستان تخلیقات مشتاق پوگلی سے علاقہ پوگل کی شناخت غیر پوگلی قلمکاروں نے کی ہے۔ آخر میں رب کائنات سے دعا ہے کہ ہر زبان کے چاہنے والوں کو ایمان کامل صحت وعافیت نصیب ہو۔ تاکہ زبانیں ترقی کرتی جائیں۔ اِس کے مستحق پوگلی اور معاوٗن بولیاں، سیراجی، زندھاری اور رامبڑی ہیں۔

بزمِ ادب یوتھ

سامعین کرام میں آپ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں (تِشنہ لَب کے پاس جاتا ہے کبھی اُٹھ کر کنواں؟ رخت کب منزل نے باندھا کارواں کے)

زبان وادب کی خدمات انجام دینا ایک عظیم شخص کا خاصا ہوتا ہے۔ اِس لئے کہ زندگی میں اِسے محنت ومشقت کے باوجود مشکلات کیلئے جدو جہد کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ وہ زندگی اور آخرت کے پیغام کو اُجاگر کر کے سماج کو بیدار کرنا چاہتا ہے۔

سرکاری اور غیر سرکاری طور پر ابھی پوگلی بولی ہی ہے۔ اِس کو ریاست کی دوسری بولیوں کے ساتھ شانہ بشانہ زبان کا درجہ دلانا ایک اہم ضرورت ہے۔ اِس کو پورا کرنے کیلئے صبر واستقلال محنت وجذبۂ شوق کی اشد ضرورت ہے۔ تعلیم کا سلسلہ پوگلی کے علاوہ علاقہ جات میں عرصہ پچاس سال قبل جاری ہے۔ لیکن سوائے مشتاقؔ پوگلی صاحب اور اُن کے ایک دو ساتھیوں کے اِس طرف کوئی دھیان تک نہیں دیا ہے۔ اِنہوں نے ذاتی زندگی اور کنبہ خویش کی پرواہ نہ کرتے ہوئے لِکھنے پڑھنے اور مطبوعات کے ذریعے زبان وادب کی خدمات کو متواتر جاری رکھا۔ بلکہ کچے مال کی ایک ڈھیری جمع کر کے پوگلی بزم ادب کی تنظیم بنائی جو سال 1996ء سے تا حال پسماندہ بولی کو کچھ بھی دے نہیں پائی۔ کیونکہ سرکاری نوکری میں رہ کر کب اور کیسے سماجی احکامات نجی طور پر انجام پزیر ہوتے ہیں۔ اِسی لئے پوگلی بزم

ادب کے اراکین اندرونی تخریبی تنقید اور بندر بانٹ حصہ رسی کی کشمکش میں مصروف نظر آرہے ہیں۔ایک ادیب، مفکر وشاعر ایسے حرکات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے جذبۂ شوق کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے کوشاں رہنا چاہئے۔اُسے کسی کے نعیم البدل کی ضرورت نہیں ہوتی۔وہ ہمیشہ کیلئے زبان وادب کے نِشانات کو قائم ودائم رکھنا چاہتا ہے۔یہ اُسی وقت عملی طور پر منظر عام پر لایا جا سکتا ہے جبکہ باہمی اِشتراک سے محنت ولگن سے کام کیا جائے۔

آیئے! ہم سب یہ عہد کریں کہ پوگلی بولی کو زبان کا درجہ دلانے کیلئے یکدم، یک قدم مالی، روحانی، تحریری اور جسمانی قربانی دینے کا آغاز کریں۔کیونکہ زندگی کی باگ ڈور نو جوانوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔لہذا بزرگوں کی سرپرستی میں غنیمت کا بہترین موقع ہے کہ ہم سن عزت، غیرت وجذبۂ شوق کو بیدار کر کے ہندو مسلم یکجاہ ہو کر پوگلی بولی کو زبان کا درجہ دِلانے کیلئے اِنقلابی تحریک کا آغاز کریں۔کیونکہ ماں بھی بِن روئے بچے کو دُودھ نہیں پِلاتی۔شکریہ

ایم اقبال اقباؔل

سیکرٹری یوتھ پوگلی بزمِ ادب

آزادی کی عملی ابتدائ

رولٹ ایکٹ کی مخالفت میں 6 اپریل 1919ء کو مُلک گیر ہڑتال ہوئی تھی۔ پہلی بار دیش کی جنتا نے ہندو مسلم بے نظیر ایکتا کا مظاہرہ کیا۔ ٹربیونل نے لکھا تھا کہ رولٹ ایکٹ کے بارے میں سبھی تعلیم یافتہ بھارتی ایک رائے ہیں۔ ایسے ماحول میں گاندھی جی پنجاب آرہے تھے تو انگریز سرکار نے انہیں گرفتار کر کے ممبئی بھیج دیا۔ اِس سے جنتا کا غصہ سڑکوں پر پھوٹ آیا۔ 9 اپریل رام نومی کے موقع پر آزادی کی جدو جہد کیلئے ہندو مسلمانوں نے مل کر جلوس نکالے۔ ڈاکٹر حافظ محمد بشیر گھوڑے پر سوار ہو کر جلوس کی رہنمائی کر رہے تھے۔ ہندو مسلم ایکتا پر ڈپٹی کمشنر امرتسر گاندھی جی جے ہو کے نعرے سُن کر غصے ہوا اور ۱۰ اپریل صبح دس بجے شری کچلو اور ست پال وغیرہ کو شہر بدر کرنے کا حکم دیا۔ اور دھرمسالہ بھیج دیا گیا۔ چالیس ہزار سے زیادہ لوگ سڑکوں پر اُتر آئے اور ڈپٹی کمشنر کی کوٹھی پر احتجاج کرنا اپنا فرض نبھا رہے تھے۔ اسسٹنٹ کمشنر آبی بیکٹ نے اِس مظاہرے کو منتشر کرنے کیلئے پولیس کو استعمال کیا۔ جنتا نے پتھراؤ کیا۔ اِسی طرح اورنگ گھوڑا دوڑا کر کمک کیلئے رام باغ کی طرف گیا۔ امرتسر کے دو ممبران گورودیال سلاریہ اور مقبول محمد نے انگریز آفیسران کو گولی نہ چلانے کی درخواست بھی کی۔ لیکن پھر بھی انگریز افسروں نے گولی چلائی۔ اس معرکے میں زخمیوں اور مرنے والوں کی تعداد درجنوں ہوگئی۔ ایک سولہ سال کا نوجوان لڑکا جو بُری طرح سے زخمی تھا۔ اور انتڑیاں باہر نکل چکی تھیں۔ دھنپت رائے سلاریہ قریب گیا تو کہا کہ بھائیوں کا سنبھال کرو میں مر رہا ہوں۔ امرتسر بار کے ممبر مقبول محمود نے بیان دیا کہ اگر آفیسر کچھ صبر سے کام لیتے تو ہم بھیڑ کو

واپس موڑنے میں کامیاب ہو جاتے۔ اور کہا کہ میں نے بھیانک اور دِل بہلا دینے کے منظر دیکھے۔ ایک ایسی روش کو دیکھا جس کی آنکھ میں گولی لگ کر سر کی کھوپڑی سے نکل گئی تھی۔ اور ایک شخص مرتے دم تک ہندو مسلم کی جے کہتے سُنا۔ تیس بھارتی شہید ہوئے۔ انگریزوں کی گولیوں سے اپنے ساتھیوں کو شہید ہوتے دیکھ کر عوامی جذبات بھڑک اُٹھے اور نیشنل بنک آف انڈیا الائینس بنک ۔ تار گھر۔ ریلوے سٹیشن اور دیگر سرکاری ادارے جنتا کے غصے کی آگ میں جلے اور پانچ انگریز سپاہی بھی مرے۔ قبل از انڈیا والوں نے بھی یورپین کی طرف سیدھی اُنگلی تک نہیں کی تھی۔ ۱۰ اپریل کی آدھی رات کے بعد لوگوں کا تھوڑا سا گصہ شانت ہوا۔ لیکن تب تک بھارت کے تیس سے زیادہ نوجوان جیون دان دے چکے تھے۔ بھارت کے ہندو مسلم سکھ عیسائی وغیرہ نے اپنے پوتر خون سے اس دھرتی کو سینچا ہے۔ بھارت نواسی آزادی کے حقوق کو استوار اور اس کے تحفظ کو برقرار رکھنے کیلئے ہر قسم کی قربانیاں دیتے چلے آرہے ہیں۔ کسی بھی ذاتی مفاد پرست، تعصب پسند، مُلک دُشمن سیاسی، اننتشار پسند کے بہکاوے میں آکر اپنے حقوق کی پامالی نہیں ہوگی۔ یہ ایک بھارتی کا نصب العین ہے۔

جب مُلک کا آئین بن رہا تھا شری گوپالا سوامی آیئنگر نے اائین ساز اسمبلی میں تحریک پیش کی تھی کہ جموں و کشمیر ریاست کا نام بدل کر کشمیر رکھا جائے لیکن مغربی بنگال کی ممبر لکشمی کانتا اور بہار کے شری کے ٹی شاہ نے اِس کی شدید مخالفت کی تھی جس کے کارن جموں کا نام بدستور ہے (پروفیسر ہری اوم جموں (ہندسما چار ۱۱/ اپریل ۲۰۰۴ء اتوار) یہ وہی سوبہ جموں ہے جس میں کسی وقت ضلع اودھمپور بعد ازاں ضلع ڈوڈہ اور اب سب ڈویژن رام بن کے علاقہ جات شامل ہیں۔ اِن پہاڑی پسماندہ علاقہ جات کے لوگوں کی بھاشا پوگلی ہے۔ جو ابھی تک اپنے حقوق کو منظر عام پر لے جانے کیلئے کوشاں ہیں۔ اب جدید ضلع رام بن ہے۔

پوگلی بھاشا کی تحریک

پوگلی بھاشا کی تحریک پچھلی چند دہائیوں سے جدو جہد میں رواں دواں ہے۔ اِس کے قلم کار دانشور مُشکلات کا سامنا کرتے ہوئے اطمینان کا سانس حاصل کرنے کیلیئے بے تابی سے منتظر ہیں۔ گو موجودہ سرکار کی توجہ اس طرف بہت کم ہے اس لئے بھی کہ علاقائی ماحول منتشر آبادی میں بٹا ہوا ہے۔ صوبہ جموں میں یہ بھاشا کم از کم تین اضلاع میں تیزی سے پھیل رہی ہے۔ جن میں ضلع ڈوڈہ۔ ضلع اودھم پور اور ضلع جموں ہیں۔ ہماری ریاست میں اوسطاً ہر سال کوئی نہ کوئی چناوٗ عمل میں لائے جاتے ہیں۔ لِسانیات پر مردم شُماری دیگر تخلیقات کی فراغت کب اور کیسے آئے۔ بس علاقائی زبانوں کی ترقی اور خوشحالی کی گفتگو جُگالی بن کر رہ گئی آگے کی طرف اقدام لے جانے کا ہر مرحلہ سُست رفتاری کے عالم میں ہے۔ ہمارے نوجوان ادبی فکر میں بھی سیاسیات نے اپنا حال پھینک دیا ہے۔ اگر لوگ ایسا کرنے سے اپنی خواہشات کی پیاس بجھانے میں بن پانی مچھلی کی طرح تڑپتے دکھائی دے رہے ہیں۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

نہ خُدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

مشاغل وحرکات اِنسانی زندگی کے اہم ارکان

کائنات عالم میں روئے زمین اِنسانی مشاغل سے مالا مال بنائی گئی ہے۔ یوں تو اِنسانی زندگی مخصر و عارضی ہے۔ لیکن اِس مختصر سی زندگی میں بھی مشاغل یا کام کے بنا اُکتاہٹ اور مایوسی کے حالات سے گذرنا پڑتا ہے۔ زندگی کے ایام خوش اسلوبی سے گزارنے کیلیۓ خالق کائنات نے مختلف مصروفیات کو اِنسانی پیدائش کے شانہ بشانہ متحرک رکھا ہے۔ ہر مُلک ہر مقامی ماحول کے ساتھ ساتھ اِنسان کو مشاغل میسر ہیں۔ اِسے مشاغل کی انجام دہی کیلیۓ ذہنی اور جسمانی طور پر حرکات سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ چند ایسے حرکات جو جسمانی نشو ونما کیلیۓ مفید ہیں اور علاوہ ازیں مالی حالات کو بہتر اور قائم رکھنے کیلیۓ کارآمد ہیں۔ گویا مشاغل وحرکات اِنسانی زندگی کے اہم ترین بلکہ بنیادی ارکان ہیں۔ کھیل کود جسمانی حالات کو قائم و دائم رکھنے کیلیۓ ضروری ہے۔ لیکن مقامی کھیلوں کی زیادہ اہمیت ہے اسلیۓ بھی کہ مقامی ماحول کو یہ برقرار رکھنے میں مفید ثابت ہیں۔ ذہنی مشاغل میں زبان و ادب کا ایک خاص مقام ہے۔ کیونکہ زبان ماں کی وراثت سے ملتی ہے۔ بلکہ زبان اور تعلیم کا خاص رابطہ ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اسکے علاوہ مالی وراثت باپ دے حاصل ہوتی ہے۔ یہ جائیداد خواہ جتنی بھی ہو اسکی اہمیت

اتنی نہیں جو تعلیم کے ساتھ مقابلہ کر سکے۔ تعلیم ایک ایسا سرمایہ ہے اسے گرمی سردی چور چکور کا خطرہ نہیں۔ جائیداد سڑ گل کر تباہ وبرباد ہوسکتی ہے۔ لیکن تعلیم کو کسی خطرہ یا زنگ کا ڈر نہیں ہوسکتا ہے۔ تعلیم نے ہر مقام کو اپنے نور سے منور کیا ہے۔ تعلیم ابدی زندگی کو راحت سے انجام دینے کا ایک آلۂ کار ہے۔ جس شخص نے دُنیاوی مشاغل وحرکات سے اپنے آپ کو منسلک رکھا۔ گویا وہ اپنے امتحان میں کامیاب ہوا۔ کیونکہ ابدی زندگی کو حاصل کرنے کی جدوجہد ہی دُنیاوی زندگی کا مقصد ہے۔ پس تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اپنے والدین کی مذکورہ وراثتوں کو باحفاظت رکھنے کیلئے کوشاں رہنا ہوگا۔ کیونکہ اولاد صالح کی یہی پہچان ہے۔ اپنی نیک صلاحیت کو بروئے کار لا کر مادری زبان کے خدمات میں صرف کر کے فرمانبرداری کا حق ادا کیا جائے۔

باغِ بہشت سے مجھے حُکمِ سفر دیا تھا کیوں

کارِ جہاں دراز ہے، اب میرا اِنتظار کر

اقبالؔ

کِس سمت جا رہے ہو دبے پاؤں شیخ جی

مے خانہ تو جناب اِدھر ہے اُدھر نہیں

گلوکار پوگلی زبان

محمد امین چاپناری بانہال پوگلی زبان کے مشہور گلوکار تھے۔ ولی محمد اسیر تخلص کشیرِ تہٕ جمعس کاشُر زبان وادب (تواریخ تہٕ تنقید) جانُس امین گلوکار ۴۰ سال کی عمر میں اچانک وفات ہوئے۔ پوگلی زبان میں اعلیٰ پائے کا گلوکار تھے۔ کلام دوسروں سے پڑھ کر یاد کر لینے اور خوش الحان آواز میں گاتے تھے۔ پوگلی کے علاوہ کشمیری زبان میں بھی اُن کا گایا گانا ہر مرد وزن پسند کرتے تھے۔ انہوں نے کئی تقریبات اور پوگلی مشاعروں میں عزیز مشتاؔق کی غزل خصوصی طور پر

قربان لگمتھِ کیلہ یوسونار چھم اُنترن دوبایا ہو

وجد سے گائی ہے سامعین نے کئی مرتبہ شاعر مشتاؔق پوگلی اور گلوکار چاپناڑی کو دادِ تحسین سے یاد کیا ہے۔ صفحہ نمبر 476 عبدالمجید وفاروق نادم چملواسی پوگلی زبان کے بہترین گلوکار ہیں۔ اِن کی تاریخ پیدائش ۶ دسمبر ۱۹۷۱ء ہے۔ یہ کاروباری زمینداری کے علاوہ ٹھیکیداری بھی کرتے ہیں۔ پوگلی زبان میں گانے کے شوقین ہیں۔ یہ اپنی مرحومہ کی طرح بہت کم لِکھے پڑھے ہیں۔ لیکن اِن کی یادداشت بہت تیز ہے۔ کشمیری قلمکاروں نے بھی ملک صاحب کی توقع رکھی ہے۔ کہ وہ کشمیری زبان کی خدمت بھی انجام دیں گے۔ اِن کو اپنی مادری زبان سے بہت عقیدت ہے۔ اور مشتاق پوگلی کا لکھا کلام (دہر بوج موسیقی)

روحہ مینادم نِس نیاس یکدم
نہو چھس تو یکلوئی ملایک چھ ہمدم

بہت ہی سُریلی آواز مگر وجد میں آکر کئی محفلوں میں گایا ہے۔ لوگوں نے ہارمونیم کے ساتھ اُن کا کلام غزلیں اور ناتیہ کلام سکولوں میں پیش کیا ہے۔ مجید ملک کی آواز میں ایک پوگلی لچک ظاہر ہے یہ پوگلی کلام کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے سامعین کو پیش کرنے کے حق میں ہیں۔ اگر انتظامیہ نے موقع دیا۔ عبدالطیف پرواز ملیگامی اور عبدالطیف بُلبُل نیلوی ہر دو گلوکار پوگلی زبان کے نامور لوگوں میں گِنے جاتے ہیں یہ اِس فن کے ساتھ مشہور پوگلی زبان کے شاعر بھی ہیں۔

دبائے جئے سے

یارا جئے سے دبائے تو دِل چھم انتظارُس
منگ چھس خیر آسرتھ ادَ مِلم بہارُس
دوسلےِ رنگ فونُس دیگرن تھِ بے قراری
گستے پیارے یارن ہنگ منگہ شرم ساری
کم کم زمانہ سرَتم سِدا پوٹھہ نشانہ پشتم
ہر جائے وفا پشچم پنر یارے ایمان دارُس
سفر دُور ہنکھ گو کُذ تُو تھک تراوُس
کُذے خرُن تِ رِگیووی گو ادَ مالُرڑ بجاوس
ڈاڈل نون کولس بکھا ٹکرائے کرتے چھس سے
ہر دس کرتے آحتوس یُوئی کار چھتھ بہارُس
شقُس کُذے پے گوس حقس کرہے نظر یکھ
موبائیل رٹے کُنن کھل لفظن یقین کرہوس
موقع دے مشتاقؔ عزیزِس پتہ ماتُو پشتاوُس
منزل قریب چھتھ تِ عزیزس کُذے ستاوُس

درکعبہ شریف (نعت)

آمچھس سوالی شرمسار چھس — خدایا بخشوے گنہگار چھس

لوٗتُس پانت گُباہن سُن انبار چھم — اِبلیس تے وتہ راوَ تیار چھم

پے چھس سجدس ہُنیم دُعا — تینیٔ بروس مہَ گسرہ خالی گدا

بخشیش تلنائے طلبگار چھس — بخشویم خدایا گُنہگار چھس

تینُ بَرترائے کری کژھا کورومگر — یوٗ داغدار موے گس شاوَلہ جِگر

دِتمتُ چھڈ، ق کسَ کرا سجود — تینی بڑھائی چھمَ دِلس موجود

آہت تُلی اتنچھن اشوما بھِری چھم — خدایا بخشویم اَشن ٹھلرائے چھَم

گیم چھَم ہرگھیاڑہ خطا پانت خطا — بندن کر چھس توئی عطا در عطا

تینیائے رحمتن چھُ نہ اَنت شمار — شفا کرم کصری دِل چھم بیمار

رٹہ تینُ دامن خدار یئے بہ چھم — نام تیُن گین نیس چار یئے نہ چھم

بلاشک تو رحمان کرم ولو چھس — عفو درگذر وولو توئی ربا چھس

لوٗتُس پانت گنٰہن سُن اَنبار چھم — عطا کرونو تینوئَ دربار چھم

مُڑ ہو صدق دل شیطان رجیم — حکمت ربا تینی تپوئَ چھس حکیم

سوالی چھس درکعبہ مشتاقؔ عزیز — تینوٗئَ کلام تِلاوَت فجُرس لذیز

بانہال ٹائمز (ایڈیٹر محمد ایوب ملک)

یوتھ پوگلی بزم ادب کے مشاعروں سے ماحولیات پر تاثرات

۱۱؍ دسمبر ۲۰۰۴ء گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول اُکھڑہال تحصیل بانہال میں جناب ڈی ڈی ٹھاکور کے اشتراک سے ماحولیات پر ایک سیمنار اور یوتھ پوگلی بزم ادب کی طرف سے ایک محفل مشاعرہ منعقد ہوا جس میں ماحولیات کی آلودگی کو صاف وشفاف رکھنے پر مختلف ادباً وشعرأ نے روشنی ڈالی۔ دُور دراز پہاڑی مسافت طے کر کے آئے ہوئے یوتھ نے صفائی (سوچالے) پر زریں خیالات کا اظہار کیا۔ جبکہ کئی دہائیوں کے بعد وزیراعظم ہند نے شوچالے کا اعلان کیا۔ اِس محفل مشاعرے میں پوگل پرستان کے دُور افتادہ کوہستانی بستیوں سے تعلیم یافتہ نوجوانوں نے شرکت کی۔ جبکہ پوگل پرستان کے سوجمتنہ، دھنمستہ، تاجہال، نیل، سومڑ، رام بن، پانچل، وغیرہ کے شعرا حضرات نے مشاعرہ میں حصہ لیا۔ ماحولیات کے متعلق مختلف زبانوں میں لیچر اور تازہ کلام پوگلی میں پڑھے گئے۔ جناب عبدالعزیز مشتاقؔ پوگلی کی دعوت پر اِس سے قبل بھی مشاعرے کا انعقاد عمل میں لایا جا چکا تھا۔ مختلف اطراف سے شعرأ و مصنفین نے اپنے خیالات پوگلی کلام اور کلچرل پروگرام کو شان بخشی۔ خصوصاً ماحول کی آلودگی سے پاک وصاف خیالات عملی طور پر اُجاگر کرنے پر زور دیا۔ دانشور نوجواں نے دُور دراز پہاڑی بولی کو ابھی تک زبان کا درجہ نہ دینے پر تشویش ظاہر کی۔ جناب مشتاقؔ پوگلی نے زبان

وادب پر بولتے ہوئے کہا کہ ایسے ترقی پزیر دور میں بھی پتنی ٹاپ سے لیر بانہال ٹنل تک پسماندہ لوگوں کی اکثریتی بولی کو زبان کا درجہ نہ مل سا ہے۔ جبکہ اِس خطہ ارض کے لوگ بھی اُن لوگوں میں شمار ہیں جن کے بارے میں 85 سے 90 فیصدی تک دیہاتیوں کی جُگالی کی جاتی ہے۔ پوگلی بولی کو علاقائی لِسانیات میں شامل کرنا ہماری سرکار کا اولین فرض ہے۔ اِس بولی کے حقوق کو پس وپشت رکھا گیا ہے۔ پہاڑی زبان کے بعد ریاست جموں وکشمیر میں پوگلی بولی کا حق ہے۔ کیونکہ یہ اکثریتی بولی ہے۔ اور موجودہ دور میں پوگلی بولنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ غالباً یہ بولی صوبہ جموں کے ہر ضلع میں بولی جاتی ہے۔ اِس پوگلی بولی کو ترقی کی منازل تک لے جانے کیلئے کسی قسم کی حوصلہ افزائی نظر نہیں آتی جبکہ یہ بولی کشمیری اکثریتی زبان سے قدیم ہے۔ ہماری سرکار کے شعبہ انفارمیشن وشعبۂ ادب کو پوگلی زبان وادب کا خیال رکھتے ہوئے بہت عرصہ سے پوگلی بولی اپنا اعتماد دیگر ریاست کی اسمبلی اور مُلک کی پارلیمنٹ مرتب کرتی ہے۔ اگر یہ حالت رہی تو سیاست اور انتظامیہ کی حوصلہ افزائی سے نا اُمیدی ہوگی اور نوجوانوں بلکہ ادب دوست نوجوانوں کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ اِس بولی کا سوز وساز بھی ماشااللہ پُر جوش جذبات کا حامل ہے۔ کلچرل اکیڈیمی جموں وکشمیر کو برائے تربیت منتخب کیا جائے۔ تاکہ وہ مختلف آرٹس میں تربیت حاصل کر کے اپنے شوق ہُنر کو پائے تکمیل تک لے جاسکیں۔

پُگل پرستان چھُ شو بدار بالِی کری نظر حیران مینِ
قربان لگ ہا مولا تیئیاں قدرت عظمت عالیشان تینِ

نومے تہٕ کھِمےٚ باوٗنڈری

جوہوم حق بجانب عداوت بنی گے
خبُر کور اَچھام مگر شناخت بنی گے
جوم اِنتظارُس صبر توُئی کرنیاس
تِن جو بہارُس اَجر تیُوئی بِنیاس
پرِٕس آز بایا ہو نندر زُلی پے گے
پرُ و جو بچارے کنزِٕی شرارت بنی گے
عالم تہٕ ظالم تھدے پائے والن
کھالِنس تہٕ لاگنِس مساوات بنی گے
شہرن چھ ہیٹر کنتھن بکھا چھ میٹر
نِکن آز لائیٹر تہٕ فائیٹر تھِ کرکٹ
کھیل رات دُوس فراغت بنی گے
موبائل کنن کھل سوچ آف مِش گیس
گرے بار ٹیٹھِ ستی شامت بنی گے
کھیِے روز ہدائت مالے مالیا گوٗڑن
گوٗڑہن بھوٗ تھے پھیری نِکن بدہی گے
بور گمتھ پڑی پڑی کِتابن اُردو پاس گے
اِنگلش پاس کری غیر باقیات بنی گے
اَگئی اَہتوٗ بورڈ مشتاق ڈھمی تہ باہمی
اُنا نومے تہٕ کھِمے پاس پورٹ بونڈری بنی گے

غزل

لیگ مُچھ پرت میںنے ارمانن تینوُ ئی قسم
تال نُس اُبھی رِہی نسِ گس چھُ تینوُ ئی قسم

سِری رات آز پڑھ چم تینیِ بس داستان
گنتے راہ نُس اِت تارگن تینوُ ئی قسم

اُسمکھُ کیم چھم تیناۓ فراقُس کُت کرہا
اَکچھِ تیِ اچاہام اُش بھری تینوُ ئی قسم

ورنے تاں آوں بالتے راہ نُس ساون صرف
بھرانتھ اَچاہام گستے تینی تینوُ ئی قسم

مست ہلہ مہِ گولہ گنتھ تہاہ پن ناۓ دِلس
اُن نہ ین اَحسان تیِ رچھتم تینوُ ئی قسم

مشتاقؔ چھس توُ پروانہ زن روز وشب
دِلس ٹیٹھِ گستھِ مہَ ذاگے اُنا تینوُ ئی قسم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مصنف کا خیال مستقبل

پوگل مالیگام اور ویری ناگ کشمیر کے درمیان کوہ حسن راز کے مشرق میں ''ژورکوٹ'' مالن سرجھیل کے ساتھ واقع ہے۔ انگریزوں کے دور حکومت کا سب سے بالائی کورٹ ہے۔ دوسری جانب پوگل پانچل کے جنوب مغرب میں نون کوٹ واقع ہے۔ یہ بھی گرمائی دارالخلافہ رہا ہے۔ اس کے علاوہ چندر کوٹ، مگر کوٹ، عدل کوٹ، ام کوٹ، بنکوٹ، کسکوٹ، خیر کوٹ، پوگل کوٹ، ، ہر کوٹ، وغیرہ چھوٹی عدالتیں راجواڑوں کے مختلف کورٹ جو اپنا سرکاری کام انجام دیتے رہے ہوں گے۔ کشمیر زبان میں ژور چار کو کہتے ہیں اور ژور چور ڈاکہ ڈالنے والے کو کہتے ہیں۔ بالائی چار (ژور) کورٹوں کا صدر مقام ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ ''نولین، رون، لاڑ بھتی'' تک آبادی کے آثار اب بھی موجود ہیں۔ کھیتوں کے ڈنگہ جات اور فصل ترنبا کوٹنے کے مقامات ظاہر کرتے ہیں۔ کہ زمانہ قدیم میں یہاں کھیتی باڑی کی جاتی ہوگی۔ جبکہ دوسرے مقامات پر بھیڑ گدی کے مال سے ترنبے کی گاڑی سے گھاس کھاتی رہ گئی۔ اور اپنی جگہ اندر بنائی گئی۔ اُوپر برف جمع رہی۔ گدی نے پنجاب سے دوسرے سال مال لیکر وہاں ڈیرہ ڈالا تو نھیڑ اپنا بچہ لیکر بھیڑوں میں مل گئی ایسے قدیمی حالات بزرگوں کی کہاوتوں سے معلوم ہوتے رہے ہیں۔ جبکہ آج ژورکوٹ دس پندرہ میٹر برف پڑتی ہے۔ ژورکوٹ کے مقابلہ (سطح سمندر سے اتنی اونچائی پر ترنبے کے علاوہ کچھ بھی نہیں اُگتا ہے)

میں نون کوٹ جو گنڈ ھوت ، پنتھال ، دردہی اور پھاگمولہ کے سلسلہ پہاڑ کا مقام ہے
بہت کم برف پڑتی ہے۔ اگر مستقبل آنے والے زمانے میں ہندوستان کے ہماچل ،
چمبہ کو کشمیر اور لداخ سے ریلوے کے ذریعے جوڑا جائے تو کشتواڑ کے مڑگواہ
دچھن ، اور پھر دیسہ ، راج گڑھ ، سے شروأ کے اندر سے ہی سرنگ پرستان اور پھر پوگل
کے ریونیو ولیج مالیگام براڑسول سے ژورکوٹ سے ہوتے ہوئے اگلی سُرنگ ویوی
ناگ پیٹھ ہالن ، ہامنڈو میں ظاہر ہوکر سرینگر سے لداخ کیلیئے لائن نکلل سکتی ہے۔ جو
سماجی بھلائی اور مُلک کے تاج کشمیر ریاست کو بھارت کے ساتھ جوڑنے کا ہوائی
ٹرانسپورٹ کے علاوہ ریلوے کی صورت میں نکالا جاسکتا ہے۔ اِس کے ساتھ فوروے
روڈ کہیں ظاہر اور کہیں انڈر گراونڈ نکالا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ ریاست جموں وکشمیر کے
نمائیندگان کو تعمیر وترقی اور عوام الناس کی خدمات کو انجام دینے کیلیئے جذبہ خلق اللہ پر
یقین کامل ہو، قبل ازبھی بتایا گیا ہے کہ صوبہ جموں کی آخری حد بندی ضلع ڈوڈہ پیر
پنچال کے دامن میں اِنتہائی کسم پُرسی کی حالات میں ہے۔ اور یہ ہی ضلع رام بن مُلک
اورسٹیٹ کو جوڑنے کا واحد ضلع ہے۔ رہبران بھارت ایم پی حضرات لوگوں سے اعتماد
لیکر ضلع رام بن کیلیئے آج تک کچھ بھی نہیں کرسکے ہیں۔ خاصکر ڈاکٹر کرن سنگھ جی ،
ڈاکٹر چمن لعل جی اور پھر چوہدھری لال سنگھ نے بھی چناب ویلی ضلع رام بن کے دیگر
رہبران نے لوگوں کے ساتھ کھو کھلے وعدے کیئے تھے ، شرمندہ تعبیر نہ ہوسکے۔ آج
وزیراعظم بھارت کو لیفٹیننٹ گورنر مرموجی کے مادھیم سے گذارش کی جاتی ہے کہ کشمیر
اورلداخ کی آبادی کو ملک کی ایکتا سے جوڑنے اور ممالک کے ٹورازم کی سہولیات
آسان کرنے کیلیئے ریلوے کو پلاننگ میں لایا جائے۔

میری شام منتظر ہے کسی اور سحر نو کی
یہ صبح تمہیں مبارک جو ماری ہے ظلمتوں کی

اتچھی سیئنت پی چھس دِل اُش کر چھم ‏ ‏ نظرن سیئنت حس چھس صنعم غش کر چھم

پے چھم ذہمِسو ذن بی چھس نش مہٰ گسرم ‏ ‏ رگن ژِم گم چھم دِلس بِس گم چھم

یو دِل! دِل چھُ آخیر کیتوہ تھمل ہیگ یو نیڑیئے ‏ ‏ اگر چھُ اِتی ارمان گہل مہٰ گسرم

عشق شیر ِنر چھُ عشق اژدھا تے چھُ ‏ ‏ حتی گِسس کنژ ڈر چھُ ِنگل مہِ گسرم

یو جام چھو کشنوُئ گوٹھیکھ پیوہ ایسی منز ‏ ‏ زوڑ ہالَب یِس بکھا ڈر چھم ذلی مہ گسرم

آز سنسان پرنیاں گرن بُوجھ حتس کورادر ‏ ‏ بچہ ونتے گی چھوُ نہ کنژی بائے مادر

کتھائے سیئنت رزی گستے تہری سیئنتکُت بنوئَ ‏ ‏ اگر جادہ آرام اَیسھی اِتی مہَ بسی گسرہ

مالنے گریس لِلو الوُ شہراڑ گریس شاہ تیز ‏ ‏ سوچا کیتوہ سوچا والنگ پھِس مہَ گسرہ

داڑھ آحتہ گونچھ اگر بدہی گے ‏ ‏ ژٹنے بغیر نہو علاج متہ ہنرہ بدہی گسرہ

شرم وحیا باُلن بے قراری منز ‏ ‏ پاُنس تراوَتے چندن منز دویکھ دربدر گسر

حالات

یٔون شہر گامن کم کم عجب واقعات مِل چھَ سے آز
خون سیٔنت بھرتمتہ ڈڈ بے جسم لُٹ مِل چھَ سے آز
مُہن چھُ یکلوٗئی کھڑا لرزوتے لیس ماتمی دیوار پانت
اِتھی چھس کینژہ ہمسایہ بستے شیشوٚ گرن سے آز
ئیون بستی چھ کوہ بالن گھنے جنگلن منز قید وبند
ناگہ پنٔیں نابودگس گوہ ہرجایٔے ہینڈ پمپ مِل چھ سے آز
پُگل پرستان تہ کوہستانن خلقت کُنڈے پریشان حال
خالق قدرت سنے یہنایٔے مقامن لال تہ گوہر مِل چھ سے آز
شُکر کرم اَس رب سُن ماحول اَسن چھُ سازگار تہ سایہ دار
ٹی ایس ٹھاکور اَسن بھارت ملکس قانون سن سردار آز
یوٚسے سرایٔے ہندو مسلم سِکھ یکجاہ پریم سیٔنت اقرار کرم
وطن پنُن بحال رچھمن ادایٔے مشتاقؔ ماحول چھُن خوشحالہ آز

نووُئی رنگ

ظُلم کی ٹہنی سدا پھلتی نہیں
ناوَ کاغذ کی سدا چلتی نہیں

گلی کوچن بالُ سے نووُئی رنگ اِنسانن سُن

اَپذیے سوچن بالُ سے کرتب چھَ شیطانن سن

زوِی ونتے یوتے کرہ سُوتے کرہ رچھس

عمل بس مفادن تہٕ گوشتابن دُوئے میخان سَن

خوشحالہ گسہی یوغریب کورچھس ڈسٹرٹ چھس امیرن سُن

اِتن ون چھس تُو چھس مودی جی تہٕ گاندھی جی

کھالنو پینوُ پن نن پُن نُن کارچھن بابا صرو دایئے جی

تعویز گنہی پیران سنا اَحت شاوَلہی ڈُبڈوبُن

کُت گوس آخر تقدیرن مصافہ کرتے مستطورن

حالت بالہی یو مزدورن سڑکہ سِرکوتے مغرورن

ادَ بالہی خود ساختہ مشہورن تہٕ مغرورن

بال چھُ ادَ بالتے رہ چھُ فسادن تہٕ فتورن

اعذاب تہٕ ثواب مجبوراً اَسونوئی زوڑتے مجبوراً

جوگی

از قلم :۔ خوشی محمد ظہور دسمبر 1902ء

سب خالق خدا سے بیگانہ وہ مست قلندر دیوانہ

بیٹھا تھا جوگی مستانہ آنکھوں میں مستی چھائی تھی

کیوں بابا ناحق جوگی کو تم کس لئے آ کے ستاتے ہو

میں پنکھ پنکھیر و ون باسی تم جال میں آن پھنساتے ہو

کوئی جھگڑا دال چپاتی کا کوئی دعویٰ گھوڑا ہاتھی کا

کوئی شکواہ سنگھی ساتھی کا تم ہم کو سُناتے آتے ہو۔

ہم حرص وہوا کو چھوڑ چکے اِس نگری سے منہ موڑ چکے

ہم جو زنجیریں توڑ چکے تم لا کے وہی پہناتے ہو

تم پوجا کرتے ہو دھن کی ہم سیوا کرتے ہیں ساجن کی

ہم جوت جگاتے ہیں من کی تم آ کے اُس کو بُجھاتے ہو

سنسار سے یہاں مُکھ موڑا ہے مَن میں ساجن کا ڈیرہ ہے

یہاں آنکھ لڑی ہے پیتم سے تم کِس سے آنکھ ملاتے ہو

دُعا

یا خُدا تُو پانہ ذانُس بشر دِلن سنا سَرہ مدعا
جھولی ہِن کری چھس گدا تینیاں رحمتِ سِن سدا
کرنو پیم اِتی پُز اَپوز نفس ما چھم بڑی خطا
گھیر لیم چھس نفسِ واعدن نظرے رحمت کری عطا
یا خدا تُو پانہ زانُس بشر دِلن سنا سرہ مدعا
پیدہ کووتھ لال تہٕ گوہر ڈوگے سمندرن بے بہا
پوشیدہ رچھتتھ سون تہٕ چاندی گُوسارن بے اِنتہاہ
یا خُدا تُو پانہ زانُس بشر دِلن سنا سرہ مدعا
خلیل اللہ تہٕ فرزند صابر اسماعیل تہٕ ذبیح اللہ
قربانی کروتقوہ سیئت بِسمِہ اللہ، اللہ اکبر رَب چھوُ گواہ
یا خُدا تُو پانہ زانُس بشر دِلن سنا سرہ مدعا
نہو کمی تھِ تینئیٚ دربارُس فقط پیش کرو منگنس ادا
ملی آخیر گس یہ جائیداد مقرر حساب چھُ روزِ جزا
یا خُدا تُو پانہ زانُس بشر دِلن سنا سرہ مدعا
آز روئے زمینٔ یکی گرز تھِ اللہ اکبر حمد گاہ

لَا اِلا اِلااللہَ و اللہَ اکبر و لِلہ ِحمدَ

عزیز مشتاقؔ ون چھوُ عام خاصن روئے زمین قربان گاہ
یا خُدا تُو پانہ ذانُس بشر دِلن سنا سرَہ مُدعا

دردہ کچن

نتے کم حسر چھُ یاوَن پرانے خوابن؟
قربان دِل چھم یاوَن تینیاں نظرن!
دِنی بکھا بکھامُدعا!! چھن امانت دِلن منز
دِماغن مخواہ گو دِل دربدر چھن
نتے کم حسر چھُ یاوَن پرانے خوابن؟
نہ آحتی باڑ بندی نہ آحتی راچھی راوٹ
بھُلیکھاۓ گس گو یا دغا دِیتوُ دھوکن
نتے کم حسر چھُ یاوَن پرانے خوابن؟
ظاہر تہٕ باطن سرہ ماحول یکشھوئ
پشم اَس یکھ لیکس تیوں تے دِل ڈلی چھن
نتے کم حسر چھُ یاوَن پرانے خوابن؟
وتہٕ چھن شوپاری مگر چھسم ہاری
مارعینہ چھ پھاوَس صرف داغ دِینوُ چھن
نتے کم حسر چھُ یاوَن پرانے خوابن؟
گِل گو جان فقط تینۓ اقرارن تہٕ انکارن
گُرسادر گذرآزتومیناۓ نِشانن تہٕ تکرارن صرف تینۓ کچن
شہر گامن تراتم صرف پنیۓ کچن
نتے کم حسر چھُ یاوَن پرانے خوابن؟

سنبُل و بُلبُل ۔ گوُل و پوگل

شخصی دور میں گول تحصیل کولگام اور تحصیل پوگل ضلع اودھمپور کے ساتھ منسلک تھی دورِ حاضر میں ہوائی جائز کار کولگام سے اودھم پور ہوائی جہاز میں سفر کرتے محسوس کرے گا کہ اُس دور میں گول اور پوگل کے لوگ پہاڑی پیدل مسافت طے کر کے تحصیل ہیڈ کوارٹر تک کیسے پہنچ پاتے ہوں گے۔ گویا ظاہر ہوا کہ اِن دونوں قطعہ ارض کے گذرے ہوئے بزرگوں نے انتہائی کٹھن دور کا سامنا کیا تھا۔ جبکہ درباری و سرکاری کام کے علاوہ خورد ونوش و دیگر معاملات کا بھی کولگام اور اودھم پور سے ہی واسطہ رہا تھا۔ ان دونوں تحصیلوں پر شخصی دور میں کشتواڑ کے راجے کی حکومت مثلث رہی ہے۔ غالباً سطح سمندر سے بُلندی بھی دونوں خطہ ارض کی یکسان بلکہ برابر ہی ہے۔ دونوں مقامات کے لوگ کسی زمانے سے ہجرت یافتہ بھی ہیں۔ گول کے حلقہ سنگلدان میں پوگل وتر گام سے جدید ہجرت یافتہ اور گلاب گڑھ لار کے لوگ ذرا قدیم ہجرت یافتہ ہیں۔ اِنہوں نے اپنے ساتھ مادری زبان پوگلی اور علاقائی کلچر بھی اپنے ساتھ لایا ہے۔ اکثر چند دہائیوں سے پوگل کے قلم کار شعرأ ادیب، مصنفین وگلوکار اِن دور گئے بچھڑے کنبہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ گویہ علاقہ جات زبان وادب کے لحاظ سے خاص ذرخیز نہیں ہیں۔ بہر حال گذشتہ چھ دہائیوں سے الحاج عزیز مشتاؔق پوگلی نے پوگلی بزم زبان

وادب میں اپنے بزرگ ساتھیوں عبدالرشید زولفقار و مرحوم عبدالجبار منظور و مرحوم
محمد اسماعیل اثرؔ کے ساتھ تحریری کارکردگی میں قابل داد کام انجام دیا ہے۔ جس
کی پزیرائی ریاست کے مصنفین نے بلکہ انتظامیہ سرکار نے دِل کی گہرائیوں سے
پیش کی ہے۔ تحصیل گول کا ایک اہم حصہ سنگلدان ہے جہاں سے ریلوے سٹیشن
کے ذریعے صوبہ کشمیر کو جموں سے ملایا جارہا ہے۔ جس میں سومبڑ ہاڑوگ حلقہ
انتخاب بانہال کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ اِس قطعہ ارض کے مختلف مقامات جیسے
ہڑوگ، اشمار، براگنڈ، مولکوٹ، چھچھواہ، ٹھٹھارکہ، مہاگنڈ، داچھن، دلواہ، گُجر گلی،
لپری، چلد، جُڈا، ہندر، کنتھان، ارناس، اور بہو ماغ کے علاقہ جات مناظر
قدرت سے مالا مال ہیں۔ دوسری جانب اِندھ دے دگن ٹاپ، دیو گلی، جہاں
آس پاس چند دوکانیں اور محلہ مسجد کے بالائی مقام سے اِس طرف وادی گول جو
ضلع رام بن سے باوَن کلومیٹر کی دُوری پر واقع ہے۔ اس کے ساتھ ہی گھوڑا گلی
جس کی نسبت مختصر تعارف جرال جی نے تحریر کیا ہے۔ جہاں مقامی لوگ ایک
قدرتی پارک میں اکثر و بیشتر مناظر قدرت کی عکاسی سے لُطف اندوز ہونے کو
آتے ہیں۔ مُغل دور یا اس سے قبل کے پتھروں سے تراشے گھوڑے دیگر
جانوروں کے مجسمے خوبصورت انداز میں ٹھنڈے پانی کے چشمہ جات کی زینت
بنے ہوئے ہیں۔ شیخ نور دین ولی کی بیٹھک منزم گُنڈ کو آستان کنڈے کے نام سے
مشہور ہے۔ گھوڑا گلی سے ایک کلومیٹر قابل دید مقام ہے۔ اِسی بالائی دِلکش مقام

کے ساتھ آلو فارم کی کاشت کی جاتی ہے۔۔ جامع مسجد کے ساتھ حضرت بُلبُل شاہ کی بیٹھک ہے۔ گول میں کی کھلی چراگاہیں اور خوبصورت جنگلات کا نظارہ ایک اور سیاحتی مقام جبڑ علاوہ ازیں ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ جو داچھن اور اِندھ کی بستی کو تھامے ہوئے ہے۔ آگے روڈ سے چند کلومیٹر کی دُوری پر لوگوں کی ڈھاک مال چرائی جو ضلع ریاسی اور ضلع رام بن کی درمیانی تسینخ کا کام دیتی ہے۔ راما گُنڈ بھی ہر دو اضلاع کی سیر و تفریح کی خاص جگہ مانی جاتی ہے۔ آگے جاتے ہوئے روڈ موڑ کراس کرتے ہوئے بدھن ایک جانب بزرگ پیر فتح شاہ کی آرام گاہ ہے۔ بدھن کی آبادی میں نیابت ہیڈ کوارٹر سے آگے چیچی گاؤں لوہے کا پُل اور اِس کے ساتھ ہی آٹا پیسنے کی چکی دِلکش ندی جو سفید ٹھنڈے پانی سے بہتی نکل جاتی ہے۔ پُل کراس کرتے ہی جملان کی آبادی اور شاہ فریدالدین بغدادی کئی زمانے سے خیالی یادگار ہے۔ اِس سے آگے نکل کر پولیس چوکی گذرتے ہوئے شجر و ترملا اور مہور اور یہاں کا نیا ہسپتال سب ڈویژن، آرمی کیمپ کے علاوہ ماہور بازار پیٹرول پمپ سے آگے گذر جانے کے بعد ایک پُل ہے جو مہور اور ساڑ کے بیچ میں ہے۔ جسے جملان پُل کہا جاتا ہے۔ یہاں سے آگے ڈگری کالج جو مہور سے بارہ کلو میٹر کی دُوری پر واقع ہے۔ چسانہ راجوری روڈ بھی یہاں سے ہی جاتا ہے۔ گلاب گڑھ کا اصلی نام ہرگام تھا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نے گلان گڑھ سے اس گاؤں کا نام منسوب کیا۔ چھوٹے دیہات انگرالہ، ٹکس، شیڈول، بگی ہالہ سے آگے اصل گلاب

گڑھ بہت ہی بڑا علاقہ ہے جو پیر پنچال کے دامن کا وسیع حصہ ہے۔ اور بائیں جانب برنسال کھوڑ، لار، میں اصل پوگلی ہجرت یافتہ لوگ مقیم ہیں۔ اور اپنی بولی ہی بولتے ہیں۔ جنوب میں شیڈ ول، اڑبیش، ٹکسن، ساڑ بگہ واقع ہے۔

پیر پنچال بُلند کوہساروں سے وادی انس سینہ چیر کر نکلتی ہے۔ جو گلاب گڑھ اور دیول کے بیچ سے ہوتے ہوئے شیڈ ول اور اڑبیش کے دامن میں نکلتی ہے۔ آخر ارناس کے رابطے میں اپنی رونق آپ دکھاتی ہے۔ اکثر لوگ مال مویشی لیکر موسم برسات میں تھرو، بدھن، مہور، مولی بنہ، چانہ، شیکاری، آگ سی، بن، بُرجہ، پتھری، منگناڑ، بِنہ، پوش مال، رنکن اور اڑی تل وغیرہ علاقہ جات مناظر قدرت سے مالا مال کشمیر وادی کی بالائی نائن سے سبقت حاصل کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ گول سے گلاب گڑھ ایک وسیع واریض غالباً ایک سو دس کلو میٹر سے تجاوز کرتا ہوا علاقہ ہے۔ موجودہ دور میں ہر گاؤں روڈ سے منسلک ہے۔ پرانے دور میں لوگ پیدل سفر میں پیار و محبت کو بانٹتے اور ایک دوسرے امن و شانتی کا درس دیتے زندگی کے ایام بسر کرتے تھے۔ علاقہ پوگل پرستان بھی اِسی طرح سے وادی کشمیر کی گلمرگ، نشاط، شالیمار، کی طرح سبزازار اور گھنے جنگلات میٹھے صاف وشفاف پانی کے چشمہ جات سے مالا مال ہے۔ تفصیلاً ذکر دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیے۔

سرسید اور اقبال

اجتہادی افکار کی عصری معنویت
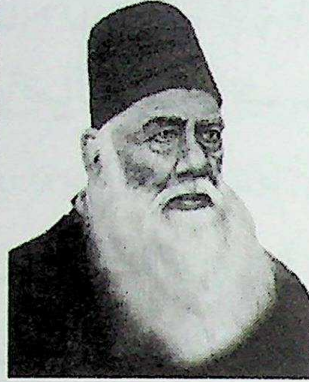
برصغیر میں اُردو ادب کی دو تاریخ ساز شخصیات سرسید احمد خان (۱۸۱۷ء - ۱۸۹۸ء) اور علامہ اقبال (۱۸۷۷ء - ۱۹۳۸ء) میں مذکورہ دونوں متجز نابغاؤں نے اپنے افکار و اعمال سے نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری علمی دُنیا میں ایک علمی تحریک پیدا کیا۔ برصغیر کے مخصوص حالات کے تحت دین و سیاست کی جدید تفہیم و تعبیر میں مذکورہ دونوں مفکرین میں کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔ اگرچہ کہیں کہیں اختلاف کی گنجائش بھی نظر آتی ہے۔ یہ دونوں علمی و ادبی شخصیات اپنے عمیق مطالعے اور وسیع مشاہدے کی وجہ سے آخر اِسی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اقوام و ملل کی فلاح، صلاح اور ترقی کا انحصار ایک حرکی (Dynamic) نظام حیات ہی پر منحصر ہے۔ جو جدید مقضیات کو بھی پورا کرتا ہو۔ اِسی بنا پر یہ دونوں علمی، ادبی و سیاسی شخصیات برصغیر کے تعلیمی، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی نظام کو ہر حیثیت سے ترقی کی راہ پر

گامزن دیکھنے کے متمنی تھے۔

مذکورہ دونوں نابغاؤں نے اپنے فکری اور علمی تحریک سے اسلام کی تعبیرنو (Modern Interpretation) کے کر برصغیر کے مسلمانوں کو بے یقینی اور تشکیک کے دھند لکے میں روشنی دکھائی۔ اگر چہ عام لوگ اسے قریب قرین نظر انداز ہی کر گئے یہ دونوں شخصیات ایک جانب سے اسلام کی عظیم تعلیمات، روایات سے بہرہ ور تھے اور دوسری جانب عہد حاضر کی سائینسی ترقی اور تجرباتی منہاج کے رمز شناسی۔ اسی اعتبار سے انہیں ضرورتوں اور تقاضوں کے مطابق بر صغیر میں نہ صرف مسلمانوں کیلیئے بلکہ بلاتفریق مذہب وملت تمام لوگوں کیلیئے مسیحا قرار دے سکتے ہیں۔ اور امن وآشتی کا پیغام فراہم کرتا ہے۔

اِسی تناظر میں ایک طرف سرسید احمد خان عمر بھر اپنے عالمانہ مکاتیب وتعلیمی نظریات عملیات اور انقلابی اداریوں کے ذریعے برصغیر میں جدید فنون کی اہمیت کا درس دیتے رہے۔ اور دوسری طرف اقبال اپنی صحر انگیز پیامی شاعری ومفکرانہ درس وتدریس سے ایک فکری اور علمی انقلاب کیلیئے راہ ہموار کرتے رہے۔ عصری تقاضوں کو قبول کرتے ہوئے دین اسلام(Dynaic) تشریح وتعبیر کی ضرورت پر زور دیا تاکہ مسلمان بالخصوص اور عام انسان بالعلوم ایک روح پرور آزاد جمہوری نظام سے وابستہ رہتے ہوئے نہ صرف برصغیر بلکہ پوری دُنیا میں امن وآشتی کے ماحول میں زندگی کی راہ پر گامزن ہو جائیں۔ یقیناً ان دونوں کے

پیش نظر یا پیش کردہ بیش بہا اجتہادی نظریات سے فائدہ اُٹھا کر اب بھی برصغیر علمی، اقتصادی، معاشی اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوسکتا ہے۔ ۱۹۸۴ء میں سر سید احمد خان نے پنجاب کا دورہ کیا۔ اور مسلمانوں کو جدید تعلیم کی اہمیت کا احساس دلانے کیلئے کئی خطاب کئے پنجاب کے جن اشخاص پر اُنہیں اعتماد تھا اور اُن کا احترام کرتے تھے۔ اُن میں علامہ اقبالؔ کے اُستاد مولانا میر حسین بھی تھے۔ چنانچہ ۱۸۸۵ء میں جب مسلم ایجوکیشن کانفرنس کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔ تو اُس میں اُنہوں نے شرکت کی۔

علامہ اقبال کی ابتدائی طالب علمانہ مزندگی پر مولانا سید میر حسن ۱۹۴۴ء ۔۱۹۹۶ء کی شخصیت حاوی رہی۔ سید میر حسن بھی سر سید کی طرح ای روشنفکر اہل علم تھے۔ سید میر حسن مسلمانوں جدید تعلیم مقبول کرنے کیلئے کوشاں تھے۔ میر حسن کی بہترین تربیت ہی کے نتیجے میں اقبال اُن کے تعلق اپنے جذبات کا اظہار یوں کرتے ہیں۔ مجھے اقبال اُس سید کے گھر سے فیض پہنچا ہے۔ پلے جو اِس کے دامن میں وہی کچھ بن کے نکلے وہی آپ سر سید احمد خان کے متعلق اپنی معروف نظم میں سید کی لوح تربت کے عنوان سے پیغام عمل یوں ہے۔

ونہ کرنا فرقہ بندی کیلئے اپنی زباں

چھُپ کے ہے بیٹھا ہوا ہنگامہ محشر یہاں

وصل کے اسباب پیدا ہوتری تحریر سے

دیکھ کوئی دِل دُکھ نہ جائے تیری تقریر سے
محفلِ نو میں پرانی داستانوں کو نہ چھیڑ
رنگ پر جواب نہ آئیں اُن افسانوں کو نہ چھیڑ

علامہ کے اِن اشعار میں سر سید احمد خان کے اُس مخصوص طریق کار کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں وہ مسلمانوں کی باہمی فرقہ بندیوں سے بچ کر اور ہندو مسلم تنازعات کو چھیڑے بغیر مسلمانوں کی ترقیوں کیلئے کام کرنے میں کوشاں رہے، معروف ماہر اقبالیات پروفیسر عبدالحق کے بقول لوحِ تُربت کی اِس تحریر میں بہت سے اِسرار کنندہ ہیں مگر ایک نکتے کے حروف قدرے جلی ہیں۔ وہ سرسید کو عزیز اور اقبال کو عزیز تر اور ہمارے لئے سامانِ زینت ہیں۔

مدعا تیرا اگر ہے دُنیا میں تعلیم دین
ترک دنیا قوم کو اپنی نہ سکھلانا کہیں

دراصل علامہ اقبالؔ اسلام سے متعلق سر سید احمد خان کی انقلاب انگیز تحریریوں سے ابتدا ہی سے آشنا تھے۔ اور اُن کے مدعا بھی تھے۔ لیکن جہاں تک سر سید احمد خان کے بعض مذہبی و سیاسی افکار تعلق ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اِن میں اصلاح کی گنجائش ہے۔ جو لوگ سر سید کے خیالات اُلٹ سوچ رکھتے تھے، اقبال نے النی ملی شاعری میں ابتدائی مراحل بعض نظموں میں ایسے علماٗ کی تضحیک نشانہ بنایا تھا۔ کیونکہ اُن کے نزدیک کم علم ملاحوں کا طبقہ ہندوستان کیں اِسلامی ترقی کو صنعف پہنچا رہا تھا چونکہ انگریز دوستی کے سلسلے میں جو تہمتیں اور افترا بازیاں سر سید احمد خان پر باندھی گئیں بعد میں جب اقبال بہت سارے اجتہادی معاملات

کے سلسلے میں اُنہیں کے مکتبہ فکر سے وابستہ ہو گئے تو اُنہیں بھی سامنا کرنا پڑا۔ یہ دونوں نہ صرف اسلام کے آفاقی نظام پر غیر متزل ایمان رکھتے تھے بلکہ اُس کو عہد حاضر کے ہر چیلنج سے نپٹنے کا ذریعہ بھی سمجھتے تھے۔ ۱۹۵۸ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد اسلامی عقاید کے سلسلے میں سر سید احمد خان کو نئے چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اِن حالات میں سر سید احمد خان نے عقلی استدلال سے مذہب کے معاملے میں کام لینے میں شاہ ولی اللہ دہلی کی تقلید کی۔

بات سجدوں کی نہیں خلوص کی ہوتی ہے

ہر میخانے میں شرابی ہر مسجد میں نمازی نہیں ہوتا ہے اقبآل

اصلاح کیلئے اُنکے دو بنیادی خیالات وہی ہیں جو شاہ ولی اللہ کے تھے۔(۱) مذہبی فکر وعمل میں سلف کی تقلید کافی نہیں بلکہ ہر دور میں زمانے کے تقاضوں کا خیال کرتے ہوئے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۲) یہ کہ مذہب اِسلام کی تعلیم کو عالم انسانیت کیلئے قابل فہم بنانے کی خاطر عقلی انداز میں پیش کرنا ضروری ہے۔

سر سید احمد خان علوم جدید مکے زبردست حامی تھے۔ اپنے خطوط میں آپ صاف ظاہر کرتے ہیں یہ علم غلطیوں اور نارسائیوں کو پاک کر کے ہم مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اجتہاد کے نہ صرف قائل تھے بلکہ اُنہیں عملاً اجتہادات کیلئے ہیں۔ ایک جگہ آپ کا تحریر ہے اگر لوگ تقلید چھوڑ دیں گے اور خاص اِس روشنی کو جو قرآن وحدیث سے حاصل ہوتی ہے نہ تلاش کریں اور حامل کے علوم سے مذہب کا مقابلہ نہ کریں گے۔ تو مذہب اسلام ہندوستان سے محدوم ہو جائے گا۔ اِسی خیر خواہی نے مجھے برانگیختہ کیا ہے۔ جو تین قسم کی تخلیقات کرتا ہوں اور تقلید کی پرواہ نہیں کرتا"۔ اِسی راہ پر گامزن رہتے ہوئے علامہ اقبال

پیامی شاعری کے علاوہ معروف انگریزی کتاب خطابات پر مبنی یوں لکھتے ہیں ''رِسن سٹریشن''
The Reconstruction میں کہتے ہیں کہ

The Task before the Modern Muslim is therefore immense. He has to rething with the past perhaps the 1st Muslim who felt the urge of a new sprit in him was waliullah of Delhi.

اِسی لیکچر میں پھر ذرا آگے چل کر بالکل سرسید کی طرح یہ اعلان کرتے ہیں کہ

The only course open to us is to approach Modern knowledge with a respectful, but independent attitude and to apperciate the teaching of islam in the light of that knowledge ,even though we may be led to differ from those who have gone before us.

علامہ اقبال کے خطبات پر مشتمل کتاب جو حوالے پیش کیئے گئے ہیں۔ یہ دراصل سرسید احمد خان کے اُسی خیال کی تائید میں ہیں کہ اب مسلمانوں کو نئے علم کی ضرورت ہے۔ داکٹر اقبال نے اپی مطبوعات میں صاف طور پر کہا ہے کہ مذہب اور سائینس کے مابین حماقتیں زیادہ ہیں۔ اور مذہب سائینس سے بھی زیادہ عقلی ہے۔ اور یہ ہر لحاظ سے ایک اِنقلابی فکر ہے۔ ڈاکٹر محمد علی صدیقی نے یونانی فلسفے کی عقل و غیر تجرباتی اساس کی مخالفت کی تھی اور اِسی طرح اسلامی علم الکلام کو ایک نیا موڑ دیا تھا۔ سرسید احمد خان نے بھی اُن کے تتبع میں

علامہ اقبال نے بھی سائنس کی تعلیم کے حق میں پانسر پھینک کر اسلامی دُنیا میں غور وفکر کا ایک نیا دروازہ کھول دیا تھا۔ سر سید احمد خان و علامہ اقبالؔ نے اِسلام اور سائنس میں مطابقت کو اُسی طرح شدومد کے ساتھ لازم وملزوم رکھا۔ دراصل علامہ اِقبال کے یہاں سر سید احمد کی فکر میں موجود Work of God اور Act of God کی یکجائی اِسی طرح نظر آتی ہے کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف مراجعت کر رہی ہے۔ لہذا سائنس بھی معرفت مثیت الٰہی بن جاتی ہے۔ لہذا ہم بزباں اقبالؔ و سر سید کہہ سکتے ہیں کہ جدید علوم کا حصول معرفت الٰہی اضافہ کا سبب بن سکتا ہے۔ سر سید احمد خان جدید سائنس کا مطالعہ مسلمانوں کیلئے از حد ضروری خیال کرتے تھے۔ اِس کے علاوہ عیسائی مشنریوں کے اسلام حملے نے اُنہیں مدافعانہ رویہ اختیار کرنے پر مجبور رکھا تھا۔ عیسائی مشنریوں کا استدلال عموماً یہ تھا کہ اسلام غیر عقلی مذہب ہے۔ جو اِنسان کیلئے تمدنی ارتقاؑ کی مخالفت ہے۔ سر سید کی رائے میں جدید سائنس چونکہ تجربہ ومشاہدہ پر مبنی ہے۔ اسلئے دہریت کی طرف لے جاتی ہے۔ اگر جدید سائنس کی تحقیقات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام سے تشریح سے متعلق نیا علم الکلام ترتیب دیا جائے۔ تو مسلمان اسلام کو زندگی کے جدید تقاضوں کے عین مطابق پائینگے اور اسلام پر ان کا ایمان مضبوط ہوگا۔ ڈاکٹر اقبال بھی سر سید کی طرح فکر اسلام کی تشکیل جدید کے متمنی ہیں۔ آپ عہد حاضر کو سائنسی افکار اسلامی حکمت وتدبر کے حوالے سے اور اسلامی حکمت کے کچھ نمایاں مسائل کو مغربی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم فکر اِنسانی کے ارتقاؑ پر نظر رکھیں اور آزادانہ تنقیدی اسلوب قائم کریں۔

(ریسرچ کارڈی نیٹر اِقبال انسٹی چیوٹ آف کلچر
اینڈ فلاسفی کشمیر یونیورسٹی)

یادگار ایک دینی سفر راجدھانی دہلی

تام لیلیٰ گراؤنڈ دہلی میں دینی اجتماع میں شرکت کے اختتام کے بعد تاج محل آگرہ تاریخی معلومات حاصل کرنے کا سفر :۔ جمعیت مرکزی اہلحدیث کی اصطلاح پر ضلع رام بن کے طے شدہ پروگرام پر جو بتاریخ مقام رام بن سے اپنے دینی داعیوں کے ہمراہ جموں کیلئے شروع ہوا۔ پوگل مالیگام کے علاوہ کھڑی اور چھنی کے غالباً تین درجن سے زائد داعیان دین کا قافلہ سفر کر رہا تھا۔ جن میں مرحوم عبدالرحیم گنائی سابقہ سینئر ماسٹر بشٹ چھنی اودھم پور خاص ہمسفر رہا۔ ہمارے ساتھ ضلع صدر کے علاوہ عبدالطیف الکندی اور مدیر اعلیٰ مرحوم محمد اسماعیل اثریؔ بھی اجتماع کے خطیب ومقالہ انجام دینے والوں میں تھے۔ مرحوم شوکت شاہ صدر ریاست جموں وکشمیر نے آخر میں سٹیج سے خصوصاً ضلع رام بن ''پوگل پرستان'' کا نام دیکر زائرین کو ایک طے شدہ مقام پر رکنے کو کہا۔ کشمیری زبان میں خطاب شروع کیا۔ جبکہ باقی ریاستوں کے زائرین بھی شامل ہوتے گئے۔ ہم نے مرحوم کو کہا کہ ان لوگوں کو آپ کا فصیح وبلیغ خطاب پسند آیا ہے۔ یہ بہت متاثر ہوئے ہیں۔ لہذا آپ اُردو میں بدل دیں شاہ صاحب نے تیس منٹ تک خاص اور آخری خطاب سامعین سے کیا۔ آج بھی وہ الفاظ یاد آتے ہیں اور پرنم چشموں کو اشک بار کی حالت سے گذرنا پڑتا ہے۔ بہر حال عنقریب ہی شاہ صاحب کشمیر واپسی پر جمعہ نماز مسجد کے

گیٹ سے گذرتے ہی حادثے کا شکار رِموٹ سے ہی اللہ کے پیارے ہو گئے۔
اِنا لِلہ وَاِنا الیہِ راجعونُ۔ اجتماع سے فارغ ہونے کے بعد عبدالرحمان بالی نے امیر جماعت کے فرائض انجام دیتے ہوئے تاج محل آگرہ دیکھنے کی مشاورت بٹھائی اور وقت طے کیا کہ دوپہر کھانے کے بعد تاج محل کا جائزہ لیا جائے گا۔ اسلئے کہ تاج محل دُنیا کے سا تعجا ئبات میں سے ہے۔ یہ شہر آفاق روضہ مغل شہنشاہ شاہجہان نے اپنی محبوب ملکہ ممتاز محل کی یاد میں تعمیر کرایا تھا۔ محل کے تعمیر کا وعدہ مرنے سے قبل کیا تھا۔ ان کے کُل چودہ بچوں میں صرف چھ چار لڑکے اور دو لڑکیاں زندہ رہے۔ کہا جاتا ہے کہ تاج محل کا نقشہ اٹلی کے انجینئر نے تیار کیا تھا۔ اس کی تعمیر کیلئے ۲۲ ہزار کاریگر کام پر لگائے گئے تھے۔ جو ۲۲ سال تک تعمیر میں لگے رہے۔ اور اس کی تعمیر پر پانچ کروڑ روپے صرف ہوئے تھے۔ محل کے اندر داخل ہونے سے پہلے ایک بہت بڑا دروازہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جس پر قرآن کی آیات کنندہ ہیں۔ یہ اکبر بادشاہ کے مقبرے کے دروازے سے بھی عمدہ ہے۔ اگر اس پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو چبوترے کے دوسرے سرے نہر کے کنارے سرو اور صنوبر کے درخت عمارت کی شان کو دوبالا کرتے ہیں۔ سنگ مرمر کے چبوترے خوشنما مینار ایک عجیب سماں پیدا کرتا ہے۔ روضہ محل کی چار دیواری کا صدر دروازہ جس پر قرآن پاک کی آیات کریمہ لکھی ہوئی ہیں۔ اور نیچے طے خانہ جس میں ممتاز اور شاہجہان کی اصلی قبریں ہیں۔ اِس کے دو گمبند اور نقش ونگار خوبصورت نظر آتے ہیں۔ روضہ تاج محل فن تعمیر کا بہترین

نمونہ ہے۔ جو آگرہ شہر میں دریائے جمنا کے کنارے ایک وسیع باغ میں واقع ہے۔
اکبر بادشاہ کی تعمیرات سے جلال اور شاہجہان کی تعمیرات سے جہاں ظاہر
ہے۔ ہندوستان کا مشہور عالم ہیرہ کوہ نور اسی تاج محل میں جڑا ہوا تھا۔ جس کو بعد میں
برطانیہ کے انگریز لے گئے تھے۔ جو برطانیہ تاج کی زینت بنا ہوا ہے۔ بہر حال تاج
محل کا دلکش نظارہ چاندنی رات میں مزید دل کشی کی دلیل ہے۔ کہا جاتا ہیکہ جب
اورنگ زیب نے شاہ جہاں کو اسی میں قید کر دیا تھا۔ شاہ جہاں گھنٹوں کھڑکی پر بیٹھکر
جہاں سے تاج محل کو دیکھ سکتا تھا۔ اِسی طرح قید و بند کی زندگی میں اپنی محبوب ملکہ کے
عشق میں کھو کر تاج محل کے روضہ پر خود متاثر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ تاج محل تعمیر مکمل
کرنے کے بعد اُستاد اعسیٰ انجینئر کے ہُنر مند ہاتھ کٹوا دئے گئے۔ اور آنکھیں نکلوا
دیں۔ اگر ایسا سچ ہوگا تو یہ سب تعمیرات صرف ریا و نمود کے کھاتے میں جاتی ہیں۔ محل
کی تعمیر ۲۲ سال میں ہوئی۔ آج کے رہبر صرف چار سالوں میں کئی کروڑ خرچ کر کے
کسی مُلک کی تفریحی نہیں چھوڑتے ہیں۔ آدھی خیانت تو برطانیہ نے کی تھی۔ بہر حال
یہ تعمیری یادگار ضرور ہے۔ راقم بواپسی ڈبل منزّل بس دلی سے جموں قریبی محبوب
ساتھی عبدالرحیم گنائی کے ہمراہ جموں بارش بوندا باندھی میں گاڑی سے اُترے۔
رات کو قیام جموں ہوا۔ اِس چار یوم کی دینی خدمات کو اللہ قبول فرمائے۔

شاتر اَتھِی تیار

خُدایا عفو کرے آز ماحوُلس عجب وار چھُ
رڑُپاڑ گمتُ بمُٹر لیئِے سینت تھجرس سے نیپال چھُ
بے بَس تہٕ بے کسیِ منزکُل ماحول گمتُ غیر آباد
زندگی سنے طوفانُس منز پھس تمُت ہر لوکچو بڑوٗ
سرس آز شداد چھُ فرعون چھُ نمرو چھُ
موقع پرستی خود غرضی موقف چھُ آز اِقتدار
تھِ زمینُس آحتہٕ آسمانُس یہنی ہوا دنوا
جادہ کتھا کرنے وٗلُ ونتے پانس منصف چھُس
کرتوت آسہی علم تہٕ ہُنر سُن ہمنوا ہم اثر
تحریر کرہی کنژ دِی لفظ وہی یوئے خطاب چھُم
کوہ تہٕ بالن سترہ درمنن یکی ذلون نار چھُ
اپزُ فریئے بعض حسد سیئت عالمُس بُرا حال چھُ
کسَ کر فریاد آز اِنسان کہرَ پشیمان چھُ
رہبر ابلیس خلقن سُن ہر جائے موجود چھُ
کرسُ کتُ ظالمُس شاتر اتھی تیار چھُ
مائے محبت ادب تہٕ آداب سرسِ آز معدم چھُ
کُذِ نہ حقدار حیران گس بے زبان مظلوم چھُ
تعلیم بچارس گریجویشن عملی کارُس محروم چھُ
تیوُن اشعار لِکھنے والن مشتاق آز مشکور چھُ

روز دارو

رَب سُن فجر مُبارک صیام روزِ دارو
نِماز فجر مُبارک قیام روز دارو

اول عشرہ پٹھُ مُت ہدائت بھرتمتِ تھِ
دِیمو عشرہ رحمت مبارک روز دارو

دُعائے خیر کرتا یئے وہی روزہ گیوہ مکمل
ادٗ طاق شبن منز غفو روز دارو

نوافل ادائیگی منز تلاش مغفرت سے
دُعاِ استغفار تہٓ سجدن روز دارو

ندامت تہٓ اِنکساری شب بیداری کرؤ سے
گُناہن منگو عفو تہٓ پناہ روز دارو

مخاطب چھُ اللہ ملکن بالومینے بندن
بیدار چھَ توبہ کرتے مری رات روز دارو

حُکم آز فرشتن گسو بالو سجدہ ریزن
وادی تہٓ پہاڑ نیزن بارو چھَ روزہ دارو

رِچی تھِ گھڑی مبارک توبہ کرتے سُر بڑ سے
اللہ ہوا کبر اللہ ہوا کبر وِللہ حمد پیارو

خطا کیمھُ یا وئیں دیدن یا سہون
معافی گن چھَ ربُس خوشالہ روز دارو

پناہ منگ چھَ سجیغن ٹُلیئے نہو جبین
قیام کرہُون علینن سینٹت یتیِ روز دارو

غُسل کرؤ گواش فُلتائے فجر نماز ادا کرُ
عزیز عید گاہ اُس ملاقات روز دارو

اللہ اکبر اللہ اکبر لا اِلا اللہ اِلا اللہ، واللہ اکبر واللہ اکبر وِللہ حمد روز دارو

مناجات

اے خُدا یا تُو پانہ زانُس مینے دِل سنا سرہ مُدعا

جھولی کُن کری چھس گدا تینیاں رحمتن سُن سدا

کرنو پیم اِتی پرزُو آپوزُ نفس ما چھم بڑی خطا

گھیرلم چھس نفس وعوان نظرِ رحمت کرے عطا

اے خدا تو پانہ زانُس مینے دِل سنا سرہ مدعا

پیدہ کو' تھ لال تہ گوہر ڈوگے سمندرن بے بہا

پوشیدہ رچھتتھ سون تہ چاندی کوہسارن بے اِنتہا

اے خُدا یا تُو پانہ زانُس مینے دِل سَن سرہ مُدعا

کم کمی تھِ تینا یئے دربارُس عابدون چھَ ہر سدا

آخر مِل کسَ یو سرمایہ مقرر چھَ گمُت روزِ جزاَ

اے خُدا یا تُو پانہ زالُس مینے دِل سنا سرہ مُدعا

منگنے والن سنی ریز لگی تھِ عزیز مشتاق تے

فریبی خیالن نشتے

پیار سنیاں سرحدن پرُوترتے صبر ماتیِ پشتُتھ
پیار کری مقابلن سو رُوشتے ماتیِ پشتُتھ
عشق سنیاں گلین کوچن سُو مدغم گمُت آیس
گلابی مویُس سو زخم چھلتے ماتیِ پشتُتھ
خوابن خیالن ذاتی ملالن تیُس اعتبار آسہی
خبردار آیس کری ذالرٕ ذالن پھستے ماتیِ پشتُتھ
قلم رٹی غزل لِکھتے ظاہر گسہی فجرن تہ شامن
جِگر سنیاں رگن منز سو وستے ماتیِ پشتُتھ
پیغام آختوٗ تیری دیگرن ملاقات کرم سے
گُھلمُلییَ پُرسُ ہیڑہ پیڑہ وستے ماتیِ پشتُتھ
ریل وےٗ والن مِلکیت اراضی وقف کین اصالتاً
کھڈن تہ نالن اُجرت رگن کری سو بستے ماتیِ پشتُتھ
حسرت سنا فریبن تے باضمیر ماسو آیسہی
فریبی خیالن مشتاق سو نشتے ماتیِ پشتُتھ

نہ کھالم نہ کھالنے دِیوم

اِتن قدم پشتے نِشان یارِ یے چھَم   وتہ رِچی ہوا مُشکنہہَ دواڑیے چھم

اتچھن آز تروق تازہ شہلائے پے چھَم   اُجاڑ ناغن تے چھُ آز بہار زن

سادھ گی بغیر آز دُنیا دار پشتے چھم   خدا زانی تمیں کو سیئے نظر بدلی گے

ادب یقیناً غائب آداب سُن ارمان چھم   ادب چھُ آز آلودگی منزڈ گیر زن

یاوَن محفلن تے بے ادب بے تاب چھم   دے چھم سدھَ جے اَسن رہبری کرے

حسد وانا سینٹ آز حق زن خواب چھَم   دربارلھ چھَ تقسیم کاری سنا آز

کوچن دُوکانن آنہو کھےُ آداب چھم   بے وسیلن سِن فریاد نہ کرتے کنز

مینی کتھ ہُنٹیئے سہہَ پرِ ہی بکھا ترائے لچھ   کتھ کرِ ہی کنز تعمیر و ترقی سِن

نہ کھالم نہ کھالنے دیوم بس یُوئی ون چھَم   پھیرپھیر دوپیھیر کرتے زاتی مفادُس

یو مالیک آلیس مزتاق زت ظھر گستے نہ پشتُم   کیتوہ نفس بانڈ خالی یو بھری نہ گستے

گھاس کھالتے لگِی یس خرتے نہ پشتُم   نُکیل گنٹھی تِھ رات دوُس بھنڈل دانتس

مالکِ یس نُکیل زت وڈر تیئے نہَ پشتُم   دوُین دوی نہَ گھاس کھالنے قصور پُنن

تاچیے اِنتظاری

شہنشاہی راج دولت یا الٰہی تی نثار

چھم نہ مطلب کینڑ میونُ چاہتے بس دیدارِ یار

تارگن کیتہِ ہمت رِ چھُنبھر دُو سلے گواسش کرنُ

لاکھہا ماذلمتتہ چھَ ابدہا مادُوئے ذلُن

ڈاک گم چھم انتر تجگرُس ذل ذلیِ بے مثال

بے حسی منز تے یاد پے چھم بار بار تینُ جمال

داستان بھری غم حقیقت یا اِلٰہی رہَ راتاں

نال ژٹی کری دُویئے تاچیے انتظاری رہ راتاں

آز کتھ باتھ تہَ کِرداراِنگریزی

ملبوس تہَ مِعیاد گُفتار انگریزی

جُدا سیاست گِس دیئُس اَحتہ

بقایا رہی گس چنگیزی

تلوک چند آزاد بھی منجھے ہوئے اُردو شاعر

جگن ناتھ آزاد کے پِتا تلوک چند آزاد بھی منجھے ہوئے اُردو شاعر تھے۔ یہ پہلی بیوی کی وفات اور بڑی دُختر کی خودکشی و ہجرت سفر سے مغموم تھے۔ ۱۹۴۷ء مُلک کے بٹوارے پر اِس خاندان کو پاکستان چھوڑنا پڑا یہ اپنے آبائی جنم بھومی کے ماحول کو نہیں بھولے اور یوں تحریر کرتے ہیں آخری عمر تک سکولر خیالات کے مصنف و شاعر لِکھتے رہے۔

لہو دیر و حرم والو! یہ تم نے کیا فسوں پھونکا
خُدا کے گھر کو کیا بیتی صنم خانوں پہ کیا گُذری
نِشان برگ وگُل تک بھی نظر آتا نہیں ہم کو
سمجھ میں کچھ نہیں آتا گلستانوں کو کیا گُذری
وطن کی سرزمیں مقدس احساس بھی کچھ ہے
کہ تجھ سے چھُٹ کے تیر سوختہ خانوں پہ کیا گذری
تجھے اے کاش! دہلی اور شِملہ یہ بتا سکتے
میسانوالی کلے صحر تیرے دیوانوں پہ کیا گذری
(جگن ناتھ آزاد)

اِسی طرح سے ڈاکٹر اقبال بیرون مُلک گئے تھے۔ اُن کے دوست نے چٹھی میں لکھا کہ آپ نے اپنے مُلک ہندوستان کی تعریف وحُب پر لاتعداد اشعار لکھے ہیں

آپ کو کون سا شعر بہت پسند ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے در جواب چٹھی میں لِکھا ہے ''
سارے جہاں سے اچھا ہندوستاان ہمارا۔ ہم بُلبُلیں ہیں اِس کی یہ گلستاں ہمارا''
گویا اِس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان بڑی شخصیتوں نے مُلک کو دِل سے پیار دیا ہے۔ جیسے محمد رفیع نے وطن کی محبت کو یوں ظاہر کیا ہے۔ ''کر چلے ہم فدا جان وتن ساتھیو۔ اب تمہارے حوالے وطن ساتھیو'' وطن جنم بھومی ہوتا ہے۔ آخر اِس سے محبت کیوں نہ ہو۔ جہاں وطن سے سچی محبت ہو وہاں ایسے اشخاص ایکتا کے خواہاں بھی ہوتے ہیں۔ جو وطن کی سلمیت کیلیئے تعصب کو پھٹکار دیتے ہیں۔ موجودہ دور میں چند اِنتشار پسند حکومت کے ذمہ داری کے مقام سے بھی تعصّبانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے شرماتے نہیں۔ ہمارا مُلک امن وشانتی کا گہوارہ بھی ہے۔ اور بھائی چارے کا دلدادہ بھی ہے۔ یہاں پر ہر مذہب وقوم رنگ ونسل کے لوگ آباد ہیں۔ اِسی لئے اِسے جمہوری مُلک کہا جاتا ہے۔ اِن سب کے حقوق مساوی ہیں۔ بزرگوں نے بہت جدو جہد کے بعد آزادی حاصل کی ہے۔ اِس کی حفاظت کرنا ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔ خواہ وہ کسی رنگ ونسل یا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اپنی رہائش گاہ کو انسان ہر مرد وزن، چھوٹا بڑا کس قدر صاف ستھری باحفاظت رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ مقام تو اِسی مُلک کا حصہ ہے۔ اپنے وطن عزیز کی صفائی ستھرائی اور حفاظت بھی اِسی پر کار ہونی چاہیئے۔ یوں بھی ہمارا مُلک ہندوستان پوری دُنیا میں جمہوری لحاظ سے اول

درجہ کا حقدار ہے۔ اِس کو پائیدار وستوار کے مقام پر رکھنا دیش واسیوں کا کام ہے۔ خصوصاً ذمہ دار افراد جن کو لوگ اعتماد دیکر رہنمائی کیلئے اونچے ایوانوں میں مقام دیتے ہیں اُنہیں بڑی احتیاط سے مُلک کی ترقی وسلمیت کے لئے کام انجام دینا ہے۔ اِسی سے مُلک کے لوگ خوشی سے زندگی گذار سکتے ہیں۔ جبکہ امن سے ہی مُلک کے لوگوں کی ترقی وخوشحالی ہوتی ہے۔

کبھی کبھی سیاسی حکمت عملی سے انتشار پسند بھی غریب بے زباں لوگوں سے اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ لیکن یہ اعتماد حاصل کرنا کاٹھ کی ہنڈیا ہی تو ہے۔ جو غیر سب لوگوں کے حقوق کا استحصال اور مُلک کے اتحاد وبھائی چارے کو بُری طرح سے نقصان پہنچاتا ہے۔ جمہوریت کا ناجائز مفاد پرست بن کر مستقبل کیلئے صرف پنشن حاصل کرسکتا ہے۔ کیونکہ پہلے مرحلے میں وہ صرف اپنی اور اپنے قرابت داروں کے حالات سدھارتا ہے۔ ووٹر بے چارہ بدندان انگشت اپنے حقوق سے محروم چھ سال تڑپتا ہے۔ خاص کر ہمارے سیکولر مُلک میں جمہوریت کی جہ سے حقوق کی پاسداری کا عمل ہی سیاسی بیداری ہے۔ کیونکہ یہ مختلف زبانوں، کلچر، مذہب، رنگ ونسل، امن واتحاد، بھائی چارے، ادب واحترام کا گھوارہ ہے۔

رُعبایات

اَلرائے گس چھم سارے جانس وائے ون مِس کُت
دُوسئے دِلس دیرائے گس چھم وائے ون مِس کُت
فِرائے کر گھاڑیئے نِس کُت ! ارمان دفن گیوا
پھیر پھیر یے چھم مایئے دِلس وائے ون مِس کُت

کیتاہ گم چھم پارہ دِلس وارہ بالھیم سو
کینڑہ زخم نہ کر ضایع گم چھَ وائے ون مِس کُت
سُو کُذِ سے یتوہ دُور نِس گو یو کم خطا گوم
تِس ما کنڑی میونُ جمُت آلیس وائے ونِس کُت

زخمن تِن سے نون تراوُتُم قیاس تے گائب گوس
آحتو سو غمگسار ہمراہ وائے ون مِس کُت
تپ تپ عزیزس جان نِس گے گلین تہَ کوچن منز
یے کری سو کرہی چارہ مینوُئی وائے ونِمس کُت

پھُل ملھوڑتتھ

ڈیلگُن ڈِتھ درمن نظر یکھ کریے تو چمنن
رنگدار پھُل ملھوڑتتھ یوَن شباب دیوس نا
چھتی چیچی گو یو سبزار یلیے یہ کم خطا تھِ
خطاتے گے سلن کونژ معافی چھُ دیتے مولا
حسرت چھتھ دِلس منز یسو جواب دیوس نا
نژتتھ سوز ہُنی کری ساز تی یس گواہ چھتھ
سبزار تِی کھورن کھل حرکات نژگواہ چھتھ
یس آلودگی سُن ہنہ ہنہ اعذاب چھتھ نا
یاوَن بالنے والیا چشمن خوش کُذ یتھہ اداتین
خواہش یاوَن دِلن منز یھنی رہی اداتینی
ہُنر رقص ادا سُن مقامُس ہنکھِ دیوس نا

تاکید نماز

رچی آوَ گواش مشیدن گے اَذان　　آمچھ جوانمتُ فرض رمضان
سھر کھیٔ ساریۓ پڑم نماز　　غفلت گُرسے اے اِنسان

تھدہ اُتھوُ

گواش نھری زمانسَ پھیلاوَ تمُت چھوُ
اُبھا اُتھوُ نندرہ حتہَ گواش ییے گمُت چھوُ
دشنن تہَ کھوڑن آز تے مینی ہوا چھوُ
لہر ادب سنی بھری ادبی گرن چھوُ
اُبھا اُتھوُ نندرہ حتہَ گواش ییے گمُت چھوُ
دیسی تہ جنگلی ککُرٛ بانگ دے چھوُ
کُکلی تہ اَڑھ کوئیل خبر دار کر چھوُ
تھدہ اُتھوُ نندرہ حتہَ گواش ییے گمُت چھوُ
خوشی سینت کولن پانت پچراۓ کر چھوُ
فجر سنی عبادت یسی سینت مل چھوُ
تھدہ اُتھوُ نندرہ حتہَ گواش ییے گمُت چھوُ
ژیرڑہ تہَ بُلبُل شور وغل کرچھوُ
اَتھاورہ تے اُڑ چھواتاورہ تے اُڑ چھوُ
تھدہ اُتھوُ نندرہ حتہَ گواش ییے گمُت چھوُ
میناۓ آمد سنا مناجات ون چھوُ
مشتاقؔ قلم رٹی تحریرَ آداب ہمسفر چھوُ
تھدہ اُتھوُ نندرہ حتہَ گواش ییے گمُت چھوُ

ذیل ممالک کے بادشاہان کو اِن ناموں سے بولا جاتا تھا

۱۔	فارس کے بادشاہ کو	....	کسرائے
۲۔	روم کے بادشاہ کو	....	قصیر
۳۔	حبش کے بادشاہ کو	....	نجاشی
۴۔	تُرک کے بادشاہ کو	....	خاقان
۵۔	قبط کے بادشاہ کو	....	فرعون
۶۔	مصر کے بادشاہ کو	....	عزیز
۷۔	جمیر کے بادشاہ کو	....	تسیع
۸۔	چین کے بادشاہ کو	....	فغفور
۹۔	روس کے بادشاہ کو	....	زارا

آج سے قبل **79** سال ریڈیو کشمیر کا آغاز ہوا۔

رگ وید کتاب تین ہزار پانچ صد سال **3500** سال قدیم ہے۔

اظہارِ غربت

غور کرتُس غریبو قیادت کیتھِہ خوب چھوَ
اِظہار کرِنس توسائے غریبی محبوبہ مستور چھو

سعید کُرڑی آمتھِ قدمائے بالنۍ تو سو حال اِت
ایوانن دو ہنگامہ کرِہی دوٚاگہ حتِ اِتک متِ

بجلی تہ پیٚیں اڈم لیکھائے ماسٹر رتائے سکول چھوَ
اِظہار کرِنس توسائے غربت محبوبہ مستور چھوٗ

پٹھ متِ یہَ سر زمین سیلانن بالنۍ لائے
تعصب اگرچھُ پوٗگلین سینت یاوٚن نظارن کم قصور

نصف صدی بعد رمسا سول یوٗ کم احسان چھوٗ
اِظہار کرِنس توسائے غربت محبوبہ مستور چھوٗ

مُلکن پیٚنُن حق ون چھتھ پوٗگلی زبان کرہوٗ خیال
لاکھا مالین موڑہ منز شیر خوارن کرہوٗ شمار

مشتاق کھیےیس آبیاری پُگلی تُسائے زبان چھو
اِظہار کرِنس توسائے غربت محبوبہ مستورچھو

مارا گیوہ دیوانہ

زمانن مارگیوہ دیوانہ کیتاہ
جُدا گیوہ یکھ یکس یارانہ کیتاہ

ساوہ ساوےَ ذلتے اُڈونہ جاندار
فورن ذل چھےَ جھنگر پروانہ ککیتاہ

چھم بے وفا یار مینار اٹھواگُن زنَ
یاوَن رکچہ ژتھام دوستانہ کیتاہ

بس وڑ دار لڑمئ قید کرلیس
ذحیلتم یاونی رکچہ رگڑانہ کیتاہ

ہواسئیئت ڈہیے پشتم شوبدارمحل
نظر یے گیوہ گرڈ منزرلتمتہ مستانہ کیتاہ

آز کُنذ ے رگنَ منز پیار ہاری گمُچھ
مشتاق بددیانت اَگی بغل گیر گستے کیتاہ

ونتے بس چھن تسیِ مائے دِلن بھر
بےعمل مجلسن ونتے افسانہ کیتاہ

ہمارا فرض اول ہے کہ مساجد کو کریں آباد
اِسی میں اللہ سے اند کی زندگی کریں آباد
یہ وہ گھر ہے جہاں یکسانیت کا سبق ملتا ہے
یہ وہ گھر ہے جہاں اِنسانیت کا سبق ملتا ہے

شاہ نے گدا ایس برُس چھُ سوالی آقا سُوئی چھُ اَسوہ سے
والی یتیمن یوٗ آمچھ بنٔ کری سوٗئی شاہِ مدینہ چھُ اَسوہ سے
ینِ اَپزٕ یے یارن گردُن دبلتی سُوئی شاہِ مدینہ چھُ اَسوہ سے
یوٗ پھٹ کرتے سُفارش جنت اَسن کری سُوئی شاہِ مدینہ چھُ اَسوہ سے

محبت کا اخوت کا سبق اِسلام دیتا ہے
بھلی باتیں سِکھاتا ہے بھلا پیغام دیتا ہے
اُٹھو ای،ام والو تم کرو اِسلام کو زندہ
ہو تم جس نام کے پیرو کرو اُس نام کو زندہ
خدمت اسلام میں اللہ کی رحمت پاؤ گے
روزِ محشر کو محمد کی وصالت پاؤ گے

جنرل عہدیداران انجمن ٹرسٹ

ٹرسٹ مالیگام پوگل کے عہدیداران دین اکثر اِس دارِفانی سے چلے گئے۔ جیسے جنرل باڈی کے (۱) مولوی عبدالرشید چیئرمین (۲) عبدالعزیز بالی وائس چیئرمین (۳) محمد اسماعیل اثری جنرل سیکرٹری (۴) محمد ابراہیم کٹوچ ناظم تبلیغ (۶) امام دین منیجر ناظم تعمیرات (۷) عبدالرشید ٹھیکیدار نائب ناظم تعمیرات (۸) عبدالعزیز گنائی نائب امور عامہ (۹) عبدالرشید شیخ نائب ناظم محاسب۔

بنیادی ممبران:۔

۱۔ قاضی محمد حسین ۲۔ مو۲لوی محمد اسماعیل گنائی تھنہ ۳۔ عبالقیوم نائیک تھنہ ۴۔ حاجی محمد ابراہیم کھوڑہال ۵۔ فوجی محمد یوسف پوگل ۔۶ الف دین کٹوچ نورہ ۷۔ ماسٹر محمد حسین نائیک زراڈی ۸۔ حاجی غلام دین پرستانی ۹۔ مولوی عبدالرحمان سوجمتنہ ۱۰۔ ماسٹر عبدالعزیز کٹوچ درزی پورہ۔ ۱۱۔ بنیادی ممبر عزیز مشتاق پوگلی۔

اعزازی ممبران ٹرسٹ:۔

۱۔ غلام محمد مرنال ۲۔ غلام محمد بالی ٹیلر ماسٹر۳۔ محمفیوسد شیخ گُنڈہ ۴۔ ماسٹر غلام محمد بالی نوگام ۵۔ عبدالرشید بالی کھوڑہال ۶۔ منیجر محمد اسحاق بالی ۔۷۔ عبدالرحمان بالی ۔۸۔ عبدالقیوم کٹوچ درزی پورہ ۔۹۔ مولوی حبیب اللہ بوہرو۱۰۔ عبدالسبحان شیخ ۔۱۱۔ ماسٹر محمد ابراہیم سوہل ، ۔۱۲۔ مولوی محمد رمضان بزلہ ۔۱۳۔ سیف دین وانی آلنباس۔

جودینی احکام بجالاتے لاتے ہی اِس عارضی بستی کو چھوڑ گئے۔ اِنشااللہ اُن کے اِروح عالم

برزخ کے اعلیٰ مقامات پر دُنیا پہ کیئے کا بدلہ ولذیز مزہ چکھتے ہونگے۔ چونکہ خلوص نیت کا درجہ خالق حقیقی نے اپنے پیارے بندے کیلئے مخصوص رکھا ہے۔ ٹرسٹ کالج مالیگام پوگل کا نظام تنظیمی لحاظ سے اِتنا باضابطہ وفعال ہے کہ مسلم اخبار یا دیگر کسی بھی اِشاعات پر اُن مرحومین کے نام وکام کا ذکر تک نہیں کر سکتے ہیں۔ جبکہ جنرل باڈی کے آج تک بنیادی ممبران میں سے دس ممبران اور اعزازی ممبران میں سے ۱۳ممبران اِس دارِ فانی سے گذر گئے ہیں۔ اور نہ جانے اُن کی جگہ کام کرنے والے کارکنان کی خانہ پوری کی ہے یا یہ عہدے اب تک خالی پڑے ہیں۔ تواریخ پوگل پرستان میں شاید مرحوم اثریؔ صاحب کو یاداشت سے محروم رکھا ہے۔ ورنہ وہ ضرور اُن مرحومین کے حق میں دعائے مغفرت اور اُن کی جگہ خانہ پوری کا ذکر بھی کر لیتے۔ اب ایسا لگ رہا ہے کہ خالی بحث وتکرار سے ہی دِلی بھڑاس کو پورا کرنے کی ٹھان لی ہے۔ یا اگر وہ قلم کار مرحومین دارِ فانی سے رخصت ہوتے تو اُن کی جگہ کام کرنے والوں نے صرف عہدے کو ہی ٹیک لگا کر رکھنا ہے۔ یہ ایسا کرنا دین داری میں اپنے کو وقف کرنے کا کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اثریؔ مرحوم کی قبر اطہر کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ ٹرسٹ کی کارکردگی نظام بلکہ یہ کہا جائے کہ ادارے کے روح رواں ہی نہیں رہے۔ گہرائی میں سوچا جا سکتا ہے۔ کہ جنرل باڈی ۸ ممبران بنیادی کے ۱۰ممبران اور اعزازی کے ۱۳ممبران کُل ۳۱ممبران خاص کے بغیر ہی ٹرسٹ کالج کا کام چل رہا ہو تو تب اڑتالیس وارثین پر بھی کالج چل سکتا ہے۔ ورنہ اثری صاحب کے جانے کے بعد کتنے بچے ادارے سے فارغ ہوئے۔ جبکہ بندہ عاصی ہر سال فارغ شدگان کی دستار بندی کا کام انجام دیتا رہا تھا۔ تنظیمی لائحہ عمل یہ ہے کہ دینی احکام

تفویض کرنے کیلئے دینی کانفرنس بلائی جائے اور رائے دہندگان میں سے اگر خود کو وقف
کرنا وہ زیادہ بہتر ہے۔ اگر وہ رائے دینے کیلئے میٹنگ میں حاضر آیا ہے تو اُسے سوچ سمجھ
کر عاقل بالغ اور باشعور کے حق میں رائے دینی ہے۔ جیسے نماز کا حکم ہے۔ اگر مرحومین
ممبران کی خانہ پوری کر دی ہو تو عربیہ ٹرسٹ کالج کی سالانہ گوشوارہ منظر عام پر اشاعت
مسلم اخبار کے ذریعے لائی جائے۔ بہر حال ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ نیک ہدائت دے۔ نہ
کہ اکثر زبان سے بندہ اکثر بولتا ہے۔ کہ پدرم سلطان نود۔ ایسا کہتے کہتے وہ ریا و نمود میں
ملبوس ہو کر ان پڑھ رہ جاتا ہے۔ اور اگر کسی کے باپ دادے کا نام سلطان ہو تو اُس کی
آئیندہ آنے والی نسلیں اِسی رٹ میں مصروف ہوتی ہیں کہ پدرم (سلطان نوڈ) ۱۹۸۹ء
۱۹۸۸ء سے لیکر ۱۹۔۲۰۱۸ء تک کا عرصہ عربی تعلیمی ادارے یا بنیات اِمنارٹی کیلئے ایک
سوالیہ نِشان ہے کہ کتنی تعداد میں بچے یا بچیاں ادارے سے فارغ ہوئی ہیں۔ وارثین ہا
وارثین کے طلباً یا طالبات کلتاً نا قابل تلافی نقصان ہوا ہے۔۔ جبکہ دردہی۔ نا چلانہ، اور
دیگر مقامات کے طلباً اگلی ڈگری مدینہ پاک سے بھی کر کے واپس آ کر دینی خدمات انجام
دے رہے ہیں۔ اُس وقت کہا گیا۔ یہ ادارے اِن مقامات سے ایک انچ نہیں ہلیں
گے۔ ورنہ عین ممکن ہے کہ رام بن امام آباد کی طرح یہ پوگل کے اِن دونوں دینی اداروں کو
اِتنا خسارہ نہ ہوتا۔ بہر حال اب بھی ہمارے عہدہ داران و عام جذبہ دین رکھنے والوں کو
اپنی ہدایات سے اللہ دینداری اور سچائی کی طرف لائے، اتحاد و خلوص دین عطا کرے۔

چیئرمین ٹرسٹ کشفیہ نے سمندر کو کوزے میں مختصر اشعار کے ذریعے تواریخ
پوگل پرستان صفحہ ۲۱۰ اپنے نانا جان مولوی احمد اللہ بالی اور اپنے والد بزرگ مولوی

عبدالسبحان کی نسبت اشعار میں یوں قلم بند کیا ہے۔ مولوی محمد یوسف بالی نے اپنے بزرگ ساتھیوں کے بچھڑنے کے بعد بھی انفرادی طور پر دین اسلام کو گلے لگائے ہی رکھا ۔ مجھے یاد ہے جب بھی میں اُن سے ملنے جاتا تھا مسلم اخبار جو دلی سے نشر ہوتا تھا عادتاً برائے مطالعہ لیکر دُعائے خیر بھی حاصل کرتا رہا۔ مرحوم نے ۱۹۷۸ء تک جامع مسجد کہوڑ ہال کو آبادی رکھا تھا اُن کے فرزند عبدالعزیز بالی کے وفات ہونے کے بعد جامع مسجد تعمیر ہو کر اِنشااللہ آباد ہے۔ مجھے دوبارہ گہرائی میں شعر یاد آتا ہے۔

بہار اب جو گلشن میں آئی ہوئی ہے

یہ سب پودا اُنہی کی لگائی ہوئی ہے اقبالؔ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کیلئے دو راستے متعین کرر کھے ہیں (۱) نیک کام (۲) بڑا کام اور اِس کو فعل مخیار بھی بنایا۔ اِس اختیار کی لگام کو قابو میں رکھنے کی طاقت بھی عنائت کی۔ لگام کو ڈھیلہ چھوڑ نے تو بے قابو ہوگی۔ کسی فعل کا بے قابو ہونا ہی شرک ہے۔ قابو رکھنا اِنشااللہ کا اجر ہے۔۔ نیکی ہے، جنت کا مقام ہے۔

دم تیز قدم ٹلنے وولُ منزل سہیر لیوی

رہبر ڈلتمتُ پننے وقتُس وطیر لیوی (مشتاقؔ)

دِ پیائے چیزہ دُنیاوُس منز جاری تہ ساری ارہُ گہ یا تھوُ گہ

سر کو ذرا جھکا دے اور سر فراز ہو جا

کہ تو صنعم کی پوجا مگر محو نماز ہو جا (اقبالؔ)

''بولی''

زبانیں اور ذات پات

بھارت دیش رقبے کے لحاظ سے بہت وسیع علاقہ ہے ہمیں معلوم ہے کہ اِس کو ہندوستان بھی کہا جاتا ہے۔ ہندوستان ماضی قریب میں واحد ریاست بنا ہوا ہے۔ یہاں کشمیری، مراٹھی، بنگالی، تاملی، اور دوسرے بہت سارے فرقے بستے ہیں۔انہوں نے داخلی وجود پر توجہ کی اور سب سے علاحدہ رہے۔سرحدوں پر اور اِس کے پار کچھ تعلقات ضرور قائم ہوئے تھے۔ اِن تمام فرقوں کی اپنی تہذیب ہے۔جن کی جڑھیں اِن کی زبان میں پیوست ہے۔ اِن فرقوں میں زبان ہی کا فرق نہیں ہے بلکہ دوسرے اختلافات بھی ہیں۔عام طور پر ان کے اپنے علاحدہ لباس اور تہذیب ہے۔اپنے تیوہار اور ادب اور فنون ہیں۔ اِن تمام چیزوں کی بنیاد پر یہ فرقے الگ سے پہچانے جاتے ہیں۔اِس میں کوئی شک وحرج نہیں ہے۔اس سے ہماری تہذیب و آسودگی نمایان ہوتی ہے۔ ہمارا مُلک ہندوستان رنگارنگی کا گھوارہ ہے۔ انسانوں میں مختلف قسم کے نٹوارے اور اختلافات برے نہیں ہوتے اگر وہ زبان اور تہذیب کی بنیاد پر ان میں نفرت اور جھگڑے نہ پیدا کریں اکثر کچھ لوگ ان ہی اختلافات کو بہانہ بنا کر لوگوں کو ایک دوسرے سے علاحوہ اور ایک دوسرے کے خلاف صف آرائی کرنے کیلیے

استعمال کرتے ہیں جیسے چند شر پسند لوگوں نے پوگلی بولی کو سیاسی نشانہ بنا کر کھوکھلا کرنیکی ناکام کوششیں کیں۔ ذاتی مفادات کی وجہ سے علاقائی ولہجے کا تعصب پر بہانہ بنایا اور کلچرا کیڈیمی کو دھوکہ دیکر فراڈ بنیاد نام نہاد چناؤ کرایا۔ اس سے ابھرتے شوقین مصنفین تعلیم یافتہ نو جوانوں کے ہُنر کو مایوس کر دیا گیا۔ اکیڈیمی جموں وکشمیر سے مالی معاوٗنت کے باوٗجود ادباؑ وشعراؑ کو مجروح کیا گیا۔ زبان وادب میں انتشار پھیلایا گیا۔ نام نہاد پوگلی بزم ادب کے ریکارڈ وپاس بُک کو غیر آئنی طور پر ذاتی جائیداد بنایا گیا۔ جبکہ زبان وادب کی ترقی وفروغ پوگلی بولی والوں کا حق ہے۔ جیسے یہ بات آسانی سے عیاں وبیاں ہے کہ اپنی تہذیب اور زبان وتضاد یا جھگڑا کم عقلی وناقہمی کی دلیل ہے۔ تمام زبانوں کا ایک نمایاں ادب ہوتا ہے۔ اور ہر فرد بشر کو اپنی زبان پر فخر ہوتا ہے۔ لیکن اپنی بولی یا زبان یا تہذیب کو دوسروں پر تھوپنے کی کوشش کرنا جائز نہیں ہے۔ اِسی لئے علاقہ یا زبان پر اختلاف حماقت انگیز فعل ہے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں اُن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ زبان پرستی اور علاقہ پرستی نے اُنہیں نابینا بلکہ اندھا دھند کر دیا ہے۔

اِس کے علاوہ اور ایک نظام جو ہمارے علاقے میں لوگوں کو سفا کانہ انداز سے تقسیم کرنا ہے وہ زات پات کے مسئلے کا تعلق زیادہ تر ہمارے غیر مسلم بھائیوں کا ہے۔

قدیم زمانے میں غیر مسلم کا سماجی ڈھانچہ چار زاتوں میں بٹا ہوا تھا۔ یہ زاتیں براہمن، کشتری۔ ویش اور شودر تھیں۔ یہ آپس میں برابر نہیں سمجھے جاتے تھے۔ پہلے تین زاتیں نفع بخش کام انجام دیتی تھیں۔ جبکہ براہمن مذہبی رسوم یا مذہبی تعلیم دیتے تھے۔ کشتریوں کا کام حکومت وتھفظ سیکورٹی جرنا تھا۔ اور اس کے علاوہ ہر قسم کا دِفاع کرنا تھا۔ شودر ذات کا کام کمائی یا تجارت کرنا تھا۔ اور ان کو اونچی ذاتوں

کے تمام کم تر درجے کے کام کرنے پڑتے تھے۔ ریاست جموں وکشمیر کے موجودہ ضلع رام بن کے پہاڑ یہ علاقہ جات میں آج بھی یہ تجارت پیشہ کمائی والے ہُنر مند لوگ ہولار۔ کمار۔ حجام۔ گدی۔ چوپان۔ اور سُنار اپنا کام انجام دینے میں ماہر ہیں۔ اِن کا تفصیلی ذکر دوسرے مقام پر پوگلی زبان میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ لوگ آج بھی تا دم اپنا کام دیانتداری سے انجام دے رہے ہیں۔ مُلک میں جہالت کی وجہ سے کم تر ونا پاک گھٹیا سمجھا جاتا تھا۔ اُونچی ذات کے غیر مسلم ان کے ساتھ چھونا یا رابطہ رکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ کچھ اور لوگ جو بہت زیادہ سخت کٹر مذہبی تھے۔ اگر کسی چھوت کا سایہ بھی اُن پر پڑ گیا تو وہ ناپاک ہوجائیں گے۔ اچھوت شودر سے ایک درجہ کم سمجھے جاتے تھے۔ یوں تو ذات پات کا نظام عام طور پر جابرانہ اور غیر معقول نظام تھا لیکن ان سب نے زیادہ تر ظلم وستم اچھوتوں پر کیے ہیں۔ ایک طویل عرصہ تک سماجی اصلاحات کے ذریعے اس نظام کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی اس میں شک نہیں کہ آج جو نظام موجود ہے اس کا قدیم زمانہ نظام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ آج کا نظام زیادہ جامع ہوگیا ہے۔ پوگلی بولی بولنے والے پہاڑی ضلع ڈوڈہ بلکہ غالباً ریاست جموں وکشمیر کو چھوڑ کر مسلمانوں اور عیسائیوں میں بھی ذات پات والے ڈھانچے موجود ہیں۔ ایسا اس لئے ہے کہ ذات پات کا تعلق ہمیشہ معاشی نا برابری اور پچھڑے پن سے ہے۔ شہر ہو یا گاؤں کے لوگ جمہوری نظام میں برابر کے حقدار ہوتے ہیں کیونکہ لوگ اپنی حکومت آپ چناؤوں کے ذریعے کرتے ہیں نہ صرف ملکی یا ریاستی بلکہ گاؤں تک پنچائت چناؤ کے ذریعے جمہوریت وبحال رکھا جاسکتا ہے۔

اسو سماج

اسو سماج گوڑھی ظاہری چمک وول خوشحال نظر یئے یے تے مگر انترن خالییو چھُ نہ پتہ
کہ کُس طرفہ سنیاں سماجی ماحول سیئت لیس بد نظر لاگ یہ ہر وقت اسوے سماج
سنیاں کونی رگن رِفش کر خشک کر نیتھ ادیو حال کر مویُس لالی بل کہ انترن خالی کوزٕہ
کھرنوٗ سیاہ ماحول یوسپل نے سیئت نہ سِپ ہیکنہ دبلنے سیئت دب ِگسا یشارن کنا ین
یا عندین سیئت یو خطرناک دیمک دُور کرنو ہٹاوُنو مُشکل نہ بل کہ ناممن چھُ آز کہ
حالات چھ پنائے لوکہ مالس نافرمانی کراوٗ قتل تاں کرنس پس وپیش نہ کرُن کُذ کہ
تئیوں مالسِ نعد جائیداد سنا وارث بنوُن عیش وعشرت سن زندگی گُذارُن عِزتہ،
عصمتہ بُرائی نیلام کر دوستن بہادرتہٕ دلھیری سُن چرچہ عام کرُن اَد دِل یتوہ بدھی
گسِ ڈکیتی، چور بازاری۔ بد دیانتی، جھوٹ، فریب سنا شرم ناکک کھیل اضافن
پانت اضافہ تیوں رونق بنوی۔ مذہب تہٕ دین سن دہائی دینے والیا آبادی لادینیت
تہٕ مذہب فروشی عروج سنے حدُس تاں برابر وائت گمتھ ۔ ایمان وار وار ختم ِگس
اُمچھ ۔ اذان دینے یاھُن جماعت شامل گسنوٗ دُورسنِ کتھ بل کہ یسی ٹائمُس خصوصاً
سحرہ پن تہ کھیل کو دیس علاوہ توجہ صرف موبائل تہ ٹی وی شام وصحر خالص وقت پاس
کرتے مگر خرافاتن سیئت کیتوہ قیمتی وقت فضول منز ضایع گس چھُ ۔ بد تمیزی یس
حالُس واتمِتھ با جماعت نماز مساجدن منز شروع گسٕ تھِ مسجد ہمسایہ ذاتی کاروبارن
منز مصروف اذان سُن تقدس تے مشرل کرتے پن نے گُنبس مسلمان کہلاوَ تے اگر

کنۂ تمنا تھِ بس مال سرمایہ جمع کرنے سِن ظالمن سیئت یار دوستی ہمپلہ رہنے سے
خواہش ۔غریب پن ناترائے پرہَ بکھا۔رشوت ، دھوکہ بازی ، خودغرضی ، زاتی
برتری یِس ماحولُس مول دوز دردتاں ترائے ذال بنی گمچھ ٔیکس ڈُوئس بال ریاکاری
تہَ دیکھلاوُسِن کارن بڑھاوادیتے اَدخلقن سنجیدگی پُرامن خیالن لتھاڑنے منز پن
نے پانُس عزت دارتہ معتبر سمجھوتے غریب نادارن ، مظلومن بے سہارن ، یتیمن ،
بیواہن ، اپاہجن ، یاسداکرنے والن ِکچہ ترس قیاس سن نام نشان غائب تعلیم پڑھنے
باوُجود جگہ جگہ تعلیمی ادارہ درس وتدریس سیئت مالامال زاُن سوعالم یہ جہالت کڈِ
بڑھتے گے۔ایس ڈُوئس سن کتھ یاہدائت ہُنتے روائتن مگرعمل نہ نام ونشان آخریِس
ماحوُس کیلہ سُدھاریوی فرمند سوچن منز کہ تیوں لمحات یونادیوی یاوُں برتلتے
آحتسہام ، درد پیار ، پریم ، محبت ۔یکجہتی ، اتفاق یاوُں لفظ اُنا صرف لفظ رہ گیوٗہ۔
یاوُن مطلوب عمل کوسوبھاُڈگو۔یاں دھرتی منز بُڈ ۔گیوہ۔لوکچن محصومن ِسن شفقت
سنے ناپاک آلودہ ماحوُس منز تپ کرتے مِلنی محال تھِ ۔آز بچہ سرہ کاراعلان کر
ہسپتال نی کرجنم دے چھُ ۔بچارِس کُت پتہ کوراوُرآلیس ماُل کم چھم۔

طفل وبُو کیسے آئے ماں باب کے اطوار سے ۔دودھ توڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکاری

سیاست سن مطلب سماجی نمائندگی آحتی اُناذاتی برتری تہ دھن جمع کرنے سن
خواہش عام ِگس گے۔سیاست کاراعتماد دینے والِس پانت ترس یاہمدردی سن خیال
رچھ چھوا۔آزک سیاست ذاتی مطلبُس ِکچہ ہرمہنس پتہ بھٹکوُتے دربدری سنیاں
حالت منزصرف فروعی حالات منز زندہ گی سنیاڈوس پوُرہ کرتے۔پورے عالمُس منز

جمودسن عالم بنی گُچھ نظرے یے چھُ یو جمود ہٹاوٗنے پیوی مگر محنت نیک نیتی سیٹھ
خلوص پیار ومحبت سیٹھ اصل منز خوف الٰہی تہ دُنیاوی زندہ گی سیاں ناپائیداری
سیٹھ ۔ اگریہ سوچ اَئیس کہ دُنیاوی زندہ گی ناپائیدار عارضی تھِ تیر کچھ بہتر حلال اثاثہ
جمع کرنو ابدی زندہ گی سن راحت تہ خوشحالی تھِ یقیناً سُو بندہ خالق قدرت سُن پیارُو تہ
فرمانبردار بندہ صابی سنیاں صفن منز ہشاش بشاش جنت سنے دروازِس داخل گسنے
انتظار اَئیس اد پن نے کمبس ، ہمسائس پن نے ماحولس کچھ نیک پیغام نی نے وول
اُئیس تیس دُنیاوی نعرہ سن ضرورت تہ اُئیس تیس تیر فرشتہ مرحبا شاباش تہ خوش آمدید
آگہ یون سو پن نیاں آزدی سیٹھ باغن پھل فروٹن تہ مشروباتن سن جائز استعمال
کرپن ناہم خیال ہم عمل دوستن سیٹھ مذاکرات کرتے اُئیس ۔

اِنا رسفر محمودُس منز دُنیاوی کونن سنا زائرین ساتھی یار دوست ہمدرد بنی گس چھ
اصلیت تھِ ہزاتے موقع چھُ سماج سدھارنے سُن مگر تیوں بندہ مولا پیدا کریاوٗن خلق
قدرت سُن احساس تہ خوف بھرُ اُئیس ادائے تیون یو پانس پسند اُئیس دُویس کچھ تے
مناسب زائُن ، ۔ دوئیس مدد تہ محبت سیٹھ پیش یون درد بٹتے تہ بلگرونے سیٹھ تھِ
خلق قدرت سن ذات بندس پانت خوش گستے اد فرشتن ونتے گس بالُ مینا بندہ حقوق
العابد سنا پابند مینا حُکمس عزت تہ احترام سیٹھ انجام دے چھُ خصوصاً عیدین منز یاوٗن
حُکم بنوتے مینا بندن کچھ دُعائے مغفرت کرُ آخر مالکِ پن نے بندن مخاطب ونتے تُسن
بنیاں عبادات سن پھل مِل گو ۔ مِہ تسون تمام گناہ معاف کرلیوہ ۔

جمعہ کشیر اُردو زبان سن صورتحال

اسوے مُلک بھارتُس منز واحد ریاست جمعہ کشیر تھِ یس منز سرکاری زبان اُردو تھِ، تحقیق کرنے والا ون چھ ریاست جمعہ کشیر ادبی مرکز تھگو یس منز سنسکرت زبان تی رائج گھِے۔ مسلمانن سنے دور حکومت منز فارسی درباری زبان سنا درجہ تی حاصل کو۔ مگر ڈوگرہ راجُس منز اردو زبان تقویت مِلتی مختلف شعرا ادبا اُردو زبان تہ ادبُس ترقی دِتی کتابن علاوہ اخبارات، جرائدسن نشر واشاعت سینٹ یس زبان ترقی کرنے سُن موقع مِلتو۔ آزادی بعد ریاست جمعہ کشیر عوامی حکومت چلاوَنے سُن موقع ملتو۔ یلہ زن اُردو زبان سرکاری زبان تے تسلیم کرگے اداے سکولن منز کالجن تاں اُردو سن تعلیم دینے آئے۔ اد، اُردو تہ دیگر علاقائی زبانن کچھ اکاڈمی زبان کلچر آرٹ کھولنے آئے، خاص مہنن کتابہ شائع کرنے کچھ مالی امداد دینے آئے۔ شعرا تہ لِکھنے والن تے حوصلہ افزائی کرنے آئے اُردو شیرازہ، جریدہ اخبارات منظر عامُس پانت آننے آوا انجمن سوسائٹی الگ الگ جماعت اُردو سنے ترقی کچھ عملاوَنے آئے یس منز مشاعرہ ڈرامہ سنگیت وغیرہ منعقد کرنے آوا۔ علاقائی بولین منز پوگلی تھِ خاص چناب ویلی منز اہمیت رچھتے، گو یہ بولی تھدے کوہسارن جنگلن سینٹ بھرتمت آبادی سیئٹ جمعہ تہ کشیر ادرمیان بانہال ٹنل آحتہ صوبہ جمعہ خاص ضلعن منز بولنے یے تھِیس منز ضلع رام بن آحتہ علاوہ ضلع ڈوڈہ ضلع اودھمپور، ریاسی، ضلع جمعہ اکثر مقامات منز نولنے تہ سمجھونے یے تھِ یس بولیا اُردوس سیئٹ خاص رابطہ چھُ پوگلی بولنے ول اُردو صاف شفاف ترقی سنے منزلُس بھا بخوشی نے نِس منز کامیاب چھُ۔

پوگل پہلی یک روزہ کانفرنس

جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر کے زیر اہتمام یہ کانفرنس بمقام کھوڑ ہال پوگل نومبر ۱۹۸۵ھ میں ایک عظیم الشان یک روزہ کانفرنس کا انعقاد عمل میں لایا گیا، مرکزی جمعیت کے ملا عبدالغنی ڈار کی صدارت میں ہوا۔ پوگل کی تاریخ کا یہ یادگاری اجتماع اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا گیا تھا۔ ۔ غلام محمد سیکرٹری جنرل شیخ نور محمد صاحب، ناظم مالیات محی الدین احمد منیر جریدہ مسلم صوفی احمد اللہ اخبار مسلم وغیرہ پر مشتمل ایک معزز وفد نے شرکت فرمائی۔ کانفرنس میں مختلف مقامات سے آئے ہزاروں لوگوں نے اس کانفرنس میں جوق در جوق شرکت کی۔ اس موق پر صدر محترم کی خدمت میں مرحوم اثریؔ نے سپاسنامہ پیش کیا۔

محمد اسماعیل اثریؔ کا خطاب:۔ لاکھ لاکھ شکر واحسان اِس جمعۃ اہل حدیث پوگل پرستان پر کہ اکابرین، علماءِ دین کو نہائت مسرتوں کے ہجوم میں خیر مقدم وخوش آمدید کہتا ہوں۔ بلکہ اِس سعادت ومبارک گھڑی کا نہ صرف میں بلکہ یہاں کا ہر فرد ونشر نہائت ہی بیتابی کے ساتھ منتظر تھا۔ معزز سامعین کرام۔ مادیت کے اس دور میں جبکہ انسانوں کا ریلا نقد دنیا کی سمت بے تحاشہ بہہ رہا ہے۔ خدا بیزاری اور اتحاد کے نئے روپ میں سامنے آرہا ہے۔ شرت وبدعت کی گرم بازاری آسمان کو چھو رہی ہے۔ اِسلام وحدیث لفظ میں غریب یعنی اجنبی بن چکا ہے۔ دُنیا کے اس بے

رحم بازار میں دعوت اِلی اللہ کا فریضہ سرانجام دینا ور کوئی اصلاحی مُہم اور ترتیب کی تحریک چلانا ایسا ہی ہے جیسے کہ تیز وتُند آندھیوں میں چراغ جلانا۔ مشکلات وپُر خطر بیاباں بندی کرنے چاوٗل کے دانے پر قل ھواللہ ھواحد کی تفسیر اور ہتھیلی پر سرسوں کی فصل اُگانے کے مترادف ہے۔

؎ لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام۔ افلاک کی اِس رگ شیشہ گری کا

اکابرین دینے پوگل کیا دارہ انجمن کیلئے کیا وہ قابل داد تحسین اور تواریخ کا ایک سُنہری باب بنکر رہے گا۔ اُن کی وجہ سے ہی پوگل کا نام عصری ودینی تعلیم سے درخشاں ہے۔ اللہ نظر بد کو دُور کرے۔ آج بھی مدرسوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ عربیہ ٹرسٹ کالج کا اچانک آغاز بمقام سرینگر بقیام محمد اسمایل اثرؔی صاحب منعقد ہوا۔ یوں تو میرے ۱۹۸۷ء میں حج بیت اللہ کے ساتھ محمد ابراہیم بالی دوران سفر محمود اکثر عربیہ مدرسہ تھنہ مالیگام گفت وشنید کرتے رہتے تھے۔ غالباً مارچ کے پہلے ہفتے میں سرینگر جانے کا اتفاق ہوا اچانک بازار ڈل کے کنارے مرحوم حاجی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مصافہ بغل گیر ہوتے ہی باتوں باتوں میں پیدل چلتے گئے قریب ہی تھا کہ ہم دونوں بر بر شاہ اثرؔی صاحب کے مقام پر پہنچ گئے۔ سلام کرتے ہی مرحوم نے مزاحیہ کلام میں جواُن کا اکثر رویہ تھا کہ دونوں کعبہ شریف کے ساتھی آج کشمیر کیسے آنا ہوا۔ ایسا لگتا ہے کہ آپ کو مدینہ پاک کی یاد آگئی ہو۔ بہر حال خیروخریت کے بعد چائے کی ضیافت

سے نوازا گیا۔ اور طے پایا کہ رات کو یہاں ہی قیام ہو گا۔ راقم نے ہر دو سے مخاطب ہو کر بڑی سنجیدگی کے ساتھ بتایا کہ اور کہاں جائینگے۔ اثرؔی صاحب کے ننھال کرشن پوگل اور میرے پنلہ اور حاجی صاحب کے نوگام زبان شمشیر نوگام نہیں بلکہ اِن کے ننھال بھی کرشن ہی ہیں۔ اللہ سب کو خیر و عافیت سے رکھے۔ باتوں باتوں میں اثرؔی صاحبسے گلہ شکواہ کر دیا کہ آپ ادارے سے فارغ ہو وادی میں بس گئے اور وہ علاقہ فراموش کر دیا جہاں آپ کا جنم ہوا ہے۔ اُنہوں نے حیرت سے کہا مجھے اس کے علاوہ کیا کرنا چاہیئے۔ حاجی بالی صاحب نے میری تائد کی۔ اثرؔی مرحوم بولے آپ دونوں کا کیا مقصد ہے۔ آپ کو اِس مقصد کا تب پتہ چلے گا جبکہ آپ وادی میں سُن گے کہ پوگل کے کئی علاقہ جات میں بغیر غسل و جنازہ دفنائے گئے۔ میرا کہنا تھا کہ واقعی وہ بزرگ چلے گئے جو دیندار تھے۔ اب نوبت اِسی پر ہے۔ بقول محمد ایوب خان ہیڈ ماسٹر انجمن ٹرسٹ محمد اسماعیل لاہوری مہتمم اعلیٰ تھے۔ جو پاکستان لاہور کے رہنے والے تھے۔ اور اُن کی شادی پوگل مالیگام سے تھی۔ خان صاحب کو کہنا تھا کہ لاہوری صاحب دیندار پُر خلوص اوت توحید پسند تھے۔ بعد میں خان صاحب گول گلاب گڑھ سے الیکشن کانگریس پارٹی سے مقابلہ کر کے کامیاب ہوئے۔ منسٹری کے دوران راقم کے ساتھ مخلصانہ تعلقات رہے۔ جبکہ مصنف اُن کے حلقہ انتخاب میں بحثیت مدرس کام کرتا رہا۔ مصنف سال ۱۹۶۲ء سے مکمل مئی ۱۹۶۷ء تک کام کرتا رہا۔ دوران سروس سینکڑوں یار

دوستوں کے ساتھ مخلصانہ برتاؤ رہا۔ یہ حقوق العباد کائنات عالم اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اللہ اللہ کر کے دین کی کرن نمودار ہوئی تھی وہ بھی وادی کے مقدر یں مرحوم نے نہائت متانت سے کہا آپ دونوں کا کہنا بجا ہے۔ یہ بھی آپ کو پاک سرزمین میں جا کر خیال آیا ہماری نسلوں کا رخ کدھر کو ہے۔ مجھے اِس سے قبل یہ فکر جلوہ گر تھی لیکن سہارنے کی کم ہمتی نے مجھے بے جرأت و بے غیرت کر دیا۔ مشتاق پوگلی نے بتایا میں نے میاں غلام رسول مرحوم اور مرحوم محمد اسماعیل کو بالغ بصیرت سے نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آج دن کے تمام تفرکات سے فراغت پا کر شام کو کمبل پلٹنے پر یاد آتی ہے کہ اُن دینداروں نے کسی طرح اپنا دیس چھوڑ کر اِس خطہ ارض کو دین کی طرف سچی دعوت دی تھی۔ جس کا ثبوت ۱۹۴۷ء تک بدستور قائم ودائم رہا۔ مرحوم اثری نے در جواب فرمایا مشتاق صاحب ہمارے لوگوں کا جذبہ دین معدوم ہے۔ اور صبر وخلوص سے خالی ہیں۔ ''مجھے پوگل آکر فاقہ کرنا ہی نہیں بلکہ ہجرت کرنی پڑے گی۔'' آخر نتیجہ یہی نکلا۔ بہر حال رات بھر اِسی موزوں کو زیر بحث رکھا بہر حال ہم دونوں ساتھیوں نے یہ تجویز رکھی کہ سال ۱۹۸۸ء تک وادی سطح کی ایک دینی کانفرنس پوگل کھوڑ ہال میں رکھی جائے۔ تاکہ اِس دینی تعلق دار مقام سے جہاں مولوی محمد یوسف نے ابھی تک جمعیت سے رابطہ رکھا ہے۔ تاکہ ہمیں کانفرنس منعقد کرنے میں آسانی ہو۔ ہم تینوں متفق ہوئے اور اثری صاحب کو وادی کے مختلف اضلاع کے علمائے دین کو اِس کانفرنس

میں دعوت دینے کی ذمہ داری دالی۔ اور ہم نے تحصیل بانہال خصوصاً پوگل پرستان نیل کو اطلاع سے باخبر کرانا تھا۔ دعوت نامے نالے اُس وقت پوگل کا رقبہ ۱۱۶۲۴۸ ایکڑ یعنی ۱۶۴۴ کلومیٹر اور آبادی لگ بھگ ۱۵ ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔ اور پوگلی بھولنے والے جموں اودھم پور، گلاب گڑھ لیکر ایک لاکھ سے تجاوز ہو چکی تھی۔ اِس کے علاوہ تحقیقی لحاظ سے یہ سیرازی، زندھاری، رامبڑی، بھاٹلی بھی پوگلی کی تغیر یافتہ شل قرار پا چکی تھی۔ پوگلی نے اب بھی اِن کو گلے لگایا ہے۔

درہ بانہال سطح سمندر سے ۹ ہزار ۲ سو فٹ ہے یہ وہ راستہ ہے جو برف کی وجہ سے مکمل بند رہتا ہے۔ چناب سے موسم سرما میں وادی جانے کا آسان راستہ ہے۔ پوگل پرستان کو کشتواڑ راجواڑے کے ساتھ پہلے بار راجہ جگت سنگھ ۱۲۶۰ء ایک سال کی مسلسل جنگ کے ساتھ پوگل پرستان کو دوبارہ قبضہ کیا۔ اِس طرح ڈینگ بھٹل رام بن وغیرہ کو بھی اپنی سلطنت کے ساتھ ملایا اِس طرح بولی زبان بھی پوگلی اور کشتواڑی میں منجہ اور رُنڈ (روٹی اور پتھر) خوبصورت لہجے میں بولا جاتا ہے۔ راجہ بھگوان سنگھ نے پوگل پرستان نیل۔ کھڑی، چک ناڑواؤ، امکوٹ، چاپناڑی، اور بنکوٹ کا کچھ حصہ بلکہ شابنباس تک ناچلاناوگن۔ لاڑکھیتی تک کشتواڑ سے ملایا تھا۔ پوگل پرستان اور گردونواح کے علاقہ جات میں اسلام کے قدوم پڑھ چکے تھے۔ (تاریخ پوگل) جب چودھویں صدی عیسوی ہی میں چودھویں صدی کی تیسری دہائی کے اختتام پر کشمیر کا بودھ راجہ رنجن شاہ ۱۳۲۲ء

میں وفات پایا پھر ترکستانی عبدالرحمان بُلبُل شاہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اور اپنا نام صدر دین رکھا۔ پھر اُن کی وفات کیبعد سید میر علی ہمدانی متوفی ۷۸۶ھ میں وفات پا گئے اور تبلیغ سے وادی کی اکثریت شرف اسلام ہوگئی۔ حتیٰ کہ کشتواڑ کے راجاؤں میں جب کیرت سنگھ ۱۷۶۳ء عرف سادت یار خان مسلمان ہوا۔ پھر ان کے ساتھ ہی کشتواڑ میں اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آیا آخر میں ۱۸۲۳ء میں یہ راج واڑہ جموں کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ تو جرنل زور آور سنگھ کی سربراہی میں جو فوجی مُہم لداخ اور تبت کی فتح کیلئے روانہ کی جاتی ہے اِس میں پوگل پرستان کے لوگ بھی اپنی مضبوط دوڑوں میں برابر کے شریک تھے۔ اور انہوں نے طاقتور مخالفین کو زبر دست شکست دی تھی۔ جو نام سے مسلمان تھے کطھ لوگ اِن میں تبت واپس آگیئے تھے۔ کیونکہ شدید برفباری سے فوج کے دو حصے ہو گئے تھے۔ فوج کا بہت بڑا حصہ سردی برف باری سے ہلاک ہو گیا تھا۔ اِس کا ثبوت ریونیو ریکارڈ سے بھی دستیاب ہے۔ (تاریخ پوگل پرستان) پیر سیف دین درشی پورہ بانہال نے بھی عربیہ کشفیہ پوگل کی کارکردگی میں ہاتھا بٹایا تھا جبکہ وہ گورنمنٹ مڈل سکول میں اپنی ڈیوٹی انجام دے رہے تھے۔ اصل میں پیر صاحب نے ہی محمد ایوب خان کو انجمن کشفیہ میں تعینات ہونے کا مشورہ دیا تھا۔ سیف دین پیر بھی دیندار کنبہ سے تعلق رکھتے تھے۔

رابطہ روڈس

بٹوت ڈوڈہ روڈ مہاراجہ ہری سنگھ کے عہد حکومت میں تعمیر ہوا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں اِس روڈ کو بہت نقصان اُٹھانا پڑا۔ ۱۹۴۸ء اس روڈ کو قابل آمد رافت بنایا گیا۔ اشوک مہتہ جی نے ڈوڈہ بگدرواہ کشتواڑ روڈ کو نیشنل ہائی وے کا درجہ دلوا کر تعمیر کروایا۔ چناب دریا پر ڈول ہستی پروجیکٹ کی منظوری بھی دلوائی تھی۔ اِس کا سنگ بنیاد انجہانی اندرا گاندھی جی کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ اِسی دور میں پاڈر منالی روڈ کی منظوری بھی دلوائی گئی تھی۔ اشوک مہتہ جی نے اپنے دورے حکومت میں قابل داد کام انجام دیئے ہیں۔ جبکہ جنتا آج بھیاُ نہیں دعا یا شندوں سے یاد درتے ہیں۔ جیسے ضلع رام بن خصوصاً پوگل پرستان کے لوگ انجہانی ڈی ڈی ٹھاکور کی آتما کیلئے سکون وشانتی کی دعا کرتے ہیں۔ یادوں کے چراغ میں اپنے تاریخی سفر کے حوالے سے بہت صبر آزما و محنت سے اِس خطہ کیلئے خصوصاً اور ریاست جموں وکشمیر کیلئے عماماً تعمیر وتری کارہائے نمایاں انجام دینے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ مرحوم مولوی عبدالرشید سابقہ ممبر اسمبلی وڈپٹی سپیکر جموں وکشمیر نے اُکھڑ ہال سے شال گاڈا اور پھر پوگل ترگام تک روڈ قابل آمدرفت بہم پہنچائی۔ اُن کے بعد کانسٹی چیونسی کے قائدین آدھے کلومیٹر روڈ ترگام سے جو تعلیمی ادارے تک بھی نکالنے کیلئے سیاست سے کام لیا۔ دوسری لنک روڈ جو بھونی دار سے مشتاق پورہ منظور

ہوئی تھی ۔ جو دُور دراز غریبوں کیلیئے راحت کا کام دیتی اِس کو بھی ن، ت نئے
سیاسی مفاد پرستی پرتا ہنوز قربان کر دیا گیا ہے۔

۲۰۰۷ء سے اپر نورہ، گوہالہ، مشتاق پورہ، منڈھی چاکوئے مراد آباد،
اپر مشتاق پورہ، راہون کی دُور دراز بستیاں پانی، بجلی روڈ، تعلیم، سکول، آنگن
واڑی سینٹر، حیوانات ہسپتال وغیرہ بنیادی سہولیات سے محروم بے بس نظر آرہے
ہیں۔ یہ مشکلات محض مفلوج سیاست کی وجہ سے درپیش ہیں۔ اِس خطہ ارض
تحصیل پوگل پرستان کی تعمیری وترقی کے لحاظ سے بیگانگی کا سلوک کیا جا رہا
ہے۔ چند مفاد پرست غنڈہ عناصر لوگوں کی ھوصلہ افزائی کرتے ہوئے عام
غریب کم زبان لوگوں کے حقوق پامال کئے جا رہے ہیں۔ اگر کوئی منصفانہ طور پر
علاقے کی زمینی سطح کا جائزہ لے کر تشویش کرے گا کہ آخر اِن معصوم لوگوں نے
کون سی خطا کی تھی جس کی سزا انہیں بھگتنی پڑ رہی ہے۔

کلیوں سے حسن ٹپکتا ہے اِک ایک سخن کی خوشبو ہے
سرشار قرآن وسنّت سے یہ ننھے بدن کی خوشبو ہے۔
توحید کے اِس گہوارے میں بطحا صد سے لگن کی خوشبو ہے
تعمیر تیری تقریب تیری اے شاہ عرب سب تیرا ہے۔

ضلع ڈوڈہ کے گلوکار و شاعر

Ghulam Nabi Doolwal appeared on the scane of Music and molody as shining star who interoduced and added the most pleasing and Populer form of kashmiri tune CHALLANT to the field of Kashmiri Music. Challant is a beautiful blwnd suflana Music and Chakri which is recited in an undertone to let the listeners understanding conetents of the song clearly and correctively. This new form discovered by Ghulam Nabi Doolwalis most appealing and acceptiable to the lovers of music and melody and it is rather a new mile stone in kashmiri fold music.(8)

غلام نبی دولوال صاحبنے رنکسؙ منز چلنت گاناوالہ خاص چھَ غلام قادر، محمد اسحاق دیو، رحمت اللہ۔ نچار حسین ڈولوال، طالب حسین۔ محمد یعقوب بانہالی، عبدالطیف پرواز پوگلی، جہانگیر ارشد پوگلی، عبدالحمید مضروب۔ عبدالمجید ملک۔ صدام حسین، شاہین پوگلی، عبدالحمید پوگلی، ناچو، غلام محمد کٹوچ پوگلی،، بشیر احمد

پوگلی (میترہ) محمد اقبال پوگلی، بقول ڈولوال چناب ویلی موسیقی کا ایک اپنا مقام ہے۔ جس کو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بھی تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اِس حسین وجمیل وادی میں موسیقی کے پرستار ہر دور میں رہے ہیں۔۷۴۶۔۷۵۱ میں راجہ نندر سین کے عہد حکومت میں فن موسیقی ہر ایک گرانقدر کتاب سنگیت سنگرہ میں لکھی گئی ہے۔ فن موسیقی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی یہاں کی بستیاں۔ چناب کی وادی مختلف زبانوں اور بولیوں کا سنگم ہے۔ بقول عزیز مشتاقؔ پوگلی وادی چناب میں ہر بولی کا اپنا لہجہ اور کول ادب کا بیش بہا سرمایہ ہے۔ زبان اور بولیوں کی رنگارنگی اور دِل کو موہ لینے والے لوک گیتوں کا وجود ہمارے علاقے کو ایک منفرد مقام عطا کرنے میں مددگار بن گئے ہیں۔ ریاستی زبان وکلچر کے حوالے سے پوگلی بولی کو زبان کا درجہ دینے کی اہم ضرورت ہے۔ پوگلی لوک گیتوں کی پہچان اُس کی مقامی دھن ہے۔ زبان یا بولی نہیں ہے۔ غالباً 1998ء ڈوڈہ ایک محفل مشاعرہ حکومت کی طرف سے منعقد کرایا گیا تھا۔ بقول عزیز مشتاقؔ پوگلی اُس دور کے طالب علم فاروق نادم اور اُن کے پوگلی نوجوان ساتھیوں نے غزل اور لوک گیت پوگلی میں گائے تھے۔ سامعین کو بہت پسند آئے غیر زبان بولنے والے اُن دنوں کے ایس پی جناب محمف حنیف بٹ کو پوگلی الفاظ سمجھنے کی جانکاری لیتے رہے۔ پوگلی ٹیم نادم کی سربراہی میں دوسرے نمبر پر آئی تھی۔ پوگلی میں لہجوں کے حساب سے دُھنیں مرتب کی گئی ہیں۔ چند دُھنیں ہماچل سے ملتی ہیں۔ پوگلی کلاکاری

سنگیت کارواں کو ترتیب دینے کی سخت ضرورت ہے۔ کلچرل اکیڈمی کو بار ہا
گزارش کی گئی کہ شوقین کلا کاروں کو زیر تربیت اکاڈمی رکھا جائے۔ تا کہ یہ مختلف
توضیحات کو بروئے کار لا کر پوگلی زبان وادب کو آگے لاسکیں۔ گلوکار کو سوز وساز
کی ضرورت ہوتی ہے۔ چیف منسٹر محبوبہ مفتی نے عوامی دربار ۱۴ ااکتوبر ۲۰۱۷ء ضلع
رام بن کی یقین دہانی پر اُمید کی جاتی ہے کہ کلچرل اکیڈمی سیکرٹری اکیڈمی جموں
وکشمیر جناب عزیز حاجنی ضرور توجہ دیں گے۔ کہ پوگلی زبان وادب کو بھی منظر عام
پر دیکھتے ہوئے نوجوان طبقہ کو زبان وادب کلچر میں نمایاں حوصلہ افزائی ہو سکے۔
ریاست کے متعلقہ اسمبلی ممبر اور پارلیمنٹ ممبر بلکہ وزیر اعلیٰ کو علاقائی بولیوں کی
تحقیق تلاش کرانے کی ضرورت بروئے کار لائے جبکہ ریاستی جنرل سیکرٹری کلچر
اینڈ لینگویجز وکلچرل آفیسران خصوصاً وادی چناب بھی مختلف بولیوں جن کا تعلق
پہاڑی، پسماندہ جیسے پوگل پرستان سیراز۔ ڈینگ بھٹل، کھڑی ترگام۔ نیل،
چملواس بالائی ضلع رام بن ایریا قابلِ ذکر ہیں۔

ولی محمد اسیرؔ ...... ایک محقق

قدیم ضلع دوڈہ سنیاں شناختہ مصنف ولی محمد اسیرؔ کشتواڑی صفحہ نمبر ۵۹ منز دُوئیہ علاقائی بولین سینٛت پوگلی بولیہ سُن ذِکر تہ صفحہ نمبر ۸ بشیر بھدرواہی یُس مابعد کُہنہ مشق شعرأ و مصنفین سنیاں فہرست منز مشتاقؔ پوگلی از قلم جناب وزیر خوراک وٹرانسپوٹ جموں وکشمیر، چیئرمین ضلع ترقیاتی بورڈ سابقہ ڈوڈہ مرحوم بشیر احمد کچلو B.A.Kichloo کا پیغام مسرت جموں ۳ مارچ ۱۹۹۸ء کِتابہ سُن دِیباچہ پروفیسر شمیم ڈین فیکلٹی آرٹ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی ایک فنکار...... ایک اِنسان عرش صحبائی اگست ۱۹۹۸ء ایک، تیز گام محقق ولی محمد اسیرؔ کشتواڑی از بشیر بھدرواہی ، صحافی آر کے بھارتی صفحہ نمبر ۲۷ نیوز ایڈیٹر نارتھ جموں ۵ فروری ۱۹۹۸ء کھییے۔ یکھ قلمکار بے خبر چھُ کہ ولی محمد اسیرؔ یکھ اُبھرو تمتحقق یکھ سُلجھو تمت ادیب تہ پرزنتمتوٗ شاعر ضلعہ ڈوڈے سنیاں دھرتی مقام کشتواڑ سُن یکھ شریف النفس اِنسانُس آحتہ علاوہ مِلنسار خلیق ۔ ذہین ، ہمدرد ۔ پُر خلوص حساس ، شگفتہ مزاج ، سنجیدہ طبعیت تہ مہمان نواز اِنسان چھُ یو کتھن منز کم تہ عملس سُن قائل چھُ اسیرؔ صاحبُس کیتوہ شوقے زبان وادب چھُ کہ یاوئیں پاڈر پانگی آحتہ پُگل پرستان تاں لکھارین سنیاں حوصلہ افزائی کِچہ زورے قلم سینٛت بزمن تہ مجلسن ادادبی تقریبن مثلاً فرید یہ بزم ادب ڈوڈہ ۔ اقبال نزم ادب بھدرواہ چلفت کلچر فورم

کشتواڑ ۔ گلستان ادب کشتواڑ چناب کلچر فورم کشتواڑ، کاشرَ ادبی مرکز بانہال بھدرواہی سنسھتا، ترقی گوجری ادب بھلیس ضلع پوگلی زبان وادب اِمام آباد (پوگلی بزم ادب اکھڑہال پانچل) آل پاڈری کلچر کمیٹی اٹھولی۔ علاوہ ازیں پوگلی بزم ادب تحریک پوگلی زبان ادب ضلع رام بن پس علاقہ سنسکرت ۔ فارسی ۔ اُردو۔ کشمیری۔ کشتواڑی۔ ہاڈری۔ بھدرواہی ۔ سیراجی۔ پوگلی۔ انگریزی۔ ہندی، گوجری۔ ڈوگری؛ پنجابی۔ اس کے علاوہ بھاٹلی تہَ ڈینگ بھٹل سِنی کشمیری تہ گوجری ہمسفر بولی تھِ۔ یا پہاڑی علاقائی کُہسارن سنیاں بولیہ تے ونی ہگم۔

دُعا مناجات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاک لگمتھ تیناۓ کلامن	عاجز سلامن دیوسا جواب
دڑ چھم رٹِ مہ تینُوئی دامن	جھک کری سلامن دیوسا جواب
مغرب نمازن دُعاۓ درُودن	جاۓ نمازن دیوسا جواب
فرض تہ سنتن فجر تہ شامن	دِ پاۓ نمازن دیوسا جواب
واتُس یثرب کیتوہ چھم مشرب	بابُ سلام اژھا روضہ پاکُس تاں
نہو شُمار تیر اُش اِنسانن	لِک کر سلامن دیوسا جواب
یکا پاسہ ہم سفر صدیق رضی اللہ عنہ اکبر	ہجر غارِ یارن دُعا تہ سلام

دُعامناجات

روحہ مینادم دم نس نیاس یکدم — نہوچھس تپویکلوئی ملائیک چھ ہمدم

فرشتہ چھُ حکمن تہ واعدن پابند — نہو واسطہ تیون چھُ سوالن جوابن

یاد پیوی مشیدن بالُن جریدن — گامن آزان گس فجرن تہ شامن

وفادار نہ دپونی یاں زِندگی سالم — رُوحہ مینا نس نیاس یکدم یکدم

خطاکار چھس تو اداکار نہو تُو — عمل آئیس بہتر شفا وول فقط سو

بندۂ بشر چھس نہو سو چھُ ظالم — رُوحہ مینا فقط سُوئی اللہ چھُ ہمدم

روز وشب غلط کار گمُت آس سہوُن — اللہ حُکم کر چھُ مہ لِکھ تھَس فرشتن

یوچھُ نہ سالم دُوئے چھُ نہ عالم — اعمال اگنی بکھا تیر پانہ بالم

گھابرون نہ ہرگز یسے نیس گس نس — قرآن چھُ عظمت تسی رہنوُ پابند

کنبہ چھُم بے خبر تیون نہو کینژ غم — روحہ مینادم دم نس نیاس یکدم

کھان اِت اِڈ بھر تیر کیتوہ کھالم — دِتمتُ اڈاتِ تیر آئیس سالم

سخاوَت والن سرائے تیر بالم — اِت چھم ذم ذم تیر آئیس کوثر

شفا کرے اللہ رضا چھم مہ تینیِ — غذاتے گھٹی گے سزا معاف کرِیم

جان اُناہٹی گے نظر تے گھٹی گے — زبان تے لٹی گے بس تُوئی چھس عالم

مشتاق وارہ بالتُھ عرفات نمرہ — ردکوتھ سِکائے سینٹ مناسُن جمرہ

توحیدار سُر رٹ آئیس اِتائے دُڑ — اجر تیر بدلہ پٹھ مُت بالم

بشیر احمد رونیال آئی اے ایس

جناب بشیر احمد رونیال مارچ ۱۹۵۴ء بخانہ مولوی عبدالرحمان رونیال حلقہ پوگل کے پنلہ گاؤں میں تولد ہوئے۔ پرائمری سے مڈل رک مڈل سکول مالیگام پاس کیا۔ میٹرک کا امتحان اچھے نمبرات لیکر ہائی سکول پوگل سے پاس کیا۔ ۱۹۷۳ء میں اننت ناگ (اسلام آباد) کشمیر ڈگری کالج سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ادبی شوق کی وجہ سے دوران تعلیم جریدہ "ویری ناگ" کے مدیر معاون بھی کام کرتے رہے۔ ۱۹۷۶ء اقتصادیات کی ڈگری حاصل کی۔ اوراس کے ساتھ ہی کے اے ایس پاس کیا۔ ۱۹۷۷ء تحصیلدار کی تربیت پر تعینات ہوئے۔ کورس کرنے کے بعد زرعی اصلاحات تحصیلدار مہور کام انجام دیا۔ دیانت داری وجذبہ شوق سے کام کرنے کے بعد بانہال میں بحثیت تحصیلدار رُکے پڑے ریونیو احکام بجالانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ غریب زمینداران کے اِنتقالات دیانت داری سے تصدیق کیئے۔ اس کے بعد ضلع ترقیاتی کمشنر کے آفیس میں ہیڈ کوارٹر اسسٹنٹ کام کیا۔ ڈوڈہ میں بحثیت تحصیلدار سے ترقی پاکر ایس ڈی ایم کشتواڑ اور شوپیاں جیسے دُور دراز علاقوں میں فرائض انجام دیئے۔ اس کے بعد اسسٹنٹ کمشنر راجوری اور ڈپٹی سیلز ٹیکس کمشنر کے طور پر کام کیا۔

کے تمام کم تر درجے کے کام کرنے پڑتے تھے۔ ریاست جموں وکشمیر کے موجودہ ضلع رام بن کے پہاڑ یہ علاقہ جات میں آج بھی یہ تجارت پیشہ کمائی والے ہُنر مند لوگ ہولار۔ کمار۔ حجام۔ گدی۔ چوپان۔ اور سُنار اپنا کام انجام دینے میں ماہر ہیں۔ اِن کا تفصیلی ذکر دوسرے مقام پر پوگلی زبان میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ لوگ آج بھی تادم اپنا کام دیانتداری سے انجام دے رہے ہیں۔ مُلک میں جہالت کی وجہ سے کم تر ناپاک گھٹیا سمجھا جاتا تھا۔ اُونچی ذات کے غیر مسلم ان کے ساتھ چھونا یا رابطہ رکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ کچھ اور لوگ جو بہت زیادہ سخت کٹر مذہبی تھے۔ اگر کسی چھوت کا سایہ بھی اُن پر پڑ گیا تو وہ ناپاک ہو جائیں گے۔ اچھوت شودر سے ایک درجہ کم سمجھے جاتے تھے۔ یوں تو ذات پات کا نظام عام طور پر جابرانہ اور غیر معقول نظام تھا لیکن ان سب نے زیادہ تر ظلم وستم اچھوتوں پر کیئے ہیں۔ ایک طویل عرصہ تک سماجی اصلاحات کے ذریعے اس نظام کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی اس میں شک نہیں کہ آج جو نظام موجود ہے اس کا قدیم زمانہ نظام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ آج کا نظام زیادہ جامع ہو گیا ہے۔ پوگلی بولی بولنے والے پہاڑی ضلع ڈوڈہ بلکہ غالباً ریاست جموں وکشمیر کو چھوڑ کر مسلمانوں اور عیسائیوں میں بھی ذات پات والے ڈھانچے موجود ہیں۔ ایسا اس لئے ہے کہ زات پات کا تعلق ہمیشہ معاشی نا برابری اور پچھڑے پن سے ہے۔ شہر ہو یا گاؤں کے لوگ جمہوری نظام میں برابر کے حقدار ہوتے ہیں کیونکہ لوگ اپنی حکومت آپ چناؤوں کے ذریعے کرتے ہیں نہ صرف ملکی یا ریاستی بلکہ گاؤں تک پنچائت چناؤ کے ذریعے جمہوریت وبحال رکھا جاسکتا ہے۔

اسوسماج

اسوسماج گوڑھی ظاہری چمک وول خوشحال نظریئے یے تے مگر انترن خالییو چھُ نہ پتہ کہ کس طرفہ سنیاں سماجی ماحول سیٹھ لیس بدنظر لاگ یہ ہر وقت اسوے سماج سنیاں کونی رگن رفش کرخشک کرنیتھ ادیو حال کرمویُس لالی بل کہ انترن خالی کونژہ کہرنوُ سیاہ ماحول یوسپل نے سیٹھ نہ رسپ ہیکنہ دبلنے سیٹھ دب رکسا یشارن کنااین یاعندین سیٹھ یو خطرناک دیمک دُور کرنو ہٹاوُ نو مُشل نہ بل کہ ناممن چھُ آز کہ حالات چھ پنائے لوکہ مالس نافرمانی کراوُ قتل تاں کرنس پس وپیش نہ کرُن کڑ کہ تیئوں مالس نعد جائیداد سنا وارث بنوُن عیش وعشرت سن زندگی گذارُن عِزتہ، عصمتہ بُرائی نیلام کر دوستن بہادرتہ دلہیری سُن چرچہ عام کرُن اَد دِل یتوہ بدھی گس ڈکیتی ، چور بازاری ۔ بد دیانتی ، جھوٹ ، فریب سنا شرم ناکک کھیل اضافن پانت اضافہ تیئون رونق بنوی ۔ مذہب تہ دین سن دہائی دینے والیا آبادی لادینیت تہ مذہب فروشی عروج سنے حدُس تاں برابر وأت گمتھ ۔ ایمان وار وارختم رگس اُمچھ ۔ اذان دینے یاھُن جماعت شامل گسنوُ دُورسن کتھ بل کہ یسی ٹائمس خصوصاً سحرہ پن تہ کھیل کودیس علاوہ توجہ صرف موبائل تہ ٹی وی شام وصحر خالص وقت پاس کرتے مگر خرافاتن سیٹھ کیتوہ قیمتی وقت فضول منز ضایع گس چھُ ۔ بدتمیزی یس حالُس واتمتھ باجماعت نماز مساجدن منز شروع گس تھ مسجد ہمسایہ ذاتی کاروبارن منز مصروف اذان سُن تقدس تے مشرل کرتے پن نے گُنبس مسلمان کہلاوَتے اگر

توجہ دلوائی ۔ اِسلامی تعلیم کی طرف تعلیم کے علاوہ بچوں کو وظائف بھی دیئے گئے ۔ ۱۹۱۷ء میں سرکاری سکولوں میں ۱۰۷ عربی ٹیچروں کو تعئنات کیا گیا۔ سوپور میں ایک عربی ٹریننگ سکول اِسی طرح ایک اور عربی سکول مگر ٹیچرس اننت ناگ ٹریننگ سکول بھیکھولا گیا۔

پرنس آف ویلز کے دور میں بنارس ہندو کالج جو آج ہندو یونیورسٹی ہے۔ ہری پرتاب کے نام سے ایک کالج کا افتتاح کیا گیا ۱۹۱۳ء میں امرسنگھ کالج جموں ۱۹۲۵ء میں مدرسوں کی تعداد اِس قدر تھی ۔ جموں وکشمیر میں دو ٹیکنیکل کالج ۱۹۲۵ء میں مزید ایک ہائی سکول بنایا گیا۔ گیارہ مڈل سکول، بیالیس پرائمری سکول۔ پانچ سو تیرہ ٹیچرس ٹریننگ سینٹر کھولو گئے ۔ ریاست جموں وکشمیر میں راجاؤں کے دورِ حکومت میں سکولوں میں طلباً وطالبات کی تعداد ۴۲۷۰۵ تھی ۔ ۱۹۲۵ء میں پوگل پرائمری سکول ہی تھا ۱۹۲۶ء میں پوگل کا سکول سینٹرل اپ گریڈ ہوا۔

ارکُلتیہ الکشفیہ کا اعلان پوگل تحصیل میں

بقول خطبۂ استقبالیہ ۱۹۹۸ء تاریخ پوگل پرستان ۲۰۱۷ء صدر جمیعتہ اہلحدیث محمد عبداللہ طارؔی نے کشفیہ ٹرسٹ کی نگرانی میں چلنے والے اِس عربی کالج کا افتتاح فرمایا تھا۔ اِس میں ہشت سالہ کورس کی تکمیل کر کے اب تک آٹھ علمأ پر مشتمل ایک چیف فارغ پا چکا ہے۔ اور ماشا اللہ اِس سال دو عالموں کا بیج فارغ ہو رہا ہے۔ دستار بندی کا کام عبدالعزیز مشتاؔق پوگلی نے انجام دی اور کچھ وقفے کے بعد معین و اکابرین حضرات کو پوگلی زبان میں نعتیہ کلام بھی پیش کیئے۔ سامعین سے پُر زور حوصلہ مندی ہوئی۔ بعد کلام اُنہوں نے فلسفانہ پوگلی کلام میں یوں کیا۔

شوقِ سمندرُس منز شوق چھُ لال تیتئے
منزلُس ضرور واتیِ مگر ایُس ہنفتے ہنفتے

شوق رکھنے والا سمندر میں ڈبکی لگا کر لال و گوہر ڈھونڈ لیتا ہے۔ مگر ہانپتے کانپتے منزل تلاش کر کے لال و گوہر حاصل کر لیتا ہے۔

آپ لائے ہیں یہاں تشریف ہم مشکور ہیں
کیا کہیں ہم آپ سے آج کسقدر مسرور ہے۔

اِستقبالیہ میں ہر دو ادارہ جات ناچلانہ و کشفیہ کا تفصیلاً بھی ذکر ہے۔ کشفیہ کی نسبت ظاہری اور معنوی خوبیوں کے تاثرات بھی ہیں چونکہ یہ جذبہ سماج سے بے سر و سامانی کے بھی ادارہ چلانے پر کمر بستہ ہیں۔ صوبہ جموں میں غالباً جتنی جامع مساجد

ہیں آدھی تحصیل پوگل اور بانہال میں ہیں۔ مُلک تقسیم ہونے کی شورش وافراتفریح پر انجمن کشفیہ کو خسارہ ہی نہیں بلکہ نا اُمیدی کی وجہ سے بند بھی ہوا۔ دوسری مرتبہ جب اُسی مقام پر اثری صاحب کی سرپرستی میں کشفیہ ٹرسٹ کالج کی بنیاد ڈالی گئی۔ کچھ اپنوں کی نا دانی کچھ غیروں کی شیطانی کچھ لوگوں کی لن تران تمام عناصر پوگل کے ماحول وہوا نے ہی کشفیہ ٹرسٹ کالج کے مد مقابل نا چلانہ میں ایک نئے عربیہ ادارے کو کھول دیا گیا۔ کاش اگر اُس وقت ضلع رام بن میں روڈ سائیڈ ادارہ کھولا ہوتا جیسا کہ مرحوم ابراہیم حاجی مشتاق حاجی نے ناچیز تجویز رکھی تھی۔ آج دونوں ادارے واقعی ٹرسٹ کالج کے عوامل ادا کرتے ۔ اور ہمارے نو جوانوں کی اکثر تعداد مدینہ پاک یونیورسٹی سے فارغ اور ریاست کے علمأ وایمائے مساجد اور مبلغین ہوتے۔ اس کے علاوہ بھی ہم تھنہ مالیگام کو مرکز لکھتے تھکتے بھی نہیں جبکہ مالیگام اور پانچل کا کسی حد تک کنڈہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اب کے بار پوگل مرکز بھی مالیگام ہی ہے۔ اُلٹی گنگا بہتی معاورہ ہے۔ لیکن کبھی کبھی آگے پانی جمع ہوگا۔ تو بہہ بھی جائے گی۔ جھوٹے قلم سے پناہ مانگنی چاہیئے ۔ معاشرے میں غلط قسم کی چھاپ پڑتی ہے۔

پوگلی ادب اُس ہنہ ہنہ سمیرم — پاٹس وڑیرم دوئن۔ کچہ ژڑیرم
یو ادب چھو کھلو ڈولو پتھرُ پے — لُت تُو قدم دائیں اُبھو یو کھڑیرم
ندی پار بھاٹلی ندی وارزندھاری سیرازی — پوگلی جوانہ تھے غیرت تھکس چھو
پوگلی چھیاوَن ماجوانمتی سیرازی — شاباش دُتھنن کارتھن اگی یو

جمعیت اہلحدیث نے ۱۹۸۹ء اُلکشفیہ پریچنگ سینٹر کے نام سے کھولا ہے۔ جہاں ۱۹۵۲ء کے بعد گورنمنٹ سکول چل رہا تھا۔ انجمن کی ملکیتی اراضی ہے۔ یہ تجویز با اتفاق رائے پاس ہوئی مقامی لوگوں نے جو مزید سندن اراضی جذبہ دین وقف کی تھی اُس کے بارے میں سرخم وخاموشی ہے۔ اللہ کے دربار میں پکڑ ضرور ہوگی۔ ہر دو سرکاری ادارہ جات پوگل ومالیگام یا دینی ادارہ جات کو گاڑی روڈ سے جوڑنے کیلئے فراخ دلی اور بہادری بلکہ رہبری سے کام لیا ہے۔ جو برسوں سے عیاں ہے۔ بقول صدر اُلکشفیہ کشفی عربی کالج بفضلہٖ تعالیٰ آٹھ علما کرام ہشت کورس کی تکمیل کے فرائض بحسن وخوبی سرانجام دینے میں مصروف عمل ہیں۔ خطبے میں کہا گیا کہ اس ادارے کو کسی کی بدنظر لگ گئی مزید لکھا ہے کہ بزرگ کہا کرتے تھے کہ خوبصورت کے چہرے پر سیاہ داغ لگایا جائے تا کہ بدنظر نہ لگ جائے۔ یہ بدعت وشرک ہے۔ بہرحال مبلغ نے مثال کو استوار کرنے کیلئے بولا ہے۔ کسی کی بدنظر نہیں لگی البتہ اپنی بدنظر ضرور لگی، پوگل کی سرزمین توحید پر مبنی ہے۔ یہاں تخریب کا ٹیکہ اب بھی موجود ہے جبکہ سرگلی کے مقام پر مرحوم سابقہ صدر جمعیت جموں وکشمیر شوکت شاہ نے تفصیلاً کہا تھا ادارہ ہذا کو ناکام ہونیکی خاص وجہ بھی نہ تھی۔ دینی علما کو ورغلانے یا ملازمت دینے کا بھی امر نہیں تھا۔ دینی علما ورغلائے نہیں جاتے کیونکہ اُنہیں ایمان کامل ہوتا ہے مرکزی جمعیت کا غیر جنبداری کا ثبوت دینا کسی حد تک مانا جاتا ہے۔ غیر جانبداری اِس لحاظ سے کہ دونوں اداروں کی دیکھ ریکھ ومالی امداد بطور حوصلہ افزائی فراہم کرنی چاہیئے تھی۔ ناچلانہ ادارے کا رجسٹریشن کیا، اُس وقت انجمن کشفیہ راجدھانی سے منسلک تھا اب کی بار جبکہ جمعیت سرینگر کے ساتھ رجسٹرڈ ہے اراکین جمعیت، معلمین ادارہ منتظمین وناظمین تنظیم کو غیرت وجوانمردی سے اِس نیک ادارے کو چلانا چاہیئے۔ ورنہ تحصیل پوگل کا ریونیو مرکز الکندی ہے۔ اُنہیں اللہ ایمان کامل اور مزید جذبہ دین عطا کرے۔ (آمین)

نایاب گوہر

لال وگوہر سمندر کی گہرائی سے مشکلات وکھٹنائیوں کو برداشت کرتے ہوئے برآمد کئے جاتے ہیں غوطہ زن جذبہٗ غیرت وشوق سے کئی عرصہ ڈُبکی لگا کر تلاش کرتے ہوئے لال وگوہر کو سطح زمین پر لاکر اپنا نام کماتا ہے۔ نام کمانے کیلئے غیرت وجذبہٗ شوق کی ضرورت ہوتی ہے۔ خالق کائنات نے اِنسان کیلئے یہ سب کچھ ظاہری وپوشیدہ تیار کر کے رکھے ہیں۔

ظاہری اشیأ کی نسبت پوشیدہ مخفی چیزوں کا حاصل کرنا دشوار ہی نہیں بلکہ صبر آزما بھی ہے۔ مالک کی چاہت ہے کہ میرا بندہ زندگی میں نہ صرف سطح زمین پر بلکہ کرأ فضا اور سمندر کی گہرائی میں بھی دسترس حاصل کر کے اپنا نام کمائے اور نہ صرف با حیات بلکہ ابدی زندگی جو عالم برزخ میں گذارنی ہے۔ درخشندہ وتابناک رہے۔ وہ صرف اور صرف خالق کی فرمانبرداری سے دستیاب ہوسکتی ہے۔ یہ فرمانبردار ہی اپنے مالک کا اعتماد رکھتے ہوئے سمندر کی گہرائی تک جاکر اپنا کام انجام دیکر واپس لوٹتے ہوئے کامیابی کا پریم سماج کے درمیان گڑ دیتا ہے۔ یہ غیرت وشوق سماجی افراد کیلئے جذبہٗ عمل بن جاتا ہے۔ یہ ہی عمل پوگل کی بستی ''بٹرو'' کے انجہانی ڈی ڈی ٹھاکور نے اپنایا نہ صرف ریاست جموں وکشمیر بلکہ پورے بھارت دیش میں محنت، غیرت، جذبہٗ شوق ولگن سے سماجی خدمات کیلئے شب وروز متفکر رہے۔۔ معاشی حالات کو بالائے طاق کی طرف رکھتے ہوئے شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کی ایمأ پر جموں وکشمیر ہائی کورٹ ۱۹۷۳ء جسٹس مقرر ہوئے تھے۔ ۱۹۷۵ء میں جسٹس کے عہدے سے مستعفی ہوگئے

اور شیخ کابینہ میں وزیر مال مقرر ہوئے۔ شیخ محمد عبداللہ نے ڈی ڈی ٹھاکور کو قابلیت، با غیرت، دلھیری کی وجہ سے پوگل بٹرو کے ایک فرزند ارجمند کسان کو (''گوہر نایاب'') کا خطاب دیا۔ کیونکہ وہ عوامی خدمات کیلئے اپنی معاشی حالات کو پس و پیش چھوڑ کر وقف کر گئے۔ اِس وجہ سے انجھانی گوہر نایاب خطاب کے مستحق ہیں۔ شیر کشمیر انٹرنیشنل رہنما تھے۔ ڈی ڈی ٹھاکور شیخ کابینہ کے بعد جی ایم شاہ کے ساتھ ڈپٹی چیف منسٹر رہے۔ گورنر آسام کے علاوہ چارج ارعناچل کا بھی سنبھالے رہے۔ سپریم کورٹ دِلی کے سینئر وکیل بھی رہے۔ ایثار پسند، خوش گو، ملنسار، انسان دوست، با اخلاق اور اوصاف حمیدہ رکھنے والا شخص ہی اپنے وطن عزیز کے افق پر کہکشاں کی طرح درخشاں و تابناک رہتا ہے۔ انجھانی کی شخصیت نمایا و عیاں تھی۔ انجھانی مدبر ادب نواز اور منجے ہوئے ادیب و دانشور تھے۔

''حال ہند'' نامی میگزین اُردو اور انگریزی میں اپنی ادارت میں شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ یادوں کے چراغ ایک منفرد دستاویزی سوانح حیات تحریر کی تھی۔ وطن کا پیارا اور اپنے ہمسایہ گاں کا پریم گُفتار سے عیاں اور خطاب سے بیاں تھا۔ دعا ہے کہ اُن کی آتما کو شانتی نصیب ہو۔

ے بھولے نہ کسی حال میں ہم آداب نظر تیرے
مُڑ کے نہ تجھے دیکھ سکے ہم وقت سفر تیرے

ے یہ دُنیا ہے اِک مسافر کے سفر جیسی
کوئی آج ہے کوئی کل موت ہے ایسی

وجہ تسمیہ گوہالہ

موجودہ حلقہ پٹوار پُگل تحصیل پُگل پرستانُس منز مختلف گامن سنو وجہ تسلیمہ یعنی نام کِناری پیسوہ یاوُن منز گوہالہ پُگل تہٕ گواہالہ مالیگام چھُ ''گوہالہ'' پوگلی بولیہ منز ''اگوالی ٹھائے'' بمعنی کھُرلیتہ ٹھائے بمعنی جانور گنٹھناسنی جگہ۔ ہندی منز گئوشالہ (گوترن رہنے سنی جگہ) دراصل یاوُن دیپائے گام گئوشالہ آستمتہ چھُ مالیگام گوہالہ سینتی ''باس'' یس کاشرٕ منز گرمائی موسمن مال چاروائین سن جگہ ون چھُ گویا ''باس'' یس ڈوگری پوگلی منز ''آدھوار'' ون چھسم لیس سینتی اگوالی یا ٹھائے بدلی کری گوہالہ نام پے۔ دراصل قدیمی پُورہ بستیین سنیاں گوترنِ سنو ''گئوشالہ'' بدلی کری گوہالہ گام بنی گمتواَیس۔ مالیگام گوہالہ جنوباً ہالہ جگہ موضع گوہالہ چھُ یسی سینتی 'ژبرحال' باسُس شمالاً یکھ جگہ تھِ۔ اِتی صبرناک بسمین سُنو مقام راہنُچھ (مرناڑ) تہٕ (ناروڑ) سُنو گجر نام ذکر دویساہ جائے کرنے آمچھ پُگل گوہالجنوباً نورہ گام چھُ یس گامُس منزسٕ پانژل لنک روڈ ڈگس تھِ یو روڈ کرشن گامسٕ تے دِی حصہ کرچھُ۔ کرشن گامُس شمالاً ڈوگہ چاکوئے تہٕ منڈھی موضع یے چھُ یاوُن منز گرمائی بستی اکثر آس تھِ یس علاقس روڈ سنو بندوبست حکومت سنی فراموشی بل کہ کاہلی تھِ یس بستی منز کنژ تعمیری کارنہ کرنے آمچھُ نہ کنژ پلاننگ آزتاں زیر غور تھِ۔ آزتاں راہوُن گام تعلیم تہٕ بجلی، روڈ، کچہ ترسُو چھُ یُو بالائی غربت وول گام حق دے چھُ حق حاصل کرنیس منز معصوم چھُ۔ پُگل ہائیر سیکنڈری اداروں شمالٕ ناگترہ تہٕ وادی سرگلی اَپرنو گام سنو علاقہ تے قابل تعمیرات روڈ۔ بجلی، تعلیمی ادارن پرائمری سطح تاں سنی اِنتہائی ضرورت تھِ۔

محاذ رائے شُماری کی سیاست

۹/اگست ۱۹۵۵ء کو مرزا محمد افضل بیگ نے محاذ رائے شُماری کی بنیاد ڈالی۔ ۸ جنوری ۱۹۵۸ء کو انہیں جیل سے رہا کر دیا گیا۔ ۲۱/فروری ان کی تقریر پر فسادات ہوئے ۲۹/مارچ ۱۹۵۸ء کو انہیں دوبارہ گرفتار کرلیا گیا۔ اور کشمیر سازش کیس چلایا گیا۔ ۱۸/اپریل ۱۹۵۸ء کو شیخ صاحب جیل سے رہا ہو گئے۔ ۱۹۶۵ء وہ پاکستان اور چین وغیرہ ممالک کے دورے پر گئے (۱۵۲) پوگل پرستان تواریخ صفحہ (۲۵۴) ۵/جولائی ۱۹۷۵ء شیخ صاحب نے محاذ رائے شماری کو ختم کر کے نیشنل کانفرنس میں شامل کرلیا۔ (۱۵۲) وادی کشمیر میں رہنماؤں کی حیثیت کشمیر میں فرقہ پرست جموں میں کمیونسٹ اور دہلی میں قوم پرست کے روپ میں چلی آ رہی ہے۔ یعنی سیکولر، فرقہ پرست، جمہوریت پسند اِسی وجہ سے ہماری ریاست کے چند خاص رہنماؤں کے عوامی خطابات میں سیکولرازم، نیشنل ازم اور جمہوریت کے خوبصورت الفاظوں کے سُننے سے جنتا کو وشواسی نکھار حاصل ہوتا ہے۔ اور عرصہ چناؤ تک مظالم برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ نیشنل کانفرنس کو ریاست میں کانگریس کے ساتھ اکثر گہرے مراسم رہے۔ جبکہ شہر کے باہری علاقہ جات میں میر واعظ مولوی محمد یوسف شاہ کو اکثر حمایت رہی ہے۔ اور مذکورہ دونوں پارٹیوں کے ساتھ مخالفت رہی ہے۔ ایک وقت میں ایسٹ انڈیا کمپنی سے ریاست کی قیمت مہاراجہ ہری سنگھ نے ۷۵ لاکھ ڈالر روپے میں خریدی تھی۔ اِسی قیمت خرید کے افسوس نے یہ تنازعہ اب تک

بدستور قائم رکھا ہے۔ ورنہ لارڈ مونٹ بیٹن نے تنازعے کا حل نکالنا خلوص دِل سے
چاہا تھا۔ ریاست کے تنازعے نے ہی قبائیلوں کے ذریعے لوٹ مار کے ساتھ مہورہ کا
پاور ہاؤس دھماکے سے اُڑا دیا تھا۔ اور شہریوں کی زندگی گُپ اندھیرے میں اُجیرن
بنا دی تھی۔ (۱۳۳) جبکہ مہاراجہ شہنشاہی عادات میں دوسہرہ کا تیوہار منا رہا تھا۔
پیٹ درد کے بہانے سے کشمیر سے ہجرت کر گئے تھے۔ اب دھماکے کی خبر سُنتے ہی
جموں کی طرف لوٹے جبکہ قبائیلی لوگ بارہ مولہ میں لوٹ مار میں مشغول
تھے۔ (۱۳۴) صفحہ نمبر ۲۴۵ تواریخ پوگل پرستان) کشمیر سے درہ بانہال سے بھاگتے
ہوئے ڈوگرہ رعایا کو خبردار کیا گیا کہ جتنا ممکن ہو سکے ریاست کی مسلم سرزمین کو تن من
دھن سے کُچلا جائے۔ اِسی پر جموں شہر کے مسلمانوں کا قتل عام کر کے شہر خالی کر دیا
گیا۔ اب اِس ماحول میں آ کر بھارت سے مدد طلب کی اور شرط الحاق کے ساتھ
منظور ہوئی۔ ۲۷/ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ہندوستان کی فوجیں زمینی اور فضائی دونوں
راستوں سے ریاست میں داخل ہوئیں، جبکہ لارڈ مونٹ بیٹن خود کشمیر آئے۔ ان
کے بعد مہاتما گاندھی نے بھی کشمیر آنے پر مہاراجہ کو چند سبق آموز ہدایات دیئے مگر
قائیل نہ کر سکے۔ جبکہ لارڈ مونٹ بیٹن یہ بخوبی جانتے تھے کہ ریاست میں مسلم آبادی
نوے فیصدی ہے۔ اور بیشتر حدیں پاکستان سے ملتی ہیں۔ ۱۳۲ صفحہ ۲۴۴

درجات مِلُن تیر

نبی پاک ﷺ قبیلن ، برادرین ، ہمساین ، پاٗنُس منز تضاد تہٕ تعصب دُور کو حسب ،
نسب ذار پات فجر تہٕ غرور س مچہٕ میل کوٚاد عالمی یتفاق تہٕ یکجہتی سٕن بنیاد رچھ تِی سرن مسلمانن یکھ
برادری یکجان یہنو دُدھ تہٕ شکر بناوٗ تو تیلہ یکس دویُس سنِ جدائی گوارانہ آحتی اد خالق حقیقی سُن
پیار تہٕ محبت بارنن منز قائم دائم رچھنے سُن سبق پیش کویس سینٹ مسلمانن حسب ، نسب ، ذات
پات تہٕ برادری سنے رِشتن اَحتہ دین اِسلامس سینٹ رِشتن جادہ اہمیت تقویٰ دینداری ، اخلاق
قائم کرتُو ۔ مالکِ پن نہ بندن نیکی سُن سبق پیش کچھُ کُذ کہ زندہ گی منز امن تہٕ راحت ایمان نہ
خلوص قائم رچھ کیری آخرتس منز تھُد درجہ مِل چھُ نبی پاک ﷺ چھٗ نہ شہد چھِ تیون خُدا ایُس
قریب آسُن تیون بُلند درجہ " مرتبہ " مِلن یکھ اعرابی تھُد اُتھتوٗ عرض کین اے نبی نبی پاک ﷺ
نہ تیوں نبی اَسن نہ شہید اَسن اللہ سنا قرب ولا اُسُن ؟ تیوں نہ درجہ یتہ تھدہ آسُن شہید تہٕ نبی
تیون پانت رشک کرُن ۔ یاوٗن قبلین تہٕ برادرین آحتہ الگ تہٕ جُدا آسُن ۔ بل کہ مختلف قبیلن تہٕ
برادرین سنا آسُن صرف اللہ سنیاں مرضی (رضا) رکچہٕ محبت رچھنا والہ آسن قیامتُس منز تیون
نُورانی موئے آسُن دوین خوف گھبراہٹ آلیس دونی یاُوس پانت تے مہاتما گاندھی یا جنوبی
افریقہ سنے نلسن منڈیلا شہہ قومی درد رچھنے والہ ۔ آزادی پسندن ذات پات حسب نسب بڑے
لوکچے یا اونچ نیچ سنا فرق تفاوٗت دُور کرنے سُن جذبہ آلیس چھُ بل کہ یونِ سوچ بندہ سُن تحفظ
تہٕ بچاوٗ آس چھُ یاوٗن قربانی دُنیاوی ظلمیر ان تہٕ ظالمن خلاف اُلیس تھِ اگر غریب سماج پٹُن اعتماد
گامہ ذٹھسِ تہٕ مُلک پر دھانُس دیتے اُلیس تیون خونی رگن منز غریب سُن احساس اُفڑ وتے
اُلیس ۔ یاوٗن یہنے مہاتاتن سُن تواریخ بنوتھِ ۔ یونہ عملی اوصاف زِندہ راچھ ۔

''گُرڑمہنی'' عورت کی نابرابری

بُرگن سنے زمانس مڑدتہ گُرڑمہنی دِیپائے حلال کمائی کری روزی سنی تلاش کرتائے خوشحال زندگی گُذارتے آختاہ اُسوے مُلکس تعلیم سنوررواج محدودآختو یسائے وجہ سینٹ معاشی تہ اِقتصادی حالات غربت تہ مفلسی منز وریڑ اَحستاتی گوٹھوسُنو کار مزوری مشقت مڑدسنی ذمہ داری تہ گھریلو کارمال چاروایئے لنگر، کھالنوٗ، صفائی تہ بچن سنی پرورش دیکھ ریکھ جادہ پہہ گُرڑمہنیاں گرنو آختوٗ ژوریا پنژ دہائی پہلے ممکن چھُ زمینداری منز تے پنّنے 'خاوٗند' شوہرسنی امدادایسہی کرتے آز کے دوُرس کھالنو پکاوٗنے رکچہ بالن کاٹھن سنی خاص ضرورت نہ تھجدید پکاوٗنے سنیاں مشینہ تہ باندہ دستیاب چھُ ''ڈڈ'' کپڑاتہ برتن باندہ چھلنے سنیاں مشیناں آسانی سینٹ دستیاب چھُ چاروائین سنوررواج صرف دُودھ والی یکھ گاوٗں تھِ ۔ اِلہ گُرڑمہنی پڑتہ متی اُیس۔

رفتہ رفتہ وقت گُذروچھُ، تعلیم عام گس تھِ ۔ گُرڑمہنیاں سناحقوق تے بیدار گس چھُ حالانکہ گُرڑمہنیاں سنو ٹیلنٹ تے کینژ کم نہ چھُ یلہ زن اِنداجی مُلک سنونظام وزیر اعظم انجام دیتوآز کے دورجدیدُس منز گُرڑمہنیاں برابرسناحقوق حاصل چھُ۔

مڑدہ خاوٗندُس سینٹ چِتا منز ''جے ستی'' ذلی گسوزبردستی یاجابرانہ امرنہ آختوٗ بلکہ 'ستی' گُرڑمہنیاں سنی رضامندی پُن ثواب کرنوآختوٗ ۔ بہرحال یہ جہالت سنوزمانہ آختوٗ بنگالی سنے رابندرناتھ ٹیگورس سنی تھیوری پڑوس مخالف تھِ یواٗن مِٹ اٹل فیصلہ چھُ نبی پاک ﷺ آخری ہدائت دینے وول چھُ تیونوٗ فرمان زپنوٗ چھُ گُرڑمہنی پردہ نشین تھِسیا رکچہ بے پڑدہ رہنو

حرام چھُ ۔ اگر حلال کمائے کرنی تہٕ کھالنی حق چھُ اِناری پڑدہ رچھنوٗ حلال تہٕ حق چھُ سخت قسم
سنیاں مذہبی گرٛمہنیاں پڑوس منز گول پالی منز گنگا آشنان پڑدہ سمیتھ ڈُبکی دیتے آچاہ آز
اگے بے پڑدہ ڈُبکی سینٹ آشنان کرُن یا پوتر گنگا سنے تقدس سنو کم حال اُیس ٹیگور سر نسبتاً
روشن خیال خاندانُس سینت تعلق رچھنے وولوئیا سرہ لیس یہٕ ذاتی یکھ سوچ تھِ ہدایات سنا
قدرتی الہام نہ چھٕ خالق کائنات سنی ہدایات امر رہونُ ۔ گرٛمہنیاں سنا حقوق بدستور چھٕ نہ
صرف مڑدسُنو طلاق بلکہ خاتون خلاتے مڑدُس دئیں ہگی ۔ گرٛمہنی لیس دوئی لفظن منز خاندانی
یا مالکِ بائے ونَ چھ گھریلو تمام چیزن سنی مختیار کُل تھٕ کینژ ضیافت کھالنوٗ ’’طعام‘‘ مہمان اعلیٰ
عدناوُس پننے کمبس بلکہ فی سبیل اللہ دینے سِنے مالکِ بائے اختیار رچھ ہگتھ غرضیکہ گرے سنی
اندرونی سیاہ سفید سنی مالکِ بلکہ با اختیار لین دین سنی فقط گرٛمہنی تھِ بچپن تعلیم دینے سنی
ضمانت دار تے نیک عادات ادب واحترام سنو بنیادی سبق دینے سنی ذمہ دار گرٛمہنی تھِ اگر
تعلیم یافتہ اُیس ملازمت دیگر حلال کمائے کرنس تے کنژ رکاوٹ یا پابندی حائیل نہ
چھسا ۔ کینژہ خلقت ون چھٕ گرٛمہنیاں سینٹ ظالمانہ برتاوٗ سلوک کرنے یے چھُ یہ غلامی
زندگی بسر کرتھِ اُدمُڈر سنی اُجرت کمائے گس کھالتس گس تھِ ۔

عین ممکن چھُ کہ کنژس جہالت والے علاقس آز تے ’’جے ستی‘‘ مڑدُس سینٹی چتا
منز ذلنے سُنو رواج اُیس یہٕ واقعی جہالت مذہبی پابندی نہ ماننے یوی البتہ خاتون پانت
جابرانہ یا ظالمانہ طریقہ بالکل ناروا غلط چھُ لیسا دیپائے طلاق تہٕ خلاح سنو حق حاصل
کرنے آزادی تھِ اولادُس پانت مڑدسن شانہ بشانہ حقوق رٹھی ہگتھ مڑد تے پنیاں رفیقہ
حیات بغیر مشورہ کنژ خاص کار کرنے سنو حقدار نہ آسنو گس ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عبدالعزیز کٹوچ (مشتاقؔ پوگلی)......سوانح حیات
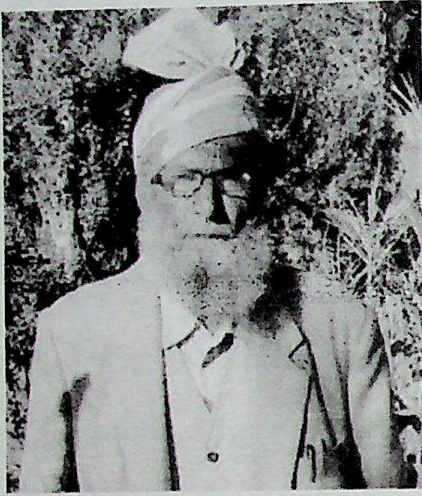
راقم کا نام عبدالعزیز کٹوچ تخلص مشتاق

پوگلی ہے اور والد کا نام محمد رمضان کٹوچ ہے۔

میں واقع دھاؤ کھن ڈوڈرال علاقہ پوگل تحصیل

بانہال ضلع ڈوڈہ ۱۹/جون ۱۹۴۲ء کو پیدا ہوا۔

والدین کا اکلوتا فرزند ہوں۔ والدین مالک کے

فضل وکرم سے باوقار نیک طبیعت، پُرخلوص۔

محنتی اور مالدار ہونے کے باوُجود اِنتہائی ماہر

تھے۔ ۲۰۰۲ء بکرمی میں چاچازاد بھائی مرحوم محمد حسین کٹوچ نے انجمن کوہستان کشفی پوگل

پرستان ادارہ سے مڈل کا امتحان پاس کیا تھا اور مجھے بیسک سکول پوگل میں جماعت ابتدا اول

میں داخل کروالیا۔ جبکہ بھائی صاحب مرحوم کا انتقال ۲۰۰۹ء بکرمی میں ہوا۔ گیارہ سال کی عمر

میں والدین نے میری شادی کرلی۔ جبکہ میں پانچویں جماعت میں زیر تعلیم تھا۔ باوُجود

مصائب ومشکلات کے میں نے آٹھویں جماعت کا امتحان اچھے نمبرات لیکر پاس کیا۔ اگلی

جماعت میں 1958ء بانہال ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ 1960ء میں میٹرک کا امتحان

اودھمپور سینٹر سے دے کر سلسلہ روزگار پرائیویٹ فرم کے ساتھ ڈِلہوزی ہماچل پردیش چلا گیا۔ غالباً ایک سال کے بعد وہاں سے واپس آیا۔ ڈِلہوزی ہماچل کی پُر فضا مناظر قدرت نے لِکھنے کا شوق مزید جھنجوڑا۔ کیونکہ عشق کی راہ میں مصیبتوں کی لعنت سرور حاصل کرتی ہے۔ ایسی راہوں میں کانٹوں کی چھوبن سے فرحت ملتی ہے۔ جو پھولوں کی سیج پر لیٹ کر نہیں ملتی ہے۔ یوں تو طالب علمی کے زمانہ سے ہی شعر وشاعری کا شوق تھا لیکن حقیقت میں ڈِلہوزی دھوپ گڑھی کالاٹوپ کے پُر فضا دیودار کے جنگلوں نے جذبہ شوق کو مزید تقویت دی۔ بہر حال 14 مارچ 1962ء کو بحیثیت ٹیچر گورنمنٹ پرائمری سکول اشمار بڑا گنڈ میں تعینات ہوا۔ جو تحصیل گول گلاب گڑھ ضلع اودھم پور میں ہے۔ اِسی دوران ادیب ماہر اور ادیب کامل کے امتحانات علی گڑھ یونیورسٹی سے پاس کیئے۔ چونکہ امتحانات کی تیاری کیلئے مطالعہ ضروری تھا اِس سے جذبہ شعر وشاعری کو مزید تقویت ملی اور 1970ء میں بزبان پوگلی "تین خیال" کِتابچہ ذاتی اخراج پر چھپوایا۔ مینُ خیال کو پڑھکر لوگوں نے خیال ظاہر کیا کہ کیا ہی بہتر ہوتا اگر اِس کا ترجمہ اُردو میں کیا جاتا۔ کیونکہ اُردو ترجمہ کے ساتھ غیر پوگلی قلم کار بھی اِس سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔ 23 ستمبر 1975ء "مینُ کوہستان" بزبان پوگلی نظموں اور غزلوں کی منظوم کتاب باترجمہ اُردو منظر عام پر آ گئی۔ مرحوم عشرت کاشمیری صاحب نے قبل از چھپوائی کِتاب کی لِکھائی پر بہت زیادہ حوصلہ افزائی کی۔ اور اِس کے آغاز میں دو لفظ کی تمہید سے مصنف اور زبان کا تعارف کیا۔ جناب بال کرشن چوہان ایم اے بی ایڈ اور جناب عبدالخالق صاحب ایم اے بی ایڈ نے علاقائی زبان اور پوگلی کا تعارف کرتے ہوئے حوصلہ

افزائی فرمائی۔ 5/ جنوری 1981ء ''ہرساؤ پرستان'' کِتاب بزبان پوگلیبا ترجمہ اُردو اکیڈیمی جموں وکشمیر کی سبسڈی سے مارکیٹ میں آگئی۔ عام لوگوں خصوصاً نوجوان طبقہ نے نظموں غزلوں مناجات وغیرہ کو ہر سحر وشام اپنے مشاغل کی گھن گھناہٹ کا ذریعہ بنایا۔ مڈل اور ہائی سکولوں میں مناجات کے طور پر کلام پڑھے جانے لگے۔ ملحقہ کے ہائی سکولوں اور ہائر سکینڈری سکولوں کے سرپرستوں نے کچھ جلدیں لائبریری میں رکھنے کی مانگ کی اور چند ادارہ جات کو دی گئی۔ شادی بیاہ اور اجتماعات میں بہت زیادہ مقبول ہوگئی۔ جنوری 1975ء میں اِسلامک کُتب ہائے کا مطالعہ کرنے کے بعد اُردو میں محمدؐ اور اِسلام کی کِتاب چھپوا کر ایصال ثواب والدین مرحوم کیلئے لوگوں میں بانٹ دی۔ راقم کے مضامین ''ہند سماچار'' ''ائر پورٹ ٹائمز'' اور دیگر اخبارات میں آتے رہے۔ 1995ء میں منظر پس منظر میں کشفی ادارہ کیلئے ایک خاص نظم کشفی ادارہ چھون کے عنوانات سے بہت مقبول ہے۔ میں نے دعوت اکیڈیمی پر Seminar selver Jubli Selebration مورخہ 25/26 مارچ 1984ء شرکت کی۔ اور آخر میں جناب آنریبل ایجوکیشن منسٹر محمد شفیع صاحب جموں وکشمیر کی دعوت پر ابھینو تھیٹر جموں میں شرکت کی۔ اور اِس کے علاوہ آل انڈیا Writers کانفرنس ٹیگور ہال سرینگر میں 26/27 ستمبر 1989ء شمولیت کرتے ہوئے پوگلی بولی اور علاقہ ہذا کا تفصیلاً جائزہ لیا۔

جناب مرغوبؔ بانہالی راقم کے اُستاد رہے ہیں۔ جبکہ ہم بانہال ہائی سکول میں زیرِ تعلیم تھے۔ اِن کے ساتھ جنرل اجتماعات میں اکثر وبیشتر ملتے رہے۔ رساؔ

جاوٗدانی اور جانباز کشتواڑی اور چمن لال چمنؔ ایڈیٹر کشمیری کے ساتھ سال 1969ء سے تاوقت اُن کی حیات رابطہ رہا۔ جناب منشورؔ صاحب بانہالی۔ جناب سابقہ ایڈیٹر کشمیری، جناب موتی لال ساقیؔ صاحب جناب محمد عبداللہ شہداؔ۔ ذولفقارؔ بانہالی صاحب، غلام رسول چوہدری صاحب سومڑ ہاڑوگ۔ عبدالحمید مضروبؔ صاحب بڑاکنڈ۔ جناب محمد اسماعیل اثرؔی صاحب۔ جناب منظور پوگلی صاحب۔ جناب عبدالروف راہیؔ صاحب، جناب محمد حسین حسینؔ صاحب وغیرہ شعرأ کے ساتھ آج گہرے روابط رہے ہیں۔

راقم نے اپنے کلام کو سرینگر جموں۔ بھدرواہ، بانہال، ہماچل پردیش، رام بن، سنگلدان، نیل، اکھڑہال، پوگل مالیگام میں پڑھتے رہے۔ پوگلی بولی کا بھدرواہی کی طرح ایک اپنا مقام ہے۔ جس طرح بھدرواہی زبان کو چمبہ کی زبان کے ساتھ رابطہ ہے۔ پوگلی بولی کا اسی طرح سے کشمیری زبان کے ساتھ رابطہ ہے۔ بعض الفاظ کشمیری زبان سے بالکل مختلف ہیں۔ مثلاً ڈون۔ اچھُڑ۔ کھُ۔ لڑھ۔ ساوٗل۔ ٹھوہاٹی۔ وِس پیو۔ رُڑگو۔ پاجمہ۔ سوتھُن وغیرہ الفاظ جو کشمیری سے کسی طرح بھی میل کھاتے نہیں۔ یہ ضرور ہے کہ پوگلی زبان کو کشمیری کا وردھ ہے۔ اصل میں پوگلی بولی کو اپنا مقام حاصل ہے۔ پوگلی کشمیری زبان کو اچھی طرح سمجھ اور بول سکتا ہے۔

پوگلی بولی میں شاعری کی ابتدا

تواریخ پوگل پرستان میں صفحہ ۶۲، ۶۱، ۶۰ مولانا محمد اسماعیل آزاد اثریؔ نے پوگلی بولی میں شاعری کی ابتدا میں یوں لِکھا ہے۔ زبان لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اِس زبان میں کپرن اسلام آباد کے ایک پیر کپرن کو پیر مشکور کہا جاتا تھا نے اس زبان میں شاعری کی ابتدا کی۔ یہ محض ایک مفروضہ ہے۔ البتہ یہ امر مسلمہ ہے کہ مذکورہ پیر صاحب نے اِس زبان میں اپنی طبع آزمائی ضرور کی ہوگی جبکہ ہر دور میں شاعری کی جملہ اقسام میں طبع آزمائی کی جاتی رہی ہے۔ البتہ اس کی تحریر سرمایہ محفوظ رکھنے کا انتظام نہ کرنے کی بنا پر ہم اِس سے محروم رہ گئے ہیں۔ تاہم گذشتہ نصف صدی سے حالات یکسر بدل چکے ہیں، موجودہ دور میں تعلیم یافتہ طبقہ نے اُستاد عزیز مشتاقؔ پوگلی نے ۱۹۶۷ء سے ابتدائی شاعری پنُّخیال' سے کیا ہے۔ اِن کی تخلیقات دوسری جگہ تفصیلاً آپ بخوبی جان سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں تعلیم یافتہ طبقہ نے دوسری زبانوں کے علاوہ پوگلی میں نہ صرف طبع آزمائی ہی کی ہے بلکہ انتہائی سنجیدہ اور قابل قدر کوشش بھی کی ہے۔ تاہم ایسا انفرادی نوعیت کا ہے۔ نوے کی دہائی میں پوگلی بزمِ ادب کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس سے پوگلی شعر وشاعری کو کافی تحریک ملی۔ کلچرل اکیڈیمی کی جانب سے پورے ضلع رام بن،

اکھڑہال ، نیل ، بانہال ، ، مالیگام ، پوگل ، پرستان ، مشاعروں کی محفلیں منعقد کی گئیں ۔ہم سرکار کی پوگلی زبان کونظر انداز کرنے والی پالیسی کو ہدف ملامت بنانے کے بجائے علاقے کے سربراہوں ، سیاسی لیڈروں اور اِس زبان کے ادیبوں وشعراء کو ہی دوستی ٹھہراتے ہیں کہ جنہوں نے آپس میں علاقائی تجاد پیدا کرنے کی اہمیت پر زور کسا۔ جو قابل مذمت ہے۔ کاص کر مجھے اِس زبان کے قلمکاروں سے شکایت ہے جنہوں نے بزم ادب میں اختلاف وانتشار کو ہوا دی۔ اپنے ذاتی حصول مقاصد کے لئے اِس بزم محفل کو داؤ پر لگایا۔ بجائے اِس پسماندہ زبان کی آبیاری کے اِس کی جڑھیں کھودنی شروع کیں ۔ایسا کرنے والوں کوعقل کے ناخن استعمال کر کے انتہائی سنجیدگی کا ثبوت دینے کی ضرورت ہے۔ تاریخ میں اپنا اور علاقے کا نام بلند کرنے کے لئے انفرادی قلم کی رفتار تیزی سے آگے جاری ہے۔ شعراء وادباء میں چند حضرات اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ جو صاحب کتاب ہیں۔

ا/مشتاق پوگلی ۲/ ذولفقار پوگلی ۳/منظور پوگلی ۔۴/آزاد اثری ۵/حسین جراڈی۔ ۶/اقبال نیلوی ۷/ محمد یوسف پرنوت۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پوگل پرستان میں دینی تحریک

جب اندھیرا بڑھتا ہے تو اجالے کے احساس کے ساتھ ساتھ چراغوں کی تلاش بھی شروع ہو جاتی ہے۔ اِسلام انسانی فطرت کا مذہب ہے۔ یہ آفاقی دین ہے۔ اِس کا پیغام ازلی ہے اور ابدی قائم رہے گا۔ قیام قیامت تک آنے والی نسلوں کیلئے حق کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ اللہ کی طرف سے اِس مکمل تحفظ رکھا گیا ہے۔ اِس کے نایوجود اللہ ہر دور میں ایسے دجال پیدا کرتا ہے جو بلا کسی خوف شرک و بدعات کی تردید کرنے اور دین خالص کو بندگان خدا تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ خالص دین کے سلسلے میں جسمانی، جانی و مالی ہر طرحکی قربانی پیش کرنے میں کعئی دریغ نہیں کریں گے۔ چنانچہ برصغیر ہند نیں شیخ احمدؒ سیرمندی مجدد الف ثانی جن کے تعلق علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے۔ (بحوالہ تاریخ پوگل پرستان)

وہ ہند میں سرمایہ مِلت کا نگہباں
اللہ نے جس کو کیا بروقت خبردار

اِن کے علاوہ شاہ ولی اللہ دہلوی، سید احمد بریلوی، شیخ نذیر حسین دہلوی، شاہ اسماعیل شہید نواب صدیق حسین خان۔ نواب وحید زماں، علامہ ابراہیم سیالکوٹی، اور مولانا ثناءُ اللہ امرتسری وغیرہ ہیں نے مختلف ادوار میں داخلی و خارجی ہر طرح کے

فتنوں کا قلع قمع کر کے دعوت اِلی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ جبکہ پوگل پرستان موجودہ تحصیل اور ضلع رام بن موجودہ جموں وکشمیر میں اِس پیغمبرانہ مشن کی آبیاری کیلئے یہاں کے ہی ایک مایہ ناز سپوت مرحوم مولانا احمد اللہ بالی نے فرمائی۔ موصوف نے جوانی میں ہی حصول علم کی غرض سے پیدال مسافت لاہور وسیالکوٹ کیا۔ اور جید علمائے دین خصوصاً شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان وزیرآبادی جو مولانا ثناؤاللہ امرتسری کے بھی اُستاد تھے۔ کے پاس تعلیم حاصل کی۔ وہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مجاہدانہ عزم دینی ولولہ اور داعیانہ تڑپ لیکر اپنے وطن پوگل پرستان لوٹ آئے۔ پورے خلوص کے ساتھ کتاب وسنت کی نشرواشاعت کے لئے خود کو وقف کر دیا۔ شرک وبدعات اور غلط قسم کے رسوم ورواج کی تردید میں ہمہ تن مصروف عمل ہو گئے۔ اِس پر آس پاس پڑوس میں اپنے وبیگانے بہت ہی مخالف ہو گئے۔ نہ صرف مخالف بلکہ آپ کو گوناں گوں کالیف ومسائب کا ہدف بنایا گیا۔ جسمانی وذہنی اذیتوں اور معاشی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ حتیٰ کہ قتل کی سازشیں رچائی گئیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو تحفظ دیتا ہے۔ آپ بال بال بچ گئے۔ ایسے رنج والم کے باوُجود آپ کے استقلال میں ذرہ بھر بھی فرق نہ آیا۔ دینی خدمات انجام دیتے ہوئے ۱۹۲۰ء میں داعی اجل کو اِس حال میں لبیک کہا کہ توحید کی روشنی نے شرک وبدعات کی تاریکیوں کا جگر چاک کر کے رکھ دیا۔ جبکہ اِس کارِ خیر میں ایک تازہ گروہ آپ کے ساتھ رہا۔ مولوی عبدالسبحان، مولوی محمد یوسف بالی، قاضی محمد رمضان، مولوی عبدالسبحان شال اور مولانا محمد شفیع زراڈی نیل۔

مولانا اثری اور سیرت شخصی

مولانا محمد اسماعیل ولد اِمام دین رونیال ۱۲ رجنوری ۱۹۱۵۲ء بمقام پنلہ ملیگام پوگل پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ٹڈل تک نزدیکی ٹڈل سکول تھنہ مالیگام میں حاصل کی۔ فارسی کا درس جامعہ شرفیہ ہندوارا وٗ دہلی میں حاصل کیا۔ دارالتعلیم مبارک پورا عظم گڑھ سے ۱۹۷۲ء میں ثانویہ پاس کیا۔ مدرسہ سبل اسلام عربی رابعہ ۱۹۷۳ء میں پاس کیا۔ اور تجوید قرآن مجید کی اور سند فراغت اگست ۱۹۷۶ء میں حاصل کی۔ مارچ ۱۹۷۸ء دو سال دارالحدیث جامعہ اثریہ میں تدریسی فرائض انجام دیئے۔ اور اِسی سال اپریل میں جموں وکشمیر تدریسی خدمات کے لئے سرینگر طلب کیا۔ (الکتبہ اللفلیہ) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ بارہ سال مکمل پرنسپل اور وائس پرنسپل کے فرائض منصب کو انجام دیتے رہے۔ ۱۹۹۰ء میں نامسائب حالات کے پیش نظر تمام سرکاری وغیر سرکاری ادارے بند ہوئے اور پوگل مالیگام کشفی عربی کالج قائم کیا۔ اور بحثیت پرنسپل ۲۰۰۱ء تک کام کیا۔ ۲۰۰۲ء دوبارہ سرینگر جمعیت نے طلب کیا۔ اور شعبہ تحقیق میں بحثیت سربراہ کے تعنات ہوئے۔ ۲۰۰۷ء اُلکلیۃ اسلفیہ بنات میں پرنسپل تعینات ہوئے اِس عہدے پر آخر تک ٹکے رہے۔ اور اسی دوران تواریخ

پوگل پرستان کے مولف بھی بنے رہے۔مولانا محمد اسماعیل اثری نہائت ہی پُر خلوص ، ہمدرد نیک طبیعت ، حاضر جواب ۔مزاحیہ پسند شخصیت کے علاوہ جید عالم مختلف ڈگری یافتہ بہترین خطیب ، مصنف اُردو اور پوگلی زبان کے شاعر تھے۔اُلکلیۃ کشفیہ کی سربراہی میں مصنف کے ساتھ خاص رابطہ تھا۔معتد خطوط نسبت دینی ادارہ مصنف کی فایل میں موجود ہیں۔قرابت کی وجہ سے اکثر مزاحیت کا ایک آدھ مصرہ میں موجود ہوتا نظر آرہا ہے۔

اثرؔی مرحوم کو مصنف کے ساتھ خاص توقعات تھے۔مصنف کے عمہ پارہ ترجمے میں اُن کی صحت ناسازی کے باوٗجود بھی حوصلہ افزائی رہی۔ اِس کیلیئے ماسوائے دعائے مغفرت کے اب کچھ بھی ادا کرنے سے قاصر ہوں۔تعلیمی ماسناد مولوی عالم الہ آباد یونیورسٹی سے لیکر کل آٹھ ڈگریاں ایم اے مولانا آزاد یونیورسٹی تک ہیں۔تاریخ وفات دوسری جگہ پر ہے۔اللہ تعالیٰ جنت نصیب کرے۔

زندگی آنی اور جانی ہے

بس مختصر سی کہانی ہے۔

تواریخ پُگل پرستان

منز پوگلی کلام

ازقلم :۔ ۱۔ عزیز مشتاقؔ پوگلی، کشفی ادارہ چھن

۲۔ بِدادہ، ازقلم: محمد اسماعیل آزاد اثریؔ

۳۔ میُن وطم (نیل) ازقلم: محمد حسین حسینؔ، زراڈی

منجھے ہوئے پوگلی بولی کے شعراء کلام کے چند اشعار بطور نمونہ ذیل ہیں۔

کشفی ادارہ چھن

۱۔ کشفی ادارہ چھن رب سنو سہارہ چھن ۔ منگم دین وایمان کرم جان قُربان

مشتاقؔ یوون چھوٗ سرئی دیو ودھیان ۔ مال جان تے دیوم کرم جان قُربان

عزیز مشتاقؔ پوگلی

۲۔ بِدادہ

تسی رحمت کُوت چھٗنی گرٹھی نظر تراوہی مِ پانت

یے گرٹھی میُن دِل قرارُس مِل گرٹھی پانس شفا

ژندرہ سنا پاٹھی شائیرن سینتی دھوں چھوآزاد ہر جگہ

ھلہ کیلہَ لگی گرانڑ ووتہَ منز میل گرٹھس پانیئے دوا

محمد اسماعیل آزاد اثریؔ

۳۔ میون وطن نیل

چھوآسمانُس تارگن زنَ شو بوُن مینو وطن

زمینس پانت جنت زن شو بوُن مینو وطن

حسینؔ یلہ پردیس آیسہی یاد پیوی تیلہ وطن

مرہم چھُ بڑوُ زخمی دِلن شو بوُن مینو وطن

محمد حسین حسینؔ، زراڈی نیل

ادارے سے نکلنے والے دوسری حیف دولڑکے

دسمبر ۱۹۹۸ء بموقع فارغین دستار بنی میں کانفرنس پُر مسرت مہمان خصوصی پر عفیسر ڈاکٹر محمد رمضان صوفی، دیگر اکابرین جمعیت بمقام کشفیہ منزل مالیگام پوگل خطبہ استقبالیہ محمد اسماعیل اثرؔی آغاز آداب والقاب بقلم مرحوم اثرؔی صاحب۔

گذشتہ را صلوات ِ آئینده را احتیاط (فارمولہ) جمعیت الحدیث جموں وکمشیر آج ہم کارکنان ٹرسٹ اور اکابرین مرکزی جمعیت اہل حدیث جموں وکشمیر نئے عزائم نئے جذبات ولولہ جات کے ساتھ باہم اکٹھا سر جوڑ کر بیٹھے ہیں تاکہ دانستن یا سہواً ہمیں اقتدار کی خاطر کوتاہیاں نسبت ادارہ ہوئی ہیں اُن کے خاطر اللہ سے رجوع استغفار ہوکر باہم شیر وشکر پوری دِل سوزی خلوص ولگن کے ساتھ تعلیم دین ودعوت اِلی اللہ کے فریضہ کو سرانجام دیں گے۔

گویا صبح کا بھولا اگر شام کو گھر لوٹ آئے تو اُسے بھولا نہیں کہا جاتا۔ اللہ کی ذات عظیم ہے۔ اُسی ذات الٰہی نے اپنے پیارے بندے کو معافی کی ضمانت بھی دی ہے۔ لیکن بار بار نہیں؟ طلبا کو ایک ادارے سے دوسرے ادارے میں داخلہ دینا ایک دوسرے کی تنقید کرنا یا تخریبی سازشیں رچانا یا منتظم اعلیٰ کو ہجرت پر مجبور کر کے وطن بدر کر دینا آخر ایسا کن عنصر نے کیا۔ یہی شیر وشکر ایک دوسرے کے باہم سر جوڑ کر دین کا فریضہ انجام دینا تھا۔ مصنف ایسے ماحول میں غالباً چار

دہائیاں جسمانی، اقتصادی۔ معاشی و مالی ادارہ کشفیہ کی ترقی اور بھلائی کیلئے حصہ دار رہا ہوں۔ اجر دینے ولا رب ارض وسمواۃ ہے۔

آملیں گے سینہ چاکاں سے سینہ چاک

اِس چمن کی ہر گلی درد آشنا ہو جاےءگی۔

درد آشنا کب ہوگی۔ ادارہ دینیات کا بھی یہی حال سب سے زیادہ زور آور زبان دراز اِس ادارے کا منتظم اعلیٰ یا کسی بھی شعبے کا ناظم خود ساختہ ہو گا۔ اور آج تک بالکل یہی حال رہا ہے۔ عمارت بنات مکمل غلام نبی خان نے کروائی۔ استاد کا خدا حافظ۔ غالباً تیند ہائیوں سے مدرسہ چالو ہے ایاک بھی لڑکی قرآن پاک نہیں جانتی۔ سال میں ایک یا دو ماہ اُستاد کو بھرتی کیا جاتا ہے۔ اور اُس کی روٹی روزی کا خیال نہ رکھتے ہوئے مدرسہ بند کر دیا جاتا ہے۔ اُس کی اُجرت درس فراموش۔ صرف عہدہ امام صاحبان ممبر رسول پر جمعہ کے موقع پر جو بولتے ہیں۔ اُس پر خود عمل ندارد خود را نصیحت دیگر را نصیحتسے روز قیادت تک کام چلنے والا نہیں ہے۔ اِمام جامعہ اخلاق، خلوص، ایمان، انصاف کا نمونہ ہونا چاہیئے۔ وہ مقتدیوں پر انصاف کی نگاہ رکھنے والا ہو۔ دین اسلام کو پھیلانے کی ہر وقت کوشش میں ہونا چاہیئے۔ تا کہ دین عام لوگوں تک پہنچ کر موت کا خوف پیدا کرے اور گناہِ کبیرہ وصغیرہ سے تحفظ میں رہ سکے۔ حسد

ونفرت سے پاک ہی ممبر رسول تک جانے کا حقدار ہے۔

مجمع کے دن خوبصورت کپڑے، ملبوس کر کے باقی واجبات کو فراموش کر کے دین کا حق نہیں ملتا دین داری سے بہترین نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ آمدم بر سر مطلب مولانا احمداللہ بالی مرحوم کے بعد اُن کے شاگردوں نے کام سنبھالا تھا وہ بھی ۱۹۲۶ء سے ۱۹۴۷ء تک گو آج محمد اسماعیل اثری مرحوم ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ ماشااللہ اُن کے شاگرد جموں وکشمیر پوری ریاست میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ خیر کرے اعلیٰ تعلیم یافتہ سعودی عرب تک درس وتدریس سے منسکل ہیں۔ اُن سے یہ ادارہ جات بنیات مسجد اور عام معاشرہ سنبھالا جا سکتا ہے۔ اُنہیں نہ صرف وادی بلکہ کوہستانی خطہ ارض پر شب وروز فکر رہنی چاہیئے کہ ہم اللہ کے دربار میں اِن معصوم اَن پڑھ لوگوں کی نسبت کیا جواب دیں گے۔ روزی تو برحق ہے۔ اللہ کی رضا وخوشنودی کو بھی برقرار رکھنا ہے۔ علمائے دین کو بھی کوئی آسان پیپر نہیں ہوگا کہ وہ ہاف ٹائم ہی فارغ ہو جائینگے۔ اُنہیں پاس پڑوس، ذاتی کنبہ، اپنے عوامل، عبادات سخاوت، واجبات فرائض، شرائط شرافت وغیرہ سوالات میں اپنا پیپر مکمل حل کرنا ہوگا۔

تحریک وتواریخ پوگلی زبان وادب

اور کلام مشتاقؔ پوگلی
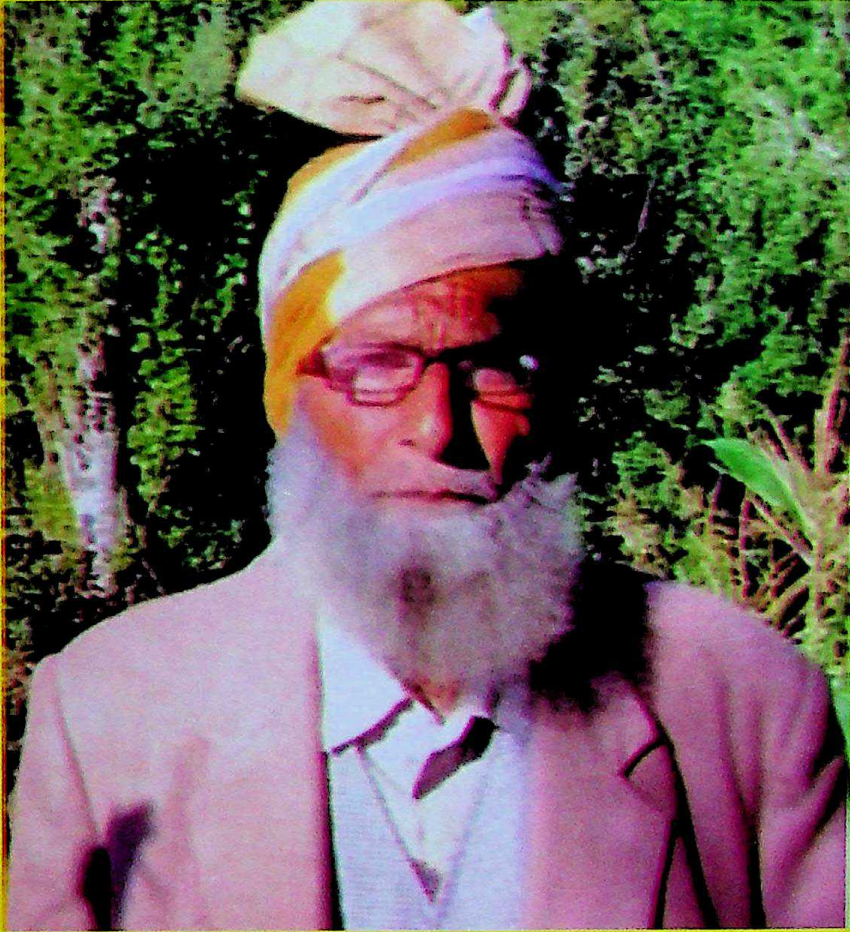
تحریر :۔ عبدالعزیز مشتاقؔ پوگلی (مشتاق پورہ پوگل)

معاوِن ترتیب کار:۔ طارق فاروق کٹوچ

فون نمبرات:۔ 8803610718-6005285951